

اُردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر

پروفیسر خلیل صدیقی
ریسرچ لائبریری شعبہ اردو
زکریا یونیورسٹی ملتان

ڈاکٹر عاصی کرمانی

پروفیسر خلیل صدیقی اردو سائنس

پیشہ ورانہ تعلیماتی ادارہ

65

68

پیشہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

711
821.429
1000
مکتب

اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر
(حقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی / اردو)

پروفیسر (اکثر) ماسی کرہلی

محقق / مصنف

سید ایڈ سید ، کراچی ، فون : ۲۶۲۷۳۰۰ ، ۲۶۲۷۳۰۰

طبع

نیدرلینڈ

کیرنگ

الحکم نعت کراچی ، E-۰۱ ، عالم ایجو ، سکٹر B-۱۳

مترجم

شمال کراچی ۷۵۸۵۰ ، فون : ۶۹۰۱۲۱۲

مترجم ، کراچی

تعداد

ربیع الاول ۱۴۲۲ھ مطابق جون ۲۰۰۱ء

تاریخ اشاعت

۵۰۰

قدیم

۱۰۰۰ روپے

قیمت

(۱) سید کریم زیدی ، فون : ۰۳۱-۳۵۷۹۰۶

رہنما

۸۰۹۷۱C۳۳ گلشن جمال ، کراچی

(۲) پروفیسر ڈاکٹر ماسی کرہلی

۴۵ سید کاظمی ، ۲ سن روڈ ، ملتان ، فون : ۰۱۱-۵۲۲۳۱۱

انتساب

ممتاز عالم و فاضل، ادیب و شاعر، ناقد و محقق اور فیض رساں شخصیت

ڈاکٹر وحید قریشی کے نام

میں رہ رہ کر بے حوصلہ و شہتِ ثنا ہوں

رہبر کی توجہ ہے کہ منزل پہ کھڑا ہوں

وہ علم و فضل اور سراپا اخلاص و ایثار

ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے نام

جن کے نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے، میں نے نہایت اعتماد و اطمینان کی

فضا میں مراحلِ تحقیق طے کئے

دستگیر من شدی، مرہونِ احسانِ تو ام

جانِ من مفتوحہ، تو، زبیرِ فرمانِ تو ام



اعتراقات

میں سب سے پہلے محترم اداکارہ مید قرنی کا منوں شکات ہوں، جنہوں نے مثبت فکر میں قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی۔ انہی سب سے پہلے معروضات کے بلکہ جو علمی، ادبی مسائل کے حل میں مجھے دانشور آگئی کی مدد ملنی سے فوجی رہا ہے۔

مکرم الاثر لکھنؤی نے اس مسئلے کے حل میں کافر کا بھی ایسا ہی ذریعہ دریافت کر لیا ہے جو اس کے لئے جہاد میں شریعت سے منظور ہے۔

واکرا کے فیاضی، واکرا غور اور واکرا میدان کی خوشی کا شکر گزار ہوں۔ میں سے کہے گا ہے مہاراجا کھنیز ملی، ہونی رکت
میرے لئے حوصلہ انگیز رہی۔

ڈاکٹر سلیمہ قزوینی، ڈاکٹر طاہرہ نسیمی کی علمی و محفیری

”خبریں ہیں کہ وہ ایک اور شخص کے ساتھ مل کر ایک اور جہاز پر سفر کر رہے ہیں۔“

۱۱) اگر ہم جسے ارتقا دینے کی بجائے تلوام سے ملنا دے دیں تو اس کا نام کیا ہو گا؟

شری ہارامی میری فریاد سنا۔ اگر میں کی مسلسل لعنت مجھے حاصل نہ ہوتی تو شاید یہ کہہ نہ لیتا۔ "جھیل" میں وہی انہوں نے تمام مضافاتی روپوں اور حقوق کی لڑائی، نیز تمام مگر بنے اور دیہاتوں کا جو اس وقت سر کیا، مجھے پوری یکسوئی اور مضبوط خاطر کے ساتھ حقیقی کام کا مجموعہ فراہم کیا۔ میں اسی میں کوئی نقص نہ کر سکا۔ میری کامیابی کی وجہ سے وہ بھی اس وقت کے ساتھ ساتھ میری توجہ سے روٹی کے لئے ہمارے کھارے ہیں۔ ہمارے حقیقی میں کی حوصلہ شکنی مرے لئے آئے لیکن انہوں نے نہ تو میری بہت امداد کی۔ غن کی اس ایک شہرہ فاش کا جب خدا نے قدموں کے پاس رکھا ہے۔

میرے ہے، چیل، عظمت کمال، ہادیس حسن شریف، احمد مصغر، ااکثر احمد دانیال، شریا اعلیٰ، یحییٰ اعلیٰ، میرے والد
ہادیس طارق، راجہ سنگ کاندھ، سلیم علیہ، میرے لاکھوں کی وصیات و خطب حسن، منور جمیل، عظیم زہرا، احمد فرین میری کامیابی کیلئے دست و پا
مختصر ہے کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کے عظیم الشان خدمات پر توجہ کروں گا کہ میں ان میں سے کسی کو لای حرم لاریڈہ کی اقبال کے لئے دعا کروں۔
میرے ہے شہر اعلیٰ احمد، کوں ۱۰۰ سٹون اور علامہ نے فراہمی کتب کے سلسلے میں میری مکمل امانت کی حتیٰ کہ اعلیٰ کتب مستعار دینے
میں بھی کئی کئی فیصد تک میں ان سب کام میں حصہ ہوں۔ بعض اہم اور دلچسپ کتب خانوں سے میرا رابطہ قائم رہا۔ میں ان کے منتظمین کے بھی
لہذا ان کو ان کا حق پہنچا کر چاہوں۔

خصوصی، عوامی، ادارہ جاتی کتب خانے

انجمن ملی اردو کراچی اردو اشتری و ذکر اپنی حضرت مولانا محمد رفیع صاحب کراچی

پنجاب پبلک لائبریری لاہور

مرکزی کتب خانہ، دارالحدیث، لاہور۔ پبلشنگ ایڈریس: پاکستان اسلام آباد

خدا را بگزاران من
مرکز تحقیقات تاریخی اسلام آباد
کتابخانه و مخطوطات

[illegible]

ذاتی کتب خانے: اسماعیلی گرامی

۱۔ بیت منورہ: **الاحقر قاری محمد عبد الغلیل** مدرس انجمن علمی الشریعہ۔
 کراچی: **الاکبر فرمان شہ پوری**۔ **راغب سر قادی**۔ **الاکبر خورشید نواز احمد دہلی**۔
 سندھ قریبی۔ **نوح مہاں**۔ **مسجد رحمانی**۔
 آفاقہ کٹر محمد حسین شمس الدینی۔ **واحد عمیر دہلی**۔
 لاہور: **جنس محمد الہی**۔ **حنیفہ صاحب**۔ **خالد علی**۔ **راہد شہ محمود**۔
 لیصل آباد: **حافظہ حبیبی**۔ **الاکبر ریاض مجدد**۔ **الاکبر خالد محمود انور**۔

علاء الدین فیض شاد علی	داکتر احمد مرید	داکتر حسین نقوی	ملفوظ نظام مصطفیٰ نقوی
مرزا حسن خلیف	داکتر طاہر نقوی	قادر صحرانی	داکتر نجیب رحمان
اقبال سافر صدیقی	پروفیسر لیلیٰ رحمانی	پروفیسر مسٹر علی شاہ	پروفیسر حسین عمر
پروفیسر اسلم احمد دی	داکتر محمد امین	داکتر جمید رضا صدیقی	پروفیسر نصیر صدیقی
حسن شاگرد جوی	اقبال مرشد	ایڈ صدیقی	پروفیسر نظام حسین شاہ
محمد نور حسین زہری	محمد افضل خان ترین	پروفیسر حافظ الطحاوی احمد خان	نواب کاظمی
میراج علی قزاق اقبال (پہلی)		پروفیسر محمد (پہلی)	

ابواب کی تقسیم

- پہلا باب: حمد اور نعت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم۔ عربی اور فارسی شاعری میں اس کے نقوش و آثار اور اردو شاعری پر اثرات
 ص ۱۸۰ تا ۲۰۷
- دوسرا باب: اردو شاعری میں حمد و نعت کی روایت اور اس کے محرکات
 ص ۲۱۱ تا ۲۱۸
- ۱۔ رباعی و مثنوی
 - ۲۔ غزلیات و ماحولیات
 - ۳۔ شہر علی و سیرت علی
 - ۴۔ ملی و قومی
 - ۵۔ علمی و ادبی
 - ۶۔ متصوفانہ و فلسفیانہ وغیرہ
- تیسرا باب: حمد پر و نعت پر شاعری کا موضوع اور اس کے فنی لوازم و مستحیات
 ص ۲۱۲ تا ۲۳۸
- ۱۔ موضوعاتی و غیر موضوعاتی شاعری، مسائل و مسائل
 - ۲۔ حمد پر و نعت پر شاعری اور تنقید، نزاکتیں اور قیامتیں
 - ۳۔ حمد پر و نعت پر شاعری کو جانچنے، پرکھنے کی صورتیں اور معیارات
- چوتھا باب: قدیم ادوار سے عصر حاضر تک حمد نگاری و نعت نگاری کا جائزہ فارسی شعری روایت کے حوالے سے
 ص ۲۳۹ تا ۳۹۹
- ۱۔ فارسی شعری روایت کا جائزہ: زبان، بیان، مضمون، صورت، اسالیب، نمونہ
 - ۲۔ مولیس اردو حمد اور اردو نعت کا (جو فارسی شعری روایت کے تحت تخلیق ہوئی ہو) سرور
 - ۳۔ حال شعری اصناف: نعت، قصیدہ، مرثیہ، مثنوی، غزل، رباعی، قطعہ، نیز نظم کی مختلف شکلیں، خصمیتات وغیرہ
- پانچواں باب: عصر حاضر کے مستحیات و مسائل کے پیش نظر حمد نگاری و نعت نگاری کی روایت سے
 ص ۴۰۰ تا ۵۰۸
- ۱۔ نئے مطالبات
 - ۲۔ نیا نیا
 - ۳۔ حواشی
 - ۴۔ کتابیات
 - ۵۔ ضمیمہ
- ص ۵۱۰ تا ۵۲۲
- ص ۵۲۵ تا ۵۳۵
- ص ۵۳۶ تا ۶۱۱

71 5 5-5

جانب عبد المطلب. علي بن حبيب قمي، عبد الله بن الزهري، اسمعيل بن الحسن، كعب بن مالك، الواسع بن زياد، زبير بن عبد المطلب،
زید بن عمرو بن علی، ابو قیس بن الاسود، عمرو بن النخوع، ابو قیس بن انس، عمرو بن معد كرب، عبد الله بن ابي، دود بن الصخر، زبير بن ابي سلمی، یزید بن زید،
فرزدق، جندب بن الحارث، ابو النضر، ابو نضیر، ابو قیس بن عامر، ظن بن عامر، عمرو بن الحارث، حنظل بن ابي طالب،
الحصل بن ابي جابر، محمد بن عبد الله التولي.

1-3 F 875

امامی بن فیس، و در قن نوخل، نفس بن سادہ، کعب بن لوی، یحییٰ شاہ یمن، جناب ابو غالب، حضرت حسان بن امام، حضرت عبد اللہ بن مراحہ،
حضرت کعب بن زبیر، حضرت حمزہ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عباسؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، امام زین العابدینؑ،
سعد بن ابی وقاص، حضرت ابودھان، حضرت عباس بن مرداس، حضرت طاہر، حضرت یاقوت، حضرت عتبہ، حضرت خضاع، ابو قطرب، ابو النضر،
عن جعفر بن یحییٰ جمال الدین المصر مرئی، امام مصری، شمس محمد الحلیمی، عن ہاشم، ابن ہشام الامامی، عبد اللہ جمہال مرئی، ابو شوق و غیرہ

مس ۱۰۵ ج ۸ = ۸۰

[illegible]

اصولی مباحث

چاپ

مردانیت کی قریب۔ ملت میں من کے معنوی املاکات۔ فکر و ما، منہات، روح، منقبت و غیرہ کا فرائی، مردانیت کی ضرورت۔ ایمیت اور اللہیت۔ قرآن میں انکی دور قوت و سولہ کے کالیسی ہاتھ۔

الحمد لله رب العالمین تمام قرآن مجید نے نبی کا جو حصہ اس کی عقل کا حصہ، غلبہ برودت، غلبہ دما کیست، اور توحید و تہذیب کا منظر ہے۔ اُنہ نبی کے اُتارے مثنوی، دو دو میں جو لوہا اس نے اپنی زبان میں بیان کیوں کر جو ہمیں سکھائیں۔ مٹا ہات کے جوجی اپنے سب سے تعلیم کے۔ مٹا ہات قرآن سے فخر الہیات کیلکات کے سرور حکم کا مٹا ہات۔

وہاں تک (مذکورہ) قریں میں حضور پاکؐ اور رسول اللہ ﷺ کے اکبر ہند کے سے منسوب ہے۔ حضور ﷺ کی حضورؑ کا ذات پر آپؐ نے احسانات، آپؐ کے جمال و کمال و نصال اور آپؐ کی میرت اللہ کی روشنی قریں پاک کی سطح سے مٹا دی ہے۔ حضور ﷺ کی شہادت ہے کہ حضورؑ اور پھر پھر علیؑ اور سرگزشت و اوقات ہیں۔ مگر فرقہ فرقہ سے نصرت گوئی کے کرنا یہ اللہ کی نصیبیں۔ فقرا نے آپؐ کے رتبہ متاع محمد و سنت۔ (ان کے قصائد میں)

حرب کے ناسک و شمرانہ مسائل :- پہلے صاحب، حضرت علی، صالح بن جعد، عمار بن زید، کعب بن لک، کعب بن زید، رضی اللہ عنہم، امیر مدینہ طیبہ اور مدینہ کے۔

لہذا سیاحوں کے لیے یہی منتخب اور نایاب شہر ہی میں مہمان بردار ہے۔

لما كرهه فخرًا خلفا لفرودی، ولاحق به سعید، قاسم، سنبل، مسعود سعد سلمان، شافعی، بکری، خطیر، رودی، سعدی، خضر، دیلم، هادی، عراق، طائی، یحییٰ، عارف، نظیری، قدیمی، صاحب، کایم، بیگلر، صاحب، تپاز و میرد.

برود شاعری پر اثرات

[illegible]

دوسرا باب: اردو شاعری میں نیرنگ کی روایت اور اس کے محرکات

۱۔ دینی امور

مردانہ چلنے والی کسی اور معرفت اٹنی گارنٹ نہ کر سکتے، معبود اور مہد کا نام، محمد اللہ اور مہات کائنات کے چہرہ خلق کی تعبیر اور مہد کے لئے حکم صوبت و اطاعت کا خدائے احد، ثنوت و سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سلطانہ اور نورانی مہدی کی تعبیر فرود و اطاعت کا مہد۔

۲۔ نفسیاتی ماحولیاتی:

حقوقہ توحید اور مضمون پاک کی شخصیت و سیرت کا خوبہ اذان میں راجح کرنے اور معیار مل جانے کا وسیلہ، جس کے نتیجے میں فرد کی ذہنی تکمیل اور فکری تطہیر ہوتی ہے، اجتماعی حیثیت سنارتی ہے اور انسانیت اسلامی اور روحانی ترقی حاصل کرتی ہے۔ یہ سوشل سائنس میں غنیمت اور خیر ہر عمل کی اساس بنتا ہوتا ہے۔ نعمت محمد ﷺ کی ذاتی شخصیت، خاصہ بنی بکر معرکہ، اس صمد کے لیے اور سوشل سائنس کا حلقہ۔

۳۔ تدریجی و تاریخی:

اسلام نے ایک نئی تہذیب سے انسان کو آشنا کیا۔ یہ تہذیب دوسری اقوام کی تہذیبوں اور تہذیبوں سے یکسر مختلف ہے۔ اس کی بنیاد (بلا آمیزش) توحیدِ خالص کے عقیدے پر ہے۔ اس میں عمر بھر کا پہلو لایا ہے۔ یہ تہذیب مساوات، عدل، حقوقِ اللہ اور حقوقِ العباد (مہمانانہ معاملات)، کام ہے۔ اس لئے مسلمان معاشرے کا اہم تہذیبی شخص ہے۔ جو اس تہذیب کو رائج کرتی ہے اور حضور پاک ﷺ کی سیرتِ ائمہ پر ہمارے لئے گروہ عمل کے نمونے کو لہا کر کرتی ہے۔ ہمارے جدید تعلیمی، ادبی، اور عملی میں ایک امتداد و انظر لایت ہے۔ یہ حیثیتِ لائق، مفتوحین سے اہلِ امن سلوک اور امن کا تحفہ، حقوق، قصور، جلا کے ساتھ اہلِ اعرافِ دیوبند۔ مگر نکست ہر دو صورتوں میں ہمارے محسوساتہ جذبات اور اللہ کی خصوصیت کی تہذیب سے متاثرہ ہوتے ہیں۔ ہر حالت میں انکی اخلاقیات کا تصور۔ ہر صورت میں ہمارے تہذیبی احساسات و امور کے جن مادہ سے ہم گزرے ہیں ان کے زیر اثر ہماری شاعری میں لہائیت اور اخلاقیات کی صورتیں ہوتی ہیں (جو کہ شاعری کی ایک شاخ ہے) ان میں ہر تعلیمی حوالہ کے اثرات۔

۴۔ ملو قوی:

ج۔ خالص ہے ترکیب میں قوم و سال و مملکت
 دہرے ملی و قوی خاصاً جو دو صاف کا تصور ہو میں، آدھری میں جو، ملک و ملک و زمین کا تصور، قوی میں جو، مہابت و استقلال کا تصور،
 نعمت و اخلاص و مہانت کی ترکیب تاکہ ملت اسلام حضور ﷺ کے ارشادات اور ان کی حنت کے سامنے میں داخل ہو جائے۔

۵۔ علمی و ادبی:

اسلامی علوم، قانون اور تعلیمات کا حوزہ جن عناصر سے ترکیب ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ ہر خودی سے مہر ت چہرہ مسلمانوں نے اپنے علوم، فنون کے تاج سے اقوم عالم کے گاہکوں کو منور کیا۔ یورپ اور مغرب سے گزرا، قرا اور اسلام اپنے علوم و فنون اور ایمان و توحید و تحقیقات سے انکسار نہ کر رہا تھا۔ مسلمانوں نے دوسری اقوم کے علمی و ادبی اور کھلی لیا لیکن میں جس اسلامی عقائد سے متصادم عناصر تھے کی کنکری کی اور انکس اسلامی سانچے میں داخلہ۔ محمد امینی اور احمد راول پور کے زمرے بھی ہمارے خاص علمی حوزہ کے تقسیم کے آئینہ دار ہیں۔ مصر میں ہمارے علمی و ادبی سرکار (خود ترمیم ہوں، خود نظم میں) اپنی ملک پہچان رکھتے ہیں۔ جو حکم ذکر الہی ہے ہمارے اسی علمی و ادبی گزرنے کا گہر سچا ہے اور نصرت جو اس کا حوزہ تعلیمات اور ترقی و ترقی ہے۔ اسی سند کا کلاب ہوتی ہے۔

۶- موفقیات انداز نظر:

نقد پر اس راہی ذات کی تکایت، علاوہ اکلند، بے ثباتی عالم کا احساس اور اس احساس کا فروغ، ظرفیت خفیت کے مطابق، رہبانیت، ترک و پھارے عمل کے پرے میں توکل (ایک حقیقی قدر کی خفیت میں) محدود جدوجہد اور وحدت شهودی کے نظریات کا مرکز میں فروغ تصوف کے خفیت اور حقیقی اثرات کا جائزہ، لغت کے وسیلے سے ذات و مالت مآب جتنے سے بڑا حکام اور ان کی نگاہ گرم سے محدود استعداد۔

تلفیظہ اعلیٰ مدرسہ

جو میں حکمت، عقل، اخلاق، فکر کے مضامین، اہلیات، حیات، انسانی کی پر اسراریت اور عقل کا قہر، تہذیب اور تغیر کے لکھناات سے مشغول رہتا ہوں۔

فہم میں حضور علیہ السلام کی انسانی نوعیت کا اعلان اور ساری تہذیب و اخلاق و معاشرت میں ان کی اہمیت کی انرجی کا ذکر ہے۔

تیسرے باب: محمدیہ و نعتیہ شاعری کا موضوع اور اس کے فنی لوازم، مقصدیات

حضرت شاعری کا موضوع اللہ تعالیٰ اور اس کی عورت ہے۔ عورت کے مطابق کامسب توفیق مران نور اس سحر فانی کی جہ پر محمد علی
قمری مکتبہ۔ جبکہ نعتیہ شاعری کا موضوع عربیہ اسلام کی نبوت اور حیات کا نکات پر ان کے اثرات ہیں۔

موضوعاتی اور غیر موضوعاتی تقسیم: دربارست محمد ہاشد مر، بزدی مر، علی مر۔ یہی تقسیم لغت کے سلسلے میں بھی ہو سکتی ہے۔
نعتیہ و حمدیہ شاعری پر تنقید، ایک: نزاک عس، خیزاستہ پر کھنے کی صورتیں اور معیارات:

تعلیم و صحیح شاعری پر تھمنا، اپنے اندر رہے وہ ذرا تئیں نہ تھا تئیں نہ کہنی ہے۔ ہم کسی مرد و نعت کو ایسے دور سے خالوں میں تقسیم نہیں کر سکتے۔ ایک مرد کا دور میرت کا ہے، اسی دور کی تمام تر صفات اقبیس میں کی کہی ہوئی مرد و نعت میں رہتا ہی ہوئی ہیں اس لئے مرد و نعت کو ہم سمجھنا ہی نہیں گئے۔ بہتے لہ کے فضاہات کو سامنے رکھ کر ہم اس پر تھمنا کریں گے۔ اس میں لطافت، زبان، ہوش، مولود، مصلوب کے معنی کی سطحوں پر گھٹکھ کرینا گئے۔ نیز یہ کہ جدید خالص کے جو سلاحدہ مستحکمت ہیں، کیا، پر تھمنا مرد و نعت کی خالص سے تو انحراف نہیں کرتی اس لیے ہائے میں قابل ملاحظہ بھی قابل ہو سکتا ہے۔ بہت سے ہم نے تو اسباب مرد و نعت کی طرف کی ہے۔ ہمیں انہی مختلف کی طرف کی ہو تھیں ہوئی؟

چوتھایاب: قدیم لوہارے مسمراضر یک حمد ثاری کا جائزہ اور نعت ثاری پر نظر

نہیں ہیں اور کئی مصل کے سبب ان کی ادا کی بہ لائق صورت ہے۔

مہربانہ نجات کے سوا کچھ جاننا سنانا نہ دستیاب۔ عمل کو سچے دھرم سے جو سادہ، مختلف مختلف میں مہربانہ نجات کی تلقین، بڑی ہی مہربانہ ہے۔
 اللہ تعالیٰ ہماری حالت میں اسی طرح سے نہایت ہی مہربانہ نظر رکھے۔ مختلف مہربانہ کے مہربانہ کا بڑی ہی مہربانہ اور مہربانہ۔

پہلی مہر میں نے اور کب کو نہ اس جہد کا فہم، تجویز کی اور فہم ہاں نہ۔

پہلی نشست کا سربراہ اور ایف اے کا چانسلر

مرد و زن کی شہری یا مضاف کے حوالے۔۔۔ نہ دولت بلکہ کامیاب اور فنیقی پانڈی، ہر عہد کے ممتاز شعرا کی غیبی کے ساتھ۔

اس باب میں خاص کاری، ترمیم و تہذیب پر تحقیق کی اعزاز ہو گی۔ غیر لاری بلور ملٹی پل ہوا تصور یاد کر کرتے ہوئے کمالی ہارکونٹینٹ کیا گیا۔

پانچواں باب:

حقائق کے لوہہ راک کی جتنی باتیں ۱۹۷۱ء میں مصر میں شری ماہر ملک احمد علی نے لکھی تھیں، ان پر غور و صوفیہ انداز میں غور و فکر سے موجودہ انسان کی

یہ فصل وہ ملک کی جانے شہور کے وہاں سے تھیں۔ یہ ایک دور جو ملحدی کے روحانی ملک میں نئے ملکات کا دور۔

نتیجہ: تمام نتائج کی تحقیق سے حاصل

کتابت

موضوع کی اہمیت:

ایک بار تہمتی کا قصہ بیٹھ انسان کے ساتھ رہا ہے۔ حیرت فہرشی ہا طرف زور کی کے سبب وہ کسی نہ کسی حالت کے سامنے سر اٹھانے والا ہے۔ تڑپ کا دھڑکنے والی صورت اور سائی سے الٹا تر مظهر قدرت متین فشت و کل، ایسی ہی وجہ تالیف انوع اس کی پر مشتمل کام کر رہے ہیں۔ ہر جہت سے ظلم اور بے شعوری سے قیود شعور کی پہچان مگر کرتے ہوئے اور مرقومہ عقل سے اور چلا پیو اس نے کی صورت میں خود رفتاری اور باطن الطورت ہستی اس کی کئی عقل میں آتی رہی وہ اس کی پر مشتمل اور اس کے سامنے صبر لکھ گئی سے انحراف نہ کرنا چاہا۔ تاہم یہ قصہ کہ ایک "ہستی" ایسی ضرور ہے جو اس کے وہ پہلوئیں کی وہ ستر میں اور ظہر خبر کی برائی سے نہ صرف الٹا تر ہے جو وہ اس کی خالق، اس کے انمولوں پر غلہ اور حیات و کائنات کی حکم اور ان کی فکر پرست پر غالب ہے۔ بیش اس کے مستندت میں رہی کسی عقل اور اس نے اس کو اس عقل ہستی کے مظاہر سے رہا حقیقت استوار رکھا اور کسی نہ کسی سطر کو اس تک رسائی کا سلیہ جانا ہر اس سطر کو اس کے قدرت و اعتبار میں شریک ہونا۔ صحت، کثرت پرستی، مقابلہ پرستی، عقل پرستی، اس کے ساتھ لبر و اس اقلیت کی عقل صور میں ہیں۔ فکریہ کہ ہر اعتقاد کے ہی سطر میں ایک "قلم" کا قصہ ضرور قائم رہا یہی سارے مشرکین عربیہ دانتے تھے کہ ایک اللہ ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے اور جو فرض و عہد لکھ ہے اور بعد اس تک رسائی کا سلیہ ہیں۔

حقیرے کو حق ہندوں کی نرم زمین سے اٹھا کر پہلے پہل ہے۔ یہ چند اپنے تعلق کا ہے جس تاکہ بیداری پر ستر اپنے لغت (مگر کڑی مشق) تک اپنی حقیقت اور ہمت کو ہر ہر انداز میں عقل کر دے اور اپنی عاجزی کو اپنے حاجت روا کے روبرو عاجزان پیش کر دے۔ نرم ہندوں اور ترقی ہندوں کا تعلق نثر کی حوائج شعری صورت میں زیادہ موثر انداز میں ہے تاہم یہ کہہ نہ سکتے ہیں کہ یہ صلاحت ہے کہ لطیف ہندوں کو پہلے ہی حجاب ہے۔ لیکن وہ ہے کہ عموماً ان کی ہر جہت میں ستر سے پہلے شاعری و ہجو میں آتی ہے یعنی ہندو۔ شکر سے پہلے آگے کو لئے ہیں اور کیونکہ یہ مشق کا نتیجہ اور ہجو اور فقر و ہر انسان کے ساتھ چکا رہا ہے اس لئے اس نے اپنے تمام ہندوں کے عقائد میں زیادہ تر اپنے ہندو پر مشتمل کو شعری صورت میں لہاں لکھا رہا ہے۔ چنانچہ قدیم اور جدید سرود و دھرم بھی گیت، بھجن، شلوک وغیرہ اس کے عقائد کے عقیدہ بنکر رہے ہیں۔

عقیدہ مذہب و عقائد عالم کے مقابلے میں دین اسلام ایک انقلابی عقیدے کے ساتھ سامنے آیا اور اس نے اللہ کی قیومہ خالص کا واضح عقیدہ پیش کیا جس کے سبب تمام کثیف اور شرک آمیز عقائد منسوخ ہو کر رہ گئے۔ جب انہی (اسلامی) ہندوں نے اپنے عقائد مجددیت کے طور پر شاعری کے پہلے سے ہر وہ عقائد کے زحرے بلکہ اور اللہ تعالیٰ کی راجحہ، غلبہ، کثرت اور دین میں اس کی یکائی، کبریائی اور اس کی حاکمیت و مائیت کے لئے اپنے ساز جہاں پر لکھا ہے۔

اس طرح نصف ایک نہایت توانا دیکر میں ایک مقررہ محد متفق شعری کے طور پر وجود میں آئی عرفی کی حد و سلام کی شاعری اور فارسی شاعری کی لغات لغات جو سے محدود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ کی ماہر انسان کی ہدایت کے لئے اپنے خاصا سے انبیاء و مرسلین عظیم اسلام بھیجے تاکہ وہ اپنے درمیان ہدایت ہدایت سے اور اپنی میرت و ہر وہ حسن کردار سے کائنات انسانی کی رہنمائی فرمائیں اور بھگت سے انہیں انسانیت کو منزل ہدایت کی جانب بلانیں۔ اللہ تعالیٰ نے صنف آسمانی اور معروفہ نہ ہی کتب مقدسہ اور خصوصاً فرق عظیم کہ ہر انسان کے لئے حلال مستقیم اور منزل محمود متعین فرمائی اور انبیاء عظیم اسلام کو قاتل و قتل و کتب و قلم اور مختلف و درود و حرمت میں بھیج کر مائیں اور خصوصاً عالم انسانی کی خیر و صلاح اور فوہ و نفع کے سامان حکم پہنچائے۔ انبیاء عظیم اسلام عہد معبود کے چارے راہیہ کا سلیہ ہیں۔ انہی نفس قدسہ کی ہر کت سے مکر و نفاق ہدایت و ہدایت ہر وہ اس نے شکر، شکر، شکر

اور باطل پرستی سے دامن چھڑا کر اللہ سے اپنا رشتہ اطاعت و عہدیت قائم کیا اور اپنی دنیا دار مقلی ستوری۔ اللہ تعالیٰ کے بعد بھی محبتیں قائم نہ تھیں جن کا بار اعلیٰ پر انسان پر ہے۔ شیعہ مذہبیت عقیدت کا دوسرا مرکز کلمہ بھی سر سلطین ہیں اور عقیدہ پر اور بھی ہر امت کے افراد نے ان کی عقیدتوں۔ جاک ہندوں کا عقیدہ نہ تھے کے شعری میں ہیں کیا ہو گا۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ میرے اباؤ دادا اور مہینے، خاتم النبیین، رحمتہ العالمین، حجة الحقین، کائنات اور جودات اور باری ذات کائنات ہیں۔ آپ خیر البشر ہیں اور آپ کی صفت خیر الائمہ آپ پر جہلی ہوئے، وہ کلام انبی تمام دہائی کے لئے دستور کائنات اور مشورہ حیات ہے۔ آپ ہی یہ علوم اکملت لکم دینکم کی آیت محکم جہلی ہوئی اور آپ ہی دین اسلام کے طہیر آخر الزماں کے طور پر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ، ہر لمحہ، جس انسان پر مخلوقات، تمام ارض و سماء پر اور دین اسلام پر مبنی ہے اور آپ کی ہر روح نامیں مشغول ہے۔ حضور پاک ﷺ کی شان میں نواہ نے والے متکرم ہندے "تعتنا" کہلاتے ہیں۔

عرب کی حمد اسلام کی شاعری نے حر و برہانے نعمت دے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی توہید پر ایمان رکھنے والے اور حضور پاک کے کلمہ کو دنیا کے ہر ملک میں موجود ہیں۔ بیشیہ نہ پناہ کی ہے شہزبانوں میں مہمانی اور
نعت محمدی کے ذخیرے میں گود یہ سلسلہ ہدی ہے اور بقیہ ناک ہدی ہے۔

لہذا انہیں کی شاعری زیادہ تر عربی اور فارسی شاعری سے اتر چڑھ رہی ہے۔ عربی شاعری کا۔ اور است اثر مقدمہ کے اعتبار سے اس کے ایک یہ اثر بواسطہ طور پر فارسی شاعری کے حوالے سے ہوا ہے۔ اس کے مقابلے میں لہذا شاعری فارسی شعری روایت سے لہذا است اور شیخ مقدمہ میں متاثر ہوئی ہے۔ عربوں نے بہت سے محاکم کو ترک کیا اور مختلف محاکم کے علوم و فنون اور تہذیب و تمدن پر مہر چڑھا، لہذا ان میں اثرات بہت سے ہیں۔ ان میں درست ہو گا کہ وہ مختلف ملکوں کے ذہن و فکر کو اپنے اندر جذب کر لیا اور کمرانی کی صفات سے آراستہ تھی۔ چنانچہ تہذیبی، علمی اور لسانی جہات سے کہ کے۔ جس کی وجہ سے تہذیب و تمدن شکوہ و زاری نہ کر رہا اور غیر ان کی کمرانی کی صفات سے آراستہ تھی۔ چنانچہ تہذیبی، علمی اور لسانی جہات سے کہ ایران نے عرب کے علوم و فنون کے ساتھ چھوٹے کو اپنے اندر جذب کر لیا اور اپنے مزاج کے ساتھ۔ یہ رنگ پیدا ایک تو ایران پہلے ہی لکھی۔ یہ تہذیب کے اعتبار سے لہذا ان کے دوسرے اسے عرب کی جتنی عبادات ملے۔ ان کی نفس اس لئے اس کے تہذیبی اور فکری اثرات سے متاثر ہو گئے۔ عربی تراجم کی شکل میں عربی علوم و ادبیات کو منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے خود بھی اسلامی تصنیفوں کے مطابق مختلف تصانیف اور تحقیق سے ذخائر کے ذخیرہ کے اجراء کرتے۔

ایران کی حدود سلطنت کیونکہ مسیحی تھیں اور پھر وہ ذوقِ عمل سے نہ شہر اور قلعہ نظر مدنی کے خواہاں تھے اس لیے وہاں سے مآخذِ اہل نے قبولِ اسلام کے بعد جن ممالک کو فتح کیا وہاں کے علوم و فنون، تہذیب و طائفہ اور طرزِ احسان پر وہ اثر انداز ہوتے چلے گئے۔

ان کا تعین اسلام نے ہر صیغہ میں اپنی کثرت کی جڑیں مضبوط کیں۔ ہر فردوں باشندے کے لئے مفتوحہ علاقوں میں تبادلاً ہے۔ ہر مادی رہن
نارسی تھی۔ ان کی ہر پہلی، نوشتہ و خوانہ اور مفتوحہ ملک کے حکم کی شدتوں سے ان کے دماغ کا وسیع۔ غازی بن تھی اس لئے یہی رہن اپنی تمام
خصوصیات و لوازمات کے ساتھ ہمیشہ ہر سب کو سب میں رہتی رہی تھی۔ یہاں تک کہ ایک طرف تو ہر نوادین غازی رہن میں رہتے رہے اور
لوہب تخلیق کرتے رہے ہر دوسری طرف ان کے اثر و نفوذ کے باعث نہایت شہرہ دل کی سوئی اور انکسار کا پیر یہ بھی ملے رہاں غازی تھی۔

فارسی زبان اپنی فہری روایت کا ایک طویل دور طے کر چکی تھی۔ قبل از اسلام بھی ایران کی اپنی عصری روایت نہایت مضبوط اور روشن اور
بر گیر تھی اور اسلام کے بعد یہ روایت زیادہ ہی فکرمور رہی۔ بہت فکرت انوار میں پیش رفت کرتی رہی۔ فارسی شاعری میں تقیہ چار موضوع پر مشتمل

مضامین و اندک کے تخلیقی ذخیرے موجود تھے اور مختلف عصری مشکلات کے متعلق انہوں نے حس و ادایت کو ذرا اور غیر مبالغہ آلود ہند و اعر کے قریب قریب ہر موضوع اور انسان کی زندگی اور اجتماع کے قریب قریب ہر پہلو اور ہر شعبہ اور ہر فعل و سبب کی صورت میں تخلیقی عمل کے مظاہر (ایم پی) بن گئے تھے۔ انہی میں سے کچھ اور فصاحت کے دل میں ابھر رہے جو تخلیقی کے لواظوں میں پڑے، انہیں دیکھ رہے تھے۔

یہ انداز ہر تخلیقی، تفریحی، تمدنی، تخلیقی اور معاشرتی حوالہ کے باعث (جن کی تشریح اپنے مواقع پر آئے گی) اور شاعری نے آقا علی سے شاعری کی شعری روایت کو صاف منہ قبول کر لیا اور شاعری کے تمام ترقی اور تخلیقی تجربوں میں اپنے آپ کو جذب کرتی ہوئی تھی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عربی شاعری پر چند قبل موضوعات و مضامین سے زیادہ اثرات اہل نگہب کہ ہم نے اردو شاعری کو شاعری شعری روایت میں انداز کیا کہ دونوں شعری روایتیں ہم رنگ و ہم آہنگ ہو کر رہ گئیں۔ چنانچہ دو قالب کی بات زیادہ درست ہے۔ شاعری شعری روایت سے اردو شاعری نے کیا رنگ نہیں لیا۔ بوزن و بحر، تریخ و اہم شعری مضامین اور ان کی (شاعری میں) سرور و ہمبختی، زبان و بیان، "سبک" (STYLES) تخلیقی ہادی و راہیہ، تخیلیات کا حکام، استعارات، اساطیر، تسمیعات، موضوعات، مضامین، انداز و بیان کے لئے کہ طرز احساس اور حکام خیال میں اتنی زبردست مشابہت محاکات ہے کہ صرف زبان کا فرق ہے اور نہ معنوی وحدت اور باطنی یکسانی اختیار رہے کی ہے۔

بانی اسلاف شاعری کی طرح اردو شاعری اور لغت بھی شاعری شعری روایت سے باری طرح متاثر ہے۔ ایران میں جس طرح حمد و نعت بعض اسلاف کے اور یہاں نکل کر یا اپنی باری وحدت کے ساتھ ملک و ملت میں (مثلاً غزل یا نظم کی فارم میں) موجود رہے ہوئی، اصول اور قیاس کے مطابق نے ایران کے لکری حکام اور ہندوستانی دہے کہ جس جس شکل میں متاثر کیا، اردو حمد و نعت نے بھی اس کی تقلید کی سنت لوائی۔ ہمیں تسلیم ہے کہ ہند کی مرز بن میں برہمن کے مخصوص لکچر اور متاثری رنگ نے بھی جڑی طور پر حمد و نعت کو متاثر کیا۔ لیکن یہ کثرت و سلازلہ لکچر شاعری کی مسلسل متاثر اور توانا شعری روایت کے قوی اثرات کا مسلسل نہیں کہ سبک چنانچہ یہ ضروری ہے کہ اردو حمد و نعت کے تخلیقی ذخیرے کو (آقا علی سے صراحتاً ہی) شاعری شعری روایت کے حوالے سے دیکھا اور پرکھا جائے۔ اگرچہ نعت پر ایسا، شیعہ کی سطح پر تخلیقی کام ہو چکا ہے اور حمد پر بھی تحقیق کا آغاز ہو چکا ہے لیکن دونوں مختلف ہیں یعنی حمد و نعت کے تخلیقی عمل میں یہ اہم اور وسیع راسخ نظر نہیں ہے کہ شاعری کی قیاس اور مسلسل شعری روایت نے اردو حمد و نعت کے حوالے پر کیا کیا اثرات صرف کیے ہیں اور اس روایت کی حدت سے حمد و نعت کے تخلیقی سرمایے میں کس قدر دوغلی اور بے محاسن و جوابدہ کا اضافہ ہوا ہے اور یہ سلسلہ تخلیقی اہم کاغذ و ثمرات کے ساتھ ترقی بھی ہو رہی ہے۔

پہلا باب

☆ حمد کے لغوی معانی و مطالب

☆ اللہ کا قدیم تصور

☆ حمد مذہب قدیم میں

☆ اہمیت الہی کے دلائل

عربی شاعری میں حمد:

عرب شعرا کے کلام سے مثالیں: (حمد) جناب عبد المطلب ، علی بن حبیب نخعی ، عبد اللہ بن الزہری ،

ابو بن ابی العسل ، کعب بن مالک ، لوسل بن رید ، زبیر بن عبد المطلب ، زید بن عمرو بن فیل ،

ابو قیس بن الاسد ، عمرو بن لکوح ، ابو قیس بن اوس ، عمرو بن سعد کعب ، عاذ بن یثرب ، درید بن صمد ،

زبیر بن اسلمی ، لوی بن رید ، فرزدق ، جعد بن لہب ، ابو العتہبہ ، ابو اوس ، عمرو بن لکوح بن مالک ،

طلح بن عامر ، شمس بن نذر ، عمرو بن اللہث ، حضرت علی بن ابی طالب ، الفضل بن اسماعیل ،

محمد عبد اللہ اقری ۔

نعت کے لغوی معانی و مطالب

☆ قدیم نعت

☆ نعت کے چند لغوی اور معنوی معانی

☆ عربی شاعری میں نعت

عربی شعرا کے کلام سے مثالیں: (نعت) امی بن قیس ، درقد بن نوفل ، قرن بن ساعد ، کعب بن لوی ،

جعفر بن یمن ، جناب ابو طالب ، حضرت حسان بن ثابت ، حضرت عبد المذہب ، رواد ، حضرت کعب بن زید ،

حضرت مرثد ، حضرت ابو بکر صدیق ، حضرت عمر فاروق ، حضرت عباس ، حضرت طلح ، حضرت علی ،

لام بن اعلی بن ، سعد بن ابی وقاص ، حضرت ابو ہریرہ ، حضرت عباس بن مرداس ، حضرت فاطمہ ،

حضرت زکریا ، حضرت زینب ، حضرت خنساء ، احمد قطرب ، ابو عتبہ ، ابن ابی ریحی ،

شامی بن الدین البصری ، امام و میری ، شامی بن محمد الحللی ، ابن ہادی ، ابن ہادی بن ہادی ،

عبد الرحمن بن ہادی ، عبد شمس بن ہادی ۔

شعرا کے فارسی: (نعت و نعت) فردوس ، یزدیہ بن مرثد ، یزدیہ بن مرثد ، یزدیہ بن مرثد ،

بنی بن قالی ، خنساء بن عبد بن سعد ، نکلی بن کوی ، بنی بن کوی ، بنی بن کوی ، بنی بن کوی ،

عمود شمس ، امیر خسرو ، حسن بن جوی ، بنی بن کوی ، بنی بن کوی ، بنی بن کوی ، بنی بن کوی ،

ہاجر خسرو ، فخر الدین گرجانی ، اثرات فرغی ، بندہ الدین صدیقی ، کمال اسلمی ، لودی مرانی ،
خواجہ کرمانی ، سلطان ساداتی ، ادیب دہم الدین دلا تیری ، گلشن کشانی ، عینی ، مرانی شیرازی ،
نظیری نیشاپوری ، قرنی مشہدی ، حجاب آملی ، صاحب حمیری ، قلام حسن شیدائی ، کاکلی شیرازی ،
مرزا بیدل ، مسدقہ غائب ، گرائی ، حرری ، اقبال ، صاحب مہر ویدائی ، نقشب الدین شاد کاکلی ،
نور علی مہر سید کلیری ، خواجہ بقیہ ، سعدان آشتیانی ، مسکنی خان شید ، نواب شہزاد الدین شیر ،
شعلی لعلی ، جگر مراد آبادی ، عہد انتہا جیلانی ، خواجہ علی مہ الدین لولہ ، خواجہ عیسیٰ الدین امیری ،
شیخ عبدالقادر محدث لہری ، مولانا محمد سادات بریلوی ، حافظ مقرر الدین ، عابدہ محمد اسلمی ، سید محمد بن نسیم ،
مستان شاد کاکلی ، مقرر ہانچہاں ، سید عطاء اللہ شہ جری ، سرور انصاری ، مولانا محمد قاسم خانووی ،
میر حسن علی خان ، عزیز الدین احمد مدنی ، محمد حسن سومن ، بی مر علی نادر ، راہا میر احمد خان ، الی محمد آباد ،
خواجہ قمر الدین سیالوی ، خواجہ میر درد ، مولوی محمد باقر کھوکھری ، بھڑی ، مرید احمد ،
امیر حسن محدث بھڑی ، عزیز علی بھڑی ، از غنیم آبادی ، سیانتری ، عطاء اللہ محمد سلیم اللہ شہ ، میر تقی میر ،
قلام نام شید ، صوفی قلام معطلی ، شمس ، شفق کئی ، ہاجر مراد علی ، عیسیٰ لڑائی ، لودی ،
حک اشتر بید ، مردش اسلمی ، صاحب علی ساد ، علی ، عاشق اسلمی ، عشق اسلمی ، عشق بختی ،
دلیل شیرازی ، بھال ، بھال جاتی

ایک دلچسپ لیکن لاعا صل بحث (چند فقیرانہ اور کے اصل شخصیتیں)

حمد کے لغوی معنی و مطالب

حمد خدا کی تہنیت۔	(تہنیت کا پہلا حصہ) (۱)
پہن، سیکھ، شکر	(فریاد دہی، حمد) (۲)
حمد، حمد، حمد، حمد، حمد، حمد	
انہی علیہ، لا علی امر جزاء النسی وجہ حمد اور حمد	احمدت الہک اللہ
ای احمد معک اللہ او اشکر الہک و معک لہادہ و نعمہ	
حمد اللہ انہی علیہ العزہ بعد الاخری وقال "الحمد للہ"	(المجدد) (۳)
--- خدا کی تہنیت خدا کی تہنیت اور حمد کہیں کرتے	

حمد اور شکر کا فرق:

حمد خدا کے لئے مخصوص ہے جبکہ شکر انسان کے لئے بھی ہے۔

۱۔ نظم جس میں مرائی و سخت کے عضووں، مابین جہان، مہریت، قیاس کرے۔ مسئلہ شاعرانہ کا قہر ہے کہ وہ اپنے ہر حق کو خدا کی حمد سے شروع کرتے ہیں۔ یعنی۔ اے۔ میں اس پر شعر حمد کے لالے ہاتھ ہیں۔ شاعرانہ نے ہر حق کو جس مسئلہ غزل میں! غزل کا جس کا ہے۔ (مرد ہاتھ اسکا بوجھتا ہے بلکہ اڑاں) (۵)

فوزی نما عجبیں کتاب۔

طے کی شرح ہے۔

مستوفی و متاعی باقی بکار هر یک در تجمیع و اختصار فی جلد

تقریب، نویسنده: ش.، ترجمه: محمد رفیع، ج. ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶،



خدا کی شکر

تقریب: تقریباً ۱۰۰ سالہ عرصہ میں، یہاں ایک ملک کی بنیاد

نفرین۔ ذریعہ قتل کی نسبت اور زیادہ گنہگار ہیں۔ یہ دراصل خائن اور شہرت نام ہے۔ کہ گمراہوں کو قتل کر دیا جاتا ہے جو انسان کے اپنے عقیدے سے مراد دیتے ہیں اور قتل و مصلحت پر بھی ہوتا ہے۔ نفیر اہل ایمان میں موجود ہیں۔ چنانچہ جس طرح ان کی زبان پر کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اسی طرح ان کے دل بھی کرتے ہیں اور سجدہ حاصل کرتے ہیں اور صرف اس واسطے کہ جنت میں رہیں۔ نفیر اہل ایمان اور کفر دو ہیں جو نعمت کے متعلق میں سو۔ میں۔ شکر میں ہے۔ وہ حق نہیں ہے اور جو عذاب۔ عذاب۔ عذاب میں ہے۔

(کمال کلمات انجیل جلد دوم) (۱۰)

(عکس حالت: تقریباً جلو درم) (۱۰)

40

[illegible]

نہایت پروردگار مہربان و رحیم است۔

مکتوبہ شریف

— ۲۵۴ —

لو کے خانہ کے ساتھ جو گریڈ ریڈیو ہے اسے آواز کی بجائے دیکھیں۔

ایک لفظ ہے بدھ مت (۱۹) میں ستر گز، ایک فہم (۲۰) میں ستائیس، دس، سو، اسی (۲۱) میں حاشیہ فرشتے، (ایک
تیسرے نمبر (۱۹) میں ستائیس، چالی، پانچ سو، تیر (۲۰) میں ستائیس کے معنی ہیں۔

ایک لکھ سات سو چوبیس (۱۰۱) تیار اور پندرہ سو (۱۵۰) نو سو پچاس (۱۵۵) کے سٹوں میں، فرنگی آسٹریلیا (۲۰) کے
مرکزی کرمان، تہمت علی محمد، جو پندرہ سو (۱۵۰) میں (۱۵۵) کے سٹوں میں، تہمت علی محمد (۱۵۵) کے سٹوں میں آئے۔

حضرت سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت لہذا ہم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا

"وَالَّذِي رَفَعَ لَهُمْ كُفُوَهُمْ مِنَ الْجِبْتِ وَأَسْجَلَ لَهُمْ فِي لِقَائِكَ أَلْتَبَسَ بَعْضُ الْعِلْمِ ۝ وَمَا أَجْعَلْنَا عَنْكَ وَمِنْ قُرْبَانِكَ
مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرَادْنَا بِكَ وَالْبَاقِي ۝ وَمَا أَجْعَلْنَا عَنْكَ وَمِنْ قُرْبَانِكَ وَمِنْ قُرْبَانِكَ ۝ وَالْبَاقِي ۝"
وَالْبَاقِي ۝ وَالْبَاقِي ۝ وَالْبَاقِي ۝ (الفرقہ)

براہم براہم (یعنی اسلام) میں اس گھر کی دیواروں کی دیوار ہے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔
ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا رہی ہو۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔
میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔
میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔

حضرت مریم کی دعا کی دعا:

مَا كُنْتُ بِمَرْءٍ مُّسْلِمَةٍ ۝ وَمَا كُنْتُ بِمَرْءٍ مُّسْلِمَةٍ ۝ وَمَا كُنْتُ بِمَرْءٍ مُّسْلِمَةٍ ۝ (آل عمران)
(یعنی میں نہ تو ایک مسلمان ہوں نہ ہی ایک عورت ہوں۔) "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔
میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا:

هَٰذَا نَدْعُكَ يَا رَبِّ ۝ مَا كُنْتُ بِمَرْءٍ مُّسْلِمَةٍ ۝ وَمَا كُنْتُ بِمَرْءٍ مُّسْلِمَةٍ ۝ (آل عمران)
یہ مالہ کہ تم کو دعا کرتا ہوں۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔
میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی دعا:

قُلْ هَٰذَا نَدْعُكَ يَا رَبِّ ۝ مَا كُنْتُ بِمَرْءٍ مُّسْلِمَةٍ ۝ وَمَا كُنْتُ بِمَرْءٍ مُّسْلِمَةٍ ۝ (آل عمران)
(یعنی میں نہ تو ایک مسلمان ہوں نہ ہی ایک عورت ہوں۔) "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔
میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔

میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔
میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔

میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔
میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔

میں لوگوں میں خود انہی کی قوم سے۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔

قرآنی دعائیں:-

میں نے ان کو دعا کرتا ہوں۔ "م" (یعنی ان کے ہاں) سے اس سے ایک ایسی قوم الیہ جو جری مطلق فرما رہی ہو۔
(الانعام ۷۵)

۔ میرے لئے اٹھ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے ہر دوسرا کیا اور حال تک ہے عرفی حکیم کو۔

(۱۲۹ - ص ۱۲۹)

میری نماز، میرے تمام مراسم عبادت، میرا بیٹا اور میرا مرد سب کو اٹھ روپ ہائیں کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے اپنا سرِ طاعت جھکانے والا میں ہوں۔

(الزخوم - ۱۶۲، ۱۶۳)

اے تبارِ عرب! میری نیاں بھی بھلائی ہے اور آگرت میں بھی بھلائی ہے اور آگ کے خراب سے بھی بچاؤ۔

(الہنترہ - ۲۰۱)

میں نے حکمِ خداوندِ ملاحت قبول کیا کہ ہم تم سے دعا کریں کہ غالب ہیں اور ہمیں میری طرف پھرتا ہے۔

(الہنترہ - ۲۸۵)

ہاں! ہم ایں لائے ہماری فطرت سے اور گزرِ فرماں میں آئیں اور آگ سے ہائے۔

(آل عرفی - ۱۹۰)

خداوند! ہاں! تو مجھے ہاں ہے تو مستعد ہے اور جس سے ہاں ہے مجھ سے ہے ہاں ہے عزت ہے اور جس کو ہاں ہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تم سے اختیار میں ہے۔ شک تو ہر چیز کا ہے۔

(آل عرفی - ۲۶۰)

۔ اے تبارِ عرب! ہم پر میرا کائنات فرماؤ! میری لیا سے اٹھو اس میں مل کر کہ ہم تم سے فریاد و رونا ہوں۔

(آل عرفی - ۱۲۶)

نہیں ہے کوئی لائقِ عبادت مگر تو پاک ہے میری دعا ہے۔ بے شک میں نے قصور کیا۔

(الانجاء - ۸۷)

نبوی دعائیں:

یاد ہے! میں تم سے طلب کر رہا ہوں دعا، ہر چیز گارتی پاکہ اس میں لو سے ہر دلی

یاد ہے! میرے دل کو بخش سے، میرے عمل کو بڑا سے، میری زبان کو بھول سے، میری آنکھوں کو تیرت سے پاک رکھ۔ یقیناً تو آنکھوں کی عبادت کو اور دلوں کی جگہ کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

یاد ہے! میں تم سے صحت مانگتا ہوں، صفت اور لائے چاہتا ہوں، حسن لائق ہر شے پر راہیہ بتاتا ہوں۔

وہاب! میری سائرت فرماؤ مجھ پر توجہ دے۔ یقیناً تو توجہ دیتا ہے، عیشہ والا ہے۔

یاد ہے! میں تم سے دعا ہے چھانگتا ہوں۔ اختلاف سے مدد سے اٹھتا ہے اور دی خواہشات سے۔ (۳۷)

مر (کام مقوم) میں میرا شکر اور مدد کے ہی سچ کے سوسطوں مذاہن و شعراء کے ذریعہ استعمال ہے ہیں جن کا تفصیلی ذکر مناسب
کل و سوغ پر ہو گا۔

اللہ کا قدیم تصور:

ان تعلقات مر کے لغالی بیان کے بعد لب ہم اپنے اصل سوسطوں حصہ کی بہت بد جوع کرتے ہیں۔۔۔۔۔
"مر کا نقطہ غری زبان میں قریب اور شکر اور ان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مادی کائنات
اور ہر چیز کا مالک ہے تو کمال اس کائنات میں جہل و کمال اور حکمت و قدرت اور مٹائی و کارگیری کی جو مثال بھی
نظر آتی ہے وہی قریب کا مستحق رہی ہے اور اس کائنات میں رہنے والا جس چیز سے بھی کوئی قائمہ بالکف و لذت
حاصل کر رہا ہے اس پر اللہ ہی شکر اسے ادا کر رہا ہے۔ کوئی دوسرا عجب اس اشیا کی ملکیت میں شریک نہیں ہے تو
اسے مر کا حقیقی پہتا ہے نہ شکر کا۔" (۳۸)

اللہ کا تصور بہت قدیم ہے۔ مختلف اہل ہندو عقائد اور ان کے ماننے والی قومیں اللہ کا ایک وحدہ صمد تصور رکھتی تھیں۔ مشرکوں سے پہلے
ہندو کہ جنہیں نور زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا، تو وہ کہتے تھے "اللہ نے"۔ لیکن ان کے تصور تو وحدہ میں شرک کی آمیزش تھی۔ سندھ و ہندوستان، آئندہ
آئندہ اور اسلام کو ایک باخلاق لوہاں مٹی تک پہنچے گا۔ یہ سچا ہندو مت اور اس کی مختلف صورتیں، دین آتش پرستی اور مسک مت پرستی،
روہ اور مادہ، روح و بدن، ابرہمن، مجموعہ حقیقت سب اسی اللہ تک رسائی کے ذریعے قرار دینے لگے تھے۔ آئندہ سے بارہ صدی عیسوی تک ہندو اہل ہندو
تصور عام تھا کہ اللہ ہے اور وہ مختلف روپ اختیار کر چکا ہے مختلف روح جس کی صورت میں عبادت کرتے ہیں۔ دین اسلام نے اللہ کی وحدہ خاص کا عقیدہ دیا۔
ہم اس انسانی گمراہی کے ظہور و نیک کو شرع و عبادت کے ساتھ پیش کرتے ہیں:

ایک پہلو کی بحث یہ ہے کہ انسان شرک کی بھول بھلیوں میں الجھ کر کہ تو اصل میں اللہ کی طرف کا حزن ہوا تو اللہ کے مبرا مستقیم
پہنچنے پہنچنے شرک کے تصور لغت میں گر چلا۔ "اسن اللہ ہٹ ستر طوطا طالب جوہری کے مطابق نھر پور لٹکے والے، انوں کا تہاں ہے کہ
"جب انسان اور فوس اور فاروں میں سا کر باق اور دھڑ کے گوشت سے اپنے جسم کی آگ جھنڈا کر باق، اس وقت
انسان کے ذہن میں کسی ایسی ذات کا تصور نہیں کہ جس کی عبادت کی جائے۔"

اس کے بعد عبادت کے بیان کا قصہ یہ ہے کہ موسیٰ کے بے کوا ہونے اور دھمکی آواز سے چاڑ کے لئے اس نے سواہر مصر انبیاء کو
عبادت کے ذریعے خوش رکھا جائے یوں ہا۔ اور یوں غیر راج ہے جانے لگے۔ پھر ان نے سواہر کوک مر کر کہا جاتے ہیں اور جب مرنے والے
خونوں میں آنے اور لے لے بات کرنے لگے تو حیات بعد الموت کے تصور سے تباہی کی پیدا ہوئی۔ پھر انسانی قومات نے عبادت پر طبعیت، غم، قر و آب
و آتش، ہوا، خاک، کوہ و درخت، میوات، یہاں تک کہ انسانی اعضا کی پرستش شروع کر دی۔ آخر انسانی کا چہرہ پہ پیش خوب سے طوب تر کی عبادت
میں تو اللہ کے حرم تک پہنچا۔ (۳۹)

"سات روپوں کی سر زمین ستر خلیف میں یہ ہے۔ جس اللہ میں ہے۔"

میں نے یہ انسانی مذہب کسی معبود مدہوی، روح یا کلام اللہ کو کیا وحدہ صمد تصور بھی قائم کرنے سے قاصر رہا۔ پھر
و غور رفت انسان کا شاد، سراپا کا چہرہ اور اس معبود سے کہ کوئی نتیجہ اللہ کرنے، کوئی تصور ہندو کی اہلیت
ہندوئی اور دھمکی جلی لگی۔ وہ وقت بھی آ گیا جب انسان نہ سب کے بارے میں سوچنے اور پرستش کے لئے مٹی

جبرائیلؑ میں عقیدہ تنکث کو چھوڑ دیا۔ مسیح کو نہ لکھا اور اسی باروں کی تحقیقی قراردادوں سے دیکھا جس سے قرآن ان کے مسیح کا "آپ" جہالت ہے۔ مطلب کو ذہب اور عقیدے کا ایک نئے قرارداد دیا گیا۔ مسیح اور مریم کی شیعہ اور سارے چاروں سے نہ ہی جو قرآن کریم سے چھڑکی گئی اور انیسویں دن دیا گیا۔" (۴۲)

نبی کریمؐ کے مطابق

"تصور اسلام سے قبل خود عرب انہی ذہب بطل اور متاثر کیا۔ ذہب بطل اور کر قد بعض لوگ نہانے یا غارت کو مانتے تھے اور خدا سے ڈرتے تھے۔ بعض خدا کے قائل اور قیامت اور جزا و سزا کے منکر تھے۔ بعض بات سے منکر تھے لیکن عموماً لوگ عد پرست اور منکر پرست تھے اور انہیں خدا ایک بچہ نہانے کہتے تھے۔ قرآن نبی قید میر جو یمن میں رہتا تھا، آلب پرست تھا۔ کائنات کو پوجتے تھے۔ قبیلہ بنی قیم اور ان کی عبادت کرنا تھا۔ اسی طرح قیس اشعری کی قبیلہ اسد عطار کی اور گھوڑوں پرست تھی۔ اسی طرح لات، عزی، حاتم، سول، بنو، یعقوب وغیرہ مختلف انہم کے پہاڑی تھے۔ سب سے علاحدہ اہل غار گھبے کی ہمت پر منسوب تھا قریش لواتح میں اس کی ہے پکارتے تھے۔" (۴۳)

لہذا جبرائیلؑ نے یہودیہ اور عیسائیت میں دروازے عرب میں رائج تھے اور مختلف قائل بن ذہب پرست کے پیرا تھے۔

جیسے بات یہ ہے کہ دوسرے ذہب بطل یا قرآن کریم کے ماننے والے جو دوسرے مذاہب میں چلے گئے تھے، خدا کا ایک تصور ضرور رکھتے تھے جو شرک آمیز تھا اور اس خدا ایک رسالے کے لئے وہ مختلف انہم، مظاہر، ایوی، داری، اور ان کو ذیل قرارداد دیتے تھے۔ عیسائی سورت حال قبل تصور اسلام عرب میں تھی۔ یہ لوگ تقریباً تمام پرست ہوئے کے بعد اس اعتقاد قائم تھے کہ خدا اور شے ہے اور وہی تمام عالم کا خالق ہے۔ اسی خالق اکبر کو وہ بطل کہتے تھے۔ قرآن میں مذہب ہی تو ہے

وَلَنُصَلِّیْہُمْ مِنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْجِیْہُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی الْنُّوْرِ ۝

(۱۲۰، النجیوت ۶)

اور اگر ان لوگوں کا قرآن سے آپؐ بھی کہ آپ ان لوگوں کو کھیلے پیدائش اور پانچ سو سال کی عمر کے لئے ہی قرآن میں لکھا ہے تو انہیں لے کر سمجھ "پھر کہ حریک ہد ہے اور"

عرب کی اس عاصفہ، حق، خداست، مکی، تم شکل اور حذات کا حق "ہو جہ اسلام" (سہرہ حلی) میں بیان کیا گیا ہے۔

کس آگ بجنی تھی وہ ہے ملا — کس کا کہن پرستی کا چرچا

بہت سے تھے تنکث پر دل سے شیرا — ان کا قبل سوچ سوچا تھا

کرٹوں کا دھبہ کے قاصد کوئی

طعموں میں کابھی کے قاصد کوئی

لپٹے لپٹے کا مت اک چہا تھا — کس کا قبل تھا، کس کا مٹا تھا

عزیز و "ناتک" خدا تھا — اسی طرح مگر مگر تھا ایک خدا تھا

نہا ہر وقت میں قاصد ہوا

ادھر آ تھا ہر کی "چونچوں"

(۲) دماغی مری

(۳) منہ میں کی معجزوں کی ماری

(۴) بادشاہوں کی مری

بعض حمدوں کے مختصر نمونے:

ان لیل دیو کی حمد

ان لیل میں کاظم کرم ہے

دعائی کے دیو ہر قدر لطف سے اس کے سامنے ٹپکتے ہیں۔

ان لیل کے دیو اس کے سامنے مادی کرتے ہیں۔

عظیم ہر مصلحت اور آواز ہی ہر زمین میں اعلیٰ آواز ہے۔

جو صنف ہے ہر صفت سے چھپے ہوئے ہے۔

جو ہے علم سے چاہے کچھ اور ہائے جبر ان سے بچتا ہے۔

ان لیل (ان لیل کی) راقی کاغذ کی کھ

کہ عظیم (ان لیل) کی ترہ میں گئے ہائے تینوں میں کہ کر ہے

بہر مروت میں نے اس کا حکم ہے

کہ کہ عظیم ان لیل کی بھر ہے۔

پرت (دیو کی) حمد (خود شائی کے انداز میں)

میر: دیو (دیو) نے مجھے آواز دیا، کہ میں ساری

اس نے مجھے ہانڈے ساری ہے

اس نے مجھے سب سنا ہے۔ اس نے مجھے طوفان سنا ہے۔

میں گئے ہیں

ان لیل کے رستہ میں سے ہر گز نہیں ہاتھ میں نہ لے سکتا ہوں۔

جب شادی کر میں ہاں ہی ہاں لیل نے گھر میں

وہاں مجھے دیکھ لیں۔

جیشہ (دیوئی) کی حمد

اس دیوی کے گن گانہ دیویوں میں سب سے زیادہ جلال ہے۔
محبت اور سرعت اس کا لباس ہے
وہ آتش حیات اور لہائی اور شعلہ سے معمور ہے
اس کے لب شیریں ہیں
اس کا بدن دل پہنچو ہے اس کی آنکھیں نور انگن ہیں۔

جن آریتا (جنگ کے دیوتا کی حمد)

نوٹ: (یہ دیوتا چند خصوصیات کا حامل خدا جنگ کے علاوہ زرخیزی، آسودگی اور طویل زندگی کا دیوتا بھی تھا اس طرح میں آخری خصوصیت کی توصیف ہے۔)

حیات آری میں حیات آری میں تم
بدشاہ جس کے نام کا اعلان مل لے گیا
میرے بدشاہ میرے طوفان بنا ہے۔ میرے اچھے بھڑکتے ہیں
میرے بدشاہ میرے سینہ بنا ہے۔ میرے اچھے بھڑکتے ہیں
میں میرا پہلا بدشاہوں کو
جس تک بدشاہ تھا
وہاں میں شیریں پانی کہہ دلی تھی
کھیت میں ارج فر دلی سے بچا ہوا تھا
میرا پہلا شہر اور شہر سے معمور تھے
گل میں زرخیزی طویل تھی
بول رہے (حمد یہ) گیت ہے

ای گر (مندر) کی حمد

خدا عظیم، یہ کہ عظیم ہے
جن لال کا گھر، یہ کہ عظیم ہے
باب عظیم، مندر اس انداز، یہ کہ عظیم ہے
جز نہ کالے ہالے والے پھاگ، یہ کہ عظیم ہے

اے خدا (راضی، تحریر لوب کی دہائی) جبری محمد (۳۵)

سو میری قوم کی ذاتی گمراہی کی سر کے بعد اب دارالقیام مصری قوم کا مقابلہ ہو جائے۔ سو میری قوم کے دہائی، دہائیوں کے ہم اور
 اقتدار میں نے دیکھے۔ من لہ دہائی کا "خانی اکبر" ہے۔ مصر میں نظام حیات کا حالت کی باگ اور دوسرے مسیوہ میں باطل کے اٹھ میں ہے۔ من میں
 سے ہر ایک انا ولا لہوی کا اٹھا جا رہا ہے اور اشرف الملوکات، انسان اس کی پرستش کر رہا ہے اور ہر ایک سے اس قدر استطاعت میں لگا ہوا ہے۔ آج
 سے ہر جہز میں نکل رہا ہے شاہین ہمارے لائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ وہی مظاہرہ سنی، انسان پرستی اور کثرت پرستی کا دہائی ہے۔ نہایت صہبت پر
 اسی بیکرہ میں جس کی محمد میں پیدا ہوا وہ کواہی شرک آجہر قصور اور من انہما مظہر کے حواس سے اس تک رسائی کی تہذیب مصری
 محمد کی قدامت سولہ پانچ سو سے ہر جہز میں سے زیادہ نہیں آتی۔ تحریری صورت میں سب سے قدیم نمبر ۱۰۰ میں جبری لوب کا حصہ ہے۔

اہم اور مسودہ محمد میں سورج دہائی، فوت دہائی، سرد دہائی اور دہائیوں کے ملانے پانچ میں خاندان کے آخری لڑکوں دے نفسانی، اور چلنے
 خاندان کے فراہم دہائی اور پچھلے فیروز کی توصیف میں ہے۔ اس کے علاوہ شاہی صبح، طرہی پڑھ کی مقدس چولی، طہری ٹاپیں، ڈاگ، جنگل، رحمہ، شہر،
 مندر اور مل کی شان میں ہے۔ بحر میں دہائی دہائیوں سے نسبت رکھتی ہے۔ محمدوں کی زیادہ تعداد سورج دہائی کے لئے ہے جسے "دہائی" کہتے
 تھے۔ یہ محمد میں اس بات کا ثبوت ہے کہ مصریوں کے مسیوہ مطلق اور کاسہ دہائی۔ اکثر محمدوں کے مطابق قہر و استغفار، ذاتی سعادت مندی، نقوی
 اور ہر سال کے آئینہ دار ہے۔ ایک حیرت کا سماں محمدوں میں ہے کہ ایک عظیم خدا کا قصور ہے۔ ایک ایسا خدا جس میں تمام دوسرے دہائیوں کو
 مسودہ کیا تھا۔

من ذخائر محمد میں تین محمد میں سب سے مسودہ ہیں، آئینہ دہائی کے لئے طویلہ عظیم محمد، دہائیوں کی شان میں طویلہ عظیم محمد اور فرعون
 الدہان کی طویلہ محمد جس نے آئین کی شان میں لکھا ہے۔

من صنف کے مطابق فرعون ان تون (۱۳۶۷-۱۳۵۰ ق م) ایک مسودہ شخص قصور ایک بیکہ مسیوہ، پیشہ رکھتا تھا۔ "دہائی" کا
 طہرہ اور مسودہ تھا۔

دہائی ٹیل سے صنف فرعون ان تون نے یہ طویلہ عظیم محمد اپنے مسیوہ، یقیناً کال کے چتے میں تخلیق کی۔

اس نے راضی سے انھوں نے انداز میں طبع تعلق کر کے تمام دوسرے دہائی دہائیوں کی نئی کی کورس ترین مسیوہ کو مسیوہ واحد (خدا اے واحد) کے
 قصور میں بدل دیا۔

محمدوں کے ماہرین نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس کے اہل میں مسیوہ کا فیروزہ کی قصور تھا۔ اس نے خدا کے واسطے ہونے کا قصور دہائی کیا

اس کے نزدیک سورج خالق نہیں تھا بلکہ ان تون کے مسیوہ نے اسے تخلیق کیا تھا۔ میں نے س. ج. کو اپنے مسیوہ کا ایک منظر دیا۔

و یقیناً کواہی ہے کہ اس نے مسودہ کے وجود کے اسے سمجھات کی ہے۔ (۴۶)

آئینہ ہم آئین کی عظیم محمد کی چند سطور کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ ان تون کے مسودہ ہونے کا امکان اور جواز کمال تک ہے۔ یہ محمد

صفحہ ۷۰۳ تا صفحہ ۱۶۶ درج ہے۔

انسان کے آئین، جبراطور اور طہرہ ہے

اے دہائی، آئین، دہائی کے خالق

لے کر آئے آگ کو تھکا سطر قائم قرار دیا لیکن خدا کی قسم خالص کے بدلے میں وہ اپنے جان کی حد کو صاف کر کے نور حق کے آگے ہاتھ نہ دے گا۔
یہ کوئی تھوڑا سا کام ہے۔

یہ کہ ہم میں بھی یہ صفائیاں کی گئی ہیں کہ وہ گندہ عرصہ امت کی تعلیم ہے یا نہیں صوفی کے قول:
”یہ عرصہ ہمیں بھی کی گئی ہے کہ یہ ساری کراہی ظاہر فصول معلوم ہو جائے مگر ایک ایسا اشد کے بعد کا طویل عرصہ
وقت سے پہلے اور خدا کے بارے میں دقت و حیرت کے بعد قریب ہے نور حق کے ہاتھ میں جو نور حق میں بھی جن کی
قوت عظیمہ ہے جو حق اس کے قریب قریب پہنچے ہیں جنہاں معلوم کرنے میں ناامید ہے۔
کے قدیم شعرا حقیقت کے قریب پہنچنے کے لئے کئی کئی کوششیں کی ہیں مگر وہ ان کی سزا
دیکھ کر انا اور صوفی کرنے والا ہے تو ان کو یہ کہتے تھے، اور اس سے جس کے ہاتھ میں یہ ہونے پانے میں ناکام
اس کے کہ وہ ایسی چیز ہے۔۔۔ مگر اس کے بعد عقلی دلائل نے (راویوں کے لئے) روحانی کائنات کو دیا۔
یہ امر کہ وہ امت کے قریب نکلیں گے مگر بہت دیر ہو جائے گی۔“ (۲۸)

آپ کی شان میں اختیارات کتنا ہے:

وہابیوں کو زمین دے دے

سائنس کا کتب خانہ

دے اپنی دکان کے ساتھ ہاتھ بٹل کر دے

دے اپنی دکان کو بی بی کی انگوٹھ کے لئے سونے کا

دے اپنے دکان کو کہ وہ ہمارے لئے ہو۔

زمین میرے ہاتھ سے میری دکان

اگر صرف دکان کے ذریعے ہی کائنات کا تئید و تکرار کے لئے صاف ہو جائے تو ہمارے عقل کے بدلے میں حضور ہستی حق ہیں، ذاتی

کے لئے ہے۔

سورج کی حر

ان آواز کتا ہے۔

ہب (طریقہ) قریب ہو جائے

دعوتی، جو کہ میں چاہتا ہوں کہ وہ

ایک آلہ سازی کو نصیب کی گئی

نہیں ہو جائے بلکہ سے بہرہ ور آئے ہیں

سچے سچے ماسک کو بچے ہیں

یہ جو انکسار حق کے اہل میں آئی ہے۔

ان تون سے پہلے بھی جو کوئی دور جو سرکاری کاموں سے جو نیا و نیا دعوے کی وجہ سے حلقہ چرہ سلاطین وقت کی عظمت و جلال۔
 اور پائے ٹیل کی قابضیت و طاقت اور ساری کی قدرت کاملہ یا اکثر جو میں اس انداز میں ہیں کہ یہ سب نہ لپکتا مطلق چرہ اور کائنات کے تمام نظم
 کو یک جا ہے جس بارے میں ہمارے ہمارے انسان بن کا فکر ہو مجبور اور ہی کی تیار اور کائنات کا بھی ہے۔
 ٹیل کی حمد

وہ بہرہ صیانت ہوتا ہے تو نفعیہ رکھتا ہے
 ہر شخص قریب ہو جاتا ہے
 دعوے میں کے خزانے میں کی آہٹ ہے
 لاکھوں کوئی سر جاتا ہے۔ لوگ جیسے ہو جاتے ہیں
 اور جب دعوت نری کرتا ہے تو ہر رے حرقی خوف زندہ ہو جاتا ہے۔
 ہوسلے سب تہہ کا کرتے ہیں۔
 اور جب وہ ہر جاتا ہے تو حرقی خوشی سناتی ہے
 جہد خوش ہو جاتا ہے۔ ہر چیز کی ڈی ٹیلی ہے۔
 ہر وقت نکال ہو جاتا ہے۔

سورج کی حمد (اس کے طلوع کے حوالے سے)

مصری اپنے دعوے میں کے بدلے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کی قوم میں بھی انسانوں میں ہیں۔ وہ ہمیشہ طغرات کے دل دور ہیں۔
 کے من اور بیک کی ذراکت و کشش ہے اور ان سے قرب کی تمنا کے ہر سحر کا حق ہے۔ چنانچہ ان مردوں میں طغی ہادی کی یہ کیفیات جھنجکی چرہ
 ہماری خوب صورتی دل کو سہاگتی ہے
 ہماری محبت و دلی کو کر دے
 ہماری خوشی ہماری باتوں کو نرم بہتا ہے
 اور آجے دیکھ کر دل ہلکتا ہو جاتا ہے۔ (۳۹)

سورجی مردوں اور مصری مردوں کے اس معاملے کے بعد ایک سرسری مابینا نوازہ ہندوستان کا بھی ہو جاتا ہے جس میں طغی ہادی کی خوب ہے فکر
 ڈانٹا کاٹی ہو گا۔ سورجی لوب دہی کی لوب سے جن ہمارے ہمارے جرموں میں رہا ہے کہ نگہ دہی کی لوب کی تحقیق کا ذہن کم تو کم چہرہ صدی قبل م سے لے کر
 دوری صدی قبل م تک جتنا ہے تاہم اس کا مظہر اور مہم جو ہاں کی پرستش کا یہ سلسلہ ہمارے وقت کی حرم و مہاجرات کا یہ سلسلہ ہے۔ اور یہی لوب
 نہیں حصوں میں تقسیم ہے۔ چنانچہ ہر انداز انصاف ہے ہمارے منہم جو اور جلد گدہ، مساجد، منگرا دے اور افراد کے یہ مشعل ہے۔ وگدہ چارے دہی
 لوب کی بہا ہے۔ وگدہ میں ہر منزل (کٹھن) ہیں جن کے کل بھی لاکھوں ایک جرموں میں ہیں۔ وگدہ جسے ہر دہت شاعروں کی

حقیقی ہے یہ بدعت شائع جاہات کرانے اور نہ ہی حقیقت کرنے کے علاوہ اپنی قوم اور قوی سربراہوں کی منکوم مدد سرکاری بھی کرتے تھے۔
رگدہ کے دس مندوں کے شعری مولو کو حقیقی کا نیکر عطا کر لے اسے شعرا کی مجموعی تعداد چار سو چالیس ہے۔ رگدہ کی تھیں دھندے بدعت
اور سادہ پائی پائے ہوئے ہیں۔

۸۱۔ لے یہ بات آئندہ جرت ہے کہ ہندوستان میں بھی انسانی کی قوم پرستی نے کیسے کیسے دیوی دیو تا گزرا کے تھے اور عظمت معری
ان سکودن باغش کے سامنے خاک سر تھی۔ وہ کہ ہندو معتمد میڈم زیادہ سے۔ راکو زن کی لمرست کے مطابق قدیم ہندو کے ان دیوی دیو ہیں اور
ان کے اختیار استوار قوت کا نہ تو دیکھتے۔ طاعت و اما اولی الاصلو
عالم رگدہ کا حلقہ کیجئے:

دیوتا کی (زمین) آسمان
دارن (نظام عالم اور قانون اخلاقی کا ماحول) لڑکھا ہوں کی سزا دینے اور سزا کرنے والا
متر۔ دلی۔ اگنی۔ مہتر۔ ایم پناٹ (پانیوں کا پیرا)۔ سلا پناٹ
دوسرے اور اس کو پیرا۔ منو (نوع انسان کا موجد) اٹلی
بندر (آپناؤں کا جنگ دیوتا)۔ پو پانیو (طوفان کا دیوتا)۔ زور۔ سدوت۔ سورپا (آلہ)
انہاس (کاجوں کی لکڑی) وہ لکڑی دینے والی۔ اس دن (شوق کے توہم بھالی)
پو فن۔ دھن۔ سوئی۔ توش۔ چر۔ رگو۔ سر لاس۔ مہنتی (مہانت کا دیوتا)
پو پانی۔ دھن۔ وکر۔ من۔ ہیرا۔ ناگر۔ کھل۔ سر۔ دی (جلافت اور مقدس نظموں کی دیوی)
والی (گھنٹہ کی دیوی) ہر پانی (جنگل کی دیوی)۔ دھیر۔ دھیر۔
سہار۔ من۔ ہروں کا مطلب دیکھئے۔

دارن کی تقریبات کا لیکن

- ۱۔ دارنوں کو چھپائے ہوئے کو پیک لہا۔ سے اور تمام طاقت دارن کے ملاؤں کو۔
- ۲۔ دارن ہے زمین کو اور اس کی اخلاقی حدود متعین کرتا ہے۔
- ۳۔ اس نے راستوں کو کھیر لیا ہے۔ اس نے اپنی عقیدے سے ہیدو سکھ لایا ہے۔ وہ مذہب سب چیزوں کو
کھیرے ہوئے ہے۔

ایک روشنی کا گیت دارن کی حمد میں

یہ لیکن اس کی طرف میں گاؤں جس نے زمین کو اس طرح پکایا ہے جسے قطب گھولے کے پزلے کو جوپ میں پکایا ہے
ہے۔ وہی جنگلوں میں لکڑی ہو انہیں پکیتا ہے۔ گھولے (آلہ) کو پکڑی دیتا ہے۔ گایوں (پال) کو دودھ دیتا ہے۔
دارن میں مثل پیدا کرتا ہے اور پانی میں آگ۔ اسی نے آلہ کو آسمان پر قائم کیا اور سنا کو پہاڑوں پر گا؟ دارن
نے آلہ کو اس کی رولتالی پور پانی کو سندھ کی طرف پھیلایا۔ دارن کی رولتالی اس نے مقرر کر دی۔ وہی فیور کی

۱۔ گناہ	وہی عیسٰی زہرِ شہادت کا پیکار
۲۔ ایک سرب	انڈی قزاق
۳۔ ایک	تشیہ نام
۴۔ صورتِ بلی درِ کدہ	مائل عد کی سر جو لوہا کی پانچ جگہ میں ہیں
۵۔	گیتوں کا مجموعہ
۶۔	مذہب کے اصول و قواعد
۷۔	بہر من کے شریعت کے حضور و مائیں
۸۔	گولہ بڑا ہوا
۹۔	غور و ملاحظہ
۱۰۔	اصول مذہب

لوہا کا نام تریجہ صہ گانتھا لکھا ہے جو ہر ایک جگہ ہے۔ گانتھا کہ جس اس سرے یعنی کہا ہوا کہ ہے کہ ہر ذرہ شہادت کی اپنی طرفی جھنک

گانتھا سے لہنے کے طور پر کوئی حرکت کر کے سے گل میں ہوتی، انکسارِ ذیل ضروری ہے کہ ذرہ شہادت نے لہنے کے ساتھ ہونے کا تحلیل پیش کیا۔ اس کا یہ ذیل میں لئے باطل ہے اور نہ انکسارِ ذیل کا ثبوت نہیں کہ وہاں میں کو بھی خالق سمجھے ہے بلکہ اسلام نے ایک ہی خالق کا تصور پیش کیا ہے غیر دشمنانوں کی تحلیل ہے اور ہے۔ گزشتہ کے علم کے علم سے علم کی جانے سمجھے ہے۔ اسی طرح آگ کو نہ کا منظر قرار دیا جیسا ہی ہے جیسے کوئی اور قوم انکسار کو نہ کا منظر کہے اور ہر اسی منظر کو سر کرے مثل قرار دے اور اس کے اہم سے لہنے والے اور انکسار پہلے دھندلا ہو اور ہر لہنے اور ہر لہنے سے ہی لہنے ہو کہ اس پہلے کا اطلاق کیا ہوا کہ ہے کہ ہر جان نہ ہم کہ ہر لہنے اور ہر لہنے اور ہر لہنے کے قریب پہنچے جے مگر نہ ہر لہنے کہ ہے۔

65

گانتھا سے جو

(۱)

مزدہ اورا

میں ہاں ہوں کہ تو تھو ہے

میں نہ شہادت ہوں

اورا کہ ہے واقعی اور شہادت منظر

مکرہ است کہ کامی طاقتور جائید ہوں

ہاں کہ ہے ہر ملک کی جے میں حاصل کر ہیں

اے حردانی میری خاک ہوں

اور مجھے گیت گاتوں

(۲)

دہلی کا خالق مجھے گیت گاتے اور بچے اپنے چاہے گاتے

تاکہ میری زبان کو دل ہو جائے

اسے جڑواں راستہ (مستقیم) اور حیرت انگیز

میر کی سرائی سے تحریر ہاں

میں جیتنے کے مستعد، (اور میری تہذیب کو اسے جیتنے کا)

تاکہ تیری آواز

تیری دود کے لئے آواز ہو جائے

اسے راستہ

میں پاکیزہ شری (جنت) میں اسے گاتے گیت گاتے

تاکہ جیتنے کے مستعد، (اور میری تہذیب کو اسے جیتنے کا)

میں جیتنے کا پتہ ہو جائے

اور (اسے) اپنے لئے گاتے گاتے

اور (اسے) گاتے گاتے گاتے

سورج کی کرنیں

دلوں کو روشن کر دے

اسے راستہ اور (اور) اسے گاتے گاتے گاتے گاتے

اسے راستہ جب تک میری زبان اور آواز

جڑواں میں خود تیری دعا کروں گا۔ (۵۲)

میں یہی صرف قاصر غرض کرنا چاہتا ہوں کہ تاکہ آواز اور آواز کی صورت میں مقابہ پر حق کی آواز دہریہ یا حق اور حق میں نہ

تاکہ اس امر کا ثبوت ہو کہ یہ خدا کے حق کی تہذیب اور تہذیب کا غیر ملکی اسے شرک اور حیرت انگیز ہے۔

ہاتھ میں ہاتھ بائیں حق کی انسان تہذیب پر حق سے شرک کی جنت پہنچاؤ شرک کی تہذیب اور تہذیب میں طور و انداز نہ کر تہذیب کا

مذہب آواز ہوئی نظر پر رکھنا اپنے دلوں کے مطابق، (اور) شرک سے تہذیب کی پہنچاؤ شرک کی تہذیب اور تہذیب میں طور و انداز نہ کر تہذیب کا

ہم پر واضح ہو گئے۔ اور اس نظر پر دین کے "حق" کی صورت پر حق ہے، یعنی انسان اول، تہذیب آشفاق لیکن، (اور) صورت مستقیم سے تہذیب کی تہذیب میں گم

ہو گیا۔ اس امر کی صورت کے تحت پیش سے اللہ کی حق کی صورت پر حق ہے، (اور) صورت مستقیم سے تہذیب کی تہذیب میں گم

خاص کے ساتھ ان لیس اور اس کی ذات کے ساتھ ساتھ اس کی حق کی صورت پر حق ہے، (اور) صورت مستقیم سے تہذیب کی تہذیب میں گم

تلف لود و مہر میں بدل جاتے رہے جن میں خدا نے عقل کی قیود مطلق اس کی مدد و تھوڑ بہت کی اطلاع ہم تک پہنچ رہی ہو اس کی مر سے معذور آپ اسے طور سے ذہن انسانی آٹھ سو ہزار ہزار تمام سمجھنا اب محض ٹھیک نہیں ہیں اور جو مشابہت جیسا کہ اصلیت مفلوک ہے لہذا ان میں الحاقیات اور حرکات نے ان کی پہچان اصلی کو قرار نہیں دینے دی ہے اس لئے ہم ان طرف سے کتب میں جو کہ اصل سورہوں کا مشابہہ نہیں کر سکتے۔ تاہم دستاویز زور کے حوالہ سے جو کہ چند مائیکس بورڈ کی پہلی چیز جو "کلام مقدس" مطبوعہ سماجی نکل سچت پبلشرز لاہور کے م ۱۹۵۶ء کے م ۱۹۵۶ء میں "حزب امیر" کے عنوان سے درج ہے۔

قدنی سورہ میں لکھا ہے کہ حزب امیر کی کتاب میں پہلی اور پانچویں کا بدل ہے جن میں ہر طرح کے غلطی گت ہیں جو ہر گز لڑی کے زمانے۔ متاہل، مرمل، اشتہار اور تمام متدرج ہیں۔ حسب دلیل ترجمہ اس نے لاطینی زبان کے مطابق عرب کا کیا ہے جو قرآن میں پیدائے اعظم کے علم سے ہر دماغ میں شائع ہوا۔ یہ ہے حزب امیر کے شروع میں چند تھوڑا مددگرم سورہ کے نام اس وقت و مقصد تصنیف اور گانے جانے کے طریقے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ گو عنوان ساری نہیں ہیں تاہم کافی قوی خوراک تھا کہجے جاتے ہیں۔

منہ ذیل حزب امیر کی مجموعی تعداد ۵۰ ہے۔

حزب مور ۱۰ (مستقل توکل و خدا)

ہر مقلی کے لئے قیود

میں خدا کی پناہ لینے ہو۔ تم مجھے مجھ سے کہتے ہو
کہ ہمارے کیا حال ہے؟
کہ تم کہیں شرم کان کو چڑھاتے ہیں
اپنا جو پلے میں جڑتے ہیں۔
تاکہ ہم کی ہر دست دلوں پر پڑیں

خدا و راہی مقدس و یکل میں ہے

خداوند کا حق کہہ رہا ہے

اس کی آنکھیں ہی قوم پر بند کر لی ہیں

خداوند راست اور راست کو بتاتا ہے

جو شرارت کو پہنہ کر رہے ہیں اس کو نظر ہے

اور شرابوں پر آنکھیں کوٹے اور کندھ کے سامنے گا

کہ کہ خداوند عادل ہے اور ہر حال کو پہنہ کر رہا ہے

دوست ہوا اس کا وہ ہو حاصل کریں گے۔

مز مور ۱۲ (غز وہ کی دعا)

کب تک اے خداوند تجھے کہتا رہے گا

کب تک اپنا ہر لمحہ سے پہنائے گا

اے خداوند میرے خداؤں کو اور میری من لے

امیت ہو کہ میرا دشمن کے کہ میں اس پر غالب آ گیا ہوں

لیکن میں نے میری مصیبت پر قائل کیا ہے

میرا دل میری جہالت سے خوش ہو گا

میرا خداوند کے لئے کاؤں آگے کہ اس نے مجھ پر احسان کیا ہے۔

مز مور ۱۸ (خدا کے خالق و مشرع کی تمجید)

الہاک خدا کا جلال پہن کرتے ہیں

اور خدا اس کی ہر شے کی خبر دیتی ہے

دن سے دن بات کرتے ہیں

اور رات کو رات سرشت دیتی ہے

کوئی کام نہیں، کوئی تقریر نہیں

جس کی کوئی جگہ نہ ہے

من کی کوئی حاضرت نہیں

اور من کا بیٹا ہر جا کا بھائی ہے

مز مور ۲۸ (شمت خدا الطوفان میں)

اے خدا کے فرزندو!

ہم خداوند کے ہم کی تمجید کہ

پاک کر افس کے ساتھ خدو نہ کو ہرہ کرہ
 خدو نہ کی تو نہ ہو رہ
 خدو نہ جہاں گر جاسے
 خدو نہ وہ سچ ہو رہ
 خدو نہ کی تو نہ ڈی اکتہ رہے
 خدو نہ کی تو نہ ڈی اکتہ رہے

مر مور ۳۲ (افنی پروردگاری کی تجوید)

اے صلا تو اکتہ نہ میں نہایت شاد ہو رہ
 راست ہوں کو حور الیٰ نبی ہے
 برہ کے ساتھ خدو نہ کا شکر کرہ
 دس ہر کی سادگی کے ساتھ اس کی حور الیٰ کرہ

صد اکتہ اور اکتہ سے پندرہ ہیں
 زمین خدو نہ کی شفقت سے مسور ہے

مر مور ۸۴ (حور خالق)

آسمان سے خدو نہ کی حور کرہ
 عالم الہا پر اس کی حور کرہ
 اے اس کے نام پر شہسہ اس کی حور کرہ
 اے اس کے نام پر شہسہ اس کی حور کرہ
 اے سورج اور چاند اس کی حور کرہ
 اے نام و حق ستارہ اس کی حور کرہ

ہزار ہا نور مند کے سب مگر تو
 آگ اور دھواں اور کمر
 طوفانی ہوا اس کے کام پر مالتی ہے
 ہزار نور سب پہاڑ
 سجدہ اور خستہ اور سب راہ و درو

دور خدای اور سب جہ خدا
 گنیزے کو ذرا اور پادلو پر خدا
 شہان جوں نیز تمام انعام
 امر اور زمین کے کل حکام
 جو ان سے دو شیر گمان بھی
 اسے ضیفور اور اسے چکان
 یہ نہ کو نہ کے ہم کی مر کریں
 کہ کہ اسی کیلئے کام حاصل ہے

(۵۵)

فن حرام کے عنوان سے کو نظر میں رکھتے ہوئے فن میں خدا کی حمد و ثناء بھی ہیں ہے اور تمام کائنات کو جو خدا کی تربیت تھیں ہے۔ فن میں خدا کی ماکیت، عظمت، جلال اور عظمت کے مضامین ہیں۔ اس کی روحانیت، خالقیت اور تمام نعمت کائنات پر اس کی قدرت مطلقہ کا اعتراف ہے۔ اس پر توکل اور اس سے خیر و شر امتناع کی استدعا ہے۔ آں ہا معصوب میں اس سے استغاثہ اور اشد اشد خوش حالی میں اس کی شکر گزاری ہے۔ اس سے ہر نعمت کی طلب ہے اور نہایت عشق کی آرزو ہے۔ کہا ہوں ہے استغاثہ اور نیکو کاری کی استدعا ہے۔ الطرح حمد سے شکر تک اور دعا سے دعا تک استغاثہ تک جو بھی شروع مضامین ہو سکتے ہیں۔ فن حرام کے اجزاء معصوم ہیں۔ اس طرح ایک موجد آسمانی کے وسیلے سے ہم نے ایک روشن تصور اور اس کی حقیقی مدد کا ایک نیا نمونہ فن حرام اور اس کی کچھ سکتے ہیں۔ سبب ہا۔ "دول کہ انسانی خدا محمد محمد اور انسانی تربیت ہا۔ سبب کی صورت میں خدا کے اوصاف و توحیدی تصور کی کتنی طرح موجود اور مستجاب میز اس میں موجود ہے۔

دین کے الہامی تصور میں "حکمت" قدیم مذہب و مذاہب کے تصور و تصنیف سے نہایت فرق، ممتاز اور ارفع ہے۔ جو کہ ہر ایک طریق، اصطلاحی اور اصطلاحی معلوم ہے، اس کے پیش نظر ہمیں کسی بھی، معجز، فنون، حکمت، اخذ، حرید، سر، کاقد، لیرہ کو حکمت کہنا ہی نہیں چاہئے کہ کہ "الحمد لله رب العالمین" کے صدق "حکمت" تصور میں ہے محض ان کے لئے جو اپنی حقیقی صفات کے سبب تمام معبودان ہائے سے رنگ و شک یک ہستی ہے اور اس کی ذات کا قصص "توحید" ہے۔ یعنی ایمان حق کا ماننے والا اس کی توحید خالص و افرار کرے گا اور اس کی ذات کو اس کی خصوص اور تمیز صفات کے ساتھ تسلیم کرے گا۔ جب اس ماننے والے کی سائنس نہ ہو تو "حکمت" کہلائے گی۔

اے افس و آفاق میں پیدا کرے آیات — حق یہ ہے کہ ہے زندہ و پایدار بری ذات
 (اقبال)

اثبات الہی کے دلائل

اثبات الہی اور دلیل توحید خود بخود ہی کے دو حصے ہیں۔ ایک آفاقی، ایک خاص

دلائل آفاقی

اسبب ہم آفاق کے خاطر میں اس امر کو رو کر رکھتے ہیں تو ہمیں یہ کائنات ایک ایسے اللہ کی ہستی اور توحید پر شہادت دیتی نظر آتی ہے جس کی ذات تمام صفات کمال سے متصف ہے۔ خارج کا ہر مظہر گواہ ہے کہ واقعی کوئی ذات ہے جو ہر نئے کامداد و مصدر ہے۔ اس کائنات میں بے پایاں حسن و جمال کے منظر و مناظر ہر جگہ اور ہر شکل و دل کش ہیں۔ فرض و ساق کے رنگ و روپ اور فن کا شوق جلد سے لئے انت نظر ہے۔ صوفیہ مہر کی شیریں ملائمت و لطافت جلد سے لئے فردوس کو شہ ہے۔ اللہ سے جو اسہ مثلہ شعور کے لئے جمال کا ایک ٹکڑا ہر جس کا ایک جگہ خاندان ہے جو اپنے خالق اور صانع حقیقی کے وجود اور توحید کی دلیل ہے۔ ایسی ہر پارہ اور دھڑکی اور منافی سے معمور و نہال اور خود بخود پیدا کیے وجود میں آگئی ہے۔ جمیع سے تخلیق کرنے اور جسے شہادہ و دل دل ایک ذات ہے ہر پارہ ایک خالق بنا ہے جس کے کمال تخلیق اور جمال صنعت کی شہادت و بارہ

اسے رہا ہے۔ *بسم اللہ الرحمن الرحیم* نیز *بسم اللہ الرحمن الرحیم* کن جہاں حلقہ

کائنات شاہد ہے کہ مہالت خالق میں ہے۔ ہر پارہ میں اس کی صلت و حکمت میں ہے اور غیرہ کثرت میں۔ اس نے اپنی تخلیقیت میں انسان کے لئے صحاح و کثرت اور فراخ و شرافت کے بے شمار خزانے ہر دے پہنچے ہیں۔ اس ہر مطلق اور حکیم کمال سے صرف کائنات کو جمال کمال کے ساتھ پیدا کیا ہے جسے انسان کو اپنی فزائیہ منائی کا شاہکار بنا کر پیدا کیا ہے۔ *لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم*۔۔۔۔۔ اس نے انسان کو اپنے فطری اور کمرستہ و سرین۔ اس نے زمین و آسمان میں غلے، پھل اور میوے اور قسم قسم کی بے شمار تدابیر میں پیدا کیے۔ *(والارض و ما علیہا للانعام و لھا ما کھن و ما جعل ذات الاکھام و الحب ذوالنصف و الوہاب و)* (سورہ مومن)

ہر جگہ صیرت و مشاہد و حیرت کے مراحل سے گزرتی ہے کہ اللہ نے کائنات کے ان مہینہ، ٹھیل، اجڑا میں ایک ترکیب یہ اگر دی ہے اور ان میں ایک مہینہ و مدت کے رشتے سے سرو ڈا کر دیا ہے۔ اگر یہ اجڑا ٹھیل یا مہینہ و مدت جوئے تو ایک عجیب و غریب تشابہ ہے تو بھی اور یہ ہر جگہ کا نام جو تک ہر جگہ ہے کہ ان اجڑا میں ہر جگہ اور سے کی جگہ ہے اور خود تصدیق کے ساتھ کہ حسب ہر حال ہے لیکن اس خدا کے حکیم، اس مدد اور ختم کرنے اور اس ذات و شریک نے انہی مہینہ و مدت میں ایک توفیق و سازگاری کی ساز و ساز گاری ہے۔ ہر دور اور مدت ایک دوسرے کی خدمت میں لیکن ہر سہانی اور روحانی اتصال کی لاری میں غنیمت ہے۔ اسی طرح ہر روز و شب، نور و غنیمت، حرارت و ٹھنکی، گرما و سرما، دھوپ و چھلکاں، آگ اور پانی، آہستہ و سرعت کی خدمت میں لیکن ایک ہر مدت و فطرت کے عکس و مناسبت تاج ہو کر کیسے ایک دوسرے میں ہر جگہ ہر مدت میں اور میں موانع و حسب اور مادی کائنات کو قائم، متحرک اور مائل ہر لحاظ کے ہوتے ہیں۔ یہ انہی مختلف عناصر و اجزاء کا اشتراک عمل ہے کہ عبادت کائنات نشو و نما اور بقائے فواید سے ہر مدت ہے اور اس امر کی دلیل کمال ہے کہ اس مدد سے حکم کے میں ہر جگہ میں ایک مدد ہستی کا رہا ہے جس کے دست و قدرت میں عبادت کائنات کائنات ہے اور اسی کی قدرت و حکمت اور اسے اللہ میں ہر جگہ یہ اگر کے من سے ساز و ساز گاری کی جھیلی کر رہا ہے۔ یہ ساز و ساز گاری اس امر میں بھی دل ہے کہ وہ ذات اللہ ہوتے ہیں جس کی مناسبت میں کوئی غیر ترکیب نہیں ہے۔ وہ ذات الہی کائنات کی تخلیق و ٹھیل اور اس میں توفیق و ساز گاری قائم کر کے ہر جگہ کی شکل کے ساتھ ایک سولہ کہتا ہے

ام جعلوا اللہ من الارض و یسرودہ لو کون جب اللہ الا اللہ فعدوا فہیں اللہ و رب الارض عما یصرودہ

المعبد . الشهيد . الحق . الرکيل . القوی . المؤمن . الولی . الحصيد . المعی . القیوم . الواحد . الاحد . الصمد . الظاهر . الملتزم . الاول . الآخر . الظاهر . الباطن . الوالی . المتعالی . الخ . ثوب الطور الزوف . الجامع المعنی الدور الهادی . البديع . الرب المبین . القدیر . الحافظ . الکفیل . الشاکر . الاکرم . الاعلی . العزلی . المولی . العزیر . اله . العلام . الظاهر . العاقل . القاهر . المملک . الخفی . المحيط . المستعان . الرزق . الکفیل . الغالب . المان . الحلیل . المعنی . المصیت . الوثوق . المباحث . الخالی .

اکثر ان کے اسماء گرامی کو بھی قرآن پاک سے مستخرج قرار دیا ہے۔

الطاهر . الباطن . الخالص . الرافع . المعز . العدل . المحکم . العدل . المحیی . المبدئ . المعید . الواحد . الماجد . المقدم . الموفق . المظم . المنفط . المعنی . المانع . الخار . شافع . الرشید . الصور . الرزق . العادل . الحکیل . البرهان . الشدید . اللام . الوالی . المبر . القديم . السامع . المعطی . العلم . العالم . لا ید . الزور . الظہر . العنان . الفلاح . المصیب . الصبر . الفرد . العادل . اللہل . المسرع . المفضل . المؤمن . المعتم . الحاکم . الخالی .

چند مرکب اسماء الہی

رب العالمین . رب العرش . رب المعر . رب المظفر . لعل الطوی . لعل المظفر . غیر الخیرین . احکم الحاکمین . صبر الحاکمین . مالک الملک . ذوالجلال والاکرام . صبر الرازقین . صبر الصبرین . صبر الحاکمین . لعل العرب . عاقل العرب . ذوالطول . ذوالمخرج . ذوالقوة . نعم المولی . نعم الصبر . غیر الخیرین . لعل الاصباح . (۵۷)

اللہ کی استعدادت میں کوئی فریک نہیں ہے۔ بڑی بڑی چیزیں اور باطنی مقہد ہے۔ اس کا کوئی فریک نہیں ہے۔ مثیر و ذیر۔ اس کی شان و حیثیت اور عظمت ہے۔ اس کی اور سر کا ہر قسم مختلف ہے۔ وہ ایسا ملک ہے جس کی شنشانی مطلق میں کسی کا دخل نہیں ہے۔ اس کے ساتھ قوانین کا تحت کی بر ہے پر ہندو ہدی میں اس کے تمام مخلوق سے کوئی شے بیرون نہیں ہے۔ وہ مخلوق ہے اور ہر شے کا شمس و مہتاب ہے۔ اس کی قدر و حیثیت احاطہ نہیں کر سکتا اور ان کا تصور و خیال سے بڑھتا ہے۔ وہ ایسا سلام ہے جو خود سلاحتی میں کمال ہے اور اس کو سلاحتی حق کا ہے۔ اس کو سلاحتی میں ہے۔ ایک قوموں اور کواہل میں ہے۔ اس کے دوسرے امن و مہتاب ہے۔ وہ مہتاب ہے یعنی ایسا مہتاب جو دوسرے کے خوف سے نہیں ڈرتا اور مستثنیٰ ہے۔ وہ مہتاب ہے یعنی اس میں قوت و شوکت اور مہتاب و قدرت کی صفات ہیں۔ وہ ایسا مہتاب ہے جو شمس و سورج اور دوسروں کے لئے اس پر سر ہندو ہدی ہے اور ان کو جن کے حوصلے کوٹ ہائیں۔ احسان و عطا ہے۔ اس سے لاکھ کہ ہر مہتاب و ساز اور فنکار کو تہ ہے۔ وہ مہتاب ہے جو ہر شے کو ہم سے اجود میں لیتا ہے۔ اس نے ہر شے کو ہر شے سے لے لیا ہے۔ اس نے روز و شب کو پیدا کیا۔ اس نے مہتاب و موت کو جو مہتاب کیا۔ اس نے سب کو جو زمانہ و زمانہ اور تولد و تخلص کے کلام سے مہتاب و کائنات کی پائے کرلی کا اجرام فرمایا۔ اس کی شان و حیثیت کوئی نہ تک گونا گوں معجزات سے جسے آفکد ہے اور خدائی کا یہ عمل ہادی ہے۔

یہ کائنات الہی قائم ہے شام — کہ آ رہی ہے وادوم صدائے گن گون

وہی ہے اور معبود ہے جو پیدا کر رہا ہے اور صورت گری کر رہا ہے اور یہی صورت گری ہر شے فرماتا ہے

پہرہ اور اسیری اور جہلی کہ جہلب میں پہرہ اور نگار، ہر فرقہ میں اس کے سامنے رکھا جاتا ہے کہ یہ ہے اور ہدایت و رہنمائی جس کی اور خواست تو اسے مجھ سے کی ہے۔" (۵۸)

اسلام جو مذہب یمن کو سکھاتا ہے اس کے قواعد میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ہر کام کی ابتداء اللہ کے نام سے کرے۔ اس سے ان باتیں قاعدے حاصل ہوں گے۔ ایک یہ کہ آدمی بہت سے رے کاموں سے بچ جائے گا۔ دوسرے یہ کہ جائز اور صحیح اور یک کاموں کی ابتداء کرتے ہوئے خدا کا نام لینے سے کوئی کی واجب بالکل ایک صحت اختیار کر لے گی۔ تیسرے اور سب سے اہم قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ خدا کے نام سے اپنا کام شروع کرے گا تو خدا کی تائید اور توفیق اس کے شامل حال ہوگی۔ اس کی سعی میں رکعت داخل جائے گی اور شیطان کی لہر انگیزوں سے اس کو ہٹایا جائے گا۔ خدا کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ اس کی طرف توجہ کرے تو وہ بھی خدا سے کی طرف توجہ لیا ہے۔

دوسرے قاعدے اصل میں تو ایسے دو ہیں لیکن دہائی اللہ اس ہستی کی طرف سے کی ہادی ہے جس سے ہم ماننا چاہتے ہیں۔ گویا اس امر کی تعلیم ہے کہ وہ واجب مانگو تو مذہب طریقے سے مانگو۔ مذہب کا تقاضا یہ ہے کہ جس سے دعا کرے وہ پہلے اس کی طرف اس کے اصلاحات کا اور اس کے سوجھے کا متوال کرے۔

تقریب ہم جس کی بھی کرتے ہیں، وہ جوہ سے کیا کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جائے خود حسن و خوبی اور کمال دیکھا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اللہ احسن ہو اور ہم احتراف نعمت کے جذبے سے سرشار ہو کہ اس کی خوبیوں پر ان کریں۔ اور بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ تقریب اللہ کے لئے ہے بلکہ یہ ہے کہ "تقریب اللہ ہی" کے لئے ہے۔ یہ بات کہہ کر ایک بڑی حقیقت سے پردہ الٹا دیا گیا ہے اور حقیقت ایسی ہے جس کی پہلی ہی ضرب سے غلطی پرستی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ وہ غلامی جہاں، جس جہاں جس فعل میں بھی کوئی خوبی، کوئی کمال ہے، اس کا سرچشمہ اللہ ہی کی امداد ہے۔ کسی انسان، کسی لڑتے، کسی راجا، کسی سپاہی، کسی غرض کسی غرض کا کمال بھی ذاتی نہیں ہے بلکہ اللہ کا عطیہ ہے۔

دب کا تقاضا قرآن میں تین معنوں میں دیا گیا ہے۔ (۱) تاکہ آواز (۲) قرآن، پہرہ و خوش کرنے والا، خیر گیری اور غلبہ پائی کرنے والا۔ (۳) قرآن رواہ احکام، دہر، تنظیم۔ اللہ تعالیٰ میں سب معنوں میں کائنات کا مدب ہے۔

وہ معنوں قرآن نہیں ہیں "وہ" سے پہلے کا صیغہ ہے لیکن خدا کی رحمت اور مہربانی اپنی غلظت پر اتنی زیادہ ہے، اس قدر وسیع ہے، ایسا ہے حد حساب ہے کہ اس کے بیان میں "وہ" سے "وہ" پہلے کا لفظ اول کر بھی لے لی نہیں مگر خدا اس لئے اس کی ضرورت کا حق دوا کرنے کے لئے مگر وہم کا لفظ استعمال کیا گیا۔

یعنی اس دن کمال تک تمام اگلی کچلی غلوں کو جمع کر کے حق کے کارخانہ زندگی کا حساب کیا جائے گا۔ اللہ کی تقریب میں وہ حسان اور وہم کہنے کے بعد ایک دہرہ (دہر) کہنے سے یہ بات ملتی ہے کہ دہرہ اس میں ہی نہیں ہے بلکہ منفہ بھی ہے اور منفہ بھی یہ ہے کہ ہر چیز منفہ کہ آگرمی فیصلے کے دہرہ ہی پر سے اللہ کا مالک ہو گا۔ کوئی اس کی مزاحمتی حرام ہو سکے گا اور نہ جہاں میں ملے گا۔ لہذا ہم اس کی روح و صورت اور رحمت کی بنا پر اس سے محبت ہی

نہیں کرتے بعد اس کے انصاف کی بنا پر اس سے دار نے بھی یہ دور پوچھا اس بھی رکھتے ہیں کہ وہ اسے انصاف کی
بھلائی اور دل بکھری ہوئی ہے۔

وہاں کا لفظ بھی عربی زبان میں نہیں ہوتا اس میں استعمال ہوتا ہے (۱) ہمارا پرستار۔ (۲) طاقت اور
فرماندہ داری۔ (۳) لڑائی۔ اس مقام پر جیوں میں جسد و ملک مراد ہیں۔ ان چیزوں میں سے
کسی میں بھی کوئی دوسرا اور معبود نہیں ہے۔

یعنی تیرے ساتھ ہمارا حقیقی معنی وہاں ہے کہ کسی ہے جسے استغاثت کا تعلق بھی ہم تیرے ہی ساتھ رکھتے
ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ساری کائنات کا رب تو ہی ہے اور ساری طاقتیں جس سے ہی ہمارے ہیں اور ساری
فوتوں کا تو ہی مالک ہے۔ اس لئے ہم اپنی جانوں کی غلبہ میں تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تیری ہی
مدد پر تیار ہوتا ہے۔

یعنی زندگی کے ہر شعبے میں خلیل اور عمل اور ہر کام کا طریقہ ہمیں بتا دینا چاہئے۔ اس میں لفظ معنی اور
لفظ کار کی اور ہر اچھال کا خطرہ ہو جس پر چل کر ہم لگے لگانے سے کائنات حاصل کر سکیں
وہ اس میں رہنے کی قرینہ ہے جس کا طم ہم اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں۔ یعنی وہ اس میں رہنے سے
میرے حضور نظر لوگ چلتے رہے ہیں۔ اچھے طریقہ سے کہ ہم تیرے سامنے سے آنے تک جو شخص اور جو گروہ اس پر
ہوتا ہے اسے انصاف کا مستحق ہو اور تیری فوتوں سے مازلی ہو کر رہے۔

یعنی "انصاف" پانے والوں سے تیری مراد لوگ۔ نہیں ہیں جو ظاہر عارضی طور پر جی ہی فوتوں سے مراد تو
ہوتے ہیں مگر اصل وہ جس سے غضب کے مستحق ہو کر تے ہیں اور اپنی لذت و سعادت کی راہ گم کیے ہوئے
ہوتے ہیں۔ اس سبکی خیریت سے یہ بات ہو کہ جس سے کہ "انصاف" سے تیری مراد حقیقی اور پاکہ اور انصاف ہو
پہلے ہی فرعونوں، نمرودوں اور ہندوؤں کو ملے رہے ہیں اور ان بھی تیری آنکھوں کے سامنے لا رہے ہیں
خاموش رہے کہ وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ "انصاف" (۵۹)

"حقیقت تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو ہیں انصاف کی گواہی دے رہے ہیں"

"سورہ فاتحہ میں عالم کے رب ہی کا جو حق بتا رہا ہے کہ ظہری کے لئے سورہ کی کسی کی چاہئے۔ استغاثت ہی سے ہو۔
الطریق جو شخص نہ اکتاہے، جسے اس کے لئے ہے کہ وہ خدا کے حقوق میں کسی کو محبت سے کسی اور سے کہ
شریک کر کے اس کی مناسبت کی نفی ہوتی ہے مگر اس کا بدلہ نہ کرے۔ مطلقاً جو خدا کا ہوا شہد حلیم کرے
ہے وہ اس کی بہشتی میں کسی اور سے کی طاقت نہ کرے۔ جو اس کا مستحق ہوتا ہے وہ اس پر ہر اور کرتے اور اسی

سے طالب ہو رہا (۶۰)

سورہ فاتحہ کی ترتیب کے بارے میں طالب جویری کے مطابق

۱۔ پہلی آیت مطلقہ ہے۔

۲۔ دوسری آیت میں حمد کا جانشین انشائیہ ہے۔

۳۔ دوسری۔ تیسری اور چوتھی آیات میں پروردگار کی چار صفات (دوب العالمین، الرحمن، الرحیم، مالک يوم الحساب) کے ادبیے مردانگی کی۔

۴۔ پانچویں آیت کے دو جز ہیں۔ پہلے جز میں اپنے عہدوں کا ذکر کرنا کہ ان کو قبول دیا ہے کہ لفظ ہی لائق عبادت ہے اور دوسرے جز میں اپنی اختیار و استقامت کا اعلان ہے کہ عبادت دہانی (بالامانات) فقط ہی کی شان ہے اور پھر اس کے عہد و عادت۔ اس ترجمہ نے یہ سہل دیا ہے کہ اگر خدا اسے دجالوں کو لائی ہو تو وہ اسے پہلے مسئلہ کو۔ پھر یہ اعتراض کر دے گا کہ ساری عبادت اس کی ملکیت ہے۔ پھر اس کے اسلئے منی سے اسے دلا دے۔ پھر اپنی عبادت کی کاسہ کر کے اس سے دوزخ داری کا اعلان کر دے۔ پھر اپنی عاجزی و فروختی اور اپنے خیر و اختیار کو بیان کر دے اور پھر اس کی مدد کو میں دعا مانگو تو حاکم ہے کہ قبول ہو جائے گی۔

اس سے نکل "اسن اللہ عتہ سب سوره قمر کے معارف پہلو کا رکھا گیا ہے جس کی تفسیر یہ ہے۔
خود خداوند اللہ کے لئے ہے۔ کسی نے میں کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ جو ساری غریبوں کی اور بیت کی ہوئی ہے۔

خدا کسی خاص قوم یا ملک کا پروردگار نہیں بلکہ سب عالمین کے ہے اس لئے اسے کو بھی کسی قوم یا ملک کا پروردگار نہیں ہوا ہے۔

روحانیت اللہ کا ایک ظن حسن ہے اس لئے اس صفت کو کہ نکر و کہ کر اس کے سارے عہدوں سے رحمت کا سلوک کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ میں فقط اس بات کا اعلان نہیں ہے کہ خداوند مستحق عبادت ہے بلکہ اس میں خود انسان کی عزت و کرامت کا بھی اعلان ہے کہ نہ وہ کسی اور کے آگے جھکتا ہے نہ کسی اور کا تہم ہے۔ اگر یہ بات انسان کی روانگی مگر انہوں میں ترجیح دے تو پھر وہ کسی کی بھی غلامی نہیں کرے گا۔ نہ باپ اور دولت کی نہ اللہ اور حکومت کی نہ حسن و جمال کی اور نہ اپنی خواہش غرض کی غلامی۔" (۶۱)

سورہ قمر کے سارے مردانہ کے قرینے۔ پہلے اور تو اب متعین کرتی ہے۔ مردانگی کے یہ اہل اساتے آتے ہیں۔

(۱) جنکس اور مگر کی ہمدردی کا طلب

(۲) اللہ کی غیر مردانہ قوتوں، انبیاءات اور مفسرین کا مقابلہ

(۳) علی الخصوص اس کی صفات کی برتری (رحمہم رحمانیت) کا ذکر

(۴) اس کی صفت بدلہ فضل کا بیان

(۵) مردانہ کے مجرور اختیار، عہدہ و مردانہ قوت کا اعلان

(۶) استقامت کا

(۷) طلب پر ایت (انصاف) اگر اہل لہجہ کی استدعا، اللہ کی رضا جوئی اور اس کے مذاہب سے رحمت)

اس آیت کے ساتھ سورہ قمر کے مردانہ کے ہے۔ شکر میں ہے۔ اسکا دعا و حاجات بھی ہے۔ دعا بھی ہے۔ نہایت حسن و زیبائی سے آواز کرتا ہے اور

من الممر والا له الغلب — والافرم الممر ليس الغلب

ہمارے نکلنے کی جگہ کہیں قریب سے اس شخص میں ہے اور ہر شرم منسوب ہو چکا۔ ہر نزعہ نہ پائے گا۔

عبد اللہ عن الزہری عن عدی بن قیس

اسی واقعے سے متعلق

تنگو عن طر مكة انها --- كات طبعا لا برام حرمها

سكون العالم يروا لوجههم --- بل لم يعنى بعد الالهات سليمة

دوستان! یہ اللہ وادی کے مہر تاج سزا کے ساتھ بھلا ہے۔ کہ شہ قہیم سے اس کا پوچھا رہا ہے کہ وہی میت سے حرم کاروان کوئی نہیں کر سکا۔ ساتھ جزائر اور جود اللہ کے احسانے کے لئے سے لگے، اپنے وطن کی سر زمین (عین) کو دیکھیں نہ ہو سکے ہوں میں کھلم (محب) اکی نوٹنے کے بعد نہ نہ روکا۔

امير بن ابي الصلت

یہ اقدارِ فطریہ میں لگتے درجہ اعتدال اور انیم کا ثبات پر اس کے نام و قدر کا معرک

١٦ - آيت : وما خلقت الذرية الا ليعرفن الله الا الظن

خلق - الليل والهاو : لكل - عتيم - حابه - ظهور

تم جعلوا النهار دى وحيم — بهاء شاعيا مشور

كل من يوم القيمة — الى حين الحسنة

ہے شہ قہر ہے ہر دور نگار کی نشاں ہے چمک رہی ہیں جن سے بد۔ جس سے سخت منکر کے سوا کسی کو اعتراض و اختلاف کی مجال نہیں۔ اس نے رات کو درون میں سے ہر ایک فن اور ہر ایک رات کا حساب مقرر و متعین ہے اور ہر حساب نگار کا خبر ہے۔ ہر اور صرافان پروردگار پروردگار و ذات و نائبہ خود اقبال کے ذریعے ہے، جس کی کرشمہ مکمل ہوئی ہیں، وہں کو مسدود تصور ہوتا ہے۔ قیامت کے روز انہی تعالیٰ کے پاس بن حنیف سے مولیٰ ہوتی دکھائی دے گی۔

کعب عن بانک انصاری

بیتوں سے پریت:

• و نسي الموت و العزى و وفا — و سلبها التلاوة و الحمد

جمہات و عزتی اور... کی جوں کو... یہ رئیس نے وارن سے ہڈیاں وغیرہ کھسوت لیں گے۔

لو سلا عن رويح

ہوں کی ہے ہر کی غور ہے کسی:

عن الله في الدنيا و هوى — ولا هوى هوى ولا هوى

اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا ہے کہ ضرر کسی اور ہوتی (امت کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے نہ غلہ

ہنی ملان کا ایک شخص (گناہ)

سہ (امت) سے پریشان ہے آئندہ خاطر ہونے کے بعد:

هنا الى معد لجمع شملنا — فشتا معد فلا نحن من معد

و هل معد الا صخرة بنوة — من الارض لا تدعو الي ولا ولد

ہم سہ کے پس آئے کہ وہ ہماری پریشان تو ان کو جمع کر دے۔ سہ نے ہمیں اور ہمیں پریشان کر دیا ہمیں سہ سے کوئی مراد نہیں۔

اور سہ جن کے سہا ہے ہی کیا کہ میں میں ایک پٹا ہے۔ نہ وہ کسی کو گرا کر سکتا ہے اور نہ ہرے راستے پر لگا سکتا ہے۔

زبير بن عبد المطلب

کعبہ کی اسیر تو غیر کے موقع پر:

هذه نوبع النعيس منه — وليس على عسونا ليل

لولا المليك بذلك عزا — و عند الله بالنعيس العزوب

جس روز ہم اس کی چوڑی قبر کر رہے تھے، ہم میں سے اور سہ کرے وہاں پر کپڑے نہ تھے۔ (نہاں جا لیت میں رہد ہو کر کام کرنے کا دیا

نوب سما ہا تھا اس کام کے سبب نہاںے ہمیں عزت کا سزا دیا۔ نیز نوب کی طلب تو اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے۔

زيد بن عمرو بن نفيل .

جب وہ شرک سے تائب ہو تو وہ دین اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کے ہاتھوں سے صاحبِ رواشت کیس:

ترجمہ (امت و امت الشعار سے):

کیا میں ایک بڑے گار کی ہمت کروں یا ایک بڑے گار کی جیسا کہ انہیں جانتا تھا ہے۔

— میں نے قاعدہ عزت سب کو چھوڑ دیا۔ قاعدہ اللہ مستحق عزت جس میں ہی کرتا ہے۔

مگر میں عزت کی ہا کر چاہوں نہ اس کی، توں ملوں کی اور نہ میں ہی مرد کے اوروں کی زبردست کر چاہوں۔

— مرد علم کی ہا کر چاہوں نہ اس نہاںے میں ہا کر سب سمجھا ہا تھا صاحبِ ہری عقل کم تھی۔

هو الذي عطلني من قبل ان ... انكون في ظلمة قبري

ان کی قسم اگر تو ان ہوتا تو ایک گڑھے میں کھنے کے ساتھ نہ نہرت۔ خود معبود ہونے کے تیرے اس طرح نہ رہنے کی قسم ہے۔ اب میرے حقیقہ دانے کی یہ ترین غلطی ہم پر واضح ہو چکی۔ ساری جھلک تو اللہ کی ہے جو احسان اللہ، صاحب مظلوم، روزی و سہی اور پینہ داروں کو بر لاینے والا ہے۔ اسی حالت ہے جس نے قبر کے اندر میرے میں چھننے سے پہلے ہی مجھے (نکرو، شرک) سے چاہا۔

ابو قیس بن انس

پچھتے کے زمانے میں یہاں تہمت کی سب سے سختی ترک کر دی۔ اپنے گور کو معبود بنایا۔ تمام مراسم شرک اور یہ کاریوں سے اجتناب کر رہے تھے جس میں یہ مراسم کا پرستار ہو۔ آخر اسلام اختیار کیا۔ جاہلیت کے زمانے میں ہی عظمت انبی کا اتراف اعلیٰ کرتے تھے۔ چند اشعار کا ترجمہ:

اللہ تعالیٰ کی تشریف بر صبح کے اچالے کے وقت کر دے۔ جب میں کا سوچا جگے اور جب ہاتھ لگے۔
 میرے عقیدے میں وہ ظاہر باطن کا جاننے والا ہے۔ اس لئے میرے پروردگار نے جو کوہ قرینہ، انجلی کر رہی تھیں وہ کتنے
 وہ پروردگار اس واسطے پہاڑوں کے گھوٹلوں میں رہتے اور آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہ سب اسی کی ملک ہیں۔
 جنگلوں اور پہاڑوں کے واسطوں اور ٹیلوں کے سائے میں جن جنگلی جانوروں کو توڑا کرتا ہے وہ سب اسی کی ملک ہیں۔
 کھڑے تھیں کے بدلے میں اللہ سے دے دو۔ یہ کہ جس اہم بات پر یہ سمجھتی ہوتی ہے۔
 اور یہ بات سمجھ لو کہ جیم کھلی ایک سر پرست ہے جو خوب ہانپنے والا ہے۔ یہ ہے جسے برات سے واقف ہو چکا ہے۔
 یہ زمین کی حدود میں بد دلیاتی ترلوں سے رہتے ہیں۔
 اور اپنے نیک لوگوں پر بیزگاری اختیار کرنے، جس کو چھوڑنے اور کسب حلال پر مضبوط ہو۔ (۶۲)
 شعرانے عرب کے یہاں شاعری کی تھ اور ان پر علمی نقطہ نظر سے افسانہ کرتے ہوئے استاد احمد حسن زبیر "شعر عربی شاعری" میں لکھتے

ہیں۔

قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ عربوں نے آخر تر سے سخت عقلی ترقی کی طرف قدم بڑھایا ہو گا۔ پھر مسیح نثر سے
 و جی کی طرف اور یہ تہذیب جڑ سے قعیدے کی طرف ترقی کی ہو گی۔ مسیح نثر شعر کی سب سے پہلی شکل ہے جسے
 کاجوں نے روح جنس سے مہات کر کے، عیسائی عقولوں کو محفوظ رکھنے، بائبلوں میں جو بات دینے، سامعین کو
 کو حیرت کرنے کے لئے اختیار کیا ہو گا۔ یونانی کاجوں کی طرح عرب کاجوں نے بھی سب سے پہلے شاعری کی
 اور اس پر بھی۔ ان کا خیال تھا کہ وہ سب اہل نام ہیں۔ دیو جاسات سر کو نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ ان تہذیبوں کے دارینے
 ان کے حضور ہم کے خواہش مند ہوتے اور دعاؤں کے اور دینے ان سے فنی معلومات اور انسانیات کے طالب ہوتے۔
 پھر وہ اپنے ادب میں کے سرسود و دلوں کو عقلی باتوں کے ذریعے عام کو جاتے اور اس مہارت کا نام "مکتبہ" رکھتے
 کہ جبکہ یہ ترقی تہذیب (یعنی) کی طرح اس میں بھی ایک ہم آہنگ نثر پیدا ہو جاتا تھا۔ سب رسوں میں خود موسیقی کا
 مذاق و محاورہ شعر مہارت کاجوں سے نقل کر سکر لائن بیانیوں میں پہنچا۔ دعاؤں کے علاوہ دعویٰ لفظی کی مدد سے

مہی انہام دینے کا تو ذہن و تحقیق مل جانے کی وجہ سے "ترج" کی شکل نمودار ہوئی۔ پھر مردوں اور راکوں کے اختلاف کے سبب متحدہ ذہن پیدا ہوئے۔ چنانچہ فرد شہادت اور بیادری (عجاز) کے لئے انگہ ذہن نمودار فرما کے لئے انگہ۔ (چری کزیم کے لئے انگہ اور اسی طرح تمام نگہ و ذہن جو اس آئے شاعری کا نہیں متعہ لیا ہے۔ کہ ترکی تو اسے صحیح لوگوں کی پہل اور ان کی حرکات سے "ترج" کا جو اس آگاہی اس امر کی دلیل ہے۔ پھر فرد شعر جو میرا لفظ "شیر" سے ماخوذ ہے، اس کے معنی انگہ اور نمک کے ہیں۔ پھر ان ہی شعر چھنے کے لئے عربی میں انشلا (گاما) کا لفظ استعمال کرنا، اس امر کی تائید ہے کہ وہ شعر کا مانعہ لفظ ہو سکتی ہے۔

اس کا تصور ہی نکلا کہ عرب میں شاعری مدی و عجم کے نمک کے نمک، متعہات اور ان کی خوشنودی کے لئے رنگ ہی کی شکل میں نمودار ہوئی اور یہی لفظ ہی جو عجم میں تصور اوجہ خالص کے سبب، لفظ اللہ رب العالمین کی صورت میں پیدا ہوئی۔

موسیقی کے معانی شعر عرب کی صحت و قوت پر ہیں۔

تفسیر: جسے تفسیر بھی کہتے ہیں۔ ہاں یہ اس کا طریقہ یہ تھا کہ عورتوں کا اور ان کے کان کا کرکھا کرتے تھے اور ان کے احوال کی شرح کرتے تھے ان کے سزاور اکامت کا ذکر، ان کے اپد اور منزل کے ٹکڑوں کا بیان کرتے تھے ان کے کوچ کرنے کے بعد باقی رہ جاتے، عشق و محبت کے جذبات کا اظہار کرتے تھے، کبھی قوموں کے بلوائے، کبھی وہ قہقاروں کے گانے، چلیں کے چلنے، آگ کی روشنی اور باد فیم کے پلنے کے سبب جڑو ہو جاتے، کبھی ان ہنسون اور غزلوں کے ذکر سے جن پر وہ حرمی اور ان باغوں کی یاد سے جن میں وہ فرد و عشق ہو گئی اور کبھی وہ ان کی توصیف میں جن میں منزل میں ہوتے۔ اسی سبب سے قصیدے کا آغاز ہوتا۔

لغز و ہجاء: اس صنف سے ہے وہ اپنی اپنے قبیحہ کی، اپنی قوم کی نسیبتوں اور بدلتوں کی مدح و ستائش کرتے۔ بنگلہ کا، ۱۰۰۰، ۱۰۰۰، ۱۰۰۰ فرق، جسی شریعت اور کثرت قہا کی باتیں ملتے۔ ان کے سبب سبب کی مدی اور شہادت کی شہادت کا ذکر کرتے۔

ہجاء: اس سے یہ مراد ہے کہ نمک سا۔ نمک نمک کی معنی غزل کی معنی غزل غیر کے۔ مٹ مٹ و نمک کی ہائے جو مستحقین لب لباب کے ہاتھ ہیں جیسے اس کی برتری عقل و دل، محنت اور شہادت کا ذکر کر کے یہاں کیا جائے کہ اس کی ذات اور قوم میں یہ لوصاف قدیم سے ہیں۔ اس کے پسلی کان کا شعر اور اس کے حسن و قبح کا ذکر اس میں شامل ہے۔

وفا: مراد اس کے معانی یہاں کے جائیں اور اس کی موت پر اپنی رو مندی اور موت کا اظہار ہو۔

ہجاء: کسی شخص اور اس کے قبیحہ کے سبب وہ شخص کا اظہار اور اس کے اچھے نہ کی تھی۔

انتقاد: شاعر کسی شخص سے مدح کا اظہار کرتے۔ جس سے مذمت کرتے، نرم و سختی سے اس کے دل کو اپنی باتیں سنانا کرتے۔ اور اس سے اپنے لئے وہ لفظ عربی کی مدح و ستائش۔

وصف: کسی چیز کی مدح و ستائش اور اس طرح بیان کیا جائے جس طرح وہی واقعہ ہے تاکہ سامع کے ذہن میں اسے اس طرح سے حاضر کر دیا جائے کہ گویا اسے دیکھ رہا ہے۔ محسوس کر رہا ہے۔

حکایت و مثل: حکایت اس کے لئے کہ کہتے ہیں جو کسی شخص اور مسلم حکم ہو اور عقل سے مراد یہاں مقولہ ہو تاکہ جو زبان اور محسوس ہو اور

مفسر یہ کہ اس سے یہ فرض ہوتی ہے کہ جس شخص کے لئے اسے استعمال کیا جائے اسے اس شخص کے مال سے تہیہ دی جائے جس کی وجہ سے وہ
شخص جو دینی آلہ

اس صنف کے شعر کے لوزن و قافیہ کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے۔
"حق بات یہ ہے کہ اہل عرب نے لوزن اشعار کو قوانین متناہیہ کے پیکنے اور اصول مفسر کے ہاتھ سے
حاصل نہیں کیا بلکہ اشعار کا پڑھنا، سننا، لکھنا اور وہی طوائف کا طریق جس طرح انہیں آئندہ کرنا، اس کے
مطابق طبعی طور پر وہ انہیں نظم کیا کرتے تھے اور اس لغت نے انہیں اپنے لوزن کی طرف رجوع کی جنہیں
طبعی انہوں نے پھر لوزن کی طرف رجوع کیا اور اس کام پر وہ کامیاب ہوئے اور انہیں اس کا اضافہ کیا۔ ان
میں سے بعض لوزن ایسے بھی ہیں کہ ان میں کثرت سے اشعار کے ملنے ہیں اور بعض ایسے ہیں جن میں
شاعر ایسے بھی تھے کہ وہ اکثر ایک ہی عربی اشعار نظم کیا کرتے تھے۔ اشعار عرب طو اور جزو ہوں یا مضامین کی بہت
ایک ہی قافیہ پر ہوتی، طو اور کم کتنی طویل کیوں نہ ہو۔ (۶۳)

ان مباحث سے ہم ایک نتیجہ پہنچتے ہیں کہ عربی شاعری میں کوئی صنف خاص یا صنف قافیہ جو شروع سے آخر تک بعض صنف کے مضامین کے
لئے متعین کی گئی ہو بلکہ نیا اور قدامت ہی ہیں جنہیں تنوع سے شروع کرتے۔ جو ہی وہاں تنوع ہو تا تو اس طرح جو ملی زمین میں ہوا ایک
جزو کے شامل ہو جاتی تھی۔

لہذا ان کے لحاظ سے شعرا کے چار طبقے ہیں۔

- (۱) طبقہ جنتی: وہ شعرا جو قصور اسلام سے نکلے ہوئے۔
- (۲) طبقہ محضرمین: وہ شعرا جنہوں نے ہالیست اور اسلام دونوں زبانوں میں شعر کہے۔ یہ شعر طو اور جالیست میں پیدا ہوئے اور
وقت قصور اسلام کے بعد پائے۔

- (۳) طبقہ اصلاہین: وہ شعرا جنہوں نے عربی اسلامی میں نشوونما پائی اور ان کا بیان صرف قصور اسلام میں ہوا۔
- (۴) طبقہ مولدین (معدن): وہ شعرا جنہوں نے قصور کے بعد اور عربہ نظم کے اخراج کے زمانے میں نشوونما پائی، خود
وہ اسے عربی تھے یا خارجی۔

یہاں قصور اس بات کی یاد دہانی کی جاتی ہے کہ صرف جلا حول (پہلے) ہی کے بعد وہ مصنفین کی جاتی ہے جس میں اللہ کے رب متناقض اور
تقدیر مطلق ہونے کا قصور تھا لیکن وہ شرک کے قصور سے نمودار تھا۔ قصور کے شعرا جن کے قبائل و قلوب کو نور اسلام نے میٹھ کر لیا، ان کے یہاں جو
اسی معنوی خصوصیت اور انہی خاص اشعار مضامین کی سطر ہے جو الحمد للہ رب العالمین کی قربت میں آتی ہے۔
یہاں ہم ہالی شعرا میں سے چند حوالے سے بعض اشعار دیکھتے ہیں۔

عمر بن عبد العزیز (متوفی ۷۴ھ)

ان اشعار کے مصنفین —————

میں ہالی غیر و کم کے دو سر طبقے ہیں اور اولیٰ کا نام ہے جو (میں) عزت و سروری سے سرفرازا کرتے۔

ثابتہ فیہائی (نعمان عن منذر کی مدح میں قصیدہ)

سبحہ اللہ الا عجلہ و ولتہ — فلا لنکر معروف ولا العرف جلع

انہ انصاف وفاقا کا ماحی ہے۔ اس لئے برائی بھلائی میں ہو سکتی اور نہ بھلائی کسی طرح کا رت ہو سکتی ہے۔

درید عن الصمد (اپنے بھائی عبداللہ کے مرثیہ میں)

جرى الله طومى بالكلام ملامه — صريحهم ولا حوى السوال

اے میری قوم کے اوروں غلاموں کو خود کھپتے پہلے میں ثابت ہے۔

زبیر عن ابی سلیمان

فلا تكسر الله ما في صدوركم — ليعنى و مہما حکم اللہ بکرم

بغیر طوطج کی کتاب فہم — لہوم الحساب او بھل طوم

خدا سے اپنے دلوں کا ماحی چھانے کی کوشش نہ کر دیکھ کہ اس پر توہم و شہود آفندہ ہے اگر اوجہ لینے میں تاخیر کرتا ہے تو قتل ہے
میں لکھ کر قیامت کے دن پر اسے بخوبی گرد ہے اور اگر جلدی محسوس ہوتی ہے تو دنیا ہی میں بہ لے لیا جاتا ہے۔

لبید عن صیدہ (نعمان کے مرثیہ میں)

اری الناس لا يدرون ما قدر سرهم — بلو کل ذی لب لہی اللہ و مہما

الا کل خشی ما خلا اللہ باطل — و کل معوم لا معانۃ رال

و کل لہوی یوما معلوم لہ — اذا حصلت عند الالہ الحاصل

میں دیکھتا ہوں لوگ اپنے معاشات کے خدائے ہر وقت سے غافل ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر ای مثل اللہ سے لوگ کا ہے۔ یاد رکھو اللہ کے سوا جو کچھ
ہے وہ باطل ہے اور ہر لغت و آواز اس کو نہ دے گی اور ہر شخص ایک ال (جب اللہ کے حضور احوال کے جانگچیں ہوں گے) پائی پائی
زندگی معلوم کر لے گا۔

(اپنے بھائی اربد کے مرثیہ میں):

لعمرك ما تدري القوارب بالحنى — ولا راجرات الخضر ما الہ مانع

میری عمر کی قسم! کبھی یاد کرے گا وہاں کوڑا کا قالہ اور فتنہ لینے والے ہیں یہ میں جانتی کہ لڑکھا کرتا ہے۔

(اس کے معلقہ کے اشعار میں):

فجع بما قسم المليك فلما — قسم المحلل ما علامها

وَالْاِسلامَ لَسْتُ لِي بِمَعْنَى شَيْءٍ عَاطِلٍ لَهَا

خدا نے جو تقسیم کر دی ہے اس پر کافر ہو یا مسلمان لے کر خدا سے وہ ایمان اختلاف و ملازمت کی یہ تقسیم ہلے و ہلکا ہونے کی ہے تو وہ سب لوگوں میں بقوت تقسیم کی گئی تو ہمیں قسم ازل نے علامہ محمد رفیع احمد دیا۔

نبوت بسبب دعوت اسلام ظاہر ہوئی تو بیدار اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ رسالت مآب ﷺ کے حضور حاضر ہو کر مشرف اسلام ہوا۔ اسلام لانے کے بعد شاعری ترک کر دی۔ صرف آپ ہی شعر کہا۔ اس کے بعد جو وہ جاہل شعر ہی میں شعر کیا گیا ہے اس نے طویل عمر (۳۵ سال) پائی اور اسے ۷۰ عمر کا پہلا لفظ قبول اسلام کے بعد اس کا شعر:

الحمد لله اللهم يا ارحم الراحمين — حتى لست من الاسلام مبرحاً

خدا کا نامیت اعلیٰ (حمد الحمد لله) کہ اس نے مجھے ہمارا اسلام سے جس کے غیر خدا و
اب ہم تمام نظر طور پر چند سلسلے شعرا کے کلام سے غلطی کی مثالیں دیتے ہیں تاکہ ہندوی عقائد اور طرز احساس میں جو تبدیلی آئی،
اس سے دونوں فرقوں کا فرق سامنے آسکے۔

فرزدق

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اپنے مذہب سے چھٹک کر وہ مقام ہر ایم کے دور میں کھڑے ہو کر جو حلیہ حد
کیا ہے کہ ہر ہر کسی سلطان کو گال دے گا اور وہ اس کا لڑے ہوئے سے بڑی بدلت لگے گا۔

ایضاً

ترجمہ: جس ذات نے آہل بلذہ کیا اس نے خدا سے لئے گیا مگر بلا اس کے ستون ہمارے کو بچے لو بہا عزت ہے۔

جمہات بن قطیبہ (اموی شاعر)

ترجمہ: اے وہ امیری بات غور سے سن۔ اہل اطریت صرف خدا کی عبادت کرنا اور اس کا کسی کو شریعت نہ صرف
ہے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ وہاں کا فیصلہ خدا پر چھوڑتے ہیں اور حال سرکش کے بدلے میں گل حق کہہ دیتے
ہیں۔ تمام سلطان اسلام پر ہیں اور شرکین نے اپنے اپنے دین میں جی جی باجمی شامل کر لی ہیں اور ہر اہل بل
کہ کوئی گنہگار کوں کو شرک میں نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ وہ خدا کی قوم کے قائل ہیں۔

ابو القاسم (وفات ۲۱۱ھ)

ترجمہ: سلسلہ روز و شب میں کون سی قوت پوشیدہ ہے کہ باوجود اول بہل کر آتے رہے کے میں میں کبھی اور کبھی کے
تہرید نہیں ہوتے۔ وہ کہہ برقی شاعرانہ دونوں کی گردنوں سے سبز وخت ہو جاتی ہے۔

ابو نواس (وفات ۱۹۹ھ)

ترجمہ: اے خدا کے لئے پو کوئی دشوار امر نہیں ہے کہ وہ سارے عالم کی فوجوں کو ایک شخص میں جمع کر دے۔ (۶۴)

”کلمہ اشرف“ ہے کہ جو اسلوب سے کہلاتے ہیں۔

فلست عبد الا بالله ربنا — و لا عبد الا بالمسلم فانا
(امروزہ انجمن میں گذار)

فعلی اللہ فی المرفان ان عبودہ — و ان کان ذا کبد بدل و یقلب
(حکیم مراد احمد)

و تلکم قریش تجمد اللہ علیہ — کما جمعت عاد و مہدیہ والحجر
ان تا لم ابرق فلا یسعی — من اللہ بر ذو لواء ولا یحر
(شامک لیل الہدی)

نحن وکنا الیت بعد جرحهم — لقصہ من کمل باغ و آثم
و لقول ما یهدی له لا قصہ — بحال عقاب اللہ عند المحارم
(محمد بن خالد بن محمد بن ابراہیم)

لوکنت الشعر وسمعت منہ — اذا داعی صلاۃ أصبح قنا
کتب اللہ لیس له شریک — و ودعت المذنب والمذنب
و حرمت العمود و قد لزمی — بها مدلا و ان کنت حرما

عظم عاک الیاف غیر ذمیم — فلست بر عبد و لا بلیم
لعمری لعد جماعت فی نصر احمد — مرصا رب بالمداد عظیم
لوہد لرب اللہ لا خلی غرہ — و رجوالہ فی جنت و نعم
یا شاعر اللہ علی فانیہ — آمنت بالحق رب احمد
یا رب من حل فی مہدی — یا رب فاحل فی العبد ملحدی
(علی بن ابی طالب)

مفتکوا لی اللہ ما احبت به — من الم فی معاصر القیم
کانی ثم تطہا کما — من حشد مر لہ المی
لحمد نہ لا شریک له — لعمی للارحہ یعلما و دمی
ما من صبح الا صغله الا — یام من صغہ علی سلم
(انجمن انجمن صاغ)

الحمد لله ان لم ياتني اجلي — حتى لست من الاسلام، مريلا

(لیدن رید)

الله في كل الامور حسي — يعلم اعلاي و ما في لبي

اما والذي اعلى السماء بغيره — و ما زال قدام فوق عرش قد سمعي

لئن تم لي الصبر لهما لوبه — لعظمت البركة طرا فلا توي

(المیری پاشا محمد شاہ)

جاء الحديث بان الارض اجمعها — و ما حوت لا تسوي عند بلوغها

بحوضه او جناحا من مطرها — ثم يسق منها و لو فاحت ما فيها

من يكفر الواحد الجبل لعمه — مجابه من اساج و به فيها

لكنه هانت الدنيا عليه فلم — يستعك ان ملكك كفاك ما فيها

(محمد بن علی المیر)

كل شئ يلى و حرك يلى — علم الله علم ما ان لا ي

(محمد بن محمد نصر المصطفیٰ) (۶۵)

میر عبد اللہ نقوی (من ولادت ۱۱۹۴ھ) نے اللہ کے اسماء مختلف (۱۰۰۰) کو نظم کیا ہے اور یہ اسلوب ہے کہ ہر اسم الہی کو کالی قرار دیا ہے اور تمیہ الہی اور علم تحقیق اور قدوس و قدرت کے مضامین نہایت غرا سے شامل قصیدہ کے ہیں۔ ہر عنوان کے تحت پندرہ سے دس تک اشعار کے ہیں۔ اسماء الحسیل کو نظم کرنے کی یہ یاد اور روایع کو مشعل ہے۔ اسم صلت "الہامیہ" کے تحت نظم ہیں اور ان کی چالی ہے۔

من مطلق الارزاق لعمو عبادہ — ہو دہنا و ہو الکرم الہامیہ

کم یسط الرزق طویل لمن یشا — و یبوع العیرات ما ہو قاسط

هو باسط النعم المظلمة مومع — لا العبد من حال المسرة غابط

جعل الکرم مقامه فی جنة — سبقت له العیرات و هو الرابط

فی جنة الدنيا له قلعت — فطولها کاتب و هو الملاحظ

هو قاهر الامام له مطلق — اما تحدى العبد فهو القاطع

فانا مستجاب العبد تاب لربه — فالحیر غیت للمعارف ماض

اما یشا تانی السجود عجب — فالحلق مستهج و ما هو لابط

قد بدل الله الطلیع جنة — تر هو و لد ولی الزمان القاطع

انما سکن العیت المصمم ادعها — فالرعر فيها مستهام لابط

موت ہد شمسات سمج رہے — ان النسم لندی الحدائق منسط
کم داعب الاغصان مشغولاً بہا — ہو مقل فی لہلہ ہو حاتم
کم حد حد الاطبار بعد لولہا — کالسط صلت و ہو لہا الساط
ہدی الطیبعہ بہجہ لعلاتی — والسحر فی فلك الطیبعہ راط
لعدی بالسد العباد شکورہ — فہرب مساہ و یلقع ساعط
رب الحدائق انت موضع ورفہا — یا . وینا . انت . العنی الساط

(۶۱)

شعرا کے لوپ کے یہاں لفظ کے اس سرسری مطالعے سے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کیا کیا خیالات و مضامین لاتے تھے۔

- (۱) اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور قہم مقام کے ساتھ ماننا۔
- (۲) اسے رب، خالق، قادر، حکیم، مددگار، متکرم تسلیم کرنا۔
- (۳) کائنات میں اللہ برحق تعالیٰ کا ظل، نمودار تصور کرنا۔
- (۴) وہ چار آکرست ہر دو جنوں میں اس کا ایک کل ہونا۔
- (۵) متاع قدرت اور مظاہر قدرت کے حوالے سے اس کی حمد۔
- (۶) اس کی عظمت و کبریائی کے مضامین۔
- (۷) اپنی عہدیت کا اعلان۔
- (۸) اپنے امور و مسائل میں اس سے استعانت و استغاثہ و مقامات۔
- (۹) طلبِ برایت اور توفیق کو گواہی۔
- (۱۰) گناہوں پر استغفار و انصاف۔
- (۱۱) طلبِ مغفرت۔
- (۱۲) فتنوں پر فکر، مصائب پر غور و فکر اور فکری عمل۔
- (۱۳) کافر و مشرک شعرا کے یہاں اللہ کا شرک آمیز تصور اور
 مسلم شعرا کے یہاں توحیدِ خالص کا نظریہ و واقع
- (۱۴) مسلم شعرا کے یہاں اس لفظِ علمی پر اللہ کا شکرِ بجزئی رحمت، ہدیٰ و مناسبت، محسنِ قوم و عالمِ دھرت اور مصطفیٰ مکی کی
 صورت میں مبعوث ہونا۔ (یہ صفت میں آئے گی۔)

نعت

نعت کے لغوی معنی و مطالب

— ملتہ در اصطلاح سائل

و ملت کردن کسی یا چیزی بہ لنگہ سائل یہ نیز معنی ملتہ جمع نعت

ملتہ ہر چیزی کہ ملائت نگاہ و در اصطلاح شعر قریب

بہا بہ ملتہ سائل

ملتہ

قریب نہ در راز اسید المرسلین

(نعت، نعتا) وصفہ، و اکثر ما يستعمل للوصف بما حسن و طيب.

نعت الکلمہ: انما بہا بہت.

(نعت نعتا) الرجل: كان النعت له خصاله ای کان من طبعه متصفاً

بالخصال الحمده، المرفق: كان نعتا

(النعت) الرجل: حسن وجهه، حسن خصاله

(النعت) نعت: النعت المراء بالجمال: النعت

(نعت) الثیابی: وصفہ

(نعت) ای شایعہ فی الرقة و الجمال.

نعت: ذات صفت و لفظ معنی وصف ہے لیکن اس کا استعمال

آختر و چنگ کی سائل تاکہ کے لئے ضروری ہے۔

نعت: قریب نہ در راز اسید المرسلین

سائل اکرم

— نعت: ملتہ بطور ملتہ طوبہ شہابی خود

سائل بطور

نعت: ملتہ نہ قریب نہ در راز اسید

مرسلین سائل بطور ملتہ طوبہ شہابی خود

نعت: قریب نہ در راز اسید المرسلین

— نعت: ملتہ ملت کردن

(لڑکے آواز میں) (۶۷)

(لڑکے آواز میں) (۶۸)

(مورید الصلا) (۶۹)

(مراحم) (۷۰)

(نور اللغات جامع) (۷۱)

(المستجد) (۷۲)

(نور اللغات جامع) (۷۳)

(۷۴) (۷۵)

(لڑکے آواز میں) (۷۶)

(لڑکے آواز میں) (۷۷)

(لغات شعری) (۷۸)

(تتبع اللغات) (۷۹)

نعت . باجماع قرطبہ ، حلف کرنا اگرچہ نکتہ نعت معنی مطلق و منف
اسے جس کا استعمال میں نکتہ معنی مطلق سے ملتا ہے

(لہذا اللہ تعالیٰ) (۷۹)

فقہی مسئلہ مطابق کے بعد جو اصطلاحی طور پر نعت کا لفظ حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی اور صفات مجددہ فیہی کے بیان سے
مسموع ہے جبکہ دوسری ہستیوں کے لئے منف ، معرفت ، غایت ، غایت ، توصیف کے الفاظ کا استعمال ان میں مستلزم تکلف کرتا ہے۔ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ صفائی کے ضمن میں "نعت" کو تمام سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے استعمال کیا
والکرم یقیناً بنی الحقیقہ کہ وہ اس نعتیہ شاعری میں رقم کرتے ہیں۔

"ما نفاستہ علی سب میں اس میں اس کا استعمال بلی و لغو کیا جا رہا ہے حدیث میں آپ کے کوصاف میں کر کے
ہوئے حضرت علی نے اپنے لئے جانے اسلاف کے امت استعمال کیا ہے۔ لہذا ہے۔

من رواہ ہذا حدیثہ . ومن عالطہ معرفۃ احیہ . بلول ماعادہ العراء قبلہ ولا یصلہ مغللا

(شکی زبانی، ص ۷۷)

"آپ کا ایک جس کی طرح جاتی ہے حیرت کھاتا ہے۔ جو آپ سے تعلقات دھاتا ہے۔ محبت کرتا ہے۔ آپ کا
وصف کرنے والا (نعت) یہی کتا ہے کہ آپ سے پہلے آپ کے جیسے دیکھا اور آپ کے بعد آپ کے جیسا
دیکھتا ہے۔" (۸۰)

یہاں مجدد کی حقیقت کے مطابق نہ کہ نکتہ آپ کی صفات و لوازمات سے پہلے نہ کہ آپ کا ہونا ہے حتیٰ کہ منہ طہرین کریم اللہ نے
کہ یہ وہی کس طرح لگتے تھے۔ یہ مہذب لفظ کہ ہے۔

اللہم مفسرنا باللسان المصنوع فی آخر الزمان الذی بعد مبعوثہ و صفیہ فی النور

اے اللہ! جاریہ دلہا میں نبی کے لیے سے جو آخر زمانہ میں لکھے جائیں گے جن کی نعتہ صفت ہم تواریت میں

ہوئے ہیں۔ (۸۱)

قرآن اور حدیث میں نعت رسول ﷺ

من میں ہے مثال اور نکتہ۔ اخیرہ ہمارے نعت ہیں اور یہ غور قیام میں قرآن کی صورت میں نعت کے جوہر اتالی سے معذور ہیں ایسے
روحانی قلیل کہ محدود رسالت سے ، اور اور صبر گزاروں سے کیا۔ یہ ایک امتیں ، رسالت کا ادنیٰ تا کوئی اس روشنی سے مسخ ہو رہا ہے کہ یہ کلی
رجحان میں بدلتے ہیں کہ۔

اگر عقل عمومی کی تجویزات مستجاب کرنا چاہے یہ تو آئینہ قرآن پر نظر انداز حضرت مائتہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہم نوا بنی ہوا سکھان حلفہ
اللہ ان "اللہ سے لئے قرآن کو نہ دیکھیں نہ قرآن سے جس میں آپ کے لکھا گیا ہے اللہ کے جلوہ ہمارے لوہے کو تہ اشتہار کر سکتے ہیں اور ان بیکار شدہ
وہ امت کے مطالعہ میرا اظہار کر کے دیکھیں۔ یہ میں فوہ و لایا ہوتے ہیں۔

قرآن ہے ہمارا رسالت کا ہمارا غرض — ایک ایک لفظ ہمارا ہے کتاب کا

(ماضی کرہانی)

ہم قرآن حکیم سے متعدد آیات مقدسہ لفظاں محمدی میں پیش کرتے ہیں:-

(۱) تحریک درود و سلام

بسم اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۝

(۳۱: حب: ۵۶)

حقیق اللہ اور اس کے فرشتے ہی علیہ اسلام پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان فرام کہ میں پر درود بھیجا اور خوب خوب سلام کیا۔

(۲) شان و حرمت للعالیٰ العینی

وما لرسولک الا وحیہ فیما ینزل ۝ (الانجیاء: ۱۰۷)

اور ہم نے کہا کہ تمام باتوں کے لئے وصی ہمارا کر بھیجا۔

(۳) مقام محمدی

انا لرسولک بالحق بشیرا و نذیرا (الناظر: ۲۴)

ہے ایک ہم نے آپ کو قرآن سے کر (جنت و جہنم کی) خبر دے دینے والا اور (ہر جنم سے) ڈرانے والا کر بھیجا۔

یا ایہا العزمل ۝ قم اللیل الا للیل ۝ (الزلزل: ۱-۲)

اے کپڑوں میں لپٹے والے ابرار کو لڑائی میں کھڑے ہو بیٹھے مگر تمہاری ہی رعب۔

یا ایہا النبی لم یحرم ما احل اللہ لک (الحریم: ۱)

اے نبی! آپ نے اپنی اپنی گناہوں کو نہ کرنا چھوڑ دیا جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا۔

یا ایہا الرسول بلغ ما یرسل الیک من ربک (الأنعام: ۶۷)

اے رسول! پہنچا دیجئے جو کہ تمہارا آپ پر آپ کے رب کی طرف سے۔

(۴) رافقت و رحمت

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عستم حریم علیکم بالمثل منین رواف الرحیم (الاحزاب: ۱۲۸)

یقیناً تمہارے پاس تمہاری ہی قوم میں سے ایک رسول آیا ہے جو تمہارے لئے عزیز ہے۔ تمہاری ہی جگہ پر تمہارے لئے رحیم اور روافق ہے۔

مصلحتوں پر رحمت کر کے تمہارے سر پر چڑھا۔

(۵) نور محمدی

لقد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبشر ۝ (الأنعام: ۱۵)

ہے ایک اللہ کی طرف سے تمہارے لئے نور اور تمہاری ہی کتاب۔

وداعی الی اللہ یا ذلہ و سراجا مبہرا ۝ (الزمر: ۵۵-۵۶)

نور ہے لے لے اللہ کی طرف سے علم ہے اور چمکاتا ہو رہا ہے۔

(۶) اتمام دین کا اعزاز

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون (التوبه: ۳۲)
 وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور چھوڑ دے کر کھینچا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے گو شرک کیسے ہی مانو شیعہ ہر۔

(۷) خاتم النبیین

ما كان محمد ابدا احد من رسلكم ولكن ورسول الله و خاتم النبیین (الاحزاب: ۴۰)
 محمد حجتہ تمام ہے رسولوں میں سے کسی کے پہلے نہیں ہو سکتا تھا کہ رسول اور تمام انبیاء کے ختم ہے۔

(۸) زہیر ہر لباس

وما نرسلنا الا كالة للناس بهدوا ولکن اكثر الناس لا يعلمون (الانباء: ۲۸)
 اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے زہیر بنا کر بھیجا ہے۔ ایمان لانے والوں پر مدد کی طرف اشارہ ہے اور ایمان لانے والوں پر انہیں ہمارے طرف سے اشارہ دینے والے بنا کر، جینا کو لوگ نہیں سمجھتے۔

(۹) معلم کتاب و حکمت

كذلك انزلنا لكم رسولا مناكم بطورا علیکم ایضا ویزكکم و یعلمکم الکتاب و الحکمة و یعلمکم ما لم تکتون تعلمون (البقرہ: ۱۲۹)

جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک رسول کو بھیجا، تم میں سے اور ایسی آیات جن میں سے ہیں اور قصہ کی مذکورہ (تذکرہ) کرتے ہیں اور جس کتاب و حکمت کی بات کرتے رہے ہیں اور جس ایسی چیزوں کی تعلیم دیتے ہیں جنکی جس خبر ہم نے تم سے۔

(۱۰) اطاعت رسول ﷺ کا حکم

من بطع الرسول فقد اطاع الله (النساء: ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی، بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولی الامر منکم (النساء: ۵۹)

اے یہ اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر ہیں، ان کی

(۱۱) حبیب رسول ﷺ

قل ان كنته ليعبرن الله و یحبون الله و یحکمکم الله و یفر لکم دنوکم و الله غفور الرحیم (آل عمران: ۳۱)

فرد پہنچے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا پیار کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے سب گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱۲) رسول عادل

هَذَا أَزَلْنَا الْبُوكَ الْكُتَابَ بِالْحَقِّ لِنَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَادَ اللَّهُ (التوبه: ١٠٥)

بھگت ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجی حق کے مطابق، تاکہ آپ ان لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقرر کیا ہے۔

(۱۳) احرام می‌کنند

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (الجمرات: ٢)

اے ایماندار! جی توڑیں ظہر کی توحہ سے مستبہ کیا کرو اور داپسے حق سے کل کرو اور دوسرے سے کل نہ کرو۔

(۱۴) تا فرمائی کی سزا

والذين يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم (النور: ٢١)

نورجورسل پہنچنے کا کوئی ٹوچہ ہیں، ان کے لئے دردناک طلب ہے۔

(۱۵) اسوۂ حسنہ

لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر وذكر الله كثيرا ○

(F1: ۲۷۵)

یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ کے اس وقت کا دل بھر ہے اس کے لئے جو اللہ نور دادِ انکسرت کی سپہ رکھتا ہو اور اللہ کا یہ بند ہو کہ

(۱۶) صاحبِ مالکِ عظیم

وَاللَّهُ لَعَنَ عَمَلَكُمْ (العن: ٣)

لوہے کی ایک تہلائے فطرت ہے کہ تڑپے۔

(١٤) صاحب رفعتك ذكرك

وَبَارِعًا لِلَّهِ ذِكْرُهُ (١٥) فَتُحَرِّقُ:

اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا کمرہ کر دیا۔

(۱۸) **شفا معبد سول**

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهِمْ وَنَجْوَاهُمْ أَغْفِرُوا إِنَّ اللَّهَ وَاسْتغْفِرُ لَهُمْ الزَّمَانُ لَوْ جِئْتُمُوهَا وَجِئْتُمُوهَا ۝

(18:22)

اور اگر جب دعائیہ باتوں پر غور کریں تو اسے محبوبِ اَلہ کے حضور حاضر ہوں اور ہر لمحے سے سونے چاہیں اور رسولِ علیہ السلام جن کی شفاعت فرمائیں

خبردار! کہ یہ قبول کرنے والا ہے۔ مرید نہیں ہے۔

(ترجمہ حدیث نذی)

مجھے برا کہیں اس پر مجھے کر نہیں ہے۔"

مصل حدیث میں ملاحظہ فرمائے کہ آپ کی ولایت گزشتہ کے بعد سے میں (وصیف کی ہے اور میرے ساتھ ہندو اور عبادت پرکات کے شروع پہلو میں
پر نعتیہ کلمات کے ہیں۔ مثلاً حضرت نبی و رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث (وصیف:

"اللہ کی قسم! آپ کو اللہ تعالیٰ بھی سوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ میں کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ اور اللہ کی مدد فرماتے ہیں اور مصلحت نوری فرماتے
ہیں۔"

(حدیث حدیث نذی)

یا حضرت علی! آپ کے بعد میں یہ (وصیف:

"اور آپ تمام اعلیٰ، سعادت میں سب سے زیادہ علی، محنت میں سب سے زیادہ علی، طبیعت میں سب سے زیادہ نرم اور کئے اور خاندان کے لحاظ سے
قریب ترین ہے۔"

(حدیث حدیث نذی)

اس طرح کسی محترم حدیث کا مطالعہ کیجئے۔ حضور ﷺ کے شاگرد، سابقہ و احسان اور کلمہ سے معذور و کمال دے گا۔ یہ عین اور مرتبہ میں
یہ گزشتہ ملاحظہ فرمائے کہ اللہ اللہ حضور ﷺ کے اقوال و اعمال صالحہ کی جڑات و تعلیمات ہیں کہ ان کو ولایت کے گدے سے پہنچا کر ان کے ہیں۔
یہ تو صحابہ مقام کی مدد گزاری اور ناکولی ہے۔ آپ کے حاضری میں آپ کے اطلاق حیدر کی (وصیف میں رطب اللسان ہیں۔ جو تعویذات
آپ کے خون کے واسطے تھے کہ آپ کو صلہ اور امن تھے۔ اپنی مائیں ان کی تحویل دیتے تھے اور اپنے معاملہ عدل و عدالت میں آپ کو حکم فرما دیتے تھے۔
الغرض جہاں قرآن حکیم آپ کا لفظ سے ہی تک و حدت دے گا۔ وہیں حدیث میں آپ کا نعتیہ ذخیرہ ہیں۔ قرآن الہی اور (وصیف
انسانی ہی ہے یہ سلسلہ نعت محمد و محمدیہ جو کہ اور اپنے کے کام سے بھی ناخوش ہے۔

--- یہاں تک ہم نے اس حقیقی نعت کا ذکر کیا ہے جس کا نقل عہود قدسی اور مصلحت رسول ﷺ سے ہے۔ یعنی حضور ﷺ کے (وہا میں)
ظاہری اور جسمانی طور پر تخریب لائے سے جس کا آغاز ہوتا ہے یعنی قرآنی (وصیف جو صورت قدسی و الامام خزل ہوں میں اور حدیث نبوی حضور ﷺ کی
حیات میں روایت ہوئی۔ جس کا اس سلسلے کو پہنچا دیا جائے تو نعت کا نظریہ اور صورت سے فیس بھر بہت قدیم اور سے ہے۔ ملاحظہ آسانی میں
حضور ﷺ کی حدیث میں اور قدیم اور اہل کے یہاں حدیث نبوی تمام حدیث کی لہجہ میں۔ تمام سلسلہ نعت ہی کی صورت میں ہیں

ہوئی پہلو سے گدے سے ہوا - دھالے - ظیل - نوچ - مسما

(محل)

قدیم نعت

آپ نے ہم سے کہہ دیا کہ حوالے سے حضور رسول ﷺ کی قدیم نعت کا مختصر اجازہ لیں۔

لوہ، محل ہذا اسلام میں دیکھ رسول ﷺ کے تحت یہ گل احمد و قسوی کی تحقیق کے تحت اقتباسات کے مطابق۔

سما وید کے ایک مشترک:

سما وید نے اپنے پہاڑ سے ملے اور قسوی پر ہار بکھار میں سورج کی طرح روشن ہوا۔"

(در قدیم نعت)

(سما وید پر چٹان پر قسوی ۹۸۸)

(اس مظلوم میں ہم احمد، بیکمانہ شریعت کا ذکر اور سورج کی طرح روشن یعنی سرا جاحصہ کا حوالہ)

۳۔ لوگ کھانے نہ خود سے بنو۔ مسافر لوگوں میں ظاہر ہو گا۔ ہم ہجرت کرنے والے کو ساتھ بڑا لڑا لے
دشمنوں سے پتہ دیں گے۔ اس نے مار کئی کئی گولوں سے مارنے کے لئے دیئے تھے۔ جس سے مرئی گھوڑے اور دس
بڑا کا تیرہ ہیں۔" (انفرادہ کا ۲۰۔ ۲۰ اگست ۱۷، صفحہ ۳۷۱)

(مسافر اور مار کئی سے حضرت محمد ﷺ کو ملے۔ پہلے ہجرت، پھر رخ، حرہ، ہنر، صاحبہ و دوسری بڑا صاحبہ کریم صوفی جگہ سے انکسارات)
بھگوت گیتا، سری کرشن صدارت کی تعلیمات سے

"ہم احرم کی بنی ہوئی ہے تو ہم صدمہ ہوتا ہے۔ جب یہ ایسے شخص کو کھڑا کرتا ہے جو ایک لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے
ہے اور یہی لوگ اس کے احرم کو توڑ کر دیتے ہیں۔" (ایک طلبہ چلام)

صاحبزادہ سے

"کل جگہ کے آخر میں کھلی ہوئی پیدا ہونے والا ہے۔" (صاحبزادہ شانی پر وادعائے ۳۴۰)
(کل جگہ میں جاہلیت۔ کھلی ہوئی۔ آپ ﷺ کی دعا کو گرائی سے مراد)

ہندوؤں کی ایک اور مقدس کتاب پوٹھی برہما سنگھ رام سے

وہ ہر وقت مسکھانوں سے ہندو بکھات میں رہتے
وہ کاس میں خود ہوئے نہ کی حد پہنچے کوئی
وہ ہر بل کر کے سنا۔ ہر فعل ہم کرتے تھے
بکھوت کا کوئی۔ خود ہوئے نہ کوئی
سب سے بڑا وہی گا۔ سنا کوئی سنی چیز
وہ نہایت بڑے بعد سے بڑے ہیں نہ سب کا بکھات
چرندرام سے پاری۔ کھئے مل ہوئے یہ بکھادی
جب تک خود ہم جگہ کوئی۔ نہ پانہ کوئی
جب ہوئے نہ تک۔ وہ ہر بکھادی کے مل سے
خود ہم لقمہ ہر قسم ہوئے۔ کسی بکھات سے کوئی

(پوٹھی۔ انگریزوں سے منصفہ پاس کی تربیت۔ کسی اس کا ۱۶، صفحہ ۷۱۶ سے)

تربیت۔ جو وہ دل پہ لڑی میں کھاتے کسی طرف لڑی سے میری کہوں گا۔ اس بڑا لڑا میں بکھادی لقمہ، ہر کسی
کو یہ سب نہ لے گا۔ ہر میں لڑنا سہارے کا طور۔ انکی شان کی ذلت، بکھوات کا تصور، مست بکھادی
میں سادہ ہر بکھادی میں اس بکھادی میں انکسارات، بکھادی، بکھادی، بکھادی کی بکھادی کوئی

یہاں تک کے جائزے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ متعدد متبوعہ مسلمانوں اور بعض غیر مسلموں کی طرف سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی متعدد عسکری فتوحات، اطلاعات، شہادتیں ہوتی ہیں۔ کہیں حضور ﷺ کا اسم گرامی، کہیں اخلاقی صفت اور کوصالہ حبیبہ کے خلف پلو نظر سے گزرتے ہیں اور یہ بات حجت ہو جاتی ہے کہ صرف حضور ﷺ ہی کی شخصیت کبریٰ اور الٰہی مقصد سے جس کے عسکری فوجی اہمیت پر قدم کتب کا اتنا ہی ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کی شخصیت ہو ہی نہیں سکتی جس سے ان کوصالہ معلومات کا حساب کیا جائے۔

مذہب آل محمد رسولی، اس کے بعد چند گزیرہ قطبیر ان الٰہی کی باتیں گویاں اور الٰہی نہ لہجہ، یہودیت و عیسائیت کی اس کے حوالے سے حضور ﷺ نبوی کے ذکر کو آگے بڑھاتے ہیں۔

صحف آدم علیہ السلام سے بھرا میں:

”اے آدم! جو شخص میرے گھر کی زیارت سے مشرف ہو گا، اسے میری زیارت نصیب ہوگی۔“

میرے گھر کی تعمیر کرے گا۔ قب: حرم کا پیشہ ہی حرم کی حد میں ظاہر ہوگا۔ پھر دنیا کے ہر گوشے سے زہ سالار خصوصاً لوگوں کو اس سرزمین میں قبول کریں گا۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ حیرے لڑنے لڑنے تک جو حیرہ لڑاؤ میں اللہ زمین ہوگا، پہنچے گا۔ اس کا نام پانی ہوگا۔ اور دوزخ میں اسے میری مہلت ہوگا اور زیارت کو ملے گا۔ وہ گزیرہ قطبیر ماتم لایا ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ کی طرف سے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا حضرت شیث سے مکالمہ:

”وہا! تم کی طرف میں ایک ہی بات پور کو جو مجھے اللہ نے فرمائی ہے۔ اے قوم! جو اہم ملو، اور اجسام صحت تو صمدی خاطر ملے مجھے ہیں مگر تم میرے حبیب کے لئے نہیں۔“

حضرت لوریس علیہ السلام:

”دیکھو! ہمارا حق دس ہزار ایک ہزار ایوں کے ساتھ تھا ہے تاکہ سب لوگوں کا انصاف کرے۔“

حضرت نوح علیہ السلام (حوالہ محد قیق):

”میں اپنی کتاب کو اپنا میں رکھ دیتا ہوں۔ میری یہ کتاب اس صمدی جان کی ہوگی جو میرے لورسین کے سینے والوں کے درمیان قرار پائے۔ ایک نسل میں آئے گا جب میں زمین کے لوہے کی پہاڑ کو دوس گا۔“

حضرت ہاجرہ لور فرشتے کا مکالمہ:

”دیکھو تم ملے ہو اور تم سے ایک رکاوٹ ہے جس کا نام اسامیل ہوگا۔ تم کو کہہ دے کہ اللہ نے صمدی ملکوں کو من لایا ہے۔ اس کی لور میں سے آپ ہی ہو گا جو ہی ہوگا۔“ (کتاب پیدائش باب ۱۰، آیت ۱۲)

حضرت ملا کی علیہ السلام (جو آل اسرائیل میں مبعوث ہوئے):

”وہ لور جس کی تم خوش میں ہو، وہی صمد کار رسول، جس سے تم خوش ہو، وہی زکریا میں دیکھا آئے گا۔ دیکھو وہ بیٹا آئے گا۔ رب کا (یعنی فرماتا ہے) لیکن اس کے آنے کے دن میں کون ظہر لے گا اور جب وہ لور ہوگا، کون

کفر ہے گا۔" (ملکی نبی کی کتاب باب ۳)

اسی طرح حضرت حقوق، حضرت اشعیا، حضرت شعیب، حضرت یحییٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے حوالے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عبادت میں طرح و رنگ کی گئی ہے۔

"ہر عیب میں ایک جگہ جمع ہونے کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے قاطب ہو کر فرمایا: "مگر خداوند نے مجھے کہا جو کچھ انہوں نے کہا، انہوں نے ایک کہا۔ میں ان کے لئے ایک پیغمبر بنا کر دوں گا، انہی کے بھائیوں میں سے۔ جو میرے جیسے اور میں اپنے الفاظ اس کے مد میں رکھوں گا۔ پھر وہ لوگوں سے باتیں کرے گا سرحد و جن کا میں اسے حکم دوں گا۔"

(۳) انہی بھائیوں میں سے "۔۔۔ علی اسرائیل کے بھائی ہونے کیلئے تھے)

حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور باب ۵:

- ۱۔ تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔
 - ۲۔ میرے سارے لباس سے عودا حیر کی خوشبو آتی ہے۔
 - ۳۔ بادشاہوں کی بیویاں میری عزت دہانی میں ہیں۔
 - ۴۔ میرے بچے میرے باپ دلوں کے قائم مقام ہوں گے تو انہیں تمام زمین کے سرور مقرر کرے گا۔
 - ۵۔ میں سداۓ پشتوں کو میرا پیارا ملاؤں گا۔ پس میرے لوگ بہانہ ایک حیر کی ستارگی کریں گے۔
- (اشارات کبھی وضاحت)۔ ۱۔ صداقت دہانی ہو۔ ۲۔ جسم اللہ کا سطرہ ہو۔ ۳۔ واسطت المؤمنین۔ ۴۔ تو جنت کا تسلسل۔ ۵۔ امت کا شریک رہنا نبی علیہ السلام کا قائم النعمین ہو۔
- حضرت سلیمان علیہ السلام: صیغہ غزل بالقرائن باب پنجم۔ آیت ۱۰۔

نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک اور علیہ اقدس

"اور نبی محمدؐ کوں رشاد لوح پر مکتوبی خوشبو بہال تھکریاے سیلاب تھ جو میرے جلائے گئے
پھر دانہ آفتاب، جو دلی ماند منور، تھوئے شیریں۔ اور وہ بالکل صاف ہے۔ محمدؐ میں محمدؐ معروف اور
حرفی۔ م جو کچھ ملو خوب از نام استعمال ہوئے ہیں۔"
قول قاضی محمد سلیمان گجڑا ہے۔ "وہ تو تمہیک لکھ ہے"

(رحمہ اللہ لیکن جلد لائل، حاشیہ ص ۲۰۰)

حضرت سلیمان علیہ السلام

"الو ملطنتہ طہرہ واسمہ احمد"

(توریت ص ۲۷ باب ۲۷ عربی ترجمہ ص ۱۸۱ کتاب سیرۃ الرسولؐ جلد ۱ صفحہ ۱۸۱)

(مریختہ کی پشت پر محمدؐ کی اور اس کا نام احمد ہوگا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام :

”یعنی وہ نہ پیدا آئے گا جسے میں کہوں کہ ”خدا ہے“ آئے گا۔ وہ سہائی کی روح ہو گا جو خدا کی

طرف سے آئے گا۔ وہ میری گواہی دے گا۔“ (عہد نیا ۱۵، آیت ۲۶)

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عبرانی زبان میں قرآن کی قرآن حضرت یحییٰ کا نام دیا تھا لہذا اگر وہ اس کا بیٹا نہ ہو تو اس کے ہم

مقصد تھے۔ ”وہ کہہ دے گا کہ جس کا سر پہ ہار تھا ہوا“ (تفسیر حقانی) (۸۳)

مولا یحییٰ اور عیسیٰ باپنی بیٹی کے ساتھ ہوا جس کا سر پہ ہار تھا۔

”اور یحییٰ نے (اپنی وفات سے قبل) اپنے بیٹوں کو یہ کہہ کر بلا لاکہ تم سب مع ہار ہاؤ تاکہ میں تم کو دیکھوں کہ

آخری دنوں میں تم پر کیا کیا گزرے گا۔ اسے یحییٰ کے بیٹے نے اپنے بیٹے کی طرف اس کا کہہ کر سنو۔ یہ وہ

سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور دن کی نسل سے حکومت کا صاف سرفراز ہو گا۔ یہ ایک ٹیڈا ہے اور تو میں

اس کی سچائیوں کی۔“ (یہودا ۴ : ۱۰)

(ٹیڈا سے مراد ملاحتی کا شہر ہے۔ حضرت مہر رسول اللہ ٹیڈا کے مدد میں ہیں۔) (۸۵)

اب ہم کہتے ہیں کہ یہ مدت یحییٰ میں جو اصل دور صحیح تنظیم ہوا تھا وہ ہے ٹیڈا۔ یہ عبرانی لفظ ہے۔ اسم منقول ہے۔ اس کے معنی ہیں

بچا ہوا عربی میں اس کا حرف اولہ سول ہے) (سول)

مولا محمد الناجد و ربانی نے آیات قرآن سے کتب سجدہ و اتہانے سنائی کہ وہ پیش خیریں پیش کی ہیں جن کا تعلق عہد قدسی سے ہے۔

یہی ہر موقع محل کی مسابقت سے پیش خیریں دین کی جاتی ہیں۔

وہنا وابتلہم و سولا سہم بملوا علیہم آہلک و بملہم الکتاب و الحکمہ ویز کہم ائت العزیز العکیم

(البقرہ ۱۲۹) (خیر کہہ کے مرتب پر حضرت مہر انہم حضرت ملاحتی علیہ السلام کی دعا)

وانہ لانی زہر الاولین (اشعراہ ۱۹۶۰)

الذین یبعثون الرسول النبی الامر الذی یحدوہ مکتوبہ علی التورۃ والانجیل یا مرہم بالمعروف و یہتہم عن المنکر

(انعام ۱۵۷)

والذال عہسی ابن مریم یسی اسر الیل الی وصول اللہ الیکم مصلحا لما بین ہدی من التورۃ و یبعثوا رسول ہادی من ہدی

اسمہ احمد فہما جاء ہم بالنبات فذلوا اہلنا صحر صین (التفہ ۶) (۸۶)

اس تفصیل ہائے کتب سے یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تورات و انجیل و تفسیر میں ایک عہد تک عہد نہیں۔ قدیم اور اسے صر

دوں تک اور عہد دوم سے لے کر اب تک تین تہذیبوں کی دستوں میں نعت ہوئی کوئی ہے۔ حضور ﷺ کا دعوت لول اللہ تعالیٰ ہے اور قرآن انہی حضور

ﷺ کی کائنات ہے۔ پھر امام سلف آہل اس نعت سے منور ہیں اور تمام انبیاء و رسل عہد السلام نعت گو ہیں اور جب ملائکہ حق ہر سلام و درود

بجھتے ہیں۔ تمام حق و کائنات و کائنات کی حمد و تعظیم سے باز ہو کر داعی رسول ہے۔ لہذا انھیں حق کے علاوہ انھیں مسابقت انھیں حق کے

(۶) "دراکون" کی بات میں اس نے نبی کی تعریف اور سوجھ بوجھ (۸۷)

قرنِ ہجیم جو محمد علیہ السلام کا نعتِ ہمد ہے، طر و نعت گوئی کے آداب اور اقدار متعین کرنا ہے۔ حضور علیہ السلام خدا کے محبوب ہیں اور

قرآن حکیم جو محمد علیہ السلام کا نصیب ہے، اور نصیب گوئی کے آداب اور اقدار متعین کرنا ہے۔ حضور علیہ السلام خدا کے محبوب ہیں اور تمام جماعت و کائنات میں مقام محراب پر فائز ہیں۔ حضور ﷺ مدوح کبریا ہیں اور تمام موجودات و مخلوقات حضور ﷺ کی خدمت منسوب ہے۔ حضور ﷺ کی تکتیں کائنات ہیں۔ اگر آپ کا حضور حضور خداوندی نہ ہو تا تو کوئی نے معرض وجود شہود میں نہ آتا۔ حضور علیہ السلام ہر دور میں جس کی تکتیں سب سے پہلے ہوئی اور اس دور سے عرض و عرض، مدوح و مدوح، کون و مکان، ہر جہاں، ہر زمیں، ہر زمانہ، ذیل و علو، ہر دور ہے۔ اس دور نے حضور کو ہر دور میں کی عقلیں مدام ہو گئیں۔ ذہن و فکر انسانی کی ہر کی ہمت تھی۔ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی حلاوتیں ہر جہاں میں بدل گئیں۔ سراج خیر ہر دور کا نور ہے اور اس کے اندر ہر دور سے خود نمودار ہو گئے۔ آفتاب علوم و احوال شب کا نور ہو گئیں۔ انسان اپنے خالق و مالک کی شناخت اور اپنا شخص گم کر چکا تھا۔ عہد مجبور کا ریشہ عہد کی پہلے سے متصل ہو چکا تھا۔ انہ کو کھول کر انسان ہر شے کو اپنا سید و مسکونہ بنا چکا تھا۔ ہر شے جو اسے نقصان یا فائدہ پہنچا سکتی تھی، اس کی الہ حمد و شرف، الثن و ثناء، جو پہلے ان کی تمام منسوب پر فائز تھا، اسے مل گیا۔ ہر شے جو اسے نقصان پہنچا سکتی تھی، اس کی ہر قدری کامل ثلوت و باطن، کلمات پر تنقید پر تنقید، سزا پر سزا، آفتاب پرستی، آتش پرستی اور نہ ہانے کس کس باطن کا پرستار تھا۔ حضور ﷺ کی ہمت ہوئے تو انسان و ابدار اپنے اندر اس کی افادت کے ملتے سے واحد ہو، انفرادیت سے مست ہو، اور مرکز توحید سے واحد ہو کر دوبارہ مجد و شرف اور پہلے کی عظمت کے عہد و جلیلیہ، حاکم ہونے کی ساری دنیا کو و ظہان، شرک و ملامت، اعتدالی و بدعتی، اختلاف میں جکا تھا۔ اطلاق ساری کی ساری کردہ صور غیبی اور ہادی کے مدار سے روپ اور ہر روپ ایک مذہب مسلسل بن کر انسان پر مسلط تھے۔ اور جہاں سے اسلحہ اور شہنشاہان سے لڑا تھا۔ حضور ﷺ کی عفت سے گل کے عہد و مسعود میں خلا و عرض کے کسی ملک، کسی شہر، کسی قریہ کو ایک لچک و صرف جڑ نہ لگائے۔ عرب کے مال دنیا کا مشاہدہ کر لیجئے۔ اس آئینہ عبرت میں دنیا جہاں کے انسانوں کے چہرہ اپنے مسلح اور اخلاقی ہمت کی تصویر میں نظر آتا ہے۔ تب حضور علیہ السلام پیدا ہوئے۔ مگر نہ تو قہر ہائے انسانی کو ہادی و راشد و نور و نور کیا۔ مسافرت جماعت کی بے سستی اور کی رومی نے ربابہ لا اور انسانیت ہر دور و دست اور منزل پر امت کی پہلے کا حزن ہو گیا۔

حضور پہنچنے لے کر وہی دایبہ قلب سے لے کر انسانی معاشرے کی عکس و آئینہ بن کر انسان کو ایک فکری اور عملی انقلاب کے سامنے
میں اعلان کیا۔ اس بلیغ عقل اور سولہ انقلاب نے خود اپنی سیرت و کردار کی طرح مناسبات قائم کیے جو فرمایا، خود کر کے دکھایا۔ جس امر کی بدیہی کی۔
خود اس کا نقل اپنے عقل سے مرعوب کیا۔ سرور قاعد کی تبلیغی اور محرکات استغناء اپنے اسوۂ حسنہ کی اساس پر فرمایا اور محنت کے چند سال میں صدیوں
کے اعتقادات اور فکریہ عملی معایب کا ناسخ فرمایا۔

حضور ﷺ وہاں کے پہلے اور آخری رسول ہیں جو مہدیت کامل کا یہ مثال نمونہ ہیں۔ کیونکہ قوم عالم انسانی کے تمام کثیر شعبہ ہائے حیات کی ہر نوعائی ضرورتوں سے متعلق حمی اس لئے آپ کے یرتہ انفاق کا کوئی گوشہ عکسیت نہیں نے عقلی فہم سے پہنچے ہیں۔ طوالت میں، جلالت میں، روزم میں، عدم میں، اپنے گھر میں، مگر سے باہر ملک، ہائے مافصل میں، سب پر آپ کی تمام تر حیاتیات مہد کہ آئیہ ہے جس میں حضور ﷺ کے اوائل سالوں کے خصوصہ نشوونما جلوہ گر ہیں۔ مگر کیونکہ تمام طبقہ ہائے معری اور معاشرت انسانی کی مکمل اور جامع رقعہ ہی آپ کی ذات گراہی سے متعلق کردی گئی تھی اس لئے ہر عکس غرضہ و کسی عہد، کسی جنس، کسی حیثیت، کسی طبقہ، کسی مسلک کا اور کسی وسیلہ معاشرت سے وہمہ ہو، حضور علیہ السلام کی شخصیت

کبرئی میں برتہ کر اور اخلاق وغیرہ کی مدفن میں ہر مقام پر اس کی ہدایت کے لئے موجود ہیں۔ فطری "سیرۃ تہی" میں کس کس اور جوش
یہاں کے ساتھ اس کیفیت کو رقم کر رہے ہیں۔

لیکن سب سے زیادہ صحیح، سب سے زیادہ کامل، سب سے زیادہ عملی طریقہ نفوس انسانی کی اخلاقی تربیت کا یہ ہے
کہ نہ نیاں سے کچھ کما جائے نہ تحریری نفوش پیش کیے جائیں۔ نہ جبر و زور سے کام لیا جائے نہ خدا کے اخلاق کا
ایک ٹیکر مجسم سامنے آجائے جو خود بہ حق آئینہ عمل ہو۔ جس کی ہر جنبش لب و لہجہ اور تصنیفات کا کام دے اور
جس کا ایک ایک اشد و اوسر سلفی بن جائے۔ دنیا میں آج اخلاق کا جو سرمایہ ہے سب انہی نفوش قدسہ کا ہر تو
ہے مگر نہ اسباب میں حق و باطل کے عقل و نگاہ ہیں۔

لیکن اس وقت تک دنیا کی جس قدر سیرت معلوم ہے، اس نے اس قسم کے نفوس قدسہ جو عقل کے ہیں وہ
لحاظ اخلاقی کی کسی خاص صنف کے نمونے تھے۔ مثلاً جناب مسیح علیہ السلام کے محبوب اور اس میں صرف علم و
حق، صلہ و محبت، خواصطی کی تعلیم ہوتی تھی۔ حکم سعد و لرہی، روایتی کے لئے جو خدا کے اخلاق و رکاز ہیں،
سبکی تعلیم کی پائوں میں حق و سطور کی جگہ مل رہی ہے۔ حضرت موسیٰ اور لوط علیہما السلام کے اور عقل تعلیم میں طو
ہم کے مسئلے خالی ہیں۔ اس سادہ ہر قدم پر سب کے رہنمائی ضرورت پیش آتی اور اس لئے عالم انسانی اپنی تکمیل
کے لئے ایسے جامع کامل کا تصور ہرگز مناسب و مشیر و تکمیلی بھی ہو گا کہ گوشت و نفس بھی ہڈی شاہ کشور کش بھی ہو اور گدا
بھی، فریاد وائے جہنم بھی ہو اور مسکین و گروہ بھی، سفلیں و فانی بھی ہو اور فنی و بدیاد بھی۔ یہ ہر ذرا کامل،

یہ ہستی جانتی ہے، عینہ و ذہنی عالم کون کی آگاہی مبرا ہے۔ "الہوم اکملت لکم دینکم" (۸۸)

یہ ہستی جو دنیا میں اہل کیل اور آگاہی میں اہل کیل ہے۔ حضور علیہ السلام کی رحمت و انبیا کا سایہ و اہلین پر محیط ہے۔ یہی بھی اہل کی
تمام تر فز و فلاح کا اور اہل حضور علیہ السلام کی محبت و اخلاص پر ہے اور وہاں بھی ہم خدا کا درجہ اور عبادت کی عقل و مطہرت کی امید حضور و حق کی
رحمت و شفقت پر ہے۔ ایک مسلمان کے لئے حاصل حیات اور نصیب عقلی صرف حضور و حق سے محبت اور حق کا چل ہے۔ یہ تو اہل کی ہی اہل ہے
وہ نہ خیر و نہ شر، نہ بد و نہ نیکی، نہ مستحرم ہے جس سے عہد کا رشتہ منہا ہے استوار ہو رہا ہے۔ بلکہ وہ حالت سے ہو کر ہی مبرا ہو رہا ہے۔
یہ واسطہ و مہلت نہ ہو تو اللہ تک رسائی امر محال ہے۔ اخصاص و رسول ہی میں اخصاص ہی حضور اور خدا ایک رسالتی حکم ہے۔ حضور و حق کی ہستی ہر
اقتدار سے جامعیت، کلیت، اور انصافیت کے نقطہ تھی ہے اس لئے یہ لازمی ہے کہ اہل کی نصرت و حاکم تمام تر سرمایہ اسی ہستی جامعہ و اکمل سے منسوب
ہو اور انہی کے حکام سے ہمارے لائق نصرت و عزت اور گل ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کی لہر مت کا شہر ممکن نہیں ہے۔ وہ سر ہا اخلاق ہیں۔ ان کی ذات گہری سے لے کر نصیب اور لہر ہے کہ
اخلاق اہل کی ہیں اور اس انتخاب و خلق کی شعاعوں سے کائنات کا ظاہر و باطن اور حیات انسانی کے اندر و احوال و روشنی حاصل کر رہے ہیں۔ کون سا خلق
ہے جو اس خلق مجسم سے شعاع و پڑ جائے اور عبادت میں نہیں کر رہا ہے۔ مدنی اہل، دولت، دولت، خوش ساقی، دولت، دولت، عبادت و گز، علم و عقل،
مروت و قوامیت، عدل و انصاف، ایمان و عقل، استقامت و شجاعت، عفت و عذر، حق و سادہ و حق، اس سادہ و حق کی ایک دفعہ پڑ جائے جس کی
کوئی حد نہایت نہیں۔ پھر حضور علیہ السلام کی عظمت و بزرگوں اور لطافتوں سے قرآن حکیم کی سطر سطر جہد و حرف و حرف سمجھ رہے۔ حضور و حق کے
اس لئے صفاتی ہیں جن کی کوئی حد و سادہ و انتساب نہیں ہے۔ من کوئی شہر نہیں۔ اللہ فرض حضور و حق من ہی من ہیں، عبادت ہی عبادت ہیں، کمال

یہی نکتہ ہے۔

نعت ہی منہ بدل کے ظاہری باطنی جہازوں کی عکاسی ہے۔ لیکن کون ہے جو یہ حق لڑا کر سکے۔ اس پر مکتوب کی خواہش کسی کے اس میں

ہے ا

وخر تمام نکتہ و جہاز و سید مر
ما چھل پھول و صحت و تندرستی ایم

قرآن حکیم سے اقدار و اولیٰ نعت گوئی کا اخذ

اقدار و اولیٰ نعت گوئی

آیات قرآنی (ترجمہ)

- ۱۔ اللہ نور اس کے فرشتے ہی جتنے پروردگار سلام بھیجتے ہیں۔
 - ۲۔ اور ہم نے آپ کو تمام جہازوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔
 - ۳۔ انکی بات جن میں شان محمود کا ذکر ہے۔۔۔
 - ۴۔ اے رسول! پسند ہیجے جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی جانب سے ابھرا۔
 - ۵۔ صراحتاً صبرا
 - ۶۔ خاتم النبیین ہوگا
 - ۷۔ ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے ظہر بنا کر بھیجا ہے۔
 - ۸۔ معظم کتابہ نکتہ
 - ۹۔ عہد و رسولہ
 - ۱۰۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے بے شک
 - ۱۱۔ اللہ کی اطاعت کی
 - ۱۲۔ فرما دیجئے اگر تم اٹھ سے محبت رکھتے ہو تو میرا چہرہ کرنا
- تحریک ملتوہ سلام۔
شان و حصہ اللہ العالیٰ کی توصیہات۔
حضور ﷺ کے حسن و جمال کے معادہ حق کے خاص صورتی نمونہ۔
نعت کے وسیلہ سے احکام الہی، تعلیمات قرآنی، شرع محمدی کے روشناس و قبول و مساکن کا بیان۔
نور محمدی جس نے انسان کے ذہن و فکر، طاقت و فضا کے ہر دروازے اور ممالک کی ہر کھوپڑی کا قہر کر دیا، انوار و چمکاتہ رسالت کا بیان۔
عقلمندی کی تثبیت سے حضور ﷺ کا نبی و پیام حق، نبوت اخروی کی ابدیت، اوردہ ایمان نبوت، الہوم اکملت لکم دینکم کے طور پر اسلام کو انسانیت تک پہنچانے کا نکتہ و نقطہ۔
اقوام عالم میں اشاعت و توسیع اسلام، تاکہ قدرت میں جتنا کلمہ رخص ہو کر یاسمن، آسودگی اور محبت کا کلمہ ہو سکے۔
حضور کی عقیدہ حیرت و تعلیمات سے فرد اور معاشرے کے تزکیہ کا احکام و سلسلہ نکتہ۔
عہدیت کامل تاکہ غیر البشر نوع انسانی کے لئے سرچشمہ ہدایت ہو۔
محبت رسول کے ساتھ ساتھ اطاعت محمدی کا احکام، تاکہ رسالت سے توحید تکمیل مل سکے۔
اطاعت محمدی محبت خداوندی کی اساس

دور خلق نور دور فرقت کہان (سب)

دلفین اور اس

مظہاری

گرچ

قصیدے کا نظم مضمون :

ہرگز کسی شخص کو صراحۂ قلم سے کسی کی توصیف نہ کرے۔

ہمارے جب شاعری کا مقصد ایسا ہے تو اپنے قلمی صراح کوئی ہرگز قلم سے نہیں۔

ہرگز ہرگز کے ساتھ بیان کی جاتے ہیں اور اس کی موت یا پھر ہرگز کے ساتھ ہرگز ہے۔

کسی شخص کو اس کے قلم کے ساتھ شخص کا عقیدہ اور اس کے دماغ کی غلی ہو جاتی ہے۔

عقیدہ اور اس کے ساتھ شاعر اپنے عقیدے کا تمام عقیدہ اس کے ساتھ کرتا ہے۔

شیخ الاسلام احمد رضا کی "سلسلہ" میں "شعر میں قلم کا اثر" کے تحت لکھتے ہیں۔

"کلام اور شاعرانہ خیالات اسلام روح قرآن کے مطابق ہوتے تھے۔ ان کے احوال کی طرف متوجہ کرنا، ان کے

نصائح، روح رسول اللہ اور جنوں نے اسلام کی جھکی، اسلام سے شاعر نے تقاضا کیا جو ان پر حق سے زیادہ

ازہر اور ہوتی تھی۔" (۱۰)

حاضرہ فنون کے تحت شاعر قلم کو چاہتا ہے۔

"یہی حال اسلام اور عقائد کے زمانے میں متعدد شعروں کی مثال ہے، ان کے قلم اور ان پر عمل کرنے پر

زور دیا تھا۔ حضور ﷺ کے غزوات، فتوحات کے زمانے میں شعر تحریر بہت زیادہ فطرت شعرات کے طور پر

استعمال ہوا تھا۔

لہذا اسلام میں شعر شریکین کے، اور میں تھا۔

شعر کوئی میں شاعر جنگ، شہر و دیار، حکمران کی توصیف کا بیان۔

روح، لہذا اسلام میں حضور ﷺ سے شعروں کی تحریر کے علاوہ ہرگز میں کم لکھی ہیں۔ حضور ﷺ

کے ذریعہ عقائد و روح سے گرج کیا کرتے تھے کہ شخص میں تکبر نہ پیدا ہو جائے۔" (۱۱)

عربی لغت پر لکھا کرتے ہوئے بعض مجاہد لکھتے ہیں۔

"عربی زبان و ادب میں لغت کا لفظ ہے اصطلاحی معلوم میں بھی اردو میں نہیں۔" یہاں تمام شعری ادب میں

میں حضور اکرم ﷺ کی تقریباً دو تہائی کا بیان ہے "المدائح النبویہ" لکھا ہے۔ لہذا روح عربی شاعری کے

روایتی موضوعات میں سے ایک ہے۔ "اسرار" میں عرب شاعروں کے یہاں مدح کی ایک

بڑی روایت کا سراغ ملتا ہے۔ روایت میں قصیدے کے گئے پڑے ہوئے شعر ہے۔ "سیدہ" کے شعری موضوعات

میں اپنے قریب لکھا ہے "بہت کم" میں "قصیدہ" شعروں کے ساتھ حسن و ملک مدح کے ساتھ

کہا۔" (۱۴)

حقیقہ حضور ﷺ کی دینی زندگی سے شروع ہوئی جبکہ عبادات قد باطن کا آغاز ہو اور مسلم شعرا نے اپنی جہد کا آغاز کیا۔
اس بات کا کہ حقیقہ نسبت سے پہلے (ما قبل) نصف نبوی، بعد حضور ﷺ کی دینی زندگی کے حوالے سے دو مثالیں دینا کی جاتی ہیں:

امشئى عن قيس : سيد معلقہ کا ایک شاعر۔ قولہ اکثر طور مصری ورق۔ نسبت کوئی میں اہلیت کا سر اس کے سر ہے۔ یہ فیر عمر اگر ہر شاہی اس
قصیدے کو پہلی نسبت قرار دیتے ہیں۔ قصیدے کے کل اشعار ۲۳ ہیں۔ امشئى اسلام کی سوانح سے لے کر مرید۔

عالمیت لا اولى لها من كلاله — ولا من صفى صفى قورود محمد
نسی بری ما لا یرون و ذکرہ — المبر لعمری فی البلاد و انبساط

میں نے قسم کھائی ہے کہ اہل توفیق کی تعداد اور ہدایتی کی وہ سے اس وقت تک اس پر تری میں کہاں گا
جب تک کہ اللہ فیض کی جہل میں دمج ہے کہ شہتہ تک نہ پہنچے۔ وہ ایسے ہی ہیں جنہوں نے جہل پر نظر رکھتے
ہیں جنہیں لوگ سمجھ کر سمجھتے۔ میری زندگی کی قسم ان کی شہرت ملک ملک گھل جلی ہے۔ (۱۵)

ورقہ عن نوقل : یہاں ہے۔ اس کے قصیدے میں حضور علیہ السلام کی صفات کا انتقاد، ان کے اطراف اہمیت تک نہ خود دینے اور ان کا ساتھ
دینے کی تردید ہے۔ اس قصیدے کی تحقیق کا زمانہ حضور علیہ السلام کے سفر شام کے بعد اور دوسری اہلی سے کچھ پہلے کا ہے۔ قولہ شادشا کر امی۔
نقدہ کو نہیں جانتے کہ میری شاہی ہے پہلا ہاتھ اور قصیدہ ہے۔ قولہ لایبہہ اسے پاری
ممن اللہ کی کل نقدہ تو میرے لیے اور یہ تمام کے تمام ضرور اس بات پر تحقیق کے ذکر مہار کے سے ملے ہیں۔" (۱۶)

چند اشعار :

لجعت فی کنت فی الذکری لہوجا — لہم طالما بعث النبیجا
و وصف من علیہ جد وصف — قد طال انتظاری یا علیہجا
یظن الممکن علی رجائی — حینک ان لوی منہ مروجا
ہما مہرتا من قول قس — من البرہان اکوہ ان مروجا
و بظہر فی البلاد ضیاء نور — یلم بہ البرہان ان لہوجا
فما لیجی الا ما کان لا کم — شہدت و کنت اکثرہم ولوجا
و ان لعلک لکل فی صلیقی — من الاقدار مطلق مروجا

میں نے ایک ایسے معاملے کا یہ تذکرہ کیا جس نے دور دور کر گزرتا ہوا کہ کلمہ ہائے ہائے کو بھی مسترد
کر دیا ہے۔ کی تو یہ ہے کہ میں اکثر سے دعا و نصیحت کا انتظار ہی کر رہا ہوں۔ میں نے کچھ دیکھا مگر اسے خود
سے وصف نہ اسے خود ہی امیر کا انتظار ہی طویل ہو گیا۔ اسے خود ہی امیر انہی ہے نور میں تو فتح کرنا ہوں کہ

دہلہ شید محمود اپنے عقد سے عہد قائم فرماتے ہیں "میں یہ بات پایہ نبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ جی ہاں میری شان یہ کہ
لوہیں نعت گو ہے۔ اس لوگ حج کی نعت شاعری کو سمجھنے کے معنوں سے نقل کرتے ہیں۔ واللہ یکم ہے کہ اس
سے پہلے کسی شاعر کا کوئی نعتیہ شعر و سہب نہیں ہے اور محکمہ حشر رسول کریم ﷺ کے معنوں میں نعت کا
لوہیں شاعر حج میری ہے۔" (۹۸)

نعتیہ اشعار قصیدہ حج

حدثت ان رسول الملک — یخرج حقا بارض الحرم
شهدت علی احمد الہ — فی من اللہ باری السم
لقد مد عمری الی عمرہ — لکنث وزیرا لہ وابن عم
وجاهدت بالسیف اعدائہ — و فرجت عن صلوة کل ہم
لہ انہ سمیت فی الزور — و اعنت فیہ عمر الامم
و ہانی بملحم و جمل عظیم — لی لا یروعنی فی الحرم
یسعی احمد بالیت الی — احمر بعد صحتہ بعام

مجھے خبر دی گئی ہے کہ یہ ملک صاحب الملک رسول ﷺ درمیاہ کی زمین پر حق کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ
حضور نبی ﷺ روحوں کو پیدا کرنے والے اللہ کی طرف سے نبی ہیں۔ پس کاش کہ میری یہ عمر میں کی عمر مبارک تک دو عادی ہائے تو میں ضرور
ان کا زہر لوارہن تمہوں کا داران کے دشمنوں کے ساتھ تکرار سے جدا کروں گا اور ان کے سید مبارک سے ہر ظلم صاف کروں گا۔ ان کی نیکی بات ہے
جس کا ذکر کلاں میں آتا ہے جن میں ذکر ہے کہ ان کی امت غیر الائمہ ہے اور ان کے ہر ایک شخص عظیم الشان تشریف لائیں گے۔ ایسے نبی ہیں کہ
کسی حرام کام کی اجازت نہ دیں گے۔ ان کا ہمہ ہی احمر رکھا گیا ہے۔ کاش کہ مجھے آپ کی صحت کے بعد ایک سال کی عمر عطا کر دی جائے!

نعتیہ سرود

طلع البدر علینا — من لہات الوضاح
وجب الشکر علینا — ما دعی اللہ - داع
ایھا الصوٹ لہنا — جنت بالامر المطاع

گوہ دایح کی گمانوں سے چودھویں رات کا کھانا ہم پر طلع ہو گیا ہے۔ جب تک اللہ کو پکارتے ہوئے پکارتے رہیں گے۔

ہم پر شکر واجب ہے۔ اے ہمارے درمیان صوٹ ہونے والے خیر آپ! آپ! اللہ تعالیٰ کے لئے کہ آئے ہیں۔

یہ غیر مقدس کلمات غریب کی مجلس ہونے لگا کے جب ہجرت فرما کر حضور علیہ السلام نے دہجے میں تشریف آوری فرمائی۔ دل پر گانے
جانے والے ان اشعار میں کتنی سادگی، کس قدر سبے سادہ پن، کبھی دلائل کلیت ہے اول ہدایت سے محمود ان اشعار میں کتنی بے پناہ تاثیر ہے۔

ہر حال عالم میں ایسے ظہور و کبریا میں کسی کا استعمال نہیں ہوتا ہے اس سادہ و سادہ دل نہیں مردوں میں سادگی کا ایک جہاں تھا ہے۔ یہ اس دور کا حال کا
 شروع ہے جس کے نور سے قلندریں کا نور ہو جائیں گی جو انکار و انکار کو ہدایت کی روشنی سے مسموم کر دے گا۔ یہ سورہ کی لہجہ میں اس کے حضور سے
 جیسا کہ ہم سنا کر ہیں اس لہجہ کے لئے جس نے ہم پر اس نعمت عظمیٰ کا نزول فرمایا ہم تمہارے کی کرنی ہیں تمام اہل بیت کی اس امر میں کہ ہم
 سب آپ کے ہر حکم کی اطاعت کریں گے۔ ایسی جامعیت انہیں کی یہ نعمت و خیال کی یہ بیباکیت اور بات کا یہ جمہوری تاثر من نصیب اشعادت کی پہلی ہے۔
 (انکار و کبریا میں اہل بیت کے مطابق)

”وہ تہنیتی بیت، غریب کی بیویاں نے ہجرت کے موقع پر حضور ﷺ کے مدینہ منورہ پہنچنے پر خیر مقدم کے طور پر
 گارہ۔“ (۹۹)

لیکن انکار و کبریا میں ہم اس سے انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”یہ درست نہیں، اس اشعادت کا حلق آپ کی فرزا ہو کر کہہ رہی ہے۔“

انکار و کبریا میں ہم اپنی تائید میں محمدی مدظلہ صحت ”مختصر ہر ہر رسول“ کا قول پیش کرتے ہیں

”ان حضرت ﷺ تک سے واپسی پر جب مدینہ شریف لا رہے تھے تو آدمیوں، عورتوں، بچوں نے فر

سے باہر نکل کر آپ کا استقبال کیا اور فرما سرت سے یہ اشعادت ہے۔“ (۱۰۰)

فیصلی صلا میں ناقص کو اس طرح دہرے ہیں:

”راہ ہر وہ جگہ دل میں ۸۷ اپنے اشعادت کے متعلق ذرا غلطی میں نہایت متعلقہ ہر ہر ہر ہر کی ہے اور ہم نے تم کے

ہیں امتزاج کا جواب دیا ہے کہ لہجہ ہر وہاں شام کی طرف ہے نہ کہ کی طرف۔ سو اب میں تمہارے کہ یہ

اشعادت طوطی نے شہین کی شرط پر روایت کے ہیں۔ عادی میں بھی یہ اشعادت طوطی ہیں مگر فرزا ہو کر کے موقع

پر۔ لیکن میں دو اور روایتیں دیکھتا ہوں کہ ناقص نہیں۔ لیکن یہ دونوں موقعوں پر یہ اشعادت ہے جسے ہم نے۔“ (۱۰۱)

حضور ﷺ کی زندگی میں کئی ہجرت مدینہ و مدظلہ صحت کی مدینہ شریف کی آمد کے بعد بھی ہے اور انہیں محمدی اور جب اعلان نبوت

اور تبلیغ اسلام کے ساتھ ہی قریش آپ کے دربار پر آئے اور انہوں نے طرح طرح کی باتوں کا آغاز کر دیا، جب آپ کے ہم حرم نے ایک تو

خاندانی حیات کے جوڑ میں دوسرے اپنے بچے کو شہین کی شفقت کے جذبات کے تحت آپ کی نہ صرف توصیف فرمائی بلکہ آپ کی خدمت، آپ کی

اشعادت نصرت اور آپ کو تائید پر غالب دیکھنے کی تمنا کا اشعادت کے قالب میں داخل ہوا۔ یہ غالب کے قصائد میں ملی قریش کو سمجھیں بھی ہے کہ جنگ

اور باہمی خیر و برائی سے باہر ہیں اور آپ کے ہر طرف کا اثر قلبیہ کا شک و شبہ کا اعلان بھی ہے۔ نعمت اہل غالب میں مدعت تھی، خوش ہواں، مدعو کہ

تائید کے حاضر نمایاں ہیں۔ ہر وہ اشعادت یا شکل یا قالب کے مدینہ کی تصویر کے چہ اشعادت (انتخاب)

ولما رأيت القوم لا ود لهم — وقد نظروا كل العمر الواسع

و قد صاروا بالعداوة والاذی — و قد طاروا لعرا لعنو طمنازل

صبرت لهم نفسي بمرأى محمد — و ابصر غصبا من ثرات الطمنازل

كذبهم و بيت الله ليلی محمد — ولما نظامن دون و لعاصل

و سلمہ حتی لصرع حوله — و للعل من ابتنا وہ الحلال
و ما ترك قوم لا انا لك سيدا — يمحط النصار غير ذاب مواكل
و ايض يستقى الغمام بوجهه — ثمال البطنى حصصه للارامل
يلوذ به الهلاك من آل هاشم — لهم عندہ فی رحمہ و فواضل
لعمرى لقد كلفت وجدا باحمد — و اخوانه ذاب المحب المواصل
لمن مثله فى الناس اى موكل — اذا قسى الحكام عند الطاحل
حليم رشيد عادل غير طائلش — يوالى الها ليس عنه بدائل
فاصبح لنا احمد فى نومه — تقصر عنه سورة المتناول
حريت بنفسى حوله و حميدہ — و دالمت عنه بالمر لوالكلاكل
فايدہ رب العباد بنصرہ — و اظهر دينا حله غير باطل

جب میں نے قوم کو دیکھا کہ ان میں محبت نہیں رہی تو انہوں نے تمام تختوں اور رشتوں کو توڑ دیا ہے۔ انہوں نے ہم سے مکمل دشمنی اور ایذا رسائی شروع کی تو انہوں نے ہم سے الگ ہو جانے والے ایک دشمن کی باجی لی تو میری ذات خود ایک چیلے تیرے اور شاہنشاہ کی بدرفتاری میں لی ہوئی ایک چکی کی تیرے کریم کے مقابلے میں ات گمراہی کی قسم اٹھانے بھوت کا یعنی یہ ذلیل تھا ہے کہ ہم تمہیں بچنے کو مجھڑ دیں گے۔ جب ہم میں کی حفاظت کرتے ہوئے تمہارے قریبی کرتے ہیں تو سخت لے جاتے ہیں۔ تم نے ذلیل کیا کہ ہم انہیں سداے حوالے کر دیں گے۔ ہرگز نہیں حتی کہ ہم ان کے اطراف میں بچھڑ جائیں گے اور اپنے ہی خون کو بھول جائیں گے۔ ہر باپ مر جائے ایسے سردار کو مجھڑ دیا کیسی (بدترین بات ہے جو جماعت کے کامل چیزوں کی گرتی کرتا ہے۔ ذلیل دی ہے اور نہ اپنا کام دوسروں پر مجھڑ لے داتا ہے۔ جو ایسے دشمن پر سدا ہے کہ اس کے دینے سے اور بارش طلب کیا جاتا ہے، انہوں کی سر پرستی کر لے داتا اور ان کی پلہ ہو ہاشم کے مجلس اس کے میں پلہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس درختم میں اور اعلیٰ مراد پر ہیں۔ مجھے اپنی عمر کی قسم: جس طرف راجائی محبت کرنے دھوں کی حالت ہوتی ہے میں بھی احمد اور حق کے کمانیوں کے پیش میں جتا ہو گیا ہوں۔ احمد کا ساتواں گوں میں ہے کون؟ لیٹ کر لے دھوں نے جب لٹا کر کا سجد کرنے کے لئے اس کے (مرتبہ) کا سجد کیا تو اس کے لئے حق لوگوں میں سے جن سے امیدیں دھت کی جاتی ہیں، عجب قسم کی برتری پائی۔ وہ رویداد، سیدھی رو پٹنے داتا، منصف ہے۔ جلد ہر قسمی۔ اپنے سمجھ سے تعلقات دیکھ داتا ہے جو اس سے غافل نہیں۔ ہم میں احمد نے لکس چیزوں سے قصور کیا ہے (اپنے باپ سے پیدا ہوا ہے) کہ دست درازی کرنے والوں کی سختی سے ضرر پہنچانے اس کا وجہ اور عزت حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ اس کی حالت کی خاطر میں نے اپنی ہاتھ منظر سے میں ادا دی۔ اپنی چلنے کی اپنی بلدی اور سینے کے بے سے اس کی حفاظت کی (اپنے تمام اصحاب و خواجہ

لیس الیما بعد یاس و فترۃ — من الرسل والاولیاء فی الارض بعد
 فامسئ سراجا مستنیرا و هادیا — بلوح کما لاح الصیقل المہند
 و انلولا نارا و بشر حجة — و علمنا الاسلام لائلہ لحمد
 و انت الہ الخلق ربی و خالقہ — بملک ما همزت فی الناس اشهد
 تعالیت رب الناس عن قول من دعا — سواک الہا انت اعلیٰ و امجد
 لک الخلق والنعماء والامر کلہ — فاباک لتسہدی و اہاک لتعد

من پر نبوت کی سر جگہ رکھی ہے جو اللہ کی طرف سے گئے ہیں اور اس کی چمک پر نفس دیکھ سکتے ہیں۔
 سوان پانچوں وقت اشہد کہ اللہ اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ عبودت حق تعالیٰ کے لیے آپ کا نام اپنے نام کے ساتھ مل
 گیا ہے۔

من کی عزت و شہرت کمانے کے لیے اللہ نے ان کا نام خود اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ پس صاحب عرض گو
 ہے تو آپ کو چاہیے۔

یہ وہ نبی ہیں جو اللہ سے پاس رسالت کے طویل دھچکے اور جامیدی کے بعد تشریف لائے جبکہ دنیا میں ان کی
 پہچان ہو رہی تھی۔

-- بلکہ یہ آئے ہی خود چلے اور ہر دور ہر جگہ اور ہر جگہ کی طرح جگہ گئے تھے۔ انہوں نے ہمیں
 دوزخ کی آگ سے اور پھر جنت کی خوشخبری دی اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی۔ پس ہم اللہ کے شکر گزار ہیں۔
 اے اللہ اتنی ساری مخلوق کا عبود ہے اور میں عرض کر رہا ہوں کہ اس بات کی گواہی دوں گا کہ تو ہی میرا پروردگار و خالق

۶۵

اے لوگوں کے پروردگار! جو لوگ میرے سوا اور مردوں کو پکارتے ہیں تو ان کی باتوں سے اٹھ کر رہو۔
 تو یہ کہنے والے اللہ! تمہیں دینے والا اور ہر جگہ کا مقرر ہے۔ ہم تو ہی سے چاہتے ہیں اور تمہاری ہی
 مہارت کرتے ہیں۔ (۱۰۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنا سے پروردگار ہر ایک قیامت صغریٰ قیامت میں نے ہر آگاہ کو اظہار اور ہر دل کو سو گوار کر دیا۔ حضور علیہ السلام کے
 صحابہ کرام کے دلوں پر نمایاں ہو گئی۔ اس کی منظر کشی کا یہ نہ نہیں کہ ہے نہ تم کو۔ حضرت معاذؓ نے اپنی توجی شامی میں اس کیفیت کو جس
 طرح رقم کیا ہے "ہاخی کا حصہ ہے۔"

بقول صاحب "مشکوۃ الصغریٰ" من تعزنی اشہد کی تہ لا ۷۷ ہے اور یہ اشہد "سیرت ابن ہشام" میں درج ہے۔ یہاں چند اشہد کی
 دریا گیزی اور وقت آخری بلا حد کی جا سکتی ہے۔

یہا رسم الرسول و عمدہ — و قبراہا و الرہاء الثوب ملحد
 بلورکت یا لہر الرسول و بوردکت — بلاد لوی لبہا الرہید المصد

و بوراك لحدك ضحك طيبا — عليه بقاء من صفيح منصد
 باہی و امی من شہدت و فاته — فی يوم الاثنين النبی المہند
 وجہی بقلبك التوب لہمی لیتی — غیت قبلک فی البقوع الفرقد
 فصلت بعد وفاته صہلنا — مصلنا بالیتی لم اولد
 انہم بعدک بالمطیۃ بیہم — بالیتی صبحت سم الاسود
 لو حل امر اللہ فینا عاجلا — فی روحہ من یومنا لو من غد

میں نے اس مقام (مدینہ) میں رسول طیبہ السلام کی نشانیں اور آہر پائے ہیں اور وہ قبر بھی دیکھی ہے جس کی مٹی میں قبر میں سپرد ہونے والوں نے آپ کو پہنایا ہے۔

۔ اسے قبر رسول اچھے درجے کا حاصل ہو گئی ہے اور اس بناؤ کو درخت حاصل ہو گئی ہے اور جس میں پہلی صدی نے لکھا دیا ہے۔
 اسے قبر رسول امیری لحد درخت ہو گئی ہے جس نے ایک پاکہ طیبہ مٹی کو اپنے اندر لے لیا ہے جس کے اوپر چڑے چڑے پتروں کو رکھ کر بنا دیا گیا ہے۔

نبی مدنی پر میرے دل پہلے قربان جن کی وفات و شہر کو میرے سامنے ہی ہوئی
 میرا چہرہ آپ کو مٹی سے چائے! طوس کا شہر میں آپ سے پئے ہی ال مدینہ کے مٹھے جمع انظر قد میں دلی کر دیا جاتا۔
 اس لئے آپ کی وفات کے بعد میں حیرت میں ہوں اور دھڑکھڑکتا ہوں۔ کاش میں یہ سن نہ ہو ہوتا
 کہا میں آپ کے غیر ہوں میں لوگوں کے درمیان رہ سکوں گا۔ اسے کاش مجھ کا مجھے کالے ناگ کا زہر پٹا دیا جاتا۔
 آج کی شہر کا مٹی کی شام میں جلدی اللہ کا مہربان ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ: شاعر دیار رسالت، کاتبہ حق، یہ اپنی شاعری کے ذریعے کفار و کفر سے عار دلانے کے لئے اور وہ عہد بدعت جن اللہ و مدائن کا متقاضی تھا، اس سے انکی شاعری ملو تھی۔ خلق کے منظر اقم، ذوق شہادت سے سرشار، ہر سے سود تک ہر غزوے میں شریک۔ آخر غزوہ سود میں یہ سید آرزو چاری ہوئی اور ہم شہادت نوش کیا۔ بن کا ایک شعر بن کی سداوت ایمانی اور دھاتی رسالت کے جن کا سہارا ہوا ہے۔

لو لم یکن فیہ آہات ینہ — کانت ہدیہ فکلی عن العہد
 اگر ان کی نبوت کے لئے کلمہ کی نشانیں نہ ہوں، تب بھی آپ کی سورت رسالت کی خبر دینے کے لئے کافی ہے۔ (سکڑ پڑھت، ص ۲۲۲)

و فینا رسول اللہ یخلو کتابہ — اذا الشق معروف من الفجر ماطع
 ارانا الہدیٰ بعد العمی فظہرنا — بہ موافات ان ما لال واقع
 بیت یجالی جنبہ عن فراخہ — اذا استقلت بالمشرکین المصاحف

ہمارے اور میان اللہ کے رسول ہیں جو اللہ کی کتاب سے وقت ملاوت کرتے ہیں جب بھی کسی کو دشمنی نمودار ہوتی

—

انہوں نے ہمیں ہدایت کی، اللہ تعالیٰ جسے چاہے کے لئے ہمارے پاس آنکھیں نہ تھیں چنانچہ ہمارے دلوں کو
پہرہ انہیں ہے کہ کہہ لے کہ میں نے تمہیں لکھا ہے اللہ کو کہہ لے کہ

اور انہیں اس طرح گزرتے ہیں کہ جس کا کہہ لے اللہ اور بتا ہے جبکہ مشرکین کے وجہ سے ہمارے ہاتھ

ماتحت ہیں۔

(عربی میں نکتہ کلام، اناظر عبداللہ عباس ندوی، ص ۹۰، ۹۱ روایت احمد علیہ)

حضرت کعب بن زہیرؓ: کعب شروع میں اسلام لورہی باکرم چٹنگے کے خلاف تھے اور یہی کاؤرہا پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کے حق میں
اور اسلام کی جگہ میں صرف ہو تا تھا۔ کعب بن زہیرؓ کے ہمالی، میر مشرف بہ اسلام ہوئے تو کعب نے انہیں دھمکی آمیز خط لکھا جس میں انہیں نبی اللہ ص
کے انہماک سے وارڈ۔ اس پر حضور علیہ السلام نے کعب کا ظن مہار کر دیا تو ان پر خوف طاری ہوا اور دوسری طرف آہستہ آہستہ ان کے ذہن میں کعب کی
سیر کی پختی کی اور وہین حق کی روشنی ان میں ہند ہوئی تھی۔ اسی خوف و ہراس کے عالم میں قصیدہ جات سعد کی تخلیق عمل میں آئی۔ آپ اللہ کا در سات
چٹنگے میں حاضر ہوئے۔ رحمت لکھا لیکن چٹنگے نے ان کا فرمایا۔ کعب قصیدہ پیش ہو اور قبولیت کی ملاوت کے طور پر صاحب جود و کرم کی بدگاہ سے
روائے مبارک عطا ہوئے۔

سعد کعب بن زہیر کی خیالی عہد ہے جس کے اگر فریق سے آثار قصیدہ ہوا اور حمزہ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں حسن و بمل کی دانی،
محبوب کی نمونہ حرائی ہے و قائل، پھر ہائی کے آلام پھر سطر و سانی کا ذکر ہے جس کے فہم میں ایکس اشعار ہاتھ کے توصیف میں ہیں۔ پھر گرج ہے۔
اللہ میں مذہب و خواہی اور مطر و طلی کا بیان ہے۔ جب نعمت رسول پاک چٹنگے اور صاحب کرم کی توصیف مذکور ہے۔ کل اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
حوالہ ابن ہشام اللہان ہیں۔ یہ قصیدہ ماننے کی اور سنوئی کا سن کے اقتدار سے شرعاً تعلق ہے اور اس کی قبولیت کا یہ عالم ہے کہ عربی لورہ نگر زبانوں میں
اس کی شرمیں نکلی گئیں۔ تراجم بھی ہے پھر ہیں۔ کئی شعرا نے اس قصیدہ کے روایت قرآنی میں قصیدے کے

لقد اتیت رسول اللہ معلوماً — والعلو عند رسول اللہ مامون
لقد طوم طاماً لو بقوم بہ — اری و اسمع مالمو یسمع العبل
لقل برعد الا ان یكون له — من الرسول بالذن اللہ تنویل
حتی وضعت یعنی لا تنزعہ — لی کف ذی لطعات لیلہ القیل
ان الرسول لور یستاء بہ — و مہند من سوف اللہ مملول

میں اللہ کے رسول چٹنگے کی خدمت میں طر و طو ہو کر پہنچا اور معافی دور گزرتا تھا کہ رسول کے نزدیک پہنچا ہے۔ میں اس مقام پر کڑا تھا کہ اگر
وہیں باقی بھی کڑا ہو چکا ہو دیکھا اور سنو جرمیں دیکھ لور من رہا تھا تو وہ پتہ پانچے لکھا، اگر اللہ کے حکم سے رسول اللہ چٹنگے کی طرف سے جود و
اور حشر و طمان ہوئی۔ یہاں تک کہ میں نے اپنا اپنا فہم پھر کسی سادہ کے اس بات میں دے دیا جو کے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول، قول لیل
قد ہے شک رسول اللہ چٹنگے دور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اللہ کی کلموں میں سے کبھی ہوئی ایک کلمہ ہیں۔ (۱۰۵)

اس عہد کتہ سہولت میں کئی نیا نہیں اور کتنے قلم دان ہوی میں مشغول ہیں، ان کا اعطاف آسان نہیں۔ عہد نبوت اور عہد صحابہ میں بھی یہ سلسلہ اور ہادی و ہادی تین تک ہادی و ہادی ہے۔ عرب کے علاوہ دوسرے ممالک کا قلم اسلام میں بھی شعراء کرام تھے جن میں سید ہاشم گیلانی ہے۔ کسی ہی مسئلہ کو درست عرب کی جائے سوال اللہ اعلم بالصواب

ہم حرم کا چند شعراء کرام ایک ایک شعر درج کرتے ہیں تاکہ ہمارے اہل حق کے عقیدت ناموں کی آئینہ داری اور جلوہ لہائی کر سکے۔

حضرت حمزہ بن عبد المطلبؑ

و احمد مصطفیٰ لباً مطاعاً — لا نقشورہ بالقول لطیف

اور احمد ہم سے گزیرا ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے لہذا تم ان کے سامنے انعام قطعاً کی مندرجہ نہ ٹالنا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ

فكيف الحيات للقد الحبيب — و زين المعاشر في المشهد

اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بخیر کیا — اور وہ نہ رہا جو زینت و جمیع عالم تھا

حضرت عمر فاروقؓ

فامسى رسول الله فله عز و نصرة — و امسى عداه من قبل و خلود

پھر سالانہ بیچنے کو ان کی نصرت نے لہر حجاز و ان کے دشمن منقرض ہوئے اور نصرت کا کر بھاکے۔

حضرت عباسؓ

و انت لما ولدت اجرت الا — و حواء مودك الالى

اور جب آپ پیدا ہوئے تو ہیکل محمد بن اور دین کا گئے آفتاب ہادی آپ کے اور سے۔

حضرت عثمانؓ

يا عني ابكي ولا تسبي — و حق البكاء على السيد

تو اے میری آنکھ آنسو نہ دے۔ اپنے سرور اور آئینہ کو تو لازم آجنا۔

حضرت علیؓ

لبها خير من دم الجراح والعشا — و يا بحر ميث حملة التراب و الثرى

انسانی بدن اور اس کے پلو جتنی غصیوں کو چھپائے ہوئے ہیں ان میں سب سے بڑا آپ ہیں اور آپ ہی تمام مرسلہ ہوں میں جنہیں خاک لے چھاپا ہے۔ سب سے بڑا ہے۔

امام زین العابدینؑ

من وجهه الشمس الضعی من عندہ بدر الدخی — من ذالہ نور الہدیٰ من کفہ بحر الہم
وہ جن کا چہرہ نور سر میرا ہے اور جن کے رخسار تباہ نکال ہیں، جن کی ذات نورِ اہمیت ہے اور جن کی ہتھیلی سعادت میں دریا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

و ذلک فیک دین صدق — و ذو حق ایت بہ و عدل
اور یہ اس لئے کہ آپ کا دین سچا ہے اور آپ نے اس کے ادب سے حقیقت اور انصاف کی بات نہیں فرمائی ہے۔

ابن زہریؓ

امن اللحم و العظم لری — ثم لیس لشہد انت الطہر
میں تو گوشت پرست تک اللہ پر ایمان لایک چیز اور یہ کہ میرا دل میں زیارت کا طریقہ کیا ہے کہ آپ رسولِ نبی ہیں۔
حضرت ابو و جانہ (جنہیں حضور علیہ السلام نے گولہ عطا کی)

الا الذی عاهد لی علی — و نحن بالفتح لدى النعل
اے قوم اللہ کی کھول — احرب بسيف الله و الرسول

میں ہی تو وہ ہوں جس سے میرے محبوب رسول ﷺ نے دامنِ گواہ کے ایک درخت کے نزدیک عہد کیا تھا۔ میں آخری صف تک کھڑے رہ کر
وہ جو مقابلہ کر رہا ہوں گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کھول میں چلا جاؤں گا۔

حضرت عباس بن مرداسؓ

وايک يا عمر الطریۃ کلها — نشرت کفها جاء بالحق معلما
اے کائناتِ مٹی کی طرح بہرِ اہم میں نے دیکھ لیا کہ آپ نے ان امکاناتِ الٰہی کو پھیلا دیا جس نے حق کو ہماری طرح آشکار کر دیا۔
حضرت قاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ثبت علیٰ مصیبة لو اثننا — ثبت علی الامام صرنا لنا
مستور ﷺ کی ہر الٰہی مصیبت مجھ پر لے لی ہیں کہ اگر یہ مصیبت (روحِ پاکوں پر توشتیں تو وہ نہ راتوں میں بدل جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

معی ید فی اللابی البہیم جینہ — یلمع مثل مصباح الدجی العوفہ
اگر میری بات میں کوئی پستی نظر آئے ہے تو حق چمکتی ہے جیسے درخشاں چاند۔

محاسنین نے پھر سے قدیم عربی کی طرف رجوع کیا لیکن ہماری کے اثرات کی جگہ مغربی زبانوں کے خوب سے عربی متاثر ہو گئی۔ تاہم قرآن و حدیث کہ وہ جہ سے عربی خود صرف کی پہلے ہی ہر دور میں رہی۔ دل سوزی، محبت، نکایت اور فدائیت کے مضامین کی کثرت ہے۔

احمد قطرب (عصر عباسی کا شاعر) متوفی ۸۲۱ء

حلبم و رحمہم لن معواضع — صغی حی عابد متوحد
و کان رسول اللہ فوق علیہا — بقصر لہ من بطول لوجہہ

برباد، کھال، نرم خود، عسکر، فروع، لای سہ، زور، ہدایت گزار، نہاے ہے ہزار۔ رسول اللہ ﷺ ہماری حق ترائیوں سے کہیں زیادہ باہر ہیں۔ آپ کی تعریف کرنے والا ہزار کوشش کے بعد بھی حق کو اکرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔

ابو العباسیہ (عصر عباسی کا ممتاز شاعر) وفات ۸۲۶ء

و احمد واللہ الذی اکرمکم — لی قام لکم فصح
لی . فصح اللہ بہ کل — غیر للعمود و شرح
مرسل لو یوزن الناس بہ — فی الطی والبر شالوا و رجع

اللہ کا شکر کہ جس نے ہمیں ایک پیغمبر بھیج کر عزت دی جس نے ہمارے دھمپان کھڑے ہو کر غیر خواہی کی بات کی۔ اچھے ظہیر کے آ رہے ہیں سر فراز کیا جس کے انھوں اللہ نے ہمارے لئے ہر نعمت کا دروازہ کھول دیا۔ جس کو تم نے حاصل کر لیا اور اس نے اس کو کھول کر بتا دیا۔ اچھے ظہیر ہیں کہ اگر وہ پھر ہمارے انہوں کو ایک پلائے پر رکھا جائے اور حق کو دوسرے پلائے پر، تو حق کا یعنی رسول کا پلائے ہماری رہے گا، ہماری دنیا کا پلائے ہمارا۔

لکن العربی ابو بکر محمدی الدین رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۳۰ء)

فلانک رسول الانطس صعدا — لہ فی العلی مجد تلید و طارف
ہی لانکسار اللہو بجزر صعدا — فانت علیہ الن و عوارف

ہی، رسول انطس کو اللہ صعدا میں ہر طرف حاصل ہے قدیم بھی یہ ہے بھی۔ آئے کہ لو لے ہوئے نئے کی فکری کو جو زدی اور حق پر تو نہیں غلطی ہیں اور علیہ جہلی بھی۔

شیخ جمال الدین العرصری (وفات ۱۲۵۸ء)

عالم الانیاء فایع باب الرشد — و الناس حلال مشہا
فلا ہم من وہ یکعب — ہو للناس رحمة و خلا

خاتم الانبیاء ﷺ کا محبوب ہدایت ہیں جبکہ مددے لوگ جملہ کراچی میں جلا تھے اس وقت آپ اپنے رب کے حضور سے ایسی کتاب لے کر آئے جو تمام انسانوں کے لئے رحمت اور نجات ہے۔

امام شیخ شرف الدین محمد بن سعید مصری رحمۃ اللہ علیہ (۶۹۷ھ)

طالعہ و میری ایک فقیدہ دوجن کے حامل ہیں۔ ہر حرف بھی میں قصیدہ کہا ہے۔ نہایت سعادت کی زمین میں بھی قصیدہ ہے۔ قصیدہ جزیرہ ایک نور فقیدہ کاوش ہے جو شہرت و کثرت ہے لیکن میں قصیدہ "مدادہ" میں کی آفاق اور بڑی شہرت کا منتظر مرکز ہے۔ اس کو کچھ قبول عام ہو جائے وہم ملی اس کی مثیل کہیں نہیں ملے۔ اس کی شہرت میں بہ حد و حد ہیں، اس کے تنبیح میں نظم کے ہر اسلوب و فن میں کئی گتیں، اس کی تفسیفات میں ہر نئی دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے تراجم و تفسیفات ہو چکے۔ اکثر محدثین اس محدث نے اس کے عرب شہر میں کی لکھتے ہیں کہ اس قصیدہ میں حیرت انگیز اور عام و عام کیے ہیں اس کی تفسیفات میں اس کے تراجم اور مختلف فن میں اس کی نظم و تنبیح کر کے انسانوں کے ہاں لکھے ہیں۔

نور الکریم الخلیفی۔

"اس کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ اقلہ اسلامیہ میں اسے نہایت کثرت سے پڑھا جاتا ہے اور اس کی خاص مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ اس قصیدہ نے مسلمانوں کی تعلیم، امن کے لوہے، میری اور اخلاق پر نہایت گراں گزرا ہے۔"

(۱۰۶)

لیکن اس کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ ہر گونہ نبی میں اسے قبولیت ملا ہوگی۔

قصیدہ مددہ ۱۶۵۰ شعروں اور ۱۶۵۰۰۰ فقرات پر مشتمل ہے۔ تنبیح میں فرق محب میں گریو کہیں ہے اور کتابت یہ یادگار سال سے دوری کا نام ہے۔ اس طرز راہی تنبیح سے اس میں الحرف ملتا ہے۔ ہر شہر کی مذمت، اس کے بعد حضور علیہ السلام کی مدح لکھا کہ یہ خاصاں مبارک، ہر ولادت ہدایت کا ذکر، ہر تنبیح اور محبت کا بیان، ہر فرقہ کی تحسین کے ہر طرف کا ذکر، ہر لڑائی و عزت، عمران انبی ﷺ اور انکسار پر ساتیات اور خدمت میں کا ذکر ہے۔ اس طرز پر قصیدہ اپنے اسلوب میں منفرد، اپنے موضوعات و مضامین میں جامع اور اپنے طرز بیان کے اعتبار سے دردمندی، سوز و گم و غم اور انجلی ہائے کا حامل ہے۔

اس قصیدہ کی نظم معنوی خصوصیات بظہر ہے۔ فصاحت و بلاغت، مناسبت و بدائع اور محاسن شعری کا ایک آئینہ خانہ ہے جو اہل عقل اور اہل دل پر جلوہ دے نوہ لکھتے ہوئے کر رہا ہے۔

قصیدہ مددہ کا چار نام "الکواکب النورہ فی مدح محمد المرید" ہے لیکن معرول "قصیدہ مددہ" کے نام سے ہے۔ کہتے ہیں کہ مصری نے یہ قصیدہ واقع کے مرض کی حالت میں لکھا اور خواب میں رسول اکرم ﷺ کی زیارت کے موقع پر حضور علیہ السلام کو سنا۔ حضور علیہ السلام نے اپنی مدد دینی ان پر الہی ترانے شائع کالہ حاصل ہو گئے۔ اس سبب انی اللہ نے اس قصیدہ کی شہرت کو یاد کیا۔ ہم حصول و کثرت پر قصیدہ کے لیے ہر معنوی محاسن کی پر توافقی کے لئے اس کی فصل ثالث کے شعروں کو لکھتے ہیں جو درجہ لکھا کہ نبوی ﷺ پر مشتمل ہے۔

فلما من من احی الخلام الی — ان التکت قدامہ الضر من ورم
وخلد من سبب احشاء و طوی — تحت الحجارۃ کثما متوف الادم
و راودتہ الجبال الشم من ذهب — عن لطم فاراھا ایما فعم

- و اكلت زهرة فيها ضروره — ان الضرورة لا تعلوا على العزم
و كيف تدعو الى الدنيا ضرورة من — لو لاه لم تخرج الدنيا من العدم
محمد سيد الكواكب و الظلم — والفرمان من عرب و من عجم
لينا الامر التامى فلا احد — ابر في قول لا منه ولا نعم
هو المحيى الذى ترجى شفاعة — لكل هول من الاحوال مفزعهم
دعا الى الله فالمستعصمون به — مستمعون بحبل غير منقطعهم
لاق النعم فى خلق و فى خلق — و لم يدانوه فى علم و لا كرم
و كلهم من رسول الله ملتمس — غرلا من البحر لو دخلوا من النعم
و يقفون لديه عند حد هم — من لطة العلم او من شكلة الحكم
فهو الذى تم معناه و صورته — ثم اصطفاه حيا بارى النعم
منزه عن شرك فى محاسنه — فجوهر الحسن فيه غير منقسم
دع ما ادعت النصارى فى نسهم — واحكم بما شئت مدحا فيه واحكمهم
واسب الى ذاته ما شئت من شرف — واسب الى قدره ما شئت من عظم
لان فضل رسول الله ليس له — حد فيحرب عنه لائق بهم
لو لمبت قدره آياته عظما — احي اسمه حين يدعى دلويس الرعم
لم يمتحنا بما نرى الطول به — حرصا علينا فلم نرتب و لم نهم
اى الوردى فهم معناه فليس يرى — للفرق والمد فيه غير منقسمهم
كالشمس تظهر للمعين من بعد — صغيرة و تكل الطرف من اسم
و كيف يدرك فى الدنيا خفيته — قوم ليام تسوا عنه بالحلم
فمبلغ العلم فيه انه بشر — و انه غير خلق الله كلهم
و كل اى الى الرسل الكرام بها — فانما اتصلت من نوره بهم
فانه خمس فضل هم كواكبها — يظهرن النورها للناس فى الظلم
حتى اذا طلعت فى الكون عم هذاها — العالمين و احييت مآثر الامم
اكرم بخلق نبي زانه خلق — بالحسن مشتمل بالبشر عزمهم
كالنهر فى ترف والبشر فى شرف — والبحر فى كرم والنهر فى همم
كانه وهو فرد فى جلالته — فى عسكر حين تلقاه و فى حشم

كَلَامًا اللَّوَلُو الْمَكُونُ فِي حَدِّهِ — مِنْ مَعْلَى مُنْطَقٍ مِنْهُ وَ مَعْم
 لَا طَبَّ يَعْدِلُ لَوْنًا طَمَّ اعْظَمَهُ — طَوْبُ لِمَنْشَقٍ مِنْهُ وَ مَلَمَّ

☆ میں نے اس ذات پاک کی صف پر بیعتی روا رکھی کہ جس نے راتوں کو اس قدر عبادت کی کہ پائے مبارک (جہ قیام) حرام ہو جائے اور تکلیف محسوس کر لے گئے۔

☆ آپ نے ہم کو کہہ دیا ہے اپنے حکم مبارک کو کس کہانہ سے لیا تھا اور اپنے بازگ اور باز پر درود پلوں کو سخت پتھر کے پلے پوٹ لیا تھا۔

☆ سارے کے باوجود پلوں نے آپ کو اپنی طرف سائل کرنا چاہا مگر آپ نے انہیں دیکھا کہ بڑے کون ہے۔

☆ نور آپ کی ضرورت دیکھی نے اسود دنیا سے آپ کی سہرہ فیتی کو نور منبہہ کر دیا یہ ایک صحت و حفاظت الہی پر ضرورت بات غالب نہیں ہو سکتی۔

☆ اور ضرورت دیکھی کیسے اس ذات گرائی کو اپنی طرف سائل کر سکتی تھیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا بیتی سے وجود میں ہی نہ آتی۔

☆ محمد ﷺ اس ذات پاک کا نام ہے جو دنیا و آخرت، جنہاں اور عربہ علم کے سرور ہیں۔

☆ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور حق من بلور کرنے والے ہیں اور کوئی شخص نہیں اور اسے من سے زیادہ کامیاب ہے۔

☆ آپ ایسے محبوب الہی ہیں جن سے نور و حق سلا کے جانے والے ہر طرح کے خوف سے فصاحت کی امید کی جاتی ہے۔

☆ آپ نے اللہ کی طرف رجوع کیا۔ پس جن لوگوں نے آپ کو امن بکرا اور گویا ایسی مشیور سی بکری جو نہ نکلے دلی نہیں ہے۔

☆ آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے حسن صورت و حسن یرت میں فائق ہیں اور دیگر انبیاء صلی علیہم وسلم میں نور حق کریم میں آپ کے ہر جہ۔

☆ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے روح و اپنے اپنے مقام و مرتبہ پر فخر سے ہیں اور ان کی حد آپ کی کتاب علم سے مثل غنہ کے ہے آپ کی عفتوں کی کتاب سے مثل ارباب (نور، دیر، بیکر) کے ہے۔

☆ آپ کی ذات اندر حق قوس جس پر ظاہر کی ہائیں کلمات حد تمام کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اسی لئے فائق اور لائے نہیں اپنا محبوب منتخب کر لیا۔

☆ آپ اپنی طرفوں میں شریک سے خود ہیں۔ سوائے میں خود ہر حسن ہے اور شریعت تقسیم نہیں۔

☆ تمام مومنین کو چاہو اور جو یہ سائل اپنے ظہیر میں علیہ السلام کے بدلے میں کرتے ہیں۔ اس کے سوا آپ کی درجہ میں چاہو بقیہ کے ساتھ کہو۔ اس پر خوب متفکر ہو۔

☆ آپ کی ذات اندر حق کی طرف جس پر وہ شرف کو چاہو منسوب کر دو اور آپ کی ذات گرائی سے جس عظمت کو چاہو، بہت دور۔

☆ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لغات کی کوئی حد نہیں ہے کوئی لے والا زبان فصاحت سے بیان کر سکے۔

☆ اگر آپ کے لغات، عظمت میں آپ کے رتبہ و جہ کے سوائے ہوئے (جو نہیں ہیں) تو آپ کا نام سب بکرا جاتا، تو یہ بدہوشی و عدم ہر جانم۔

☆ آپ نے ایسے احکام فرمادیے ہیں جنہیں انہیں نہ کیا جن سے عین، جہاں چاہیں۔ ہم پر کامل شفقت فرمائی جس لئے ہم نہ نکلے دلی میں نہ لورنہ چاہیں ہوئے۔

☆ آپ کے کلمات کے علم نے دنیا کو عاجز کر دیا۔ پس قریب مدد سب لوگوں میں آپ کے کلمات نوران کے بدلے میں لغز و سکوت کے سوا کہو و کمالی نہیں دیتے۔

☆ آپ کی مثل کتاب میں آپ کی سی ہے جو آنکھوں کو دور سے چھو کر کھائی دیتا ہے اور قریب سے آنکھوں کو چھو دیتا ہے۔

☆ دنیا میں آپ کی حقیقت کا درجہ ایک کو خوب فہم کیے کر سکتے ہیں جو خطاب میں ہی آنحضرت ﷺ کی زہدیت، انکار کجی ہے۔

☆ آپ کی ذات کو پہچاننے میں علم کی پہچان ہی ہے کہ آپ ﷺ جو ہر اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔

☆ انبیاء کرام کو پہچاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیے، سب کے سب آپ کے نور کے درجہ میں مندرج ہیں۔

☆ وہ حقیقت آپ ﷺ کے آئینہ نظارت ہیں اور تمام انبیاء و صلوات علیہم اجمعین کی ہر ایک بات کی ہر ایک بات میں اس آئینہ کا درجہ کو دکھاتے ہیں۔

☆ یہاں تک کہ جب یہ آئینہ نبوت دیکھا جائے تو اس کی بدولت تمام دنیا کیلئے عام ہو گئی اور اس نے ساری امتوں کو (خواب غفلت سے) بیدار کیا۔

☆ یہاں اللہ آپ کی فکر و صورت کو بھی خوب ہے جسے مسیحی سیرت نے زہانت مٹائی ہے۔ یہ منہ پر مشعل اور جہاد کی اور جہاد و بیعتی سے موسم ہے۔

☆ آپ کی ذات کو اس قدر کی میں گویا شکر اور اس بے پناہ شرف میں مدد نام، جو کرم میں ہر ذند اور اللہ تعالیٰ میں ذات کی طرح ہے۔

☆ (آپ کی حقیقت کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی سے طاقت کرے تو اپنی ہولناکیوں کے باعث تمنا کرتے ہوئے بھی گویا آپ ایک فوج اور ہمارے خیم کے ساتھ ہیں۔

☆ آپ بہت کرتے ہیں یا سکرانے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ آپ کے دہن اور لب و لسان میں ہیں (جن میں اور ہائے و دھڑکیاں ہیں) ہیں جسے

سپ میں بھرتے مولیٰ چپے ہوتے۔

☆ کوئی دیکھتا ہے اس میں کچھ نہیں ہے جسے آپ ﷺ کے جہاد اطہر سے مس کرنے کا شرف حاصل ہے۔ اس کو سوجھنے اور چمکنے والے کی خوش

حقی کا کیا کہنا؟

☆ **شہادۃ خلیل**

☆ روح زائیدہ ری شہادہ

☆ زکات و بیور ساقی

☆ **شہادۃ الحلیبی (۷۳۵ھ)**

☆ **و اقول یا خير الورى فليس تحت** — **توجولہ لاقابلہا علی** **سلامہا**

☆ **صلی علیک اللہ ما ہبت** **عبا** — **فاغثالت الاغصان فی** **سلامہا**

☆ **لو تحت الودلا فی نورالہا** — **تدھو لہفیل بہا الی وکلتہا**

اور کیا عرض کر دے؟ غیر خودی! یہ قلام حاضر ہو گیا ہے۔ اس پر جیسا بھی ہے، اسے قبول کرنا ہیجے اللہ کا آپ پر درود سلام ہو جب تک کہ خیم عمر

پہنچے اور شاہیں جموتی ہیں اور اس کی دائروں پر طبعی قمری گاتی ہے اور کیونکہ آپ کے کانوں سے گھونٹنے کی طرح بجاتی ہے (یعنی ہمیشہ)۔

☆ **تحت ہاتھ مصری (۷۶۸ھ)**

☆ **و لعمری حسنی لغربہ ذکی** — **کان سلامہ فی فلیس کما**

☆ **صلی اللہ یا ازکی البرا** — **بحک فی طائد یا العلاء**

خداوند! ان لائے ہیں ہم آپ ﷺ کی تمت کے لئے پی پی پائی ٹکریوں کو چرمیں، آنکھوں سے ٹائیں، دھڑکیوں جن میں سے ہر ٹکری مصری ہے اور

جس کے لئے میرا قلب خود کی طرح جل رہا ہے۔ اے اللہ کے غیب قرین سے، اے ساری کائنات میں سب سے پاکیزہ فرد جو گراہی آپ کی محبت

کے صدقے میں ہمارے عقیدوں میں پاکیزگی پیدا ہوئی ہے۔

لور فنی اثرات نے ان خصوصیات میں اضافے کی اچھی اور دی دونوں سوار بھی پیدا کی
وہ آگے چل کر لور کے قصیدے بہت کرتے ہیں

”میر سالانی میں اہم اور مستند شاعر دو کی ہے۔ رومی کے یہاں نعتیہ کلام نہیں ملتا
فرودی نے شاہد میں جو کائناتِ شاعر کے ہیں۔“

میر سلجونی میں قصویٰ نے شعر کو ایک نئے انداز میں لکھا، گھرے گھرے لطف و چارے میں جذب، کیف اور
مست سے سرشار کیا ہے۔ اب شعر میں وہاں اور صرف کے مسائل عشق کی مثالوں کے ساتھ بیان ہونے لگے
ہیں۔ شاعر کی فکر شاہد ہزاری کے مسند جمال میں شاہد حقیقی کی جلوہ فرما ہوا دیکھنے لگی۔“ (۱۱۰)

ڈاکٹر ایضاً مجید کے تحقیقی جائزے کے مطابق۔

”عروہ کی فتح اربعہ کے بعد جب اسلام کی فتوحات میں سر زمین پر پہلیں تو ہری شعر و لوب پر بھی اس کے
اثرات پڑے۔ عربی کی طرح ہری شعر نے بھی صنفِ نعت کے محبوب طے کو اختیار کیا اور حضور اکرم ﷺ
کی بارگاہ میں عطیہ و لوب کے شاہکار پیش کئے۔ مگر یہی ہے جب ہری نے شال ہوئی تو نعت کا ایک نیا دور
پاکستان اسلام آباد اسلوب سامنے آیا۔ یہ لاسلوب ہری نعت کی جتنی رکارڈ لگی اور سو سو طوالت کے نثر سے مہارت
ہے۔“

اس پر تحقیقی جائزے کے اختتام پر ڈاکٹر ایضاً مجید رقم طراز ہیں

”صبرِ صابر کے ہری انداز و سادگی میں گامے گامے نئے شعر کی نہیں شائع ہوتی، جتنی ہیں خصوصاً اربعہ
کے حوالہ انتخاب (۱۱۱) کے بعد اربعہ لائی شاعری میں نہ بھی رنگ اکبر رہا ہے اور دوسرے مذہبی مضامین کے
ساتھ نعتِ رسول ﷺ کا سوسونہ بھی زور بکڑ رہا ہے۔“ (۱۱۱)

مندرجہ بالا حوالوں میں زیادہ تر نعت گزشتہ کی ہے کیونکہ ان اہلِ قلم نے اپنی تصانیف کو نعت ہی کے بیان تک خصوصاً رکھا ہے
ان اختصارات میں حوالہ کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لئے ہمیں یہ عرض کرنا چاہیے کہ ہری شاعری کا دور قلم سے جائزہ لیا جائے تو میر کا دواغیرہ سامنے
آتا ہے اور سو سو طوالت مضامین و سلیب کے شروع کے ساتھ حوالہ کی گاہ پر میر کا مزید برصہ میں ہمارے دلان لکھ کر نظر کو مائل کرتا ہے۔ ہری
نعت کی ابتدا ہے کہ ہری نے دور میں اس طرف رجحان کم ہے لیکن بعد میں تو دور کلا کے ساتھ مجید و محمد رسول ﷺ کے کمر ہار
تہہ رے اور فنی شعر مہمور ہیں۔ معذرت کے ساتھ سنا جاتا ہے کہ ہمارے بعض متدین شخصین اگر کوئی نئی مشنوں کا بھی بھرپور مطالعہ کرتے تو نعت
و رسول ﷺ کے سوتیلوں کی قید و تاب چاہنا ضرور ان کا دلان نظر نہ پڑتی۔

اب ہم ترسیب لور، مختلف اہم شعر کی جو نعت کا ذکر ان کے شعری انتخاب کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

ہم خدوہ خورشید دہ — کہ دل را سائش کرد دو راہ
 خدوہ ہستی — ہم رستی — تواید از تو سکری و کاسی
 خدوہ کیوان و ہرہم و شید — کرد ہست امید و ہم و خدوہ
 ز گردنہ خورشید تا تیرہ خاک — ہاں بار و آب آتش سماک
 ہستی ہاں گواہی دہد — ہاں ترا آفتاب دہد
 سوی آفریدہ فی ہند — کہ ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہم نالی ہاں ست و ہاں ہاں — ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں

مقابر فطرت کے حوالے سے اس کی شان غنائی و نصرت انتہائی کا ذکر اور اس کی عظمت کبریائی کی گواہی کے ساتھ ساتھ انسان کی بزرگی۔
 سر ہندو کی طور اخلاص کا ذکر ان اشعار کا مضمون و مضامین ہے۔

ان اشعار کے حصہ نصرت نہیں لیتی۔ نیز جلد سوم و چہارم اور مکتوبات بھی حصہ نصرت سے خالی ہیں۔ (۱۱۲)

حصہ سیموئی جہاںچیزیں اور جہاں صدی جہاں پر پہلایا ہے۔ پہلے اودار کے مقابلے میں حصہ نصرت کے لئے کسی زیادہ سازگار حصہ ہوا۔ اس
 میں دوست اور حیات و کائنات کو جہاں ایک جہاں فلسفیانہ سے دیکھنے کے روئے کار دیا ہوا اور جہاں صوفیانہ لائق فکر کو بھی پایہ کی لے۔ جہاں سے
 حقیقت، شہادے غیب اور مفاتح تجلیات کے حوالے سے ذات الہی تک رسائی کے مذاق میں اضافہ ہوا۔ اللہ کے ساتھ اس کے پیغام پر اور رسول
 جاہلیت سے بھی لکری ہر جہاں و دن پر حضور محبت و اخلاص، رسول مکتبہ کو محبت و اخلاص الہی کا سید قرار دے کر نئے رسالے مکتبہ پر بھی توجہ منصف
 ہوئی۔

اس حصہ میں بیابا ہر عریاں، لا سعید و لا خیر، عہد انہ ہضاری، حکیم مہر نیام، ناصر خسرو، امیر معزی اور سنائی اپنے دور کے ہموار شعرا ہیں
 جن کے یہاں دینی شاعری کا جہاں بہتکار و محنت نظر آتا ہے۔ تاہم سنائی اس حصہ کے حوالے سے سب سے اہم شاعر ہیں جنہیں ہم حصہ نصرت بجا ہر
 شاعر قرار دے سکتے ہیں۔

بیابا ہر عریاں اہدائی مدحیہ دو بیاباں دیکھئے:-

خدوہ ہاں ہرہم دلم دہ — کہو ہاں قوی مو حکم ہاں
 ہر کہو ہاں ہاں ہاں — خدا کہ ہاں چہ حاجت ہاں
 اہی ر ہاں ہاں — دلی حاجت ہاں ہاں
 ہاں ہاں حاجت ہاں — ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں — ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں — ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں — ہاں ہاں ہاں ہاں

و ہر ۶ مہر کو دور و دشت — نخلی و قد رجا ۳۰۰ م

(۱۱۳)

حکیم عمر خیام (۵۰۸ھ تا ۵۱۵ھ)

نرخسار کی یہ بالی واسطہ حراقت کے ذیل میں آتی ہے۔

باقی قدری کہ ہست عالم غلات — زردی تو نیست در جہان آب حیات
از ہن و جان و بر چہ در عالم ہست — تصور قوی و در بحر سلوات

(۱۱۴)

ابو سعید ابو الخیر ولادت ۳۵۰ھ

رباعی:

با رب زکرم روی مردم بجا — رہی کہ در و نجات باشد جہا
شغفم نہ ہر دو جان کن کرم — جو یار تو بر چہ ہست در اول

احمد جامی (م ۵۳۶ھ) اس کا دہقان نظر سے گزرا۔ تمام تر غزلیات سے پر ہے۔ مذکورہ نوٹیں بالعموم ان کا ذکر نہیں کرتے بلکہ حراقت کے موضوع پر لکھی ہوئی کتب میں بھی ان کا نام سامنے نہیں آتا۔ اس کے علاوہ ان کے مطالعہ و دیکھنے سے اندازہ ہو گا کہ ایک نہایت چٹے فتنہ پرانہ خیال شاعر ہیں۔ تمام کام صوفیانہ ذوق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ وحدت الوجودی ہیں لیکن ساتھ کے ساتھ منصور طغان جیسے انا و لا غیری کا حامی ہے۔ جس میں ہندوستان اور دہلی کا اسلوب پایا جاتا ہے۔ حوائی کے ساتھ "درخانہ" کا رنگ ہے۔ لہذا فقیر اشعار میں جب مذہب عقیدت کا نام ہے اور ان شعروں میں مذہب خیال کا ایک اور اسلوب کا اقتضا نہایت دلکش ہے۔ حراقت کے اشعار دیکھئے۔ نیز ذیل کتاب کی گونج بھی سنئے۔

باقی عزمت ہر قعدہ در جام نا — لعل شدہ آشکار کردہ ہر نام نا
بہارہ کھنکھ — چہ طریقت شدہ طہرہ نام نا
بہارہ لم چل فتنہ ملک قضا — عشق کردہ تصور ہر عارض نا
کاست چشم قضا میں کہ ہوئی نا وند — عیانت صورت نا در وجود میں دنیا
علم در — جہل حیرت پیدا — علم در — محبت آدم پیدا
علم جز من اگر کسی نیست موجود — کہ ظاہر مکتہ ہم در جہل دنیا

مذہب ذیل غزل نامی کی ہے جس کا ایک شعر کشمکش غزلیہ کہتا ہے۔

قرن عشق و مکان و کمرست — در سن مکان و کمرست

فن فیرانی کہ میں جا ہی روانہ — بر کی صاحب قرنی دگرست
 دگرست ہزار صرائف شوق — زہر ہر دلی جولی دگرست
 کشکان عجز حلیم را — بر نہی تو طیب ہائی دگرست

(۱۰۶)

نعت:

ای صمد و یمن و مل ، وی شمع بیع انبیا — خورشید قنق سلطنت و جہید قنق کبریا
 طاف و نسیم نام تو ، الا قصبا کام تو — ابرام نگر رام تو تو آفرین لی بیا
 نعت لک ، نعت قر ، صرت سلم جزا کر — نعت قرین ، نعت قمر ، نعت قدر ، نعت قضا
 اقبال و جاو ، نعتی پشت و پناہ ، نعتی — نیم طر طوط ، نعتی ، دریاپ آخر کار ما

سنائی (۵۳۵ھ) حکیم سنائی نے اپنی شاعری کا آغاز قصائد سے کیا اور مدحیہ ملاحین و سراکوا احتیاج کیا۔ آخر حکمت الہی نے طبیعت کو
 مہذب کیا۔ مدح ہے ہا سے کنہہ کش ہوئے، طلب مال و دین چائے مجموعہ حقیقت کی دلوں میں قدم رکھنا۔ استقلال کو بریہ اور اللہ پر سفر قسوف کی
 منزل سے آگاہ ہوا۔ ازل قبل یکجہ فشی، اسوں کے جن تین نامور شاعروں نے قسوف کو اپنے کام میں باقاعدہ موضوع بنایا اور اس پر حکیم کوئی
 گھیس، فن میں سب سے پہلے سنائی ہیں۔ فن کے بعد مہارور جمال الدین دہلوی کا نام آتا ہے۔ چنانچہ مولانا دہلوی لکھتے ہیں۔

"مطار مدح و ستائش در جنم تو — ما تو پی سنائی و صمد آدمیم"

سنائی نے نعت قصائد کے علاوہ مذہب و مشنوی کا اعلیٰ فکر کا ذریعہ بنایا۔ حدیث حقیقت، طریق تحقیق اور سیر اللہ و فن کی مشنوی ہیں۔ پہلے
 شاعر ہیں جن کے یہاں حد کے ساتھ ساتھ نعت ایک مرد و حکام فکر کی صورت میں پیدا ہوئی ہے۔ فن کے یہاں قسوف کے ہیچے میں مرقعہ
 حکمت کے مطابق ملتے ہیں۔ قرآنی آیات، مہدیہ قدسی، قصہ و تمثیل، دینی علمی اصطلاحات کی کلمات ہے۔ اور شاعرانہ ظہیرات نبوی کی تبلیغ ہے۔
 شعر کے بلاغی اور مستوی خاص سے فن کا گام ہند ہے۔ ہند دل، سوز شوق اور جذبہ اثر سے سنائی کی شاعری ملبوس ہے۔ سنائی کا اسلوب حکیمانہ،
 فلسفیانہ اور صوفیانہ اجزا کا خوب صورت احراج ہے۔ حدیث سنائی کا ہانہ کیجئے تو اس کا باب ازل اور توحید باری تعالیٰ ہے جو ۱۳ اشعار پر مشتمل ہے۔

چند اشعار:

ای درون ہزار درون کرہی — دی نور حق لی نور حق
 نایق و رقی زمین و نایق — مانع و دگر کین و نایق
 عرض ما فرقی جہد مہربا نعت — سئل ہمار یک سرع نعت
 واجب انصاف و علم الالہیہ — شش انفس و مہربا نعت
 باقشای حق و حق و حق — کی حق و حق و حق

خاقانی: ۱۵۹۵۳۵۳۰۰ شعرائے گزشتہ زمان میں ایک ممتاز شاعر خانہ میں بادشاہ محمد حکومت ایران کا ممتاز اور مشہور قصیدہ گو۔ اپنے انشیا کے سبب اہل علم کے لئے حسن الخیر عرفی زہی، امای جریخ، طریقت، طریقت پر صیاد اصطلاحات علمی اور سمیعیات کے بے شکست استعمال پر قدرت۔ ۱۵۵۱ء میں طبرستان پر رونق ہوا اور ان کی پاری روئے مشہور تھیں عراقین میں ظہور کر دی۔ اس میں سہ کرم اور مدح منورہ ذکر بھی ہے جس میں نصرت و نصرت رسول ﷺ کے عمدہ نمونے موجود ہیں اور اس روحانی و دہائی سفر میں جو مشاہدات، فکری واردات اور روحی کیفیات طاری ہوئی ہیں، ان کا لایعنی موثر اظہار کیا گیا ہے۔ اس کی مشہور و نعتیہ قصائد عمدہ نعت کے سفر کی مثال بنتے ہیں۔

یہ مشہور پانچ مقاموں پر منقش ہے (۱) توحید و ثنا (۲) اپنے سوانح حیات (۳) بدھن، عرفان اور اخلاقیات (۴) سہ کرم کا ذکر (۵) مدینہ منورہ کا ذکر۔

پروفیسر ضیاء اللہ کے قول:

”سرفراز احمد مصطفیٰ اور سرآمد عاشقان نبوی ﷺ خاقانی شروانی کا ہم اس سلسلے کا واسطہ القصد اور درود الحاج کا بجائے توبہ جائیں۔“

ایک نعتیہ قصیدے کے چند اشعار:

دعایم کلام از مژدہ در نہر عذرا و دهن — طوقان خون از عذرا صفا در کورم
دریای سید صبح از قدر توبہ آفتاب — توش کعب لولی لایلا در کورم
بر آسمانی کعبہ صفا کعبہ خمیر — نہ نصف مصطفیٰ سرکا در کورم
دیباچہ سرا چرخ و خولہ رسل — کز مدخل حرا صفا در کورم

” کعب تو عقل و تفسیر — ” ہم تو روح پاشنی کیم
ارواح، علم و جاہد — جبریل و جبریل بدھت
حق ہم زبانی تو سالت الحق — شب جبریل و جبریل بدھت
طرف کمر راست ہادیہ — عذرا و عذرا عذرا
تا کوس تو صورت چرخ کعبہ است — در چرخ صدای لا الہ الا انت

مشہور نعتیہ العراقین

نعت:

” دہن دریا آبی منظر — نہ چرخ از حدت است کتر
بر دریا کہ دسوی کبریا بابت — خاص از پی قد مصطفیٰ بابت
خمیر نود شرع در جہان — حل اللہ اللہ اللہ اللہ

معراج:

میدان اول نهاده پای — در پشت تنگ بنو سردی
 در دای قدس لی کلیده — در کعبه لی صفت دجیده
 انچه نور جزو انوارت — لا احصی رانده در عبادت

مکه مکرمه:

حرم دای ز روز عالم — تا است ز هیچ هم اعظم
 دشمنی کند و احرامش — در حای صفت چو باطل

کعبه:

ای قلب مردم جان مردی — کردو چو صفت عشق گردی
 ای پاک طاهر کرم — در باب زینت و صلب عالم
 در بل قدس عالم لا تست — ازین زینت لازم و تست
 هر نفس کی ز حول خاک — هر دم بشود طاهر خاک

مذینة منوره و روضه مطهره:

بلت ابراهیم زوال تقیم — خوانده درج بلت اعجم
 ای محمد مروج رسالت — ای سید مویک جلال
 در بل جوی فرد نهاده — ای دای جان دور لاله

مرقد معظم:

بنی حرم عری را — در ایام سرور و سروری را
 در نفس و غیره طرب پاک — در نغمه عاشق و در ملک

خطاب و عرض به حضرت رسول صلی الله علیه و آله:

ای عالم دای و صلب علم — ای عالم دل و عالم علم
 ای نقد ذات نور و عالم — عالم به هم تو ذات آدم
 اناسی تو از خیم و کل — طراپ به نور و دای آفت

خواجہ فرید الدین عطار در مثنوی (وقایع ۶۲۷ھ)

بر دست کوی کای مستور هم صومایان و مددند و ملوب بیان - کلامش شکر مرصع در چوبه کیم کارهای مملو از ان شمع دایان.

حق قنلی گھنٹی ای صدر کمر — کر چہ تھی حق مقام لی قدر
 تو ہادی سبب کی جریں شوی — شرم وادی و زمین پناہ شوی
 من چیں ی توہم ہی علی کمر — کز گن شیں ہم زنا بود غیر
 تو حد پا درہاں و رود در کمر — کار است روز و شب ہاں گزار

(۱۱۴)

میرزاہد ستیہ سے ہندو پر لشکر پٹیل کے ہاتھ ہیں۔
 ص ۱۰۲-۱۰۳ ہندو پر دھرم و دھرم میرزاہد، ۱۰۳ لشکر پٹیل۔ خلا

کی درہاں لی پناہ نہاد — دکان وادی و ہاں کھاد
 درہاں وادی کہ لی قدر و کھاد — چہب در چہب لی کھاد
 ذی درہاں لی پناہ و سرور — کہ لی سرور و لی تن چور

ہن لشکر کے ہندو چہب سے کہ ایک اولی کی کشت کرد تاکہ آخر میں حق سے شریاب ہو سکے

وادی حق فرستہ ایم ہت — کہ تا سرور وادی برگ لڑت
 اگر برہاں وادی واکت واکت — تو طوی ہوا و ہوا ہوا

ص ۱۰۴-۱۰۵ ہاتھ کے طور پر ۱۰۵ لشکر پٹیل۔ خلا

کو کھت است حق درویش ہاں — کہ من توہم رہ چہ حق قنلی
 کی در خوب مرگہ و ملاست — ہم در مرگ طویل تا قیامت
 ہم جی کہ گھنٹی را نیاہ — چویم من کہ در گن نیاہ
 دروہا غلط دل قوی ہاں — کہی کز اہ ہیکلی کہ ہاں
 قریب نور ہاں حق پاک وادی — کہ ہاں کوہد واکت وادی

(۱۱۵)

دعویٰ مقام پر ایک اعلیٰ نظر سے کہ مقام کے ہاں نزلیات کا آغاز ہوا وقت کے ملازم سے نہیں ہوا۔ ابوت درمیان
 فزل مرکانہ تصرف کے مطابق اور اللہ کے ہندو سطح کے ملازم ہائے جاتے ہیں جن میں کسی بلا واسطہ اور کسی بلا واسطہ ہوا وقت موجود ہے۔

و غیر مرگہ ۱۰ ملاست تو اکن — سرور مرگہ کن . حضور زہا میں ست (فزل ۹۵)
 و کہیم میع مکتو ۱۰ جلی و یوم — لی وادی گردن حق چولا لی زوم (فزل ۵۰۷)
 ہی ہادی تو اکتب کوئیں — ہادی تو ہاں کاپ توہین (فزل ۲۸۵)
 ہر چہ مست ہر چہ مست قوی — ہر چہ ہر چہ ہر چہ مست ہادی (فزل ۱۸۵)

اس دور میں قصائد بھی شرف میں مظلوموں میں ادا شدہ صفت ان کی قہر و توفیق، ستائش الہی کا ذکر، ان کی ہمت میں ہر
دور ان کا بیان ہے۔ مگر صفت حضور ﷺ، ان کی اوصاف، معرکوں اور غنائے راہدین کا ذکر ہے اور قصیدے کے اختتام پر ہر گاہ الہی میں گوارہ دیا ہے۔

اس قصیدے سے جنت جنت چند اشعار:

سماں کا دری سر متعلق نہ کہیا — و خاک ہر ی قصہ طرا افشا
مگر صد جزو قرن پر طلق کائنات — قدرت کند در ملت و عزت خدا
اگر ہر طرف آید کای ہو — دینت نہ کہ کچھ بر دینت ایم
بہن سائی کہ کلاہ ہر برقی — و روی لبہاں شک نیگون خطا
ہاں در حصہ معطلی کرے — تا نور شرع و نوریت بر د عتلا

چون من بعد نہیں مقرر و نہ فریض — الی و غیر طلق ہر جانت و دگوا

وہاں کے اکثر ترجیحات میں ۸۳۲ء سے ۸۵۴ء تک

یہ رنگ بھی دکھائیے۔

نعت

ذی خاک و دت تبارک اعظم — خلیل و جوت صلا عالم
اگر ہم حق دست گوید — کرا اشد مسئلہ مسلم
اگر در نقل ایم تا قنات — ہدام گفت یک وجہ قنات

(۱۲۱)

نکاتی مجموعی (۵۳۵ تا ۵۹۹)

مردانہ کے حوالے سے نکاتی مجموعی ایک اہم اور عظیم نصیبت ہے۔ اس کے قصائد اور غزلوں میں مردانہ کا ایک بڑا حصہ ہے۔
نوش قیمت و غیرہ موجود ہے۔ نکاتی کے جذبات میں گہرائی اور لطافت میں رخصت موجود ہے۔ اس کے اسلوب میں ہر وہ کاری ہے۔ کسی بھی لحاظ کو
اچھے انداز میں بیان کر ہر شعر کو ملی اور مستوی حسن سے آراستہ کر جان کی قدرت فن اور کمال شعری کی دلیل ہے۔

نکاتی کی ادبی شہرت کی اساس میں کیا ہے؟ میں نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کا ہے۔ ہم یہ ہیں۔

عزیز الاسرار، خیر شیریں، لعلی بخون، اہل بیت، بیکر اور سکندر، اور نیز شرف نامہ اور خرد و

مستوحوں کے اشعار کی تعداد اتنی تھی کہ انہیں پڑھنا ہی کی جاتی ہے۔

نکاتی کے بعد بھی طے کیے گئے لیکن کوئی نکاتی کے معیار کی رفعتوں کو نہ چھو۔ نکاتی کے یہاں زور کلام اور خوش بیان کا یہ عالم ہے جیسے کوئی
مستند و فاضل ہر وہاں۔ اپنے ہی اسلوب کے کام میں وہ تفسیر و استدلال و مرقع ہندی اور جزئیات ہندی سے احوال کیلیات کو مسرور و مجسم کر دیتے
ہیں۔ ان کے معرکوں میں یہ خصوصیات اچھے کمال کو چھوٹی ہیں۔ نعت کے حوالے سے انہوں نے ملک کی انتہائی آشوب ہندی میں کی ہے اور

حنور پہنچنے کی بدگاہ میں استیلا نور احمد کے دروانگیز مضامین بھی پائے جاتے ہیں۔ اس آشوب نگاری میں انھیں لوہیت کا مرتبہ نہ سمجھا، بلکہ انھیں انھوں نے اس مضمون کو وہی سمجھ لیا ہے کہ اس سے زیادہ بڑے کی ممکن نہیں ہے۔

ہم نکاح کی شاعری کو فارسی حمد و نعت کا ارتقا کہہ سکتے ہیں۔

مخزن الاسرار: آغاز حمد سے ہے۔ ۵۸ اشعار مشتمل ہے۔ پھر فوراً اس ۳۲ "مناجات اول" اور سیاست و قریح دونوں ۳۹ اشعار پر مشتمل ہے۔
ص ۵ پر مناجات دوم اور ۱۱۲ اشعار طویلہ دونوں، (۱۳ اشعار) ہیں۔

نہ کو رہبالا حمد یہ اجزا سے چند اشعار:

بسم اللہ الرحمن الرحیم	—	ہست ہمید در کج عظیم
قافہ گریست و غم غن	—	نام خداست در غم گن
ای ہر ہستی ز تو پیدا شدہ	—	ناب ضعیف از تو توانا شدہ
ما ہر فانی و جاہل ترست	—	ملک تباری و تقدس ترست
تو یکتا هستی میں ہر امید و ہم	—	ہم تو پہ حجاب و پہ حجاب ہی کریم
چوں لعل تو حق خام خویش	—	ہم تو بہار و چہ انعام خویش

ص ۶ سے نعت کا آغاز ہے (۱۲۵ اشعار) فوراً بعد ص ۷ پر از سران کے عنوان سے ۱۸ اشعار ہیں۔ پھر ص ۹ سے ص ۱۳ تک مسلسل ۲۲

نعتیں ہیں جن کے اشعار ۱۲۲ ہیں۔

نعت کا دلکش اور دلکش رنگ دیکھئے:-

از درین گندہ فیروز عشق	—	خود ازین ز سرائی بوقت
رم درج است کہ در روزگار	—	نہاں آید چو بیاں آید ہر
میں نے ہمہ نیت ازین	—	لعل و رسل و خام و طبرین
اہم مرسل کہ خود خاک دوست	—	ہر دو جہاں سے خزاں دوست
ای دلی مرغ و کی ملک	—	جاہ و عین چہ در آلب
گرسی از مر تو سوی ہوا	—	و گل تو ہوا تو ہی ہوا
نیکو آقا جب کہ عین	—	ای ز تو فرہ و ہر ہر و
سوی لعل و عین	—	نہ دو روز ایک و شہد شب
نک بہ کمال و جہاں خدای	—	ہر دو جہاں را نہ تو کہ وہ گن

دل صحت لہجہ صحت — نام تو چوں تانہ آکر لست

معراج کی کیفیت دیکھئے :-

نیم شب کس تک نیم روز — کر دوی مشعل جیتی فرد
 نہ تک نہ وہہ واریش کرد — زبرد و نہ مطلق واریش کرد
 ہل شب آگندہ نہ تک لیش — کل نہ مہرہ سم مرکبش
 در شب ہر یک ہر افق — برق شدہ پانہ پان ہر افق

ہفت ذکر کا آغاز سورہ ہے (۵۸ اشعار)، ہر نعت و خبر علی (۳۳ اشعار)، ہر معراج (۷۸ اشعار)

حمد ”بتام ایزد بنخشندہ“ :

در ہدایت و نعت ہر ج — در نہایت و نعت ہر ج
 ہی ہر کہ وہہ سحر ہر — انیم افراد و انیم ہر
 آفریدہ آفریدہ ہر — مبدع و آفریدہ ہر

نعت:

نعت و نعت ہر ج — نام آکر آفرین کار
 تو ہر ہر ہر ہر — ز انین مثل و انین غن

معراج:

چوں مجید در ہر ج — نعت ہر مر نعت معراج
 سر ہر ج را نہ پانہ پست — جبریل آمد برق ہر ج
 گفت ہر ج ہر ج — ج زہد و کردہ ہر ج
 ہر ج ہر ج ہر ج — قدیس را در کہ ہر ج
 ہر ج ہر ج ہر ج — ہر ج ہر ج ہر ج
 آہں را ہر ج ہر ج — ہر ج ہر ج ہر ج

شرف نامہ : ہر ج آغاز (۱۶ اشعار) ہر ج خلق خدا کے گناہوں سے بڑا کیا، ہر ج مہاجات (۳۳ اشعار)، ہر ج نعت اور معراج (۷۵ اشعار)

اشعار مشعل

حمد:

دلای ہر ج ہر ج — ز ہر ج ہر ج ہر ج

دی و زوی وانی آموز پاک — وانی هم دهنده و طرح پاک

نعت:

فرستاد خاص پروردگار — و سازد بسوی استوار
مژدگی دل تا به هر چه هست — و گزافش هم و نفس مست
چون در عالم به به چه — انصاف کن دانا هم و امید

مهرآج:

در گل جا که از بهار بهار — دور و گزاف و گزاف
گویی که لی آفت آید شبنم — گوی که کس دانی در دور
دلش دور پیش ملی حرکت — نیکی مگر تا به شای حرکت

خردنامه

بر (۲۸۸۸) پائیل پروردگاری شانی (۲۸۸۸) انصاف و طبع (۲۸۸۸) (۲۸۸۸)

نعت:

چه چای به بهار و به بهار — نزد من دوی حرکت که هست

نعت:

فرستاد فی دوی قوت و جان — : صریح به مشیر به طرح
فلا حکم کی شاه مدد و سر — که هم مدد و هم قوت گیر
حق مرم قوت الطاف و — سرش صاحب جان و ناک و

(۱۷۱)

لیلی مجنون

مجموعه ۱۵۵

نسخه ۲۳

سرقت ۱۶۶

مجموعه (در بابی و طبع و مدون و آفریننده و آفریننده) کلی ۱۰۰

مجموعه : (استخوان و زنده) و آفریننده و آفریننده

نموده اشعار :

حمد:

ای نام تو یزید آگاه — ای نام تو بدر کی گم چ
ای در تو سوس روم — ای نام تو یس و نام
ای که کشای بر چ صحت — ای نام تو کوی بر چ صحت
ای هر ترا ناله مطلق — ای نام تو کائنات شفق
ای پیش کابل فرسود شک — ای نام صحت حاتم و چنگ
و در تو در تو در تو — ای روح . نعت . روم

نعت:

ای شمس و ملکوتی — طالع خرد و خرد رخی
ای شمس و میران مرسل — طالع یمن و رخ اول
ای خاک تو تو چنان ملک — روحی و نعم آفرینش

متراج:

ای ملک تو سرن سنانی — سرن تو ملک آهلی
و ملت عزیز در کشاد — و باد مگر قدم نهاد
بهرل ز هریت زنده — اند ملک و در خاند
و قریب حضرت انی — در آمدی کن چنگ و غنای
گور گفته و دوست — تو قی کرم و اسرار
آورد و است و شکر — و هر چ و کلام گداز

(۱۲۳)

خسرو شیرین: آگاه می خوانم نام و نام پاک، در توحید پدی هزاره از استخوان غر و توفیق شدت، آفرینش خواست. و کل ۱۲۳
الحدود

و هر چ و شکران که در توفیق اول اکرم می باشد ۱۲۳ شعرا، سرن و خیر ۱۲۳ شعرا.

حمدیه اشعار (انتخاب):

خداوند در توفیق یزید — خدی را و در توفیق
و در که یس و خدایه — زبانی کافحت را مراد
و در که خدایه را در خاتم را — و در که خدایه دست کوی
و در که خدی که خدی — و در که خدی که خدی

گر تو غامی پر مگر رنگی بر تو — مگر تو تلی پر یا نقش تو
 تو یا چوں حلیہ با کہ داری — شبیل را کہا شائع مژدہ
 ہمیں امید ہی شائع ہو شائع — گرم عالی تو را را کرد شائع
 دماغ دور مصم را دیا کن — دیش تو غامک ہی مصلی کن

نہایت

مگر ہلہل ہست غامک — بدوں آفریں بر بہان پاش
 چراغ ہروزہ غم اہل ہستی — طرد کارکہ غزنی
 سوسن عشق ہلہل صبح گاہی — کچھ غزل مٹی مٹی
 ہفتی کیمای غامک قوم — ہودت تو چاہی غم عالم

معراج:

مگر در مکان لی کالی — چہ آہ کنان لی کالی
 کام سردی لی نقش بلیہ — لہ لہ ہوا لی ہست وہ
 خطاب آہ کہ لی حضور در کوا — بر آں حاجت کہ حضور است اور خوا
 گندہ ہست را دیا کرد — خدائش جلد حاجت عا دیا کرد

(۱۲۳)

جلال الدین ہروی (دور مطلق) ۶۷۴۵۶۰۴

مولانا ہروی کی مثنوی صوفیانہ، مہارخانہ اور شیراز انٹرنیٹ کا ایک نامور تجربہ ہے۔ بلاشبہ یہ مثنوی جنبی ہی ہے یا نہ مثنوی ہے۔ اور نکات و
 شخص کے ذریعہ اطلاقی اور ماحول کا استہدائی کرتی ہے، اس کے بعد جو وہ ہے وہ ہے دینی، معاشرتی (اگرچہ دور نفسی) مسائل و مسائل کا ایک
 میر حاصل ہے جس کا ایک طرف تو مقصد فرد کا تزکیہ باطنی ہے اور دوسری جانب فرد اور جماعت کے باطنی، باطنی و متولدہ کر کے اس کی مودت
 دیندہ شریعت اور خلق و عدل کا ایک مثال ماحول پیدا کرتا ہے۔ مولانا ہروی خود صوفی تھے اور صاحب دل و صاحب عشق تھے ان کے اندر سے نہیں
 وہ ماحول اور اپنی سلیقہ اپنی کیفیت و عبادت کو منظم کیا ہے اور کثرت آفرینی کا ایک بہانہ پیدا کر دیا ہے۔ اسوں نے امت مسلمہ کے ادوار، مسائل کو
 اپنے سامنے رکھا، اس اور موز کے شعری پر دوں میں اطلاقی و مطلق کے ذخائر کے ساتھ میر کا دیا۔ اس مثنوی کو جو کہ ایک جانب قرآن و حدیث اور
 تعلیمات اعلیٰ و اہل سنت کی پیروی کی شعری تفسیر ہے اور دوسری جانب اطلاقی و مطلق کے شعری ترجمہ اور کردار سازی کی ایک آفاقی مفسر تفسیر ہے۔
 مالی لوب میں پڑے ہائی لی، مشرق و مغرب کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے، اس کی شرحیں لکھی گئیں، تعلیمی اداروں کی بکچھ اس نے
 ادب و اجزا کو شامل نصاب کیا گیا ہے۔ کے شعرا و مفسرین کے انکار پر اس کا کراؤ بڑھ چکا ہے۔ اسے یہاں انہی اس کی سب سے لائق مثال ہے جس
 نے انکار ہروی سے شہرہ پرا کر اپنی شاعری اور پیغام کے ذریعہ عہد حاضر میں قومی انقلاب پیدا کیا اور امت مسلمہ کے فکر و عمل کی راہ میں چراغ
 لگا دیا ہے۔

شکوے کے چودھتر ہیں اور بڑا دل اشعار پر مشتعل ہیں۔ اس میں شعوری طور پر جدیدیت کا عنوان چاکر اور انہیں جیسے جیسے مولیٰ ہر دی
 قصہء عشق کے حسن میں موقع ملے گی منہ سے نہ یہ اور نعتیہ اشعار کا تصور رہتے ہیں۔ یہ تمام وہ لوگ درست نہیں بلکہ بالواسطہ یہ ثابت ہے۔
 حکایت کے ضمن میں آتا ہے۔ ہر جگہ اپنے حجازی محرومت میں اسلوب صوفیانہ اور مہربان ہر جگہ سے اور بیکساز وہ شے کی مثالیں بھی ہاتھ آتی ہیں۔
 دفتر اول کے آغاز یہ بھی ہے "تے" کے عشق بیان میں ہر فرق مہیا کیا ہے اس کے پردے میں اصل کی تفسیر محبوب عشق سے رہا ہے
 کی آرزو ملتی ہے اور ایک طرح سے حوالہ کی فصاحت ملتی ہے۔

ملو ہیں نی چوں حکایت ی کند — از جدائی حاکمیت ی کند
 گزینیں را مریدو اند — از نفیرم مرد و زن بالیدو اند
 آتش عشق کاندہ ی کند — بر شش عشق کاندہ ی کند
 جلد سترتی سے و عاشق پرو — دندہ عشق سے و عاشق پرو

و حکایت ضرور ہی ہے اولیٰ کے تحت یہ اشعار دیکھئے

و خدا خدایم تویش عجب — لی عجب محروم شد از لطف و عجب
 و عجب پر نور محبت است ایسا قلند — و عجب محروم و پاک آمد ملک

فرستون شاہ سولان پہ سرقد :

عشق کی زخم گزین کو ہائی است — کہ شرب جانفزا است ساقی مست
 عشق کی بازی کہ بمل انہا — بقتلہ از شق و کدو کیا

حکایت مریدانہ طوطی میں یہ نعتیہ اشعار

نعتیہ — و مسلم القہر کہ اب مانہ — مرگہ و دود لایب مانہ

یہاں آگے ایسا اختلاف و صورت و روش است فی حقیقت رول :

حمدیہ

صد ہزاروں بحر و اقیانوس — جہد کرد قوتی تہ اکرم و جہد
 تا نکلیں حق ہندو نو ہند — ناک سر حاکم را نندو آند
 مرحبا دی را کند فطرت مجیر — باطن را قہم نو کردہ ضریر

اعتراف مریدانہ طوطی اور میں جبر و اختیار کے اشعار دیکھئے :

حمدیہ

قوت قدرت عشق جہد ہارم — باہر ہاں چوں پیش ہوں خارم
 کہ عشق دہم و کہ توہم کہ — کہ عشق ہوں و کہ توہم کہ

تو ز قرصی در طول تنبیه هست — حکم از ما دهنده الی دهنده

نقد مصطفی که ذکر کرده را بخیل

نعتیه

در در انجیل هم مصطفی — ای سر بخیر و در صفا
حاکم خردمند سر ذات — پادشاه دین داری نام و خطاب
پادشاه دین داری نام شریف — پادشاه دین داری دهنده لایف
انجیل تو سر بخیر و دین — در پادشاه نام دهنده سر

نقد کردن شیر و پاد — (محمدیه)

تو دین یا دینا تب خود — تو خود این در عالم بیل خود
تب دینا بیل در دین تب — تب و آتش ای دینا تب تب

تفسیر عاقله الله کان (محمدیه)

ای خدا ای عقل تو دین را — ای تو دینا تب تب خود را
تو دینا تب تب دینا تب — در دینا تب تب دینا تب
تو دینا تب تب دینا تب — در دینا تب تب دینا تب

میر فرمودن اعرابی دین خود را (محمدیه)

ای دینا تب تب دینا تب — ای دینا تب تب دینا تب
تو دینا تب تب دینا تب — در دینا تب تب دینا تب
تو دینا تب تب دینا تب — در دینا تب تب دینا تب
تو دینا تب تب دینا تب — در دینا تب تب دینا تب

دین خود را یا دینا تب تب دینا تب (محمدیه)

ای دینا تب تب دینا تب — ای دینا تب تب دینا تب
تو دینا تب تب دینا تب — در دینا تب تب دینا تب
تو دینا تب تب دینا تب — در دینا تب تب دینا تب
تو دینا تب تب دینا تب — در دینا تب تب دینا تب

دین خود را یا دینا تب تب دینا تب (محمدیه)

نعتیه

ای دینا تب تب دینا تب — ای دینا تب تب دینا تب

از چمن حسن نثار : ۱۰ لہو — دست در خزانک این دست زند

دفتر چہارم تفسیر یا ایہا المزمحل

نعتیہ

خونکہ حزل می دا زینا سبب — کہ ہوں اکی تو ہمیشہ ہوں
سر مقل اندر ہمیشہ — کہ جہاں جہی ست سرگرداں تو ہوش
ہیں مشو پنہاں ز تک مدی — کہ تو دہری شمع دہی شمعش
فی فردت روز روشن ہم شب است — فی پناہت شیر امیر عرب است
ہاں کشی ہاں دوری ہر منا — کہ تو لوح چلی ای معقل
خضر و قی ، غوث ہر کشی قی — مجھ روح اللہ کن عا روی

دفتر ششم سوال سائل از مرغی کہ سر سرریض شری نشست باشد

نعتیہ

لو شمعیت این چمن و تن ہاں — این چمن زی دین و آزمای چمن
این چمن گوید کہ تو رحمتی لہا — و آن چمن گوید کہ تو منہاں لہا
پیشہ اش اندر عسور و در کون — اعدا طومانی ہاں لا معلوم
چہ کشتہ لا دم تو ہر دو باب — در دو عالم و عورت تو مستجاب
ہر این خاتم خدمت تو کہ ہر — مقل لا نہ در و نہ خواہد بود
در کشادہ فم حا تو خانی — در جہان روح حسی حانی
ہست اشارات ہر فرد — کل کشاہ اندر کشاہ

(۱۲۵)

سعدی شیرازی: ولادت ۱۰۶۶ھ۔ دور مہول کی مدد تفریں اور آفاق گیر شخصیت۔ گلستان اور بوستان ان کی شہرہ آفاق تصانیف۔ معلم الافلاک کے مرتبہ ہر قارئین نظر ہو یا نظم، دونوں کے وسیلے ہے افلاک آسوزی نور کردہ تفریق کامل۔ سعدی نے علق بولب کے تحت تتر و تہر نظم میں حکایت بیان کی ہیں جن میں افلاک، حکمت کے خزانے ہر دینے ہیں اور ان سے ہمہ نشین افلاک سناج کالے ہیں۔ رائق و ہائیک مسافران حیات کو سعدی کی تجلیات چرچہ و گفتاری رہیں گی۔ سعدی نے ایک تو حکایات کے ضمن میں جڑی و درجہ جڑی نعت کے اشعار کہے ہیں۔ دوسرے اپنے قصائد منظوم میں جڑ و نعت کے سوائے ہر اس کے علاوہ انہوں نے نعتیہ مزاج کی غزلیں بھی کہی ہیں۔ ان کے یہاں ہر واسطہ جڑ و نعت کے بعد سے اجزا سوجھ کی طرح کی طرح عمرے پڑے ہیں۔ صاحب عشق تھہ سترے نظر، دل لہر دین کو کشادگی حسی تھی۔ سترے جے نے ذہن کو فکر کو روحانی شدہ اہل سے مہر کیا۔ سعدی کی نظر ہو یا نظم، فصاحت و بلاغت کی جہاں ہے۔ اسی سادہ و شیریں، دل کہہ تو دل کشا اور اس میں ان کی جڑ و نعت کو دیکھنا

کرم المسحنا جميل الشيم — لی الیرای شیع الایم
 نام رسل و پنداری کمال — انما خدا ، سید جبرئیل
 شیع الوردی طوبی است . سر — ام طمدی مدد و یمن حشر
 شیمی کہ کارود قرکی دست — کتب خانہ چند ملت چ فست
 پر صلیح در افواہ دنیا لاد — قول در ایمن کمری لاد
 شعی و نشست لاد شک و گشت — چ چھین و مد لاد شک و گشت
 چیں گرم در جو قریب داند — کہ در مدد جبرئیل لاد بار داند
 بد گشت ساراہ صحت الہام — کہ الی حاصل دلی بدتر غرام
 بختا فراز ہالہ — نامہ — سامع کہ نیروی ہالہ لاد
 اگر یک سر سوی و نہ نام — فردی جی لاد لاد نام

دعائیہ :

خدا حق ہنی نامہ — کہ بر قول ایمن کی خاتہ
 اگر دعوت در کی وہ قول — بر دست و دلائل کمال رسول

(لاویچہ ، ستان سوری)

کیات سوری صحیح و لادلی نظر الی پہلے قصائد سامے آتے ہیں۔

س ۲۷۱ م پہلا قصیدہ ہے جو ۸۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ جو میں ۲۵ حوت میں ۷ اشعار ، آخر میں سناجات ہے۔

ضممت :

فکر و سہاں و صفت و عزت طمدی دا — برادر کمال خلق و مدد کبرا
 شہاں و آسجہاں جہالت نہادہ سر — کہوں کشاں مہربان و کجسروں گدا
 چندیں جزو شک و ظہیری لاد — دل نام قوم و آخر مصطفیٰ

نعت : — در نصرت و نہاں نصرت کرا رسول — خود جوش آتاپ چ ہا تو دہ سا

سناجات : کہ خلق بھی و مل خوش گزارا لاد — ہا میں است رحمت و فضل و شفا

س ۲۳۷ قصیدہ در سائن حضرت رسول ﷺ کی ۲۷ اشعار

جو کہ میں فضل و مدد خاک ہر خاطر — کہ مدد نظر کا در حال در پانی خم گرد

س ۲۳۸ قصیدہ در توحید

فضل خدای دا کہ قادر نہ کرد — ہا کیست آنکہ شریکی نہ جزو کرد

ایک قصہ سے میں بخود مطلع ہوں ہے، وہ کہ اس وقت کو کیا یہ واسطہ ہے

بادلوں کے ٹکڑے نہ تیرے بکھرے غبار — — — — —
 کہ وہ دریا اور تھال میں اور نہج تہ — — — — —

۱۹۵۲ء میں آپ قصہ درپردہ ملاحظہ فرمائیے کہ اس سے کتنا متاثر ہوئے۔

ایک کہ بخود وقت و اور حال — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —
 ۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —
 ۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں

۱۹۵۳ء میں اس قصہ کے بارے میں — — — — —

ج تو کسی دھنچہ دھو تو بہت — ہم توئی رہنہ ڈھنچہ رہنہ ہم
 تو تو غائب ہووہ اہر یکہ دہ — تو تو غائب ہووہ اہر یکہ ہم
 چوں گئی مست دہ ہر کسوت — غنچہ مست دہ ہر کسوت ہم
 کہ بے تو تو دہ غنچہ کسی بہت
 ج تو سچو ہادی کسی بہت

میں ۱۵۱

ہادی اہی غنچہ ہادی دہ — ہر ہادی صرف ہادی بہت
 کہ آتا ہادی طلب دہرہ کسی — تو تو دہ ہادی ہادی بہت

میں ۱۵۳

غنچہ ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی
 غنچہ ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی
 چہ خود کردہ ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی

مشاقی ہادی یا دہنامہ : آغاز محبت کی ہے۔ کل ۱۶ اشعار ہیں۔

حصہ :

ہر کہ ہادی دہرہ دہرہ — دہرہ ہادی دہرہ دہرہ
 ہادی ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی
 ہادی ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی
 ہادی ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی
 ہادی ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی

میں ۳۳۰ در لغت مصطفیٰ علیہ السلام ۱۱ اشعار ہیں۔

ہادی ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی
 ہادی ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی
 ہادی ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی
 ہادی ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی
 ہادی ہادی ہادی ہادی — ہادی ہادی ہادی ہادی

محمود شبستری و ذات ۷۷۲۰

مشوی مجلس رتد ایک معروف مشوی ہے۔ سب تحریر ہے کہ حضرت مجدد المہین ذکریا قلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید اور غلیظ مہر مہین معینی بروی قراسانی نے ایک سولہ بار لرسائل کیا اور تصوف، عرفان اور حقائق دین کے بارے میں سوالات کئے۔ یہ مشوی جواب دہ ہے۔ مجلس رتد کی بیرونی شرح شیخ محمد لاہیجی نے کی جو شائع ہو چکی ہے۔

علامہ اقبال نے اس مشوی کی یاد پر چند اہم سوالات و مسائل پائے اور مشوی سے جوابات فراہم کئے۔

محمود شبستری ایک عارفہ دوست، ایک حکیم شائستہ، ایک فیر پیر اور ایک دانشمند نظم نگار تھے۔ مشوی کا آغاز مرہ سے ہے۔ اس کے بعد نعت رسول ﷺ ہے۔ پھر لولائے کرام کا کہ ہے۔ پھر سب نظم کتاب لکھا ہے اور آخر میں سلسلہ سولہ جوابات مثل سوال تحریر کیا ہے۔

ہند کا نسونہ :

ہام آگہ ہیں را فکر آموخت — چہ لہ دل دور جان بر از دست
د کھنکس بر د عالم گفت روشن — ز لعل خاک عالم گفت روشن
قادی کہ در یک طرفه ایمن — ز کاف و نون چہ کہد کوہین
چہ کاف قدر لعل دم بر قلم زد — بزرگ عقل بر لوح عدم زد
ازیں دم گفت پیدا بر د عالم — از قلم دم شد پیدا جان قوم
در قوم شد چہ ایسا عقل و حکمت — کہ تا دانست ازیں اصل بر جز

نعت :

دریں رو انہما چوں مدباہد — دلیل رہنمای کردہی اند
و ازیں نیند را گفت سادہ — ہم تو دل و ہم تو آکر دریں کار
اسد در ہم اسر گفت خاہر — دریں دہ اول آمد عین آکر
ز اسد تا اسد یک ہم فرق است — جہانی اندر تھا یک ہم فرق است
و تو قلم آمد بیان این رو — در تو حریف شدہ لولہ علی اللہ
شدہ تو قوی و دلا جلد در پی — مگر تو دست ہانا دامن دی

(۱۳۳)

امیر خسرو و ذات ۷۷۰۵

امیر خسرو ایک ایسے شاعر ہیں جن کو ایران، ہندوستان و لوگوں مقامات پر یکساں شہرت و عظمت ملی۔ ایرانیوں نے ان کی زبان دہلی اور شاعرانہ کلمات کا ترجمہ کیا ہے۔ انہی دو ممالک پر اکتفا نہیں، تمام دنیا ان کی عظمت کی منزلہ دہلی ہے۔ ان کا کام، شعر و ادب کا سرمایہ اقبال و انظر ہے۔ وہ خواجہ نظام الدین لولہ کے مرید تھے۔ یہ بھان خاص میں تھے اور اس فضا نے ان کے طرائق کی ساخت اور ان کی دل گدائگی میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ وہ سراپا عشق و حقیقت تھے اور سوز و گداز کے سانچے میں اپنے ہونے تھے۔ صوفی تھے اور اپنی بگم دہشت فکری کا اظہار اپنی شاعری میں کرتے تھے۔ سادگی

پاکستانی دور انگریزی میں فن کے کام کی تعمیر مشکل ہی سے ہاتھ آئے کہ شاعری کے نام پر ملی دور مہولی خاص سے فن کا کام ملتا ہے۔ وہ جزائر آفریقہ کے اعتبار سے واقع القلوب ہوئے کامر جہ کہتے ہیں۔ فن کے قصائد، منظومات اور غزلیات میں مرد وخت ملتی ہے کسی ہلا تمام، کسی جزوی طور پر۔ مرد وخت میں فن کے دل کی رُپ، عشق کی صداقت اور پہلی ملاقات قلبی کا خندہ گرد دل فیروزہ دل و دہن کی کیفیت ہے اگر تاجبہ فن کی شاعری اور خصوصاً اس وقت کے بارے میں چند آکر اس پر دھم کی ہوتی ہیں۔

”خسر و کانتیہ کام غلوں، بحر شہ، توپ، درد اور سوز سے ملبوس، اظہار کے زیور سے مرکبات موسیقیہ فن کاوئی کر رہا ہے۔ فن کا غزل اپنی مدد کی اور انگریزی میں مددنی کے رنگ سے ہاتھ ہے۔ فن کے کام میں نعتیہ مضامین کا ملٹی قرض اور وہ ہے۔ ہذب، کیف اور مستی شاعری کی عالمی کیفیت کا آئینہ دار ہے جو مثل رسول ﷺ نے پیدا کی ہے۔“ (۱۳۴)

”وہ ایک مستقیم الذہن صوفی تھے۔ صاحب سہا، صاحب ادب اور صاحب مائل تھے۔ فن کے نعتیہ کام خصوصاً نعتیہ غزلوں کو اسی خصوصیت کے جب مولا نے کرام کے ملکہ بنائے ہیں میں تنویر ہے۔“ (۱۳۵)

”معرفت امیر خسرو کی نعتیہ شاعری نے مراد کے نام میں دونوں صفتوں کو متزاہت کیا ہے۔ ملکہ خاص میں اکی

جہدیت مطالعہ کے ذریعے اور ملکہ عام میں فکر خارج کے راستے ہوئی ہے۔“ (۱۳۶)

”قریباً سب (مشوئوں) میں مثنوی گوئی کی نہ مگر ہر صفت (مرد و خست) کو ضرور دکھایا ہے۔ جو بعض مشوئوں میں ایک کی جگہ دو لفظیں لگی ہیں۔“ (۱۳۷)

آسیغاب خسرو کے کام سے مرد وخت کا دھماکا کریں

غزل کی مشوئوں : مطلع الانوار۔ ۲۰ باب پر مشتمل۔ مثلاً توحید، امر کان اسلام، علم کے فوائد وغیرہ

شیر میں خسرو آباد ہیں مرد وخت کا ہاتھ غیرہ

بجوں کے گلے آگاہ، مرد وخت کا ہاتھ، مرد وخت کا غیرہ

آئینہ منکد، مرد وخت کا ہاتھ، مرد وخت

ہفت ہفتہ، مرد وخت کا ہاتھ

فن کے مرد وخت اس احتیاج میں ہیں ہلال وین فیروز، شگ کی درج، الخوات اور مصاحف کا کہ ہے، اس کا آغاز بھی مرد وخت ہے۔

نہ ہر جس میں مہرک شہ شگ، ہر ضرور خسرو دھن کی لٹو ماتہ غیرہ، میں اس کا آغاز بھی مرد وخت، معراج فیروز سے ہے۔

غزل کی مشوئوں کا اہم اہل اور انتہائی شعر :

مطلع الانوار :

اب قدس است و مقبرہ قدیم --- ہم اللہ الرحمن الرحیم

و کہ دوزخ است کہ دہرہ اسلام --- ہاں علیکی و سلام و اسلام

شیریں و خسرو :

خود را دلم را زخم پھولی — چہ معراج قہیم روہ مہای
چہ بر خسرو را آید زنگہلی — گاہیں لہو کن بانی تو دہلی

مجنون و لیلیٰ :

ای دہلہ چہ زخیدہ داد — خلی از تو شدہ لیلیٰ ہر دو
ایہ نامہ رسا زنیہ — ایہ نامہ کہ ہم جنیں ہا

آئینہ سکندری :

جہاں پوشایا خدش ترست — دل تا بہ پادشای ترست
رہید از تھن جان خسرو کام — بہ نامہ کن کار لوہہ را کام

ہشت بہشت :

ای کھانجہ غریبہ — قش عجم کاراوارہ
نہر و کہ روز جانش ہا — در تہمت کو لافش ہا

نامہ سکندری معروف بہ سکندر نامہ خسروی

آغاز میں جو کے ۱۳۶۹ھ

میں ۵۵۰ھ کے ۱۱۵۸ھ

میں ۱۶۰۰ھ کے ۱۳۰۹ھ

نعتیہ :

رسول قوی ہمت و آزاد — صفت درست ذہن استوار
محمدؐ مہر لاجوردی سرور — نیر و نکتہ آفتاب نور
و ہودہ شمع دایم چرا — در گنج لک گوہر کای دہ

معراج :

رہید از لک یک فرخندہ بی — شب او نہ چراغ دور گردوی
دلتی از گہر یک کام تر — خورشید دہ روشن اندام تر
دیں دھن دھندہ دھندہ ہیں — دہ لا نکال دہ کھدش ہیں
سوی مائی شد کہ عالم دہ — دہم دہ سہا سہا ہم لہہ
چہاں دہ شرف آب آئیں — کہ خود ہم نہ گید اندہ ہیں

تحفة الصغر، وسط الحیوة، غرک الکمال، غیہ نعتیہ سے مراد نعت کے (مختصر) جستہ جستہ اشعار :
حذیبیہ :

نہی کہ در سنی قلم مکتب است — ز ہر شعر و پاس کی ہمارا دست
و ہر جہت رنگ است نور عفت و — نوشتہ چو سبب شہ ہروی و پند است
ای ز ہای ماہرین و در ذیل ن — با صفت تو مثل باطلہ کمال کی در سر
نظر کی ہای تو بہت طرا و نثار — طرا و نثار کی ہای تو بہت

نعتیہ :

ای دل و ہای ہمت و خیر و ہوی ہای لب — در قلم و در دماغ " در ہای طلب
سے شہ و ہوشید لک توں ماہر — تو قلم و صفی جہ اصلا طلب
ہم - اصل کلام و ہر طر پانت — ہا لک المرسل فضل تو پانت
کدام کرم و کرم و صفی ست — ہر ہم نعلی طاس ہر و ہر
ہم کہ در ہر ہست چوں ہر ہر — ہست و ہر ہست ہر ہر
ای و ہست و ہر ہر — ہست و ہر ہست ہر ہر
ہر ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر
زہر و ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر
زہر و ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

(۱۳۵)

در توجہ ایہذا خاصہ حامدی است کہ کسی دیگر میں ذرا بیان کی کہ

قلم و ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

(۱۳۶)

فسرہ کی دو مشورہ و معزولہ مقبول فقیر :

ای - ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر ہر ہر ہر ہر ہر

ایک دلچسپ لیکن لاعااصل حث

لغوی سرسپ کی تحقیق، تنقید اور تعریف: بین کر لے والوں میں سے بعض اصحاب میں تین لفظی تحقیقات کے بارے میں مشغول مصروف ہیں کہ ان کے اصل معنی (نعت) کون ہیں :-

- (۱) لی داعم چہ خبر لہ و شب ہانی کہ مسدوم (منسوب بہ امیر خسرو)
- (۲) مر جانیہ کی دنی المرلی (منسوب بہ ہانی محمد قدسی)
- (۳) یا صاحب الجمال و یا صمد البشر (نعت منسوب بہ شاہ عبدالغنی دہلوی)

اس سلسلے میں راقم الحروف نے متعدد ذیل ائمہ، اہل ہادی کی اور تقریباً ستر علماء اہل ہاد سے ان لفظی تحقیقات کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ اصلاً کس کس کا مال ہیں۔

استکمال نامہ یہ ہے :-

”میں صاحبان علم و فضل کی خدمت میں یہ گزارش نامہ ارسال کر رہا ہوں۔ آپ بھی اس منصب علمی پر فائز ہیں۔ ایک تحقیقی مقالے (پلی۔ ایچ۔ ڈی) کے سلسلے میں آپ سے استغاثت کر رہا ہوں۔ اہل کرم حوالہ و سند کی ساتھ میری درخواست فرمائیں :-

- (۱) یا صاحب الجمال۔۔۔ کس شاعر کا نعت ہے ؟
- (۲) مر جانیہ کی دنی المرلی یہ کس شاعر کا نعت ہے ؟
- (۳) خد ائود میر جانیہ۔۔۔ کس شاعر کا نعت ہے ؟

علمی امانت کا تحفہ

عاصی کرنا

حیرت کی بات ہے کہ کوئی صاحب علم و فضل نے جو یہ لفظی تحقیقات کی زمیں میں فرما دی ہیں انہیں نے سہولت کر لی ہے۔ صاحبان علم کے صاحب گراہی موصول ہونے میں ان کے مطالعہ سے کوئی تہہ متعلقہ ہو سکتا ہے۔ ہم یہاں ہر کتاب کا مختلف جزو الائنس اور راج کرتے ہیں۔ مقالے کے آخر میں ان کتب کی کس نقل شامل کر دی گئی ہے۔

طہیر احمد صدیقی : صدر شعبہ فارسی، گورنمنٹ کالج لاہور

(۱) یا صاحب الجمال۔۔۔ کس شاعر کا نعت ہے ؟

نامہ نعت حضرت شاہ عبدالغنی کا ہے۔ کلمات مزج کے آخر میں لکھ گات اور شاہ ولیہ نعت ان کے ہم سے موجود ہے۔ کلمات مزج کے اور لکھ گات کی حالت میں ہوں۔ دیکھنے کے بعد محاکمہ سکھانہ نامہ لکھ لیا ہے کہ یہ نعت صدیقی کا ہے جو غلط ہے۔

(۲) مر جانیہ کی دنی المرلی : نامہ طریہ نعت ہانی محمد قدسی سے منسوب ہے۔ میری درخواست فارسی اور عربی کوپ میں

قدی مشدی کے (ملی گزہ در اسپر باکی پر، ص ۳۱) میں لکھا ہے: "افسوس کہ اس نے (تغیث) کی بات
 اور جن جن میں یہ لغت نہیں ہے، کے حوالے سے قدی مشدی سے اس لغت کی نسبت کو شکوک قرار دیا ہے۔
 انہوں نے اپنے حاکم تحقیق کی بدولت اس لغت کے اصل۔ مگر اس پر کبھی غور نہیں کیا اور تصنیف کی شدت
 کی بنا پر یہ کہی ہے اور اسے حضرت مولانا محمد بن صاحب قدی مرحوم دہلوی کی تصنیف میں لکھا ہے: "قدی مشدی کے
 یہ لغت جو تیار ہے کہ یہ فارسی میں بہت زیادہ غلطیاں ہیں اور اس میں لغت کی تالیف کا نام دیا گیا ہے۔"

اس حوالے کو درج کرنے کے بعد باطلی لکھتے ہیں:

"چونکہ اس لغت کے کہ وہ اصل مددے نصیبی لکھ انیسویں صدی نور اس کے بعد کے ہیں لہذا ان کے طویل کا
 تقویت ملتی ہے کہ یہ لغت مولانا محمد بن صاحب قدی کی جائے تصنیف کے کسی غیر معروف شاعر قدی دہلوی کی
 ہے۔ کہ لکھ اس سے پہلے یہ لغت جس کی کسی نصیبی لکھ کر نہیں لکھا۔" (۱۰۹)

مولانا محمد بن صاحب لکھتے ہیں:

"ہاں محمد قدی شہر جہان آباد کا مشہور تصنیف کہ اس کی لغت مرہا۔ نو جو لغت مولانا محمد بن صاحب کی کم
 ہی دہری لغتوں کو میرا آئی ہے۔" (۱۱۰)

مولانا محمد بن صاحب لکھتے ہیں:

"مگر بڑے شعرا کے ساتھ میں اس دور میں جس شعر کو لغت مری نصیب سے شریعت لی اور جس کی لغت لکھی
 شریعت کی مثال ہے وہ ہے محمد بن صاحب قدی اس کی لغت کا مطلع ہے۔ مرہا۔ (۱۱۱)"

مولانا محمد بن صاحب لکھتے ہیں: "اس دور میں یہ لغت جہاں محمد قدی ہی کے نام سے لکھی ہے۔ (۱۱۲)
 مولانا محمد بن صاحب لکھتے ہیں:

"قدی دور مظاہر میں مولانا محمد بن صاحب کا دہری شاعر تھا اس کی ایک لغت اس قدر شریعت رکھتی ہے کہ اسے
 بڑے شعرا نے اس پر تصنیف کی ہے۔ مرہا۔ (۱۱۳)"

مولانا محمد بن صاحب لکھتے ہیں:

"مرہا۔ کی دہری، مشہور لغت ہے جس کے مطلع میں قدی کا کلمہ استعمال ہوا ہے۔ لغت لکھوں میں اس
 قدی سے مراد مولانا محمد بن صاحب قدی لکھے ہیں۔ مرہا۔ لکھا ہے کہ قدی مولانا محمد بن صاحب کا کلمہ ہے جو اس نے
 اس لئے تصنیف کیا کہ وہ مشہور (قدی) کا دہری لکھا تھا۔ یہ لغت مولانا محمد بن صاحب قدی ہی سے منسوب ہے لیکن ان
 کے دہریوں میں نہیں ہے۔ مولانا محمد بن صاحب قدی نے "مگر بڑے شعرا" لکھے ہیں یہ لغت ان سے منسوب کی
 ہے۔ لیکن ان کے ہی بھی کوئی دلیل نہیں ہے (یہ قدی مشہور شعر کے بعد) صاحب مقدمہ لکھتے ہیں کہ مولانا محمد بن صاحب
 کو شریعت بھی تک پہنچ کر نہیں ہوئی کہ میں قدی دہلوی کا جو بھی قدی اس لغت کے حاکم ہیں ان تک
 پہنچوں۔ میں نے مولانا محمد بن صاحب "لغت" لکھا کہ مولانا محمد بن صاحب قدی ہی کے نام سے شائع کی۔"

(۱۱۴)

ہی نام جہن و جہن دوم حکیم — صحت و ہوا و تو مہر و قدیم
 ج تو کہ وہ طرفی ہیں و لہذا — تو آلب شمع و نہ ہا شمع و سم

نعتیہ :

م م آئے عالم است — خود مردم و عالم جہان کی و ہم
 دلی خوب تو و طبعی حکم — زلف و اللیل ہی صحنی حکم
 مرد خزانہ قدرت لہذا خزانہ — ملک حکم طبع و عطا حکم
 خزانہ ملک نصرت تو بہد — ہم حکم و صحنی حکم

(۱۵۸)

ہی دلی تو نام کل د — ج صحن تو بہت و دل د
 د صحن تو جہاں ہم — ایست و مر جہاں د
 تو ظہر و صحن ہی ہلام — تا کوئی تو ملک حور د

جہاں ہی تو ہا کلید — قری شب عہد را صحن بہت

میں شعر کے بارے میں فہم پڑی کہ یہ میں نے حالت خواب میں کہا۔ جب دن ہوا تو ذلیل گزرا کہ چہیت تو تھوڑے مشابہ

صحنی پہنچنے کے وقت میں ہے۔ شب میں نے عربیہ ہا اللہ کے۔

ہی خزانہ و عالم ہی بہت — ہی دلی و بہت ہی بہت
 ہی ہا تو سرما را تو ہی — ہی نام تو صحن را صحن بہت
 من صحن حکم و تو صحن شادی — ج صحن تو مردم نہی بہت
 من ہا تو کہ عرش ما بہت — جہاں ہا و ہم کہ دست ہی بہت
 طوی و صحنی — ایست و طوی و ہی بہت
 و صحنی و صحنی — ہی عالم ہی گرچہ ہی بہت

(۱۵۸)

یو علی شاہ قلندر (۱۰۵۵ھ تا ۱۱۲۴ھ) امیر خسرو کے معاصر

غزل کے ہندی واپس میں مولانا رحمت اللہ کے کام کی خصوصیت ہے۔ کالی اللہ کی حور میں ہے۔ چہیت و صحن کی کلمات کا لہجہ

ظہر و غیر خور و صحن حوری کے قول :

صحنی صحن سے ہے۔ من کا وہاں صحن صلیب کے نام سے صحن ہکا ہے۔ اس وہاں میں کوئی ایسی حکم تو

نہیں ہے جس کا نام نہ لے کہ نہیں، ہم خود غزلیں نعتیہ انداز میں لکھی ہیں۔ (۱۵۹)

والکثر طبعہ عید بدلی کے مکان :

تو مل قلندر پہلی تھی۔ قلندر پہ لڑتے سے مسلک خدا اس نے تھی میں ایک شہری کے ملا دھاری پکاری فرمیں
کسی چیز اس کی گفتی کی فرماں میں صرف پار پانچ واضح خود پر نصیحت فرمیں ہیں۔ دو ایک نعتوں کے پتھر افکار
نقول ہر گنگ لئے ہوئے چیز۔" (۱۶۰)

حمدیہ :

قلب تو رہی خود چوں افسوس کہ فہم مغل — مسودہ چوں ہر ہونکہ ہم جاننا و ہم دل ہا
جز بحر و یار آبجائی پرستہ چڑی را — تنہا خاکساری حاکمیں مل کردہ مشکل ہا
شرک حق دل ہی بچشم ہن دل ہر در — مہاں در ہنوت ہانا، لہاں در غلوٹ دل ہا

ہم شرح کمال تو مجھ پہ مکیں حا — ہم وصف جمال تو پایہ پہ ہیں حا
شوق پہ سید خود لہ لہ ی زمر — این قوس نزار میں گرچہ سکرست
جلی حای و دوست بی شد دست — نگر دلچسپ صبح کردگار است
حق تو است و زور تو تازی من — بحر کہ مرا با تو ز جہنم ہوا است
در لڑکات قلندر ہم در اسرار حق — موج میں باغش و غناک ی تو در کمر
لی کردی تو دل خود ما روا — تا مجھ در دلت لیر تو خدا
دیکہ دل تو مجھ لہ پاک کن — سید با بیج محبت پاک کن
ہم راست لہ چہ در دل حق است — نہ کہ شریعت محبت خوش نشست
عالمی تو کردہ حای تو ہیں — نفس را تو ملیج لہ گردن یں
دل کن تو صبر باطل حا سید — تو خدا لیر تو خدا دیگر لڑا

نعتیہ :

والضعی شرح نور محبت است — لعلی عینی و صبر ہیرت دوست
مصلحتی را دلی دلی و ہم — بیچ سوز و شہر صورت دوست
غرب و جہاں اگر خوشی — ہم وہ بھتی حضرت دوست
ای شمعیت رحمتہ للعالمین — یک گواہی ہیں تو روح الہی
ای کہ نامت را خداں ذوالجلال — زو رقم پہ جہر عرش ہر

ہم اردی کل با گرچه مرد در داور — خوشی ملا حق ، ملا حق خدی وارد
 مانتقا در کج خضر ، غلوط شب های سر — تا نور اودت دعا و درسی فرنگی تم کور
 در پس آنکه طوطی صغیر داشت اند — آنچه استاد قول کشف حجاب می گویم
 تن کو بزم سجاد چندی نواشت کرد — ممکن بود که جو کبر مر کلا کبیم
 با رب تر در چاییت در میان بدلی — و شعر زانکه چه کردی زبانی و غلام
 سر با پای تحکم حدیث آردا بندی — خطاب آمد که واقع شو به الحاح خدی واردی

نعتیہ :

ہون وصف تو گن دہ دیکھن است — نہ اکہ وصف تو مردوں از حد توصیف است
 چون ابرم فنیج ہو نور رخیو — کو ایمن تن ہا کش من پر مگاہ ہاشی
 تم یہ چہ کہ شیریں عالم با دوست — چشم یگوں ، لب خدی ، دل نرم با دوست
 گرچہ شیریں دہیں بادشاہدہ دل — تن سلیمان زمان است کہ قائم با دوست
 روی دوست و کمال ہر دامن پاک — تا جرم است پاکی دہ عالم با دوست

مانقا و متکد است . گراہی و رقی

زانکہ حشاش من مدح کرم با دوست

(۱۲۲)

نور الدین جانی ۸۹۸۵۸۱۷

ہائی لوقی تصوف سے مراد نور باطنی کمال سے لیں اب تھے۔ انوں نے ہر صنف سخن میں اشعار کاوقی قیامت سراپہ بھرا ہے۔ ان کو
 عروہ نصرت گوئی میں نہایت اعلیٰ درجہ مرتبت حاصل ہے۔ انوں نے اپنے کام کو عین مجموعوں میں بہ ترصیہ اور تقسیم کیا۔ جسے نکاحی کی طرز پر
 مشوہیں کہیں اور عروہ نصرت کی شاعری کو محکمہ مرکان نور چہد کیف سے مشورہ کیا۔ عقلیہ رسالت مآب پیغمبر آپ کے کھب خانہ شاعری کی کلیہ
 ہے۔ نہایت سادہ و سبب و کمال ، فقر و غری کے ذہن دل کا صبر و ہمت ہے۔ نور و بھی شاعری باطنی نور و عالی کیفیت میں شریک ہو جاتا ہے۔ ہائی کی عروہ
 نصرت کا اثر ان کے معاصرین نے بھی قبول کیا اور متاخرین بھی اثر پذیر ہوئے۔ آپ کے یہاں ہے عروہ نصرت کے علاوہ سلام کی طرز کی غزلیات بھی نثر
 تلی ہیں جو انصاف و عینیت کا ایک خوب صورت نمونہ ہے۔ ان کی غزلوں اور قصیدوں کے علاوہ ان کی مشعوہوں میں بھی عروہ نصرت کے اشعار کی کئی کئی نظر
 آتی ہے۔ مسئلہ انتخاب ، نقطہ الاسرار ، مبعثہ الامرار ، یوسف و زلیخا ، لیلیٰ مجنون ، عروہ نصرت ، مشکوٰۃ و غیرہ مشعوہوں عروہ نصرت کے
 قیام گراہے قبول سے جبرگدہ ہیں۔ ہائی نے قصیدہ دو کا بھی حکوم ترجمہ کیا۔

ہائی کے یہاں خصوصاً نصرت کے مضامین میں دل کی زب ، گوری ، صبر و کی مضامین نور و نصرت کی قضا ہے۔ جب کے مضامین زیادہ
 زیادہ ایک نور و نصرت ہے کہ وہ قضاے رسول پیغمبر کے گوند مند ہیں تاکہ حضور علیہ السلام امت کے آشوب میں و جھجری فرمائیں اور آپ کی
 و بہری میں قضاے امت ، نور و نصرت کی مذکورہ توضیحات سے سل گروے اور سہل مراد تک پہنچے۔ جانی کی عروہ نصرت کے اثرات گروے و سبب اور
 مسلسل چہد

ہاشم رضی کے موجد و یوں کامل ہائی سے ایک نیکر جائزہ :

ایک نصیذہ فی توحید سبحانہ و تعالیٰ

اگر توحید صادق و آہ کرا — کہ اوصاف شہید گاہ ۶ اصغر کا

فی توحید باری عزاسمہ

دریں مجاہد ہے کہ کرم الی را — کرم و ہر ولی علی مولی را

نعت رسول ﷺ :

کرا کہ ہر ہر اہل سرمدت — ہر در مدد کہ و کل سرمدت

دی کہ ہست و ہر کرم طاق — دی نیم و دل دی کہ قدم کہ اہر ہست

کی د آہر ہست ہر ہست ہست — کرم ہر گہ ہر عالم و کل ہست

تسبیح خداوند تعالیٰ و تقدس :

دی علی کرم و ہم ہر ہر ہر — ہر ہم مدد و فضل و ہر مطلق ہر

سلام است بروضہ پاک او : (پہ لڑ سلام) ۵۰ اشعار پر مشتمل ہے۔ پہلے ۷ اشعار سلام علیک سے شروع ہوتے ہیں۔

سلام علیک ہی ہی کرم — کرم و ہر کرم و ہر کرم

سلام علیک ہی و ہر طوق — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

سلام علیک ہی و ہر طوق — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

سلام علیک ہی و ہر طوق — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

سلام علیک ہی و ہر طوق — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

سلام علیک ہی و ہر طوق — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

نعتی ست جمع کردہ درود و جملہ معجزات ۵۲ اشعار پر مشتمل

ہر ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

ہر ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

ہر ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

فی نعت النبی ﷺ

ہر ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

ہر ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر ہر

اسلام ای حق تر گوهر دستان محمد — اسلام ای جود تر گهرگ سحر ای دجود
اسلام ای آنکه تا تو چه گویم نکلت — تو پاکست و کسی و نود تو قدس ای تو را بخود

غزلیات :

یا من هذا جمالك في كل ما بنا — بدایا بزر جان مقدس ترا خدا
جانی نه دینی چه خدا غیر عشق نیست — کرم والسلام علی صانع الهی
روز جان ست نام دلیر ما — ما بجز الله و ما اعطی
نام تو کج بر کاهوت — کج پنهان لیب تو و عدا
هر اما ظاهر دست اند — بر اشیا ظاهر اما
جان جانی ز کج دست — نشکیند چه ای تو دریا

نعت :

زی رسیده ترا بر دم تو خدای پیام — علیه آلاف صلوات و آلاف الف سلام
خود را پرتو سر تو نور سر سپر — گفت مجوس من تو قدر و در نام
ز لیس جام تو جانم جرمه کش است — بی لیب و در خاک را ز کس کرام
بچه رستم و آنها بوی کوی تو کردم — بعل کعب لقا پیدا بوی تو کردم
مرا به پنج مانی نبود غیر تو ای — طرفه و سی که کردم به چشوی تو کردم
کی داد با ریب که ده در عجب و لطافت — که به که حزل و که در عید جام
به کبر و حرم تو دل به ختم یک و حرم — داد به چشم طریقی کن چشمه را در نام
با رسول الله به سوی خود مرا رسی لای — تا زرقی سر قدم سلام لایه با کرم

مثنویوں کا جائزہ

مبطل الامراد سے (انتخاب)

حذیبہ :

نورہ بسم اللہ الموحض — الروح المعنوی الاحسان
 حکم و تم این کب حیات — زمرگی حق دل تل نہایت
 در دماغ عقل در طبع کشف — نور در بند لایسب کشف
 خدا اللہ الہ واحد — فہو المنعم و هو العائد
 ی نہ فکر لغت پہاں — ی کہ فکر گزاری پہاں
 واحد است و کہ صافی تاہ — ہر و ہست بود گواہ
 دست صحن کی گویا پر شست — صحن گزشت ہم نوشت
 جمیع کریم کرد و گزشت — دل و علم قوم عقل

نعتیہ

دل کر صفت کی صلیح — دل سے . بہاں درج
 شو درج تو دل الرز — نہ حق رقت درج سوز
 بہاں اللہ و ہست ظاہری — دل حزل و بہاں گفتاری
 کب تو بین پہاں نہ ہست — عقل لم لم گیسوت
 چہ در بلکہ و تھا حق — چہ در کرد کا ہر حق
 لولہت تو ہست و ہست ہوش — نہ در ازاد کہ تو نہ ہوش
 دست تو ہر یکن ہر دل کر — کف از بہاں کتن ہر دل کر
 کرد لطیف ہست و ہا — تو در ہر عرقل و ہر آبی

(۱۲۵)

مسئلۃ الاسباب : (اشعار انتخاب) حذیبہ :

لک الحمد علی کل کام — سلاست اقبال دلاکرم
 ہر تو جمیع ہر کام حق ست — ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
 خدہ ہیں جمیع ہر کام — ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر

ہر چہ مضمون عقل و ادراک است — ماضی قدس و ازل پاک است
 چہ ہوا و ہوئی و نہ ہوئی — چہ آواز و نغمہ و چہ عرصہ و ری
 دوست مگر جہاں ، جہاں ہر پاست — خود چہ مغرور چہ پاست ، خود ہر دوست
 عقل جہدی و دین فحش کب — ہر کونہ کونہ کب کب کب
 چہ دلیل دلیل و فکر معین — کی شہد مفاہات و ذلت قدیم
 ہوا ہاں اگرچہ ہشتاد — سو چہ صفت جہر چوں ہشتاد

نعتیہ :

قصہ گوشت گیری و سر گیری — گوشت دامن و سر گیری
 روی دل و در ہاں سر ہاں — نقد ہاں در ہاں ہر ہاں
 نقد ہرپ ، سلاطین بطحا — ہی لوح لوحی ما اوحی
 لوح فحش ما گرفتہ چہ ہر — ہر و ہر لوح لوح وادہ غیر
 کل ما داغ سر ہر ہر — ما مطنی و صفت ہا کی تشرش
 اے بی اللہ سلام ملک — انا ہفتوز و اطلاع لہیک
 چہ سلام آدم جہم وہ — مریں و دل غلام وہ
 سر ہوا و ہر وقت — روح را کام عقل و دل را قوت
 زاری من شنو ، تکلم کن — کہہ من گر ، جہم کن
 رحم کن و من و فقیری من — دست وہ ہر و بخیری من

مثنوی سلاسل (حدیثیہ) :

اے مہلت جہد ہاں ماضی — ز کب لطف ز زبان ، ماضی
 مہتری من لا تو بہت و من — عاشق و معشوق ہر و تو کس
 گرچہ ہاشم ہاشم لا ہر مہتری — جہ تو در عالم نہ کلم و مہتری

نعتیہ :

خواجہ گل ثلث شہاں ہر وہ — ماضی ہفتوز ہر ہر ہر
 مقبلیں را قلب ہاں روی دوست — کہہ ، امید خاکہ کوی دوست
 نقد گوین را دیباچہ دوست — جملہ عالم ہر مکان و غولہ دوست
 ہر لا خون ماضی ی غوریم — زہ لا بدل لوائیل ی غوریم

تحفة الاحرار (حصه پنجم) :

بسم الله الرحمن الرحيم — هست مدای سر طوق کریم
 بر خدای ست که تو ملک من — بر ورق پا قدم سخن
 یک شاکل از پیا برتر است — بر چه نبی گوید حق برتر است
 ای ز بند تو رها بر — ای تو رها بر
 مهر تو د کعبه ما تو — است کی و نیست کی ما تو

نعتیه :

اتر مرغ شرف کائنات — کبر درج مدد کائنات
 جنش نول ز عید قدم — سلسله پنهان وجود لا عدم
 مطیع دیاجه این عهد است — خوشتر حرف که در عهد است
 نکت وحدت چه قد الزافه — از پی عهد اعلی سالفه

معراجیه :

یک شی و صبح دل افروز تو — روز شب و روز همه فیروز تو
 همدی تو - کشور نورانی — پاک تو آلاکل طلائع
 آمد و تهره دانی چه برق — شکری تو نور قدم آقا - برق
 کعبه که ای ساقی درو فر — همه برین عهد دور و درج
 پای حق پای فرزند تو — برقی دور قدمش سر راه
 لیر برین دور ز صده جملات — عهد تو شد سخن نور ذات
 خرم در کس عهد و عهد آنچه ده — دایم - غلام - دایم هم شنید
 در یک لحظه در کس نیم شب — آمدن و رفتن تو ای حب
 ای چه سرا پرده طرب طرب — خیز که شد شرق و غرب طرب
 بشر یک تو سر دایم حق — دامن دولت تو نهی حق
 غلبه ملتی که جو انجست از — شد تو بی لطف نهی دور
 است بهست حق حق — بهتری عهد تو دامن زلف
 فرق تو بر عهد پاره کن — عهد حرد زلف تو کوه کن
 مخ تو در خاک نهی در عهد — نور تو تاب ز بهی در عهد

فلک بدعت بر عالم گرفت — بعد جهای باشد نام گرفت
 کاش که زوایج مردیت رجوع — باز کند نور مختلف علوم
 دیده عالم بر روشن شود — نهی کنی ز تو کلشن شود

پوستدلیتا (حمیدیه) :

ای غمخیز امید بخت — کی تو روضه جاده دلت
 درین لعلت سرای بی مونس — به نعت صای غمخیز کن شایما
 ز تقدیم خود ببردیم عقل — به اقلیم غن ببردیم عقل
 چرخ پا به عا خوردند و دقت — کسی غم عا را کردند و رقت
 نه قلم چرخ زیر بزم خای — که باشد به کلشن زلف پا به خای
 با سالی دلت کن شرمساری — ز صاف و درد پیش که آنچه داری

نعتیه :

چه هست این که در دیوان هستی — برو گرفتند پای پیش دوستی
 لبام چون ندی حرفی سراید — دل و جانم ز لذت چه به آید
 چون کرم در ده هستی قدم نه — ز سر روی صبح گدازش دم زود
 لیل اندی نسبی زنت کائنات — برو شد به غم گفتن خوش
 صبح که مقدم تو مزه گوی — بهیم که مفضل و فضل جوی
 دای جان جان درد و بار — اش هودود غم پرورد تو بار

لیلی بختون (حمیدیه) :

ای خاک تو بخت سر بیدی — بمن تو عقل بهر بیدی
 خورشید ز تفت روشن گیر — بی روشنی تو چشم قیر
 ای هستی عقل هر چه هست است — نسبی تو ز نیستی زست است
 ای که غم کاف و حلقه خون — صد عقل بهیچ دلدور برون
 دیباچه نویسی دختر عقل — رختنی عقل گوهر عقل
 بخت ز به جنت من — تا خود چه شود نهایت من
 که بختی کند گدازم — به بختی امید دارم

نعتیه :

ای صده طبعین تحت کونین — غم و شرم درخت کونین

ای دل گر و اگر هر — ای قبل ملت و قبل و
 ای گوهر ملک حریت — پشت تو قوی و خاتمت
 با دولت طاعت تو تو دریم — امید شکست تو تو دریم

خردنامه سکندری (مختصیه) :

ای کمال ای فرا ست — بخت بدای پادشاهی فرا ست
 بخت تو تو روح خلق بدوی — کمال تو در آفرینش بدوی
 بدی و بختی تو تو عالم ترا — عهد پای ما بدای ترا
 تو بد و غیر تو بخت نیست — درین بخت یک سو تو و بخت نیست

(۱۶۵)

چند مشهور نعتیں (اشعار انتخابی) :

سما چہ ای مگر کن — ز احوال من را خبر کن
 بر این جان حاتم پ کن جا — فدای دود منم بلبر کن
 تو سلطان عالم با حق — ز روی لعل سوی من فکر کن
 شرف گرچ شد جان ز لعل — خدا ای کرم پر اوگر کن

ترجمانی اللہ ترجم :

ز محوری من آمد جان عالم — ترجم ز بی اللہ ترجم
 د اگر رحمت لعلیں — ز محوری چرا لعل لعلیں
 ز تاک لعل جان میراب و غیر — چو ز من خوب چو از خوب و غیر
 بدی گوهر سرا لعل ایلیا — کہ دوست لعل صبح زنگارانی
 شب لعل با روز گدو — ز لعل صبح با لعل گدو
 پ تن در لعل لعل جان — سر و سر کافوری لعل
 فرود گویا ز سر گویا — لعل سایه با سر و سر
 لعل طالع لعل لعل — شراب و دشت جان لعل با کن
 جان لعل کرد لعل و لعل — چو لعل لعل با کن و لعل
 ز لعل لعل در لعل حرم — لعل خاک در لعل قدم و
 بد و لعل لعل لعل — کن و لعل و لعل و لعل
 اگرچ لعل و لعل لعل — لعل لعل لعل لعل و لعل
 ز لعل لعل لعل لعل — کن لعل لعل لعل لعل

نعم فرسودہ ہیں پارہ زہریں یا رسول اللہ :

نعم فرسودہ ہیں پارہ زہریں یا رسول اللہ — دلم نہ درد کوادر ز صبیح یا رسول اللہ
شب و روز لا کھپائی ز سر کشتن شبنی — خلوت سوئے من آئی فرلای یا رسول اللہ
چوں سوئے من گذر آری من سکین ز بادری — فدائے قلل علیت کم ہیں یا رسول اللہ
ز کردہ طریق جہانم یہ شد روز صیانم — پشیمان پشیمان چیریں یا رسول اللہ
ز با اللہم ز ہری دست دست من گیری — ہمیں یک حرف ہدیہی ز دہی یا رسول اللہ
ز ہام شب تو ستم بہ نظیر تو دل ستم — لمی گویم کہ من ستم عہدی یا رسول اللہ
صدقت فرہدم عز را دوست میدوم — خدا سلام دل و ہاں را عشق یا رسول اللہ
ندوم پیش نگاہ سر چاہے ساقی کوثر — لعل را خدم چاکر باہیں یا رسول اللہ
بغیر ذرا در نام و روز تو تن بدوں جانم — نگہ داری تو ایمان ز شیطان یا رسول اللہ
چہ اندر حشر بخیرم بدلان تو گویم — اوجہ خون دل رزم لرزوں یا رسول اللہ
چہ ہدئے خلافت را کھائی بر من گاری
من محروم ہائی را دہی کن یا رسول اللہ

نقائی شیرازی وقایع ۹۲۵

دور منظر کا مشورہ فرما رہے۔ لیکن اس کے دماغ میں حدیث کم ہے اس کے دماغ کا آئینہ نقاشی نہ ہو گا ہے اور اس سے ۲۴ سے غزلیات شروع ہوتی ہیں۔ شروع کی دو غزلیات کے بعد عشق کا رنگ چھلکا ہوا ہے جن میں مسند بہت باطنی مسئلے چھپے ہوئے ہیں تو شعر میں آج نقائی کی اہمیت یہ ہے کہ سبک بھری کے بعد ال نقوش اس کے کام میں آتے ہیں۔ خیال بھری کا یہ اسلوب بھری زبانوں سے قریب تر تھا جس لئے پاکہ اور کے شعرا اس اسلوب کو زنی دی۔

نقائی کے قصیدے میں محمدیہ اشعار :

چہ تو کن و گل من آراست جہاں را — ہاں چہ شد تو طبع ہوا ی و جہاں را
صود عر اشہد ز کس گل و نسریں — یسای کن داد شبہ عالیہ سہاں را
و تو اثر طبع ہوا در دل خدا — شایع گل صمد مرگ کہد چوب شہاں را

غزلیات میں حمد :

ہی سر ہم تو گل مرگ کشی را — دم تو مطلع لیل طبع غن سرہی را
آئندہ در پلٹ یک نفر تو بدلی تو — دل کہ فروغی ی دم ہام ہاں لہای را

نعتیہ :

ای تو لب تو خطبہ کام قدیم را — باعث رسوم شرع تو امید و ہم را

اول عظیم داشت شمع ترا ندی — دہم مجہد فراتشہ عرفی عظیم را
 برج ابرو تا شرف کوہرت نیالت — درسم نہ رنخت این ہمہ از عظیم را
 ہر شاہراہ وصل لدوی چراغ شرع — تا طلق بی رنہ را مستقیم را
 ہر حرف زلف و میل خدائی قلم کشید — و ز دفتر تو خواند ہفت لام ہم را

جہاں (اور خدائی) کی شاعری کے مطالعہ پر قاری جو وقت کے جائزے کی دس صدیوں تمام ہو جاتی ہیں۔ اس جائزے میں جہاں جو وقت کے اہم دور ویر شاعر کا ذکر ہے وہیں اس نقد نظر سے کہ دوسرے (نہجائیم سرور) شعرا کے یہاں بھی جو وقت سے وابستگی پائی جاتی ہے اور اسے یہاں کے ساتھ ساتھ ساتھ یہاں بھی اپنے اپنے دائروں میں یہ روشنی بکھاتا ہے ہیں۔ جن کا ذکر بالا فقہ شامل کیا گیا۔ اب یہاں ہم اس ایک بزرگ سالہ جائزے میں چند دور ہم نہایت اہمیت کے ساتھ شامل کر رہے ہیں تاکہ جو وقت قاری کے مطالعے کا کوئی گوشہ نظر سے چل نہ رہے۔

— ہر خسرو (م ۱۸۴۸ء) لمبی و تنہا کا شاعر۔ نعتیہ قصیدوں کا دور ملتا ہے۔

— محمد الدین کرکائی (م ۱۸۵۰ء) نعت میں لفظاں لہوی۔ آغاز اسلام سے تیس برس بعد کی معاشرتی زندگی کا دور اور بعضہ سول چنگا کو اس شعر میں وقت عقلی قرار دیا ہے۔ اس کی شعری آواز درائن تیس نعتیہ آواز لیتے ہیں۔

— اشرف لڑخوی (۱۸۵۵ء) نعتیہ ترجیع بحر جس میں حضور کی کیفیات کو کر چہ۔

— جمال الدین اسفہانی (م ۱۸۶۲ء) جو وقت میں بھیجیات اصطلاحات کے استعمال سے گیرائی اور تاثر پیدا کرتا ہے۔

— کمال اسامیل (۱۸۶۵ء) غزلی العالی کھاتا ہے۔ لفظوں میں سلاست، مضمون آفرینی، لفظاں لہوی کا کر کے سے ہی ہوں میں کرتا ہے۔

— لودی مرانی (۱۸۶۸ء) مشوی ہام جم میں جو وقت کو سوزنک اسلوب اور اخلاقی طرز میں لکھتا ہے۔

— خواجہ کمال (۱۸۵۳ء) عرفی ترکیب، عرفی معرعوں کا ہی، اسلامی اصطلاحات، قرآنی احکام، تعلیمات کے حوالے۔ مثنیٰ لکھے اور وقت میں موضوع کے شعرا کے ساتھ ساتھ وقت کا تجربہ بھی کیا۔

— سلیمان سہلانی (۱۸۷۸ء)۔ قصیدہ و ترکیب لکھے۔ اسلوب سوزنک و مہارت۔

— خواجہ امام الدین عظیمی (م ۱۸۷۳ء) مہاروف سوزنی شاعر۔ نعت میں شہید ہندوں کا پر ہے۔

— عظیم کاشانی (۱۸۷۶ء) مولوی دور کا عظیم مرثیہ گو۔ چند نعتیہ قصیدے بھی لکھے۔ مذاہن کی رنگارنگ۔ حضور چنگا سے طب بہایت۔

— آفتاب، ہمارے ماضی کی رہنمائی کے لئے۔

— ان سطور اور چاروں کی نشانی کی لفظوں میں ہم اپنے مضمون کا تکمیل کی بات لے جاتے ہیں :

فیضی ۱۸۵۳ تا ۱۸۸۴ (دور مظلوم پاکستاں)

فیضی کے اندر ہر فلسفہ کا طبع ہے۔ وہ حیات کا نہایت کراہی زلوہ نظر سے دیکھتا ہے۔ اس کے یہاں نہ ہی خیالات کی کمی نہیں ہے۔ عقل فیلی لسانی، فیضی کے نہ سب دور اس کے خیالات سے اس کا روحی گہر پڑا ہے۔ (شعر انجم حصہ سوم ص ۷۷)۔ فیضی کے یہاں جو وقت کے مذاہن خصوصاً اس کے قصائد اور مشوی میں ملتے ہیں۔ اس کی فرہنگ و مضمون ایسے الفاظ سے جمی ہیں۔ اس کی مشور شہوی لہو میں بھی جو موضوع کے اہل سے ایک غیر لہو میں عقلیت ہے۔ وقت کا عازم ملتا ہے۔ مثلاً

کراکل بھی ہوتے کہ ز تعظیم — خاک در دو لوح ، شرف و اہم را
 تا مجمع مکان و دعوت نہ دیند — مورد چنین نہ شد اطلاق اہم را
 تقدیر یک ہفت شانیدار فعل — سلطان عدوت تو اہلای اہم را
 تا ہم ترا ہر لہرت کردہ — شیرازہ محمود نہ بعد کرم را
 عرفی مطلب ایہا مدحت است نہ مرست — آہستہ کہ در ہدم کج است قدم را
 بدو کہ عواقب یک آہنگ سرودن — نعت نہ گویند و ہفتا کی دم را
 شام جہانیت کہ قوی کام کہ دلفی — نوبہ ہل عرفی عروم و دہم را
 ہر گاہ کہ در مدح ہجوم تو جہانی — کہ در ہدم سخن جری شدہ ام را
 دلائل کشاید ہرزا عہدہ نصرت — زہانت کہ اندیشہ گوی کرہ علم را

(۱۶۴)

غزلیات کا یہ نہ ہادی ہے جس میں مطلق متین اور صرف کے مطابق نہ آسکتے ہیں۔

دیوان عرفی شیرازی کے مطابق : حمد و نعت کے چند اشعار

حصہ پہ :

ا لب کردہ میر تو بجا کیم یک — ایک حبیبی رہی ، نہ بازی استغفار
 قد لم ہی مایان مشر ز احسن نہ — نعت و کار ، لکی کجہ بہ میزبان شام

نعتیہ :

ا لب ا طوع تو مشرقی برب نمود — قد لم ہی مصریوں نہ ، کہان شام

مثنوی جو مخزن اسرار کے جو لب میں دیوان کے ساتھ چھپی ہے :

حصہ پہ :

مہم اللہ ارحم ارحم — موج لعلت ہست نہ بحر قدیم
 تا ہم این قدر پہ جہیل روش — نہ کم آزمائش قبل مرث
 بہ کہ حکم صمد ہے ہوا — ہر نور اکیم و غزلی طرہ
 نہ لڑ نہ صحت رطب — نہ مگر نہ صحت و سجا
 شیر کشاید بہتین صبح — دامن افغان کریبان صبح
 بل کشای ملک اندر صود — ہمیدہ مای یک اندر صود
 سرہ سخن صمد زاری قدس — دسمہ و ہودی قوس و قزح
 بل جہان علم شان دوست — ہم نواز کس طوفان دوست

نہی کی صورت میں کسی چیز اس کے ساتھ دوسروں کے چہرے میں جو نہایت کے چند اشعار پر ملاحظہ فرمائی ہیں :-

ضمیمہ ۱ :

دویش و بادشہ وجود تو قائم اند — غرضتہ کردہ ای تو مزہ و دلکرا
 ناکل بجز مکتب شای تو ہر کہ گفت — در ہستی تو رہ نمود حال و تکل را
 قصد حق بیان نظیری باند سائنس — برتر مہرہ پایہ سرش جلیل را
 روزی کہ جرم نامہ نظیری نہ کرد — تو آب جو شہن شہب سلیم را
 طاعت یا نیست غیر تو درازش پندار ما — بہت استغفار یا حجاج استغفار ما
 رعایت عباد کردہ اجری خواہم — چہ بہ کاشتہ ام تو شر چہ کار مرا
 لی عرم دور و نی وجود ایس جا — صورت دہم ی نمود ایس جا
 کس معنی نیکو در مسکن — بک ہمہ نفس نمود ایس جا

ضمیمہ ۲ :

منا لا عقدہ دلہا ست کس ذلت سحر را — حمد اللہ کہ دہلی بہت با مطلق خلیفہ را
 کہ دہلی روح را با جسم اللہ کہ گر مہی — عمر کاندھل سلاطین سلطنت امرو را
 وجود مرکز پکار عالم کی شدی جنت — اندر نور کاب تو سینہ نمودی ہم امرو را
 مسکن محور لا پہلوی گرمش سرد بگشت — کہد ملی بہ عراق معرفت انصاف بقصد را

ای کردہ غریب شک عا را — ہر دم زود آئند عا را
 میر و شاہی پدام زلفت — در ہانت مہر خاند عا را
 شاہی بہ نصرت تو دلہ — صلاح در فزون عا را
 در عقدہ ہمد ہمہ نصرت — مشاہد فکرت شہ عا را

زمی انور آفرین عبادت — گفت پاپ مجبور مکل خیانت
 بہت حق لا قول دلی تو روشن — پذیردہ صبح حوادث زلفت
 صمد خود بہت پردہ بر حق — تو بودی خود پردہ لا بہ و پانت
 بہلین ترا دہدہ گوم مقدم — از صدمہ چہاں شد بہت نصرت
 بہ عبادت سابع ظاہر مگردہ — کہ خود گشتہ بیجا لڑو نصرت
 من تو کمال نشانی ہمد — کہ صفت گوی فہم شد بہ کمال
 توں مکتب لیس کتب عبادت — کہ در غیب نمود مثال مخالفت

ظہری چیں سہ صانی خن را — کہ روح بی خوش ہو تو محلات

(۱۷۰)

قدسی مشہدی عالی مرہان قدسی مشہدی۔ سالہ ولادت ۱۰۹۱ھ۔ ۱۰۳۱ ہجری میں پاک۔ ہند آئے۔ وہاں شاہ جہانی سے دھوا رہے۔ آپ کی کلیات قصائد، غزلیات، مہاکلیات اور ایک مرثیے پر مشتمل ہے۔ دو مشہور قصیدیں شاہ جہانی اور شہسوی کشمیر بھی تھیں۔ آپ کے اندازِ شعر و شاعری میں مول مرزا عبدل یکسہ جہانی

”سب کلامی کی سی مدحی و سلاست پائی جاتی ہے اور سبک ہندی کی ہر گز نہیں اور کتبِ آفرینی میں۔ قدسی محبوبِ حقیقی کے پرستار ہیں اور اس سے واصل ہونے کے لئے وہ طریقہ کے سالک کی طرح مشق کے تلفِ محلات سے گزرتے ہیں۔“

(ادبِ ہند، ایف۔ بی۔ پور، نئی دہلی، ۱۹۵۰ء، ص ۵۳۰)

قدسی کے تہذیبی کلام میں دو اعلیٰ تہذیبیہ کلیات کا نظیہ ہے۔ جوش و خروش اور جذبہِ مستی کے ساتھ ساتھ محروکِ انعام ملتا ہے۔ مذوقِ خسروی اور حق تعالیٰ کے پڑھنے والے ایک انسانی کیفیت جاری ہے اور محروکِ نعمت و استراحت کا گہر ہے۔

قدسی کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ دہلی کی ایک ”مہرِ ناز“ کی دہلی آمد کی ”کے اور بے ہوئی“ ہے۔ بیٹوں میں، بیٹوں میں، بیٹوں میں، بیٹوں میں اور لہاں ہے اس قدر کثرت سے مردِ راجہ ہوئے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور اور اور کے بیٹوں اور شعرا اس پر غصہ نہیں کیوں اور لہذا اکثر فراموش ہو جاتی ہیں:

میں نصرت کی نصرت اور نصرت کا ایک نمبر و حدیث قدسی کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اسے کافی مرہ مرے
مرحبا کیا ہے اور ملحق ہوئی سنی سے ۱۲۸۰ میں پہنچا ہے۔ لیکن اس مجموعے کے علاوہ بھی مختلف بیٹوں میں
اس نصرت کی اور نصرت کی نصرت گزری ہیں۔“ (۱۷۱)

اس نصرت کے انتسابِ نصرت پر اس سے قبل انعامِ خیال ہو چکا ہے۔ اسلئے مکرر کہہ جاتے ہیں اس نصرت کو یہاں درج کرتے ہیں۔

مرحبا سید کی دلی افرقی	—	دل و جان پادِ قدایت پہ جب خوش تھی
میں بہل بہل تو جب حیرانم	—	اندھ غلط پہ جمال است چری و انجی
ہم رحمت بھاسوی میں اندھ و غرق	—	ای قریشی تھی حافی و مٹھی
نستی نیست پادِ تو ہی کرم را	—	بیر از کرم و عالم تو پہ جان نسی
ما بہر خندہ لبائیم، کوئی کسبِ حیات	—	ہم لڑا کہ ز حدی مکرر بخندہ لہی
لہو لہو پہ صفِ کرم و میں مستسلم	—	زہی کہ نسبت پہ سب کوئی تو شہ تی لہی
مہیا نیم و ز ما بگل اعلیٰ ہیرس	—	سوی آمدی شفاقت بکن تو لی سہی
جب مہرغِ حرمغ تو ز اللہ کزاشت	—	مٹھا کہ رسیدی زہد چکا کی
قلو بستان وید ز تو سرسبز دام	—	زبان شدہ شرہ آفتاب پہ شیریں دہی
سیدی صفِ حبیبی و طیب تھی	—	آمد سوی تو قدسی بانی دہی تھی

ملک الشعر اطالب آملی ۹۸۷ھ تا ۱۰۳۵ھ

کلیت کا آغاز مناجات الہی تعالیٰ سے ہے، جس کے بعد نعت کا آغاز ہے۔ جس سے اس کے ذرا بعد ملاطین و امرا کے قصائد ہیں۔ پھر غزلیات ہیں لیکن طالب، قصائد کو حمد و نعت کے غیر شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی غزلیں بھی اس ذکر سے خالی ہیں۔

آغاز کی مناجات کے چند اشعار :

اے شعلہ شولم خوں ساز — مرا آتش کن و در عالم انداز
و دانش کوہر پاکم و افروز — چراغ چشم کوہراکم و الموز
صاکن ہنہ شوق بادی — کہ د وای مدہ مانہ د بادی
دلہ را چشم نور یقین ساز — دریا بحر عجم بادیک یقین ساز
بہاں ہالم را شت و شود — کل فی رعم رہ یک د و د
کہ و ی چاشنی گیرد نیام — کہ آید و ی تسج و نیام
مرا جز بیت محبت بدل نیست — جز این اندیشہ ام در کب دگل نیست
مدم را عقل ہستی در حکم بود — چہاں حدیک ہزار مدم بود
کل عقل دل و شرع مدم رست — نگاہ روح با لوم قدم رست
میں و امید عقل کل چہ رحمہ — دگر ازای لعلای دانت ترکیب
حاضر عقل با الذاک معہ — ہدای را وری دریم قصہ
با طالب غرضی پیشہ سادیم — نور را دہر اندیشہ سادیم

(۱۷۳)

صاحب تمیزی ۱۰۱۱ھ تا ۱۰۶۱ھ

صاحب کی غزلیات میں سو فیصد انداز نظر نہیں آتا۔ عشق بھڑی کے مضامین ہیں اور اس سے چند اشعار آئے ہیں۔

پہلی غزل کا سر آغاز :

حمدیہ : اگر نہ ہو بسم اللہ و دی حاجت مومن صا — بخشش و قیامت تو خط شیرازہ دی صا
ص ۶ غیر حق را ی دی وہ در حرم دل چرا — بھٹی و صلی ہستی خط ہاٹل چرا
ص ۷۰ ای تند و خس ہر شای تو غنہ ہا — گھینہ گوہر ز دہج تو دمن صا
ص ۶۹۶ نیست سوی حق جز تسلیم دلی مدہ را — بھٹی ایں کر کم ی کہ ہر مدہ را

(۱۷۴)

غلام حسن شہید ملتانی وفات ۱۲۶۵ھ

قدیمی زبان میں قدرت کلام اور عظمت بیان کے ساتھ شعر کہنے میں غلام حسن دین محمد بر لاہوری سے دستِ بپا ہوا اس کے لئے لائقِ مصلحت نامید ہیں۔ طاعت کے سال کا صلہ بھی مخلوق نہیں۔ قادی کلام کا چار، مزاج حمید اور لہجہ ہے۔ کہیں کہیں غزلیات ہیں، وہیں عشقِ حقیقی اور صورتِ کارہن ہے۔ نصیب میں ہنسے کہ اللہ پناہ، عشق و عقیدت کی سر مشق، سرشاری اور سر سبز عالمی اسلوب پھیلا ہوا ہے۔

ایچ بی قادی کا آغاز "در محمدی قلبی" مثلاً "مشتاق" کے عنوان سے ہے جو ۸۸۰ھ قمری طبع شد۔ "مشتاق" ہے۔ عشق سے خطاب ہے اور اس کے حوالے سے سالی (مختصر طبع، المکتوبہ اسلام) سے نکلتا ہے کہ کاہم حب کیا ہے۔

نعتیہ :

دلی ہی عشقِ رقی خالہا روز	—	بہارِ لہجہ آمل زن امروز
وہ سراپا ناموس نہاد	—	دلِ را کی ذمہ دہتی تزلزل
ما در ملکِ دہش کزہ کی	—	فردِ را رخصتِ قہرِ دہش کی
من در ہای غم فکرت روز	—	دوستِ سانی ہر روز
چہ سانی لہجہ حضورِ معنی	—	چہ سانی ہر روز
عالمی سخن ہر روز	—	عالمی سخن ہر روز
دہشِ دہش کی فکرت	—	کرت ہر روز
لہجہ میر و حسن و ہوش ہائی	—	کرت ہر روز
حسن ہوں ہا دل اکہ دہم	—	کرت ہر روز

سلی نمبر ۳۲ "مشتاق" در محمدی قلبی "مشتاق" : (ہستہ ہستہ)

نعتیہ :

دہشِ دہش کی فکرت	—	بہارِ لہجہ آمل زن امروز
وہ سراپا ناموس نہاد	—	دلِ را کی ذمہ دہتی تزلزل
ما در ملکِ دہش کزہ کی	—	فردِ را رخصتِ قہرِ دہش کی
من در ہای غم فکرت روز	—	دوستِ سانی ہر روز
چہ سانی لہجہ حضورِ معنی	—	چہ سانی ہر روز
عالمی سخن ہر روز	—	عالمی سخن ہر روز
دہشِ دہش کی فکرت	—	کرت ہر روز
لہجہ میر و حسن و ہوش ہائی	—	کرت ہر روز
حسن ہوں ہا دل اکہ دہم	—	کرت ہر روز

صل ۴۳

ایسی چہ سو دلوں دہانہ — جہ چہ سو دلوں دہانہ —
 کوئیں نہ لڑو چہ بھائی سر موہی — ایں فرخ فرخ چہ فرخ —
 مدد نظر شود اندوہ مدد بگو سہا — ق لالت ہاں ہاں گنہ —
 مدد سہ مدد بگو زینت خرید — در حرم تر گری ہزار —

صل ۱۱۰

ای دلی ترا کسی نہیہ — جرمین تو مدد ہزار —

نعتیہ :

مناجہ چہ جمال و حسن و طوی — داند خدا نہ آفرید —
 بھوں حسن آنکہ با تو جہست — چہ نہ نہ ہوا مدد —

صل ۱۱۷

کائی با رسول اللہ کائی — کہ جام بر لب آمد لا چہ لائی —
 قصود ہر دو عالم را کرت است — دل در حرم پندی چہ لائی —
 چہ باشد کر تو ہو تو حسن را — نہ دلو دیدہ اہل دو دل دو کئی —

(۱۷۵)

(لحد میں مکمل روح و سہلاب ہوا)

حبیب اللہ کا آئی شیرازی ۱۲۲۲ھ میں ولادت (مدد کا پارہ کا مشہور و ممتاز شاعر)

بچپنی طور پر ایک قصیدہ گو شاعر ہے۔ اس کے قصیدے کا اسلوب اچھا نادر و کمال ہے۔ مضمون طبعی زانو، اے سلاطین میں بھی طرز
 بیان کی تہذیب اس کی تشبیہات اور استعاروں میں بھی ندرت ہوتی ہے۔ منظر کشی اور واقعہ نگاری میں اس کا رچ بچہ جگہ ہے۔ جہان سے ہوا گرج
 کرتا ہے اپنی ندرت نگاری کا سبب اس کے قصائد میں بسجود کشی اور اثر آفرینی ہے۔ وہ اس غرضی تحریک سے دلچسپ ہے جو سک تقدیم کی پہلے عرصے
 نے شروع ہوئی تھی۔ چنانچہ مول مرزا اسماعیل بیگہ دہلوی :-

”انہوں نورانیہ قریب کے اعتبار سے حقد میں کی صف اول میں شامل ہیں اور انہوں نے گرج میں مدد شاعری کے پیشرو

ہیں۔“ (ادب ہند، ص ۵۱۲)

کائنات نے نادر و قصائد و رش زمانہ کے مہین سلاطین امر کی مدد میں کیے۔ تاہم اس کے روح میں لقبیہ اثر ہے اور جذبات کا ظہور
 اور خاص شعری رکھتے ہیں۔ فصاحت جوی پختگی کے بیان میں، نیز اپنی عقیدت و انہی کے اعتبار میں بھی اس کے یہاں مدد شاعری سے گرج اور انفرادی
 رنگ لگایا ہے۔

مرد عالم ہو اللہ سم — بجزو لہ دو چوں ذرہ قلبی آلاب

”نیر بیدل“ کے مولف کے مطابق :

”مکن عربی کے یہاں جو کہ وحدت میں ہے لیکن اس کے ساتھ ذات الہی کی بارانیت پر بھی زور دیا گیا ہے
 علامہ سلیمان عوی کا قول ہے کہ بیدل اپنی لکھنؤ میں جو تکتے بن کرتے ہیں وہ تمام زوہدات شہور، مشہور، مشہور
 مقامات، صحنہ، تعین، تہ، تجرود، استقامت کے مطابق ہیں۔ بیدل نے مجموعی مسائل کو حل کرنے کے لئے عوی
 نظریہ اختیار کیا جو عربی کا تھا لیکن اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ بیدل کے خیالات پر غالب ہر وہ لفظ عربی کی
 وحدت شہور کا ہے۔“ (۱۷۹)

بیدل کا نظریہ سو فیصد کرام سے ہے جو اپنی ذات کو ذات الہی میں فنا نہیں کرنا چاہتے بلکہ اپنی جگہ پر اس کے لڑنے کے لئے خود ہیں۔ اس
 کے علاوہ بیدل کا ایک اہم موضوع عفت مغری ہے۔ نیز یہ کہ انسان ہے یاں اسکا ذات کا سرچشمہ ہے۔
 ”نیر بیدل“ کے مقدمے میں اس کی خصوصیت فکری و شعری کا ذکر لکھل میں طرح کرتے ہیں :-
 ”اس پر اسے ہر موضوع پر فانی مسائل کا مسل فیہ راجحانہ زیبای و ہر منہ دی در تعمیر است شاعرانہ خود پرورد
 ہاں صحت شعر و نثر کو فراموش نہ کیا بلکہ سرحدی کہ میان شعر و نثر است در طراوت و دلہداشتہ شدہ نواز را
 بفرود آئینہ کر رہا ہے۔“

بیدل کی ہر ولعت سے احتیاجت جتہ اشعار :

مشغولی محیط انجم سے ”در احدیت“

فرد و ملا در شہر و مقامات — در و صحنہ آئینہ — مشغولیت
 ہر گزہ فی رقص رنگ نیست — آئینہ دل صحنہ رنگ نیست

حکایت :

مقامات کمالیہ ہاں — نہ آہا فرد و ملا و ملا —
 ہر گزہ فی رقص رنگ نیست — نہ در مقامات و ملا —
 ہر گزہ فی رقص رنگ نیست — نہ در مقامات و ملا —
 ہر گزہ فی رقص رنگ نیست — نہ در مقامات و ملا —

نعتیہ : (محیط اعظم سے)

فرد و ملا در شہر و مقامات — ہر گزہ فی رقص رنگ نیست —
 ہر گزہ فی رقص رنگ نیست — ہر گزہ فی رقص رنگ نیست —
 ہر گزہ فی رقص رنگ نیست — ہر گزہ فی رقص رنگ نیست —
 ہر گزہ فی رقص رنگ نیست — ہر گزہ فی رقص رنگ نیست —
 ہر گزہ فی رقص رنگ نیست — ہر گزہ فی رقص رنگ نیست —

کاش بر آینه بر روی زلف	—	ز هم عمر کعب طاعت
شهادت زلف الله العلی	—	تسود کلام الله اقوال
نبی چه امر حق ز جهان	—	دانی ز فیض جودت کائن
ز خود کلید دم دهش	—	ز گیسو سرو خط سحرش
لش گهر کمالی ز دنیا صدور	—	خط چه اش موج بهام صدور
چه عین چه قم چه سحر چه شراب	—	بهر مست دریا ز آفتاب
دانا قریح باز بر روی دوست	—	دور مرانی بهر سوی دوست

در انجیل (غزلیات) بلی غزل : س

مطلع :

باز کبریا کن پهلوی منو است واد این ها	—	سر سوزی گر این ها قم شوی بخت کلاه این ها
به سنی غیر مشکل بود ز آشوب دوی روشن	—	سری در خجسته خود دزدیم دزدیم پناه این ها

هـ ۱۳

ای گنج حسن کفایت تو جان ما	—	عرواق بختان غای تو لبان ما
لی زمره صبر تو کانون سخن را	—	اندرده چو طون رگ تاک مست جان ما
لی سبب وصال است دل غای تو کی کرد	—	بسم است بهر است که رشک جان ما
آنها که بود هزاره کبر حسن کمال	—	چون آنکه خواست بخت جان و گمان ما

هـ ۱۴۰

از چمن تا انجمن خوش بهار رحمت است	—	دیده بر با چای گردوده پاد رحمت است
-----------------------------------	---	------------------------------------

هـ ۲۳۷

زبان مستم که عرض جمال معبود است	—	فهر بیتی است آنچه موجود است
جهان لی چمن کمال ضیاع نیست	—	بر طرف که انداختیم کیم معبود است
بهر تا نه بری روح جان لافای	—	بهر کمال چه بهر است و معبود است

(۱۸۰)

نشد ایم میار تو با رسول الله	—	نجا بیتی تو یار روی به دیار
کف امید ز سرایان و شکر می	—	نجات تو عرق شرم تا کسی سرشار
ترجم تو اگر دست یار تا گیرد	—	سر آینه بهار چرخ گردون دگر
شهادت غنی گر بهر لطف آورد	—	چهره و دیت کوثر ز سطر آرد

ایک انداز اور قوی معائنہ کرو — ہر دم حسن قبول و دائم کردار
 ہر طرف کہ جولیت کی ہاں قبل — سوئی ہر چہ اشاعت کی ہاں وہاں
 عطا ہاں کہ پند و توجہ کرسٹ — اٹھ ہاں کہ توجہ و توجہ کی، اومی نگار
 اگر تو دعوت ہاں کی ملک ہند — اٹھ گئے و از رنگ سنگ بھلا زہر
 قوی کہ ہر دم معصیت و توجہ و توجہ رنگ
 قوی کہ ہر دم معصیت و توجہ و توجہ رنگ

(۱۸۱)

مرزا اسد اللہ غالب ۱۲۸۵ھ

مرزا اسد اللہ غالب شاعر معروف شاعر اسد اللہ غالب اردو سے زیادہ اپنی فارسی شاعری پر اکتفا فرماتے تھے۔

فارسی میں تا بہر یقین قش حای رنگ رنگ

اس کا کلیات فارسی قصائد، مثنویات، غزلیات اور قطعات سے عبارت ہے۔ غالب کو ہم جہاں اشعار کے بے باک اور شعرا کے زعموں میں شامل نہیں کرتے اور یہ اس کا سبب قدرت بھی نہیں اہل اس نے جہاں جہاں یہ مضامین پائے ہیں وہ اس کے لئے وجہ افکار اور سبب حقائق ضرور ہوں گے۔ غالب کے یہاں طوطیانی اور اسلوب کا کھوکھلا ہوا ہوا ہے۔ اس کی قلم زبانی کی اساس اس کے شعور و عکس پر ہے اور فلسفیانہ اسلوب جس میں کہیں کہیں صوفیانہ طرز و انداز اور جہاں جہاں اس کے اشعارات شاعری سے ہے۔

مردنیت میں بھی یہی سنا زبور کا فرما ہے جبکہ اس کے فتنیہ انداز میں اس کی عقیدت مندرجہ ذیل اور جذباتی مردانیت بھی گہرے ہوئی ہے۔
 تاہم ہر ایسے مقام پر حالت ہمدردی اور نو بہت حال کے ساتھ بات کر کے اپنی نظریات اور قصص کو قرار دیتا ہے۔

کلیات غالب فارسی کے مطابق

میں ۸۷ پر اس کی مثنوی چرخ و پر کا اختتامی (حمیدیہ) شعر:

ز دم زن و حلیم لا شو — بحر اند و برق لا سا شو

میں ۱۰۲ پر مثنوی شان نبوت و ولایت میں یہ نعتیہ اشعار: (انتخاب)

ہم جو ایہ و صبر و صبر — ی تمام کھڑے چہ رسول
 حق ہو حق حق و نورش چہ — آہیں ما و زمیں آقا ما کلبہ
 نور محض و اصل ہستی ذات دوست — ہر چہ حق بینہ و کلیات دوست
 جہاں دل کہ حق پر غوریں کرد — مشعل و نور و نور و نور کرد
 شدہ جہاں گئی نور و نور و نور — تو خوب خوب و خوب چہ
 نور حق دوست و نور و نور — لا ہی و نور و نور و نور

ص ۱۱۷ مشقوی لبر گریار : حمدیہ :

سہاں کرہ ہر ہای شود — سخن در گزاش گرای شود
سہاں کہ آغاز مکتب دوست — سخن چوں خط تو رخ نمودار دوست
سہاں کہ شریکان است — دہش ہلک گم دل ز دست
باشد اگر عشق نام نہ — کرہ زہرا بدن نام خوش
نارنگہ بیکر آب و گل — غمزدہ گریہ ہن و دل
نہ ہر ذرہ کادی بہ سخا کس — نصیب ہای ز یکا کس

اس کے ذریعہ مناجات (حمدیہ) :

خدا را ربانی کہ حیدہ — بہ نمدی ہائی کہ حیدہ
مدام بہ جنت کرے ہی — ز راز تو حنی سرے ہی

نعتیہ :

مہ کر آئینہ روی دوست — جوش برکت دلا کہ دوست
زی روشن آئینہ یزدی — کہ روی مجیدہ زکبہ خدای
نہ راز لعل پردہ عذوبہ — نہ ذلت خدا مغری ہر عذوبہ
بدی وہ کعبہ ہامی نہ — گرای گی جہد بیانی نہ

نعت کعبہ سران کہان ہے جو طوی ہے۔ ہر ساقب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

کعبہ کے ص ۱۷۰ سے سلسلہ خاندان کا آغاز ہے۔

قصیدہ اول در لاجہ، قصیدہ دوم در نعت، قصیدہ سوم در نعت اور قصیدہ چہارم در نعت و منقبت۔

ان کے مطلقوں کے مصرع ہائی لول :

ای نہ ہم غیر تو کا وہ جہاں ہر لول
مرا دل ست بہ ہی کوچہ بگر لول
تس ظلم کہ وہ ہنستان بہ شام لول
چوں آئینہ گم وہ سخن آئینہ بیلا را

ص ۲۵۲ سے فریات کا آغاز ہے۔

پہلی فریل حمدیہ مضامین پر مشتمل ہے :

ہی بہ خط و خطا غوی تو عکس را — دہرہ ہر منکر دہرہ ہر دہرہ را

یہ صحن قرا در وادش دہری — طرفہ ظلم منات ، مرگی میں اسرا
دہدہ دریں راکھ دید تو بھلن لڑوں — کہ کج یزدان گنت گد لڑتا

دوسری منزل سے محمد کے دو اشعار :

قبلی بندہ رحمت شد کردن بی گسلی را — بخت نمود آفریم کرم بی دشمنی را
خوی شرم گند در پیش گد رحمت جاست — سبب زہرہ افتاد ، سیامہ جہاں را

فرزلیات سے چھ اشعار :

مگر کن عقل دای تو ورق سید ا — ہی کجاست صبر صبر آئینہ ا
بر اندام ملو صحن بخت است — مگر ہر شغل بخت آئینہ بندہ است
عمر حقیق حق را از یہ لی سکست — دگر شرم گند در شہر بی لولی است
عالم قلب ہیں ظم و صحت خود است — ر تا چہ زہرہ گر انا لوشہ ایم
سر را و صحت و اقل قوی نہ کولت است — نہ سار است در اندام لی شہر کی

ص ۳۸۰ پہر روپ جی فکالی کے تحت پہلی منزل ، نتیجہ اول ہے جو یہاں شہر کی حالت ہے اور جو رحمت کے اس مقام ہے جس کی گزند شاہد ہر
دائرہ خاک کر رہا ہے ہا کر سکتا ہے پہلے نصف دریاں باقی ہے ۔

حق جلدہ گر ا طرفہ بیان محمد است — تری کلام حق بیان محمد است
آئینہ دلم پر تو صرمت ماہیت — شان حق آئینہ نہ شان محمد است
تجر قضا پر آئینہ در ترکش حق است — انا کفار اں ر کائن محمد است
دلی اگر مسئلہ سوک دہری — خود پر چہ از حق است ایاں محمد است
ہر کسی قسم بہ انجی مزاج مست ی خود — سکتہ گرا گد جہان محمد است
داعیہ صحت سہو خولی فرار گزار — کجا غنی نہ مرد دہان محمد است
مگر مدغم حقیق مد ظہم را — کائنات مدغم غنی نہ بیان محمد است
در خود نہ قشعر رحمت غنی مرد — اقل یزدان اور ا کائن محمد است

عالم غنی خواجہ یزدانی گراشم

کائنات ذات پاک مروجہ ایں محمد است

یہ نصف اپنے مطالب عالیہ ، اپنے خوب مذاہن اور خدا کے عہد نبوی ﷺ کے بیان کے اشعار سے ہے جس کے لیے یہ شعر ہے اس میں ہند ہے
کی گمراہی بھی ہے ، فکر کی رحمت بھی اور فکدہ دہی کے مان بھی اس کے دینے سے عالم نے حضور ﷺ کے اسوۂ کامل اور سیرت مبارکہ کی تلف
تجہد اور لو لاس کا ابلاغ بھی کیا ہے اس کا مطلق بندے فرزند ایک کا شعر ہے کہ ہم سے خدا کی نبی اور مقامات نبوت کا عالم ممکن ہی نہیں۔
ہو دیکر خیال اہم نے اس نتیجہ منزل میں خاص طور پر آیات قرآنی و احادیث نبوی کی نشان دہی کی ہے (حوالہ ص ۱۱۵۳ اور ص ۱۱۵۴)

نعت گوئی۔ (بعض مجدد)۔ ہاتھی یہ نعت کے مطابق لکایک پادشاہ کے پاس سر دیا کہ وہ نعت کا مطالعہ کرتے ہوئے اس نے تو یہ نکتہ کو بھی
 نہ دیکھا ہے۔ اس سے ہم دوسرے مہتمم ہدایت کی مجلس نعتوں سے پس منظر کے طور پر آیت آئی اور تھوڑے لمبی کا مسکھار کیجئے ہیں۔ (۱۸۲)

گراہی جہاندھری ۳۴۵ (م ۱۹۲ء)

گراہی کے یہی جو نعت کا سرایہ نعت کہتے ہیں۔ دو نعتیں صورت میں ہیں۔ شہری میں چند اشعار جو نعت کے ہیں۔ گراہی کا انداز
 ہیں سادہ و گھل ہے۔ قلمی گوئی اور ہرگز عقیدت سے اس کے مفہم میں گھل جیسا کہ بیان کرتا ہے۔

غزلوں میں حمد :

عربی مست خوش : حمد خدا پر لایا ا	—	کرد و کرد طویش نہاں در دہان ا
دور نمود ابر پچ است انی عظیم	—	بانی بخا شطہ دور آشیان ا
آنگہ رفت بہ نمانک جان است دور	—	و شست و دہ برادر نکلان است دور
نکتہ : لا الہ الا انت	—	قلم نیر تر ہمیں کا ہر صفت
دیکھ ملو گناہم سبب کی خواہ	—	مناصب ازلی پر دو درو فی صہبی مست

غزلوں میں نعت :

معنی اہل حق ہم چریں تر جہریں	—	خدا جوہر کل مرتبہ دانست دور
سہم تر ملو بحرین دہان عربی	—	کو لیس دہی غیب کوں و مکنات دور
سر بخش من آمد خدا حضرت قدس	—	کہ صمد ہم حیات عظیم عطی مست

شعریات میں حمد :

شرح اسم اللہ (حصہ ۱) :

شرح اسم رب : بحر ای ہر	—	نکتہ : اسم اللہ : ہر : ہر
مر خط محمد مہد ہ ہم	—	بسم اللہ الرحمن الرحیم
عربی تم نیکو نام یل	—	معنی دنیا چہ علم : د : کل
محمد بسم اللہ عربی کہ جنت	—	معنی : اسم اللہ عربی کہ جنت
ہر : اسم رب ای	—	بسم اللہ الرحمن الرحیم
دہ : اسم رب ای	—	بسم اللہ الرحمن الرحیم
بسم اللہ ای کل بارگہ ہم	—	بسم اللہ الرحمن الرحیم
مرکز : ہر : ہر : ہر	—	بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ ۲ :

معنی : اسم خدا چہ عربی است ای	—	معنی : اسم اللہ عربی است ای
-------------------------------	---	-----------------------------

لے آتے ہیں لیکن اس اہل سنت کیلیت میں شعور، باطنیات، ادب اور فنی و معنوی لحاظوں کے تمام لوازمات لاییت قرینہ اور سیاق معنی سے ملتے ہیں۔
 انہی کے یہاں توحید و رسالت کا از حد ہر دور و نصیب روا رہتا ہے بلکہ یہاں کی فہم ہے، مذہبی و مرد و چاہیوں اور مستقل چیزوں اور مضامین کی
 تفسیر کرتے ہیں۔ ان کے یہاں ہر دور و مرحلہ مختلف مرد و نعت نہیں ملتی بلکہ ان کی تمام تر شاعری ہی مرد و نعت ہے۔ وہ موصوفہ عالی، فخری، سلطانی
 سطوں پر جب مشقہ افادت رسول اور اس کے موجد سے تسک ہائے اور تعلق باوجود کی ہمت کرتے ہیں تو کیا ان کے یہاں مرد و نعت جاتی ہے اور یہی
 نصیب کی معنوی صورت باطنیات کر لیتی ہے۔ اس اقلہ سے انہی مرد و نعت کے حوالے سے ایک نہایت مفرد شاعر ہیں جنہوں نے اس طرز فکر، اندک کے
 ہر صفت اور ہر غیر اثرات مرتب کئے ہیں۔ مشرقی سرور و سرور، پیام شرقی، اچھو ہر، ہر باطنی حیات، زور و گنج ہر باطنی چہ باہر کردہ، ہر موصوفہ
 ہر ہے جیسے انہی کی فکر سامنے توحید و رسالت کی زحرہ پر دتہاں اور فکر طراز ہوں کے نام نکال دے ہیں جہاں ہر کہانی کا گنجہ اور نور و نور
 و حال کی کیلیت مختلف ہے اور ہم غنہ و حکمت و محبت و فیض اور موزاد امر کی روح پرور و غنہ میں سانس لے رہے ہیں اور اہل و فخری ہائے کی
 حاصل کر رہے ہیں

ای سوار صحرای دوری یا — ای قزوین دودان اکنان یا
 دولتی بنگاه انچه شد — در سوار دودان آب و شو
 شرفی اقوام را خارش کن — طر خود را بهشت گشت کن
 مجده پای ملک و دانا و جی — در چین شمسد ما بحر
 تا خدا صاحب دل پیدا کند — که زحرفی دختری ایا کند
 کشت پایش خاک را و بنا کند — اوده را چنگ زن بیجا کند
 مدد از پاکشاه بدهد را — از خدایان دایه بدهد را
 معن توحید با آسودش — م و آتس نیز آسودش
 در جهان کف و کم گردید عقل — بی چه منزل بود از توحید عقل
 طبع جانت و جان لاله — ساز بدایا پرده گردان و ال
 اسود از توحید امری شود — خورشید لاروق و اوداری شود
 بحر فرش بیکان یک کشم ما — یک نما ، یک جی ، یک اندیشم ما
 ای تصور تو غلبه زندگی — جلوه ات تعبیر غلبه زندگی
 ای دیش از بارگاهت لرزاند — آهلی از دشت دشت بلند
 شش جهت روشن از تلج روی تو — ترک و تاجیک و عرب بندی تو
 دل جوی شمع حیات افروختی — درگاهان را خواجهی آسودش

پیام مشرق :

میو گل ، صاحب اسم الکلب — پردگی با به خیرش بی حجاب
 گرچه مینا ذات را بی پرده اید — سپید زدن از زبان و چوب
 هر که عشق صفتی سلمان دوست — هر که در گوشه دلمان دوست
 روح را جز عشق نه اقوام نیست — عشق نه روزی ست که را شام نیست

لاله طور (حمدیه) :

صبر باز و دم و جود است — یاد اندر نهاد صفت و جود است
 کی بینی که در صبر ملک حجاب — مصانع بحر دایه نمود است

صبح قیامت (آدم در حضور باری) حمدیه :

ای که ز غور شید تو کعب جان صبر — تو دلم افروختی صبح جهان صبر

دخت جرحای من در یک ہی قب — تجدد من کرد و بگر نده شیر
گرچه لعل مرا بود ز دل و لب — و قلم در گز و طر منم چو

اورم (دعا) :

یا رب دودن مید دل با خیر چه — در پاره نش را گرم کن نظر چه
ایں بده را که با نفس دیگران نیست — یک تم غلغله زو مثل سر چه

پایه نامه (مناجات) :

آیه تغیر اندر شان هست — ایں پر بنگون جریں هست
و خودم علم الایمان که — مسووق ساقی و تن صبا که در
درگزیدی تو بر عالم کرا — کردی تو دلو دوی عزم کرا

و فروغ پادشاه و یون شرر — یک در دم دریم تن هم مستند
بده آفاق گیر و ا صبر — فی نیاب تو را خوش آیه فی حضور
آیم من پادشاهی کن مرا — زنی آهلی کن مرا

بر کای جی جی رنگ و د — تنی که تو غافل بده آرزو
با د نور مصطفی تو را یماست — با نور اندر جلال مصطفی مست

ندانه جمال :

یک لای را یجم کم میی — تو لای های توحدت است ایں
لای چو ی تو توحدت است — تو توحدت ی آیه دست

پس چپایه کرد در حضور رسالت مآب ﷺ :

ای تو ما پادشاه را ساز و برگ — در پی ایں قوم را از تری مرگ
اگر تو سرای اول و سرور — قوم را دلو بگر اندر خیر
ساز ما فی صحت کرده آپس — زو در رنگ عی تو آیه گری
در یجم کردهم و هم در عرب — مصطفی قلیب و لاری و لب
ایں مسلمی زود روشن و دلخ — خلعت کبر طهرش فی چرخ
ایں قلام من قلام من قلام — حریت انصاف تو را قلام
کعب تو دی چپا دیی در دلو — تو در روش ایں قلم و اتم که داد
تم پائی گوی و نور را زنده کن — در دلس خط حو را زنده کن

مخدوم علی احمد صابر کلیری (۱۹۰۵ تا ۱۹۱۲)

۱. مانتی علوم، مانتی مریم — سرست و فریب و مانتی مریم
خواجہ باقی باللہ :

مانتی علوم، سرای و جود است — قبول درجہ اولیٰ و جود است
سعد اللہ مسک پانی پتی : (۱۷۱۵ تا ۱۷۲۵)

۱. دل و عشق، دل و مریم — رحمت و خدای خدای مریم
مصطفیٰ خان شیفتہ : (۱۷۲۸ تا ۱۷۳۸)

۱. دل و کب پشہ، کب و مریم — دل و کب پشہ، کب و مریم
نواب ضیاء الدین خیر رئیس لوہارو (۱۷۸۸ تا ۱۷۹۸)

نادر علی و دار و مریم — در دل و مریم، در دل و مریم
شہلی لعلی (۱۷۸۵ تا ۱۷۹۵)

۱. عالم شہلی، در دل و مریم — قوم علی و مریم، در دل و مریم
جگر مراد آبادی (۱۷۹۵ تا ۱۸۰۵)

۱. دل و کب، کب و مریم — دل و کب، کب و مریم
عبد القادر جیلانی

۱. در دل و کب، کب و مریم — در دل و کب، کب و مریم
خواجہ نظام الدین لولیا

۱. مہاسی، در دل و کب، کب و مریم — مہاسی، در دل و کب، کب و مریم
خواجہ معین الدین اجیری

۱. در دل و کب، کب و مریم — در دل و کب، کب و مریم
شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۱. در دل و کب، کب و مریم — در دل و کب، کب و مریم

مولانا محمد رضا خاں بریلوی

ای شمع تو دلمیں وہی ہوتا اور نہں — جان دل و روح و دہن یعنی ہر طرف آشیں

حافظ مقرر الدین

مکن اکلن پہ فردوس مقرر — عہد امت کوئی نہ کج و شای

حافظ محمد افضل فقیر

بہشت جز نصیب نمی چو در احوال فقیر — از عطایات نوری بہ غنیمت ہمار

نصیر الدین نصیر

ہو دیں سوی کعبہ مجیدہ کند — سو سوی تو یا رسول اللہ

مستن شاہ کاظمی

بر شب و روز در دل دہاں مستان شاہ — بہار چشم و دہر رخسار کمر سلوٹ

مقرر جان جاناں

ہر اے تو ہی خواہم خدا — ای از تو مستحق سستی را

سید عطاء اللہ شاہ قاری

رواک آواز تو جہان فتح است — کون کن را پہ شاہ فتح است

معروف ایٹھوی

تا مت دہاں حال از حضرت قدم — کہ بہت ہر دو جہاں مدغم تو عظم

مولانا محمد قاسم نانوتوی

حق آگاہ تو جان جہاں است — نہای روز اہل ملت آہست است

میر عثمان علی خاں

ای صبح کی گدای سلطان امین پناہ — مال دار ہیں علم کرم خدا را

عزیز الدین احمد عظمیٰ

بہ نصیب مرد عالم کم جزہ نہاں خود — رہی درم حال صبح گزشت در دہان خود

مومن خاں مومن

مواظف تو د غوط مل گل دواي — خوش لبه په چو کله انده

بیر مر علی شاه

چو باه بل دواست د غوچه بر دلي — دود به دودلي دگر نه ملي چلي مر ملي

زراپا امیر احمد خاں ولي محمود قېد

په گل و گپ نه گوم نه نېی سرور عالم — تال کنت ستا ملي هت و غني

خواجہ قمر الدین سیالوی

کي بله د مل حدای د حق که کره — به فضل تو دى نعم بر من دود کوه

خواجہ میر درد

لي شه د طوفو حقیقت بهی — نه خبر صدقې په کج صدق

مولوی محمد باقر اکا نه پلوری

بالم بر من شو یک چشم دود — کرده مدوش دگر دلي نه یک

نیا نه پلوی

من خاں مشام تو دى گدای چای اهل — با دل دود دلي نه نه نه نه نه

سر سید احمد

دوا دود دل نه چینه من حق دود — دود دود کار سلا و سلاک که من دود

احمد حسن محدث تپازی

کار صبح صبح را به خدا بگویم — بگو دود غیب کردن ی تو دود دود

عزیز منلی پوری

دود کار قدره جرم چای که میله — که چون چای دلی من که دود دود دود

اثر حکیم آبدوی

خنده و خنده و خنده و خنده — هم تو دود دود دود دود دود

ضیاء جعفری

فدای ہم ہمہ محتاج کون و میں — نہ رہے پچیس بزرگ علم و شعور
سلیم (محمد اکرام سلیم اللہ تعالیٰ)

ہر فکر و فکر و فکر و فکر — چوں کہیں ہر بھی و فوج و

میر تقی میر

غیر تو تو فطرت خود نہ پدرم من — جس فضا کہ اس روی سپہ قوم من

غلام امام شہید

اور مقدم نور خدا، جس اعلیٰ بدر ہستی، نجم ہستی، نور ہستی، نور عطاء، نور ہستی
کہن ہما، کو عطاء، ہیں ولا، شان عطا، فتنہ سر عطا، عطاء، شان زمین

صوفی غلام مصطفی تبسم

اور یک قدم ز دست کوئین اور گزشت — سر فراز عکرا، لا میں نور

بھیر ۱۹۹۲ء میں سرکار ایران پیش کردہ شہر کی وزارت ارشاد، ایک سے ایک کتاب ہاتھ لگی "پادشاہ سوین نگار و شعر و نوبہ ہنر"
— اشعار و مقالات پر مشتمل ہے۔

اس کے مطالعے سے ایران ہدیہ میں شعری راہوں اور شاعری میں نئے میلاد اور عبادات، موضوعات و سلیب سے شناسائی ہوئی۔ اس
میں ۵۰ شعرا کی معلومات شامل ہیں جو مختلف صبی، ادبی، تہذیبی، معاشری، ملی اور وطنی موضوعات پر ہیں یا محض مالی مساکن یا عین اسلامی
موضوعات سے متعلق ہیں۔ وہ معلومات ہمارے مطلب کی نظر آئیں۔

نور توحید و شفق (کئی حصے میں)

پادشاہ و ناصر (مراد علی لعلی)

انتخاب: نغمہ توحید از شفق

روشن تو روی تو آفتاب جہاں ی تلم — عالم تو ہوا ہے ات اور یہیں ی تلم
لی فضا تو دیر ہم تو ہی راز کہ من — ہر کوئی گرم نہ تو نہیں ی تلم
ہر ۱۰ زمرہ قصبہ زرا ی فوانہ — آپ را ذکر تو بدی پ نہیں ی تلم
نور روی تو نہ عجاہ دل بیتا جفت — کہ من این نور، برانہ میں ی تلم
پ تو سوچ کہ در سرب طوفان بلا — یار تو ماہ تراش جہاں ی تلم
ہر در طوفان شفق را پ گدائی پدیر — کہ گدایان ترا پ ز شوق ی تلم

مفتی کا مثالی۔ ملاقا مثالی۔ ہر فرد بخیر۔۔۔ مثالی۔۔۔ وصال خیر حق۔۔۔ صواب۔ یعنی جہنمی۔

اگر اصحاب میں اطراء، تحریک کی جائے تو ان کو دور کیا جائے ہر شے کے کام کے اختتام پر حلیہ و (خرام الفاظ و اصطلاحات و حکیمات) ہر سائے فکر کو دیا جائے تو اس تاویل کی وقعت میں اضافہ ہو جائے اور ہر کام کاموں کی شریعت سے اس کی قدر و قیمت اور اللہ کی تعریف میں اضافہ کی کہ شش ہائے حسین ہے کہ نصرت کا کام، متوجہ اور اطراء، فیہما طیرہ یکجا مسرت میں قارئین کے مطالعے اور استفادے کے لئے فراہم کیا گیا ہے۔

(۱۸۶)

عنوانات

فارسی شعری روایت اور اردو حمد و نعت۔ مماثلتیں

اردو حمد و نعت کی روایت کے چند اساسی محرکات

دینی اور مذہبی محرک

نفسیاتی و ماحولیاتی محرک

تمدنی و سہنجی، ملی و قومی محرک

علمی و ادبی محرک

حمد و نعت کے فروغ کی عملی صورتیں

صوفیائے عظام کی توجہ اور مساعی

سماج

جلسہ ہائے سیرت

نعتیہ مشاعرے

وسائلِ ابلاغ عامہ

فروغِ نعت اور فروغِ حمد کا تقابل

حمد و نعت میں متصوفانہ اور صوفیانہ اندازِ نظر

فارسی شعری روایت اور اردو حمد و نعت

جب اردو شعرا نے شعر گوئی کا آغاز کیا تو ان کے سامنے فارسی زبان اور شعر و ادب کی ایک طویل اور مستحکم روایت تھی۔ تواریخ کے نتیجے کے طور پر مدعیہ میں مسلمانوں کی مکتبوں کا آغاز ہوا تو سلاطین، امراء، اہل فکر اور ملا و دیبا کی آمد کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور پھر سوانحی و معاشرتی ضرورتوں سے یہ لوگ بھی نمودار ہوئے۔ پہلے صرف اس طرح ایرانی طرز و سخن، طرز حیات اور طرز احساس کو اس نئی سر زمین میں نشوونما پانے کے لیے غرضی، تہذیبی و مروجہ پیدا ہو گئے۔ یہ خود اردو ادب و فن کے حقائق اپنے ساتھ ایک ہی ایسی روایت لے کر آئے تھے۔ چنانچہ وہی لغت نویس، محققین، سائنس دان، تہذیبی سر زمین کی تہذیبی اور ادبی روایت کو اپنی تہذیب و ادب میں جذب کرنا شروع کیا اور یہ بالکل قدرتی اور طبیعتی بات تھی۔ پھر کچھ ایسے اہم عوامل پیدا ہوئے کہ ایرانی طرز کی جڑیں زیادہ گہری ہوئی، پہلی گہری۔ غرضی دور سے عقیدہ دور کے بعد آخر تک یعنی قریب آٹھ سو برس کی طویل مدت تک سرکاری زبان فارسی رہی۔ اسی زبان میں ہفتی ہفتی ہفت روزہ نکلتے تھے اور یہی مانی خیمہ کے اندر کی زبان تھی اور اسی میں ملی ادب کی کاسوں کی نشیمن دہانت ہوتی رہی۔ جو مکتبہ کی زبان ہوتی ہے وہی طرز و رسم میں سرایت کر جاتی ہے۔ چنانچہ اہل علم و رسم بھی فارسی زبان میں گفتگو شروع کر گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنی ہی مستحکم اور بدایت کے فردیہ و تنہا کے دائرے سے باہر نکل نہیں سکتے تھے۔

ڈاکٹر امجد حسین کے قول :

”ایرانی طرز کا اثر سیکڑہاں شاہوں کی وجہ سے اتنا زیادہ ہوا جتنا یوں پرچہ پکا خاکہ طرز معاشرہ و طرز فکر بھی ایرانی رنگ میں رنگ کر لیا۔ اس تبدیلی میں سب سے زیادہ حصہ ایرانی ادب کا تھا جس کے عناصر طبعی اثر نے زمین کو کسی اور طرف ہانکے دیے تھے۔“ (۱)

یہی فارسی زبان میں لکھنے والے اہل علم و رسم جب غیر تہذیبی اور معاشرتی عوامل کے تحت اردو میں لکھنے لگے تو فارسی ہی کا چاروں کے ہر عنصر پر غیر مدعیہ میں آنے کو کھولنے والے بھی ماضی کے دوازدہ سو برس سے اور ہیروایت کو فردا ہے۔

تہذیبی ہم آہنگی کے علاوہ یہ بھی ہمہ گیر دم آہنگی بھی فارسی روایت کی پائیدگی کا ایک لائق قوجہ عامل ہے۔ اسی کے سبب دیرینہ فارسی شعرا کے حوزہ میں جو قدرتی صوفیہ و فلسفیانہ اور فکری، قریب قریب اپنی اصلی صورت اور حقیقی خاطر میں مدعیہ میں بھی پھیلا پھلا گیا اور یہاں کی شاعری مولانا اور فلسفیانہ رنگ میں نمودار ہو گئی۔

یوں بھی ہوا کہ علامہ کے اس بیان میں ”تخلیہ کامل میں طرز بھائی گئی کہ قول امجد حسین

”فارسی شاعری میں دین کے سوانحہ و حروف طرز کا عقیدہ پیش کر لے گئے۔“ (۲)

جب اردو کی پوری شاعری فارسی شعری روایت کی گرفت میں تھی تو وہ دھندلتا اس سے کیسے ہو سکتی۔ چنانچہ نعت گو شعرا نے بھی شعر و نعت و مسایب فارسی شاعری ہی سے قول لے۔

ڈاکٹر فرید فتح پوری کے قول :

”جسے ہوں کہتا ہوں کہ اردو کی اصل دوسری اصناف سخن کی طرز نعت گوئی کے شعر و نعت مسایب بھی فارسی ہی

فارسی : چہ نقش برق است ز پردہ سرور --- ہی حسن قول و ہی لطف خاک (لفظی)
اردو : " چون میں رحمت شب یکے دل --- مریدیں فریبوں کی بر لائے دل (عاطفی)
دیگر صورتیں :

(ج) ارکان : فعل فعل فعل فعل فعل فعل

فارسی : بخت و نصیرت را جوئی --- دل ز تحریک پاہیں آب شوی (لفظی)
اردو : کہ بخت و نصیرت را جوئی --- کہ پا لاکھوں درود و سلام (سلیس)

(ب) ارکان : فعل فعل فعل فعل فعل فعل

فارسی : صبا بدوی صید " کن حریف دعا کو سلام در خواں
برو خلد صید کرد و بعد گفتن سلام و خواں
اردو : نہ چالے کیا مجھے لئے ہوئے سے زہی صید کا درد درد
کہ دل نے عبرت کے ہیں بعد سے قدم قدم خر سے پلے
(عبرت صید کا لفظی)

(ج) ارکان : فعل فعل فعل فعل فعل

فارسی : ہی بدی را خود را ز تنی --- ہر بدی ہاں باقی شنی (اگر)
اردو : ایمان مطلق ، ارشد تمام --- وہ کبھی ہاں وہ عالم (شودہ صادق)
بر متدرک مشن سالم :

ارکان : فعل فعل فعل فعل فعل

فارسی : وقت سرکتہ ام تو لم بر تو --- گر خطای کم دلیرا طو کن (از چہاں الاشعار)
اردو : نیست ہر دہر ، ہستی دو جہاں --- غیرت سر و سر ، ہلو دلتاں (رحمت شاہ جمال دہری)
دیگر صورتیں :

(ک) ارکان : فعل فعل فعل فعل فعل

فارسی : کی ہدا در لم دہری --- کی ہدا آری خوری (از چہاں الاشعار)
اردو : وہ بخت کے سرور کہ --- نبیوں کے سالار کہ (شاہد اہل پھول دہری)

(ب) ارکان : فعل فعل فعل فعل فعل فعل

فارسی : ی و ظہر مسلم حوصلہ کہ قدما ہن گردش سر نہ خود
حل مسد بہک سری حق قدرت کہ دماغ جنوں زہر تر نہ خود
(مجلس الاشعار)

اردو: ہر گز اس کو نہ ہانڈ گا وہ کہتا ہی صاحب قسم و کا
مے بیش میں وہ خدا نہ رہی ، مے بیش میں خول خدا نہ رہا
(برادر شاد فخر)

(ج) لڑکان: فعلی فعلی فعلی فعلی فعلی فعلی

فارسی: مشبہ دم آم تو در رویش دیم جری ششم — قریں کردم دل بر دلبر چوں ہیں آم لی ہیں ششم (مشبہ الاشد)
اردو: اہل نول ہانک مولا دلی آکا سائیں دینا — رعت شفت کھل ساہی سے روشن بر سوہر ہا (عاصی کریم)
جو بزرگ مشن سالم:

لڑکان: ماضی ماضی ماضی ماضی ماضی

فارسی: مفاقر حقہ دلنا ست حق زلف مہر — عہد اند کہ رہی است با مطلق مقید (تغیری)
اردو: کہا تھا تو رہب لہ نے پیدا کر کا — اسی دن سے ہوا ہے عاشق شیدا کر کا (مفتی نان شینہ)
دیگر صورتیں:

(الف) لڑکان: مفعول ماضی مفعول ماضی

فارسی: تو غیر حرا کن ، با دوست تو لا کن — سرور سرا لکن ، مقصود زلا ایں است (مطہ)
اردو: مشکل ہے اگر میرا طیبہ میں اکی چاہ — اے باد صبا میری آہوں کو تو ہانے دو (سائیم شینہ)

(ب) لڑکان: مفعول ماضی ماضی ماضی / فعلی

فارسی: فرش بست کیمی پایہ زاجین کر — جہرل ایں خدام وہان کر (سعدی)
اردو: ہر رنگ میں دس کے شرر طور ہے پنہا — ہر شست کو کئے چہ چھانے مدد (غلام لہم شینہ)

(ج) لڑکان: ماضی ماضی ماضی ماضی

فارسی: لڑا مرد و سجن لشت اند قریں — چہ مفرق نظر غوی چہ زمردی مدعا (قائلی)
اردو: میں عرف کم لاسی پاش شوق میں کر — مرا سیتی دیکتا ، مرا سیتی دیکتا (بھٹریو ج)

(د) لڑکان: ماضی ماضی ماضی ماضی / فعلی

فارسی: زبے پشت و پتہ بر دو عالم — سرو سالار فرزندان قوم (سنائی)
اردو: فدائے ایرو غلام ہوں میں — گدائے سید مراد ہوں میں (نہاد احمدی)

(ه) لڑکان: مفعول ماضی ماضی / فعلی

فارسی: اسی جہر تو دست و دل سہا — اسی عزم تو ہاں و چہ مبدا (عرفی)
اردو: شاہان بد مرتبت ہیں — وہاں نیما میں دست لہ

جرمیں مضمون مقصور :

لڑکان : قاطن قاطن قاطن قاطن قاطن / قاطن

فارسی : کا فنیج ملائیں بار گناہ توروہ ام — م دورت میں بار درپشت دوتا توروہ ام (ہائی)
اردو : مچہ پڑے گا صاحب لولاک کے کوچ دور — آگ سے مخلوق اس کا حق بن رہ جائے گا (دلی شہید)
دیگر صورتیں :

(ب) لڑکان : قاطن قاطن قاطن قاطن / قاطن

فارسی : آلب شرع ، دریائے یقیں — اور عالم ، روضۂ لعلیں (مطہر)
اردو : خچہ دل کے لئے وجہ تیر — تیرے کہے کا ہوائے مشکمہ (بریل سہا)
(ب) لڑکان : قاطن قاطن قاطن قاطن / قاطن

فارسی : سرخا سید کی دلی بھرتی — دل وہاں بار فدائیت پہ لب خوش لعلیں (قدسی)
اردو : سر اگر حق سے جدا ہو تو جدا ہو خانہ — سر سے ہو گا نہ در ہر فکر جدا (خانہ بلی بھیت)
دیگر صورتیں :

(ج) لڑکان : قاطن قاطن قاطن قاطن / قاطن

فارسی : بیج مہر نہ زریں تاہیں — مہر مہر کر تاہیں
اردو : سب سے مہر کرم کا سایہ — ایک عالم سے رحمت تجری (خانہ لہ جہانری)
(د) لڑکان : قاطن قاطن قاطن قاطن / قاطن

فارسی : بھری گک شکست ، لعل زمیں قاضع — چر لک پہ پاک جسی ، چر لک پہ پاک ہائی (سولہ شہاب الدین)
اردو : نہیں اس جہاں میں کوئی جہر شریک رنگ و فہم ہو — ہے خدا کے ہر اے دل اسی وقت کا سدا
(سید سرست جہاں دہم توری)

جرمیں مضمون الخرب :

لڑکان : مفعول قاطن مفعول قاطن

فارسی : مستغرق گناہیم ، ہر چہ مہر خرابیم — چہ مردہ چوں گیا ہم ، ہاں ما محمد (مبین حیدر بخش)
اردو : سرکار نیک کب تک ، نہ جلد اٹھے — است کا دم رکا ہے گویا لہوں پہ آکر (تمنا بادی)
دیگر صورتیں :

(ط) لڑکان : مفعول قاطن مفعول قاطن / قاطن

فارسی: غالب نای خواجہ پ ہر دہی نزا عجم -- کلا ذات پاک مرتبہ دل کو دست
 اردو: رنگ عہد سے ترے ، گلشن رخِ صدف -- نور دیو سے ترے روشن دل قدم
 بجز بزمِ گلشنِ سالم :

ارکان : مستعمل ماضی مضارع مستقبل

فارسی: ای تو صدم روی تو جو شید تبار سیا -- تیرا سنی ز شرف ، با تو در مرثی
 اردو: کیا فکلی گیتی دیو دا ترہیں ترے ، سہ تمہا -- چہ جتن ہیں جس کو دیکھ کر جو دلفصل علی
 دیگر صورتیں :

(عق) ارکان : مضارع ماضی مضارع

فارسی: ای سر بار ہم تو مثل گرہ کشای را -- ذکر تو مضع غنی طبع غنی سرا را
 اردو: اے کہ ترے جلال سے ہر گلی برم کا فری -- روش خوف من کیا رقص مین توری
 بجز بزمِ گلشنِ مقصور :

ارکان : مضارع ماضی مضارع

فارسی: شست یہ پاد تو بوس -- حج بستی تو بجا روئی بر دیوار
 اردو: را ہے نعل پہ اسرار شان رہی -- بچھا ہے جیوں و لب را اور آت چہ
 بجز منشرح گلشنِ مطوی :

ارکان : مضارع ماضی مضارع

فارسی: روز تو است کہ خلق روی پ بر سہ -- خرم سلسل مر ، نیل جز سوی دست
 اردو: ہے کی میری لہر ، ہے کی یہ دھواں -- یاری ، دل میں سے میرے نغمہ کا سو
 بجز خفیف مسدس مخبون :

ارکان : مضارع ماضی مضارع

فارسی: ہا کرش آفتاب و دیو سبیل -- روی و دانش ، سوی و اللیل
 اردو: ہارہ ، ہارہ ، ہارہ ، ہارہ ، ہارہ ، ہارہ ، ہارہ ، ہارہ ، ہارہ ، ہارہ
 بجز مربع مطوی :

ارکان : مضارع ماضی مضارع

فارسی: قمرہ آبل لور ، رہی -- تہ عہ روی روی نہیں
 (خسرہ)

دیکھا جائے تو صداقتات کو قاری قراہ اور علی کا مدد سے منہ من قبول کیا گیا ہے۔ شذ صرف (کہ)
اس کی اقسام علی کا عنصر۔ لہذا کے ساتھ ساتھ قاری اور قری سے نہ کیرا جیسے عقیدہ کی گئی۔
اس کی اقسام علی کا عنصر۔ لہذا کے ساتھ ساتھ قاری اور قری سے نہ کیرا جیسے عقیدہ کی گئی۔
اس کی اقسام علی کا عنصر۔ لہذا کے ساتھ ساتھ قاری اور قری سے نہ کیرا جیسے عقیدہ کی گئی۔

اس بات۔ تعلیم و محنت میں لہذا کے ساتھ ساتھ قاری کی تعلیم۔

قرابت میں بعض مقامات قاری کی ہدف۔

تک۔ بعض قریہ قاری بھی مشتمل۔

اس وقت میں بعض لفظ اور ساری قاری سے۔

مطالعہ اولی کے درجہ میں قاری کی تعلیم۔

مطالعہ فنی میں بھی حجاز۔

بعض مصادر ترکیبی فعل میں قاری سے ملے۔

بے قدر حاصل مصادر قاری ذرا مشتمل۔

اس قابل اور اس معلول، اکثر قریہ قاری۔

بعض قاری اور قریہ قاری، ہندی حروف کے مطالعہ داخل قراہ۔

نور۔ (کلام)۔ اکثر کلمات قاری سے مستند۔ خصوصاً مرکب انسانی، توصلی، مطلق کا حضرت مشتمل۔ علم بیان اور طہرہ کی بھی افہامی

صورت اپنی مثال اور مثالوں کے ساتھ لہذا کی زمین پر سایہ افکن ہے۔

کلمات کے بے حد حساب اپنے ہونے کے باوجود قاری اور قریہ قاری کے ترجموں کا میلان ہے، جن کے مشتمل سے اپنے بیان کو درست

کرتے ہیں۔

ہر قسم کی شاعری میں مشتمل کے ساتھ ساتھ لہذا اور حروف قاری قراہ کے ان اثرات کا کثرت سے الامال ہے

۱۔ جن تک قصص، مناظر، واقعات اور صحیحات کا تعلق ہے، ان میں لہذا اور قریہ قاری سے نسبت ہے۔ لہذا قریہ قاری کو یہ قریہ

حاصل ہے کہ کہ کمرہ اور مدید منور وہاں واقع ہیں۔ اکثر انبیاء علیہم السلام کی روایت سے یہ لہذا قریہ قاری سے ہے۔ قریہ قریہ قاری سے ہے۔ قریہ قریہ قاری سے ہے۔

خاتم الانبیاء، سید المرسلین، لہذا کا کثرت، مطلقاً نہایت حضرت محمد ﷺ میں ہوتا ہے۔ اسی سید مرزین نے ان کے خوارق سے کہ ہند کیا

اور ان کے لہذا کے تعلیمات، اہل سال کی تعلیم سے یہ خاکہ شک شک ہوئی۔ اس لئے قاری اور لہذا اور حروف قاری نے اس پہلو سے جو راست

لہذا قریہ قاری کو خواہ مخواہ تاہم کہ قاری اور حروف قاری سے یہ خاکہ شک شک ہوئی۔ اس لئے قاری اور لہذا اور حروف قاری نے اس پہلو سے جو راست

عینیت کو داخل کلام کرتی ہے قریہ قاری سے یہ خاکہ شک شک ہوئی۔ اس لئے قاری اور لہذا اور حروف قاری نے اس پہلو سے جو راست

یہ شہر طہرہ قریہ قاری اور قریہ قاری سے یہ خاکہ شک شک ہوئی۔ اس لئے قاری اور لہذا اور حروف قاری نے اس پہلو سے جو راست

دوب کے کسی بھی شے اور پہلو پر قاری اور قریہ قاری سے یہ خاکہ شک شک ہوئی۔ اس لئے قاری اور لہذا اور حروف قاری نے اس پہلو سے جو راست

ہمیں یہ قریہ قاری سے یہ خاکہ شک شک ہوئی۔ اس لئے قاری اور لہذا اور حروف قاری نے اس پہلو سے جو راست

تھریہ قریہ قاری سے یہ خاکہ شک شک ہوئی۔ اس لئے قاری اور لہذا اور حروف قاری نے اس پہلو سے جو راست

تھریہ قریہ قاری سے یہ خاکہ شک شک ہوئی۔ اس لئے قاری اور لہذا اور حروف قاری نے اس پہلو سے جو راست

اردو حمد و نعت کی روایت کے چند اساسی محرکات

۱۔ حمد و نعت کا دینی اور مذہبی محرک

ہر صرحتِ خداوندی کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ اس سے معبود اور عہد میں رابطہ قائم ہوتا ہے۔ یہ اللہ، حیات اور کائنات کے باہنِ تعلق کی عظیم کاڑھ ہے۔ اردو کا نام ہیبت و اطاعت سے اسی کے سبب مربوط ہوتا ہے۔ سورہ فاتحہ کی آیاتِ حیات میں یہی معانی و مفہم رکھے گئے ہیں، جس کا تجرّبہ اس طرح کیا جاسکتا ہے :-

(۱) اللہ کی عنکبوتوں اور عنکبوتوں کی حر	اس کی رب تعالیٰ کا ذکر	الحمد لله رب العالمين
	اس کی شانِ درمید و عاتبت	الرحمن الرحيم
	یوم الدین (آخرت میں اسی کی)	مالک يوم الدين
	حاکمیت و قدرت و اقتدار (ات)	
(ب) اللہ کی عہدیت و اطاعت اور	اترار و حید اُمی کے ساتھ ہی	اهدك نعبلو و اهدك لستعين
اس سے اسود حیات میں امانت طلبی	عہدیت و استقامت کا ستارہ	
(ج) طلبِ رُوح و ہدایت اور	پوری زندگی میں نفس نفس اور	لعلنا الصراط المستقيم
رُوحِ مستقیم کی دعا	قدم قدم اس کی رُوحِ نازک	
	ہدایت کی نورِ دوست	
	کہ نگہ اسی ہمارے مستقیم	
	امتِ قدسی اس کے انعام	صراط الذين انعمت عليهم
	دانشِ گاہِ طہرائے تہذیب ہے	
(د) مظلومین اور اہلِ مظلالت	ایک ہی امانت طلبی جو اس کے	
سے احتساب و رِاعت	عہد کو نفس، شیطان، مگر ابوں	طهر المظلوم عليهم
کا اتماس	نورِ مظلوم لوگوں کے اثرات	ولا الضالين
	سے مخلوق و مومن رہے۔	

یہ لہایت جامع سورہ (الفاتحہ) اپنے سرسراحت و مضامین کے اعتبار سے سمجھ کر کہتا ہے کہ ہماری ہر کوئی احمہ سرائی اور ہر نگاری تار و پیر اور مذہبی محرک ہے۔ ہم صاحبِ ایمان اور مسلم ہو ہی نہیں سکتے اگر ہم اللہ کی توحید کا اقرار و اعتقاد نہ کریں، دوسے اس کی تمام عنکبوتوں، قدم توں، حاکمیت و اقتدار کے ساتھ اللہ نہ مانیں، انہما اور عینی دوزوں سلطنتوں کا اسے سلطان نہ سمجھیں۔ تب اس عرقان و صرط کے ساتھ ہم اس پر اس کی

○ ان اللہ علوہ الرحیم ○ (۵ : ۶)

ہے شک اللہ تعالیٰ مٹنے والا نہ ہو گا اور تم کو مٹنے والا ہے۔

○ اللہ کا نہ تو ایسا ○ (۱۱۰ : ۳)

کہو شک نہیں کہ وہ تعالیٰ قہر قبول کرنے والا ہے۔

○ ومن اعراض عن ذکرہی فان له معشہ حسنا (۱۲۴ : ۲۰)

جس شخص نے میرے ذکر سے منہ موڑا تو شک و شبہ اس کے لئے شک و شک کا ہے۔

احادیث رسول ﷺ میں حمد و سپاس الہی کی ہر ایت و ترغیب

ترجمہ :

○ جس نے اللہ کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی، اور وہ جس میں دخل ہو گیا۔

○ اللہ تعالیٰ نے قوم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا۔

○ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں نمود و فکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہ کرو۔

○ ہر بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جنت کی کہیوں میں ہے۔

(اس کے دہانے زمین سے اتر کر اور دل سے تصدیق کرنا ہے۔ اور یہی آخری و تصدیق انسان کو ہرگزوری کی تحریک کرتی ہے۔

اللہ کے لئے خاص ہے اور ہر گزوری کی تحریک کی منظوم شکل کا نام ہے جو ملکیت فکر و فکر اور استعداد عقلی کو ہمیں عطا ہوئی ہے اس کا

لوہی کھٹائی ہے کہ ہم اس کی حمد کریں۔

ہماری دماغ میں یہ دینی اور مذہبی محرک تمام محرکات سے زیادہ اہم، رائج اور محقق ہے۔ کیونکہ حمد و شکر اللہ سے اسلام و ایمان کے تحفظ کی

ضمانت ہے اور ہر سپاہی و فوجی (اعراض من اللہ) اللہ سے لئے خیر و نفع و نفع و نفع کا موجب ہے۔ یہی حمد و شکر اپنی علی صورتوں میں عہدیت و

عبادت کے مترادف بھی ہے اس لئے حمد سے بلا کر بنائے اللہ اسلام سے نکلنے بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ یہی عہدیت و نفع مسئلہ اہل علم میں حکومت حمد

ناری کا سبب اور مسئلوں نے تمام زبانوں میں (خصوصاً عربی، فارسی اور اردو میں) حمد و شکر اللہ کی کے عقلی فرائض کے اظہار کا پہلے ہیں اور یہ

سلسلہ بدلتا رہتا ہے۔

نعت کا دینی اور مذہبی محرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عالم انسانیت پر، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حمد و شکر اور حمد و شکر ہی ہے ہونا اور

سورہ آل عمران میں لکھا ہے کہ تعالیٰ ہوا :-

قل من اللہ علی المؤمنین الا بہت اہم رسولاً من انفسہم بلوا علیہم اہمہ و فی کلہم و علیہم الکتاب والحدیث و ان کانوا من

لیل فی ضلال مبین ○ (۱۶۴ : ۳)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دلائل و اسباب اس نے ان میں ایک (عظیم الشان رسول انہی میں سے ہے) وہ اللہ کی آیات میں سے سامنے نہ مت

ہے، انہیں پاک کرنا ہے اور انہیں قرآن اور حکمت سکھانا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً گمراہی میں تھے۔"

اقرار قہر و شکر ہے اقرار و شکر ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اقرار و شکر ہے ہم عجم انسانیت سے نکل کر اور

میز پر ایک ایک قوم ہے اور ایک ایک ملت اور ہر ایک امت کے طور پر ہم متفق ہوتے ہیں۔ ہر بات خداوندی اور انعام الہی جو
 ہر تہ قرآن ہم پر اتارے جس میں کی عقل کے لئے کام عزت میں سے ایک شخصیت کبریٰ کی ضرورت تھی جو اپنے اسوہ حسنہ اور سیرت مہدک کے
 سنو نمونے اور فردوس مثالیں اہل سے سامنے رکھے اور ہم اس کے اچھے نمونے کی صورت میں ایک ایک اور بات ہر بات زندگی گزاریں۔ جس کی تعلیمات
 و ہدایت میں ہر پہلوئے حیات اور ہر شعبہ زندگی کے لئے عملی نظریہ موجود ہوں۔ جو قرآن حکیم کے رموز و مساکین کی شرح و تفسیر کرے۔ جس
 کے قول مہدک اور شہادت عالیہ اور معجزات طیبہ قدم قدم پر ہماری رہنمائی کریں۔ جو دہا میں بھی ہمارا ہادی، ہمارا اسلم، ہمارا حسن اور ہم پر واکہ
 و ہم پر اور جس کی ہر حرف و جملہ، جتنی میں بھی ہماری شرافت فرمائے جس کے دہیے سے ہم خدا کو پہنچیں۔ نہ انکی رحمت سے ہم کو لو کر رہیں۔ جس کے
 قول اور نصیحت سے ہم اپنے اپنے تک رسائی کریں۔ جو خیر و شر میں اپنے گمراہ عمل سے بخلائیہ کیجیے۔ جس کی رہنمائی میں ہم کو کوری ہر احتیاط
 ملے اور وہ حفاظت و حمایت سے ہمیں محفوظ و معصوم رکھے۔ جو انسانیت کو ایک نظام انظاریات عطا کرے۔ جو حقائق و فرائض کا ایک نقش مرتب
 کرے۔ جو انسانی معاشرے کو ہر لہ مسلمات سے معصوم کر کے حقیقی سعادت سے پاک ایک ماحول پیدا فرمائے۔ جو توحید و شرک اور حق باطل میں امتیاز
 و تفریق کرے۔ جو ہمیں زندگی کے اعلیٰ مقام کی پہنچ دے۔ جو حیات انسانی کے اصلی افراض، مطالب کو واضح کر کے انسان کو حقیقی فیروز و نصیر
 کے ارفع عمل سے مراد کرے۔ اللہ نے ایسی عسکر، نیم شخصیت ہمیں حضرت محمد ﷺ کی صورت میں عطا کی سو ہم پر یہ لازم آتا ہے کہ ہر حیثیت
 اس ذات گرامی کے گلہ گوئے، اس کے امتی کے ہم اس ہستی کامل کے عشق سے اپنے دل کو معصوم رکھیں۔ اس کے ذکر مہدک سے اپنی زبان و قلم کو
 خوش منت کریں۔ وہ ہستی جس کا منصب عظمیٰ و رفیع ملک و حکومت سے واضح ہے اس کی اطاعت کریں، اس سے محبت کریں، اس کی (مستحب قولیں)
 توصیف و ثناء کریں اور بصورت ظہن اس کی نصرت کر کے اپنے لئے سرمایہ و زمین کا حرام کریں۔

نعت، حضرت خیر الانام ﷺ کے خدا کی کاظمیہ نامہ بھی ہوتی ہے اور اس کے مضامین و موضوعات میں اس کے مقام و منصب ہوتے اور
 لراکھ متعصبہ نبوت کی تشریح بھی ہوتی ہے۔ اس میں حق کے بحال صوری کی آئینہ داری بھی برآئی ہے اور اس کے ضمن سیرت کی عکاسی بھی حق کی
 تعلیمات و اخلاقیات کی تبلیغ بھی حق کی سیرت طہرہ کی تصدیق و اس کی جلوہ لگائی بھی۔ اس طرح نعت ایک سلسلے میں سیرت نوری کی عقل امتیاز کر رہی
 ہے۔ حضور ﷺ کی تبلیغ سیرت اصل میں ایک دعوت حق ہوتی ہے۔ اس آئینہ سیرت میں ایک لراکھ اپنی حیات کے خدا علی سنو ۴ ہے اور ایک
 ویت الہامیہ (اسف بھی) حقیقت اللہ کے ساتھ اپنی کردار سبزی کرتی ہے اور جیہ سے طور پر ایک مذہب لراکھ اور ایک مرقبہ متکم امت (سیرت
 محمدیہ کے سامنے میں داخل کرنا تو عالم کے لئے ایک نمونہ عمل پیش کرتی ہے تاکہ تمام انسانیت اپنی سعادت و نوری و اللہ کی کے لئے سیرت محمدیہ کو
 جس کے تجدد و مظاہر اس کی اسف سے جھکتے ہوں، قبول کر کے اس خطہ فرض کو امت مامون اور آسودگی کی جھٹکا لے۔ نعت دینی اور مذہبی محرک
 کے طور پر بھی فریضہ الہامی ہوتی ہے۔

قرآن حکیم ہمیں اللہ تعالیٰ کا حمد نامہ ہے، وہ ہیں اس کے رسول ﷺ کا قصیدہ بھی ہے۔ یہ اللہ آیات و نعت نبی کریم ﷺ کی حمد
 توصیف سے پر چرہ حق کی سیرت عظمیٰ کا تعارف نامہ ہیں۔ حق کی نبوت و ہدایت کا فی نصیب الہیں ہیں۔ قرآن حکیم کے بعد خدہ حضور علیہ السلام
 و السلام کی اعلیٰ حد و قدر حق موعود و موعودہ مطامین سے معصوم ہیں۔ ہر خدا کی سیرت اور مقام و جلیلہ رسالت کی نعت دینی کرتی ہیں۔
 رسالت سے ایک مسلمان کا فرض ہوتا ہے کہ اسے بھی اسی قدر دیکھ لیکن نبی علیہ السلام سے رشتہ حقیقت و لقا حق کا حصول اللہ
 سے ہماری ضروری و ضرور کا موجب ہو سکتا ہے۔ رسالت ہی کے رابطے سے اللہ تک قریب رسائی ممکن ہے۔ شرک و بدعات سے اللہ احمق اور ہماری
 رسالت اور توحید سے اللہ لہذا حکم رسالت ہی کا موعود و منت ہے۔ امت مسلمہ کی انعامات، حق کا علیہ تہذیبی و ثقافتی، اقوام عالم پر حق کا نیک و حکم و

سب تو قرآن و احادیث کی اساس مشق و اطاعت رسول اللہ ﷺ پر استوار ہے۔ امت رسول علیہ السلام جب قلب و حکومت کے طور پر سے گزرتی ہے تو اس کا قلب فکر و فکر اور پس گزرتا ہے۔ دیر اعظم ہادی نکر اور رسول رحمت کا جن کی اطاعت و تقلید نے اس امت کو فخر و عبادت و شرف و تکریم کیا اور جب یہ امت اپنے عدا و غلامان و زوالی سے گزرتی ہے تو نہایت تغیر اور عجز و اکہد کے ساتھ مرکز رسالت کی جانب رجوع کرتی ہے۔ اپنی لغت و نہایت کا اٹھان کی بد گوارہ میں کرتی ہے اور ان سے عاجز و انہماک کرتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس استقامت کو بد گوارہ و بوجہ تک پہنچا دیا اور امت کے لئے دامنِ نجات ع

اے غار خالصانِ رسل و وقت دعا ہے

گوہر امت مسلمہ اپنے عہدِ مروج میں بھی اور اپنے دورِ زوال میں بھی حضور پاک ﷺ کی ہدایت کا لرم ہی سے وابستہ ہوتی ہے اور انہی کی عبادت و شہادت سے مفاد و کمال کی طالب ہوتی ہے۔ اس طرح نعت جو نئے رسول ﷺ اور سیرتِ محمدی کی ایک حکوم صورت ہے، ایک قوی دینی و مذہبی محرک بن کر حضور کرتی اور رون پتی چلی جاتی ہے۔

۲۔ حمد و نعت کا نفسیاتی و ماحولیاتی محرک

اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ مسلمان فرد اور جماعت کی نفسیات میں پہلی ہی صداقتیں ہیں۔ اللہ اور رسول کی محبت ان کے دلوں میں لگی طرح گردش کرتی ہے۔ ان کا دین، ان کا حزن، ان کی طبیعت اسی روشنی سے منور ہے۔ گردشِ یلہ نہ کہ کوئی لمحہ، کوئی ساعت یا دن کسی بھی موسم میں سانس لے رہے ہوں ان کا باطنی موسم ایک ہی ہے۔ یہ کہ جو کہ فری لا الہ الا اللہ نفس نہیں سے نفس باز نہیں تک پہنچا دیتا اور نعت اسلام سے برہنہ ہے اور اللہ اور رسول کے مشق و اطاعت سے وابستہ ہے اپنے نفسیاتی متکلیبات کے مطابق اس قلبی اور اہل و اسکی کا اٹھ کر ہوتا ہے۔ وہ جس حالت و کیفیت سے گزر رہا ہے، خوشگوار یا ناخوشگوار، اس کی زبان پر الحمد للہ ہے۔ سبحان اللہ ہے۔ من کے عزائم و عشاء اللہ کی اور سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اس کی کارائیں صاف اللہ سے متعلق ہیں۔ وہ کسی کی توصلہ انگیزی اور قصین کرتا ہے تو جبر اللہ کی کریمیں اس کے لبوں سے پھوٹتی ہیں۔ وہ قسم کھاتا ہے تو واللہ اور باللہ کے دیکھ اس کے نطق سے بھرے ہیں۔ وہ کہہ رہا ہے اس میں ہوتا ہے تو لا بد کہ اللہ تعالیٰ ظہور کی آیت اس کے قلب کو آسودگی دیتی ہے۔ بکھرے قسم کو دھسے اور بھی نطق خود اس کے ہر کام کا آغاز بسم اللہ سے ہے اور ہر کام کی تکمیل شکر اللہ ہے۔ وہ نعتوں سے نفسِ باب ہوتا ہے تو اس کی جبین ہر بار کھانسی میں لم ہے۔ وہ مشکلات میں محسوس ہوتا ہے تو ان کو حلال و مشکلات کہتا ہے۔ وہ ہر قسم کا شکر ہے تو "ما خلط" کہتا ہے تو "ما خلط"۔ بد صیباں اور امساں نہ امت سے سرگرم ہے تو "ما خلط"۔ باطلدار۔ "ظہر دین و قلب میں گھرا ہے تو "ما خلط"۔ بھوکا ہے تو "ما خلط"۔ اسے خود ان کے لیے کہتا ہے تو "ما خلط"۔ خدا سے سائل و مایہ و پہچانے کے لئے مستعد و ما۔ انہوں نے آجکے ہے تو "ما خلط"۔ نعتوں پر "ما خلط"۔ رشتوں کا دل بہار و حیم، بلو حص۔ "ما خلط"۔ انہ کی حالت اور اس کے اساتذہ متقی، اور قرآن میں نہ کہ وہ عظیم و خالصہ اور ان کا اٹھ دہر ہیں۔ اللہ اس کی رنگ چہاں سے اتنا قریب ہے اور اس کی تعلیمات میں اتنا سلیا ہوا کہ وہ اسی کو پکڑتا ہے، اسی کا فکر کرتا ہے اور اسی سے اللہ کو طلب کرتا ہے۔ یہ قدیم ہی اور اللہ انسانی سے جانب غیر دیکھنے تک نہیں دیتا۔ وہ کسی حد تک، کسی قسم کو کسی غیر اللہ سے مفاد و استقامت کر ہی نہیں سکتا۔ ان کا دین ہی اس کی پابندی اور خشک۔ لہذا روز و رات کو اللہ اس سے استراہ و ریل۔ اسی سبب سے ہے کہ وہ اس کی اور خدا کا طالب، اسی کی مشیت پر راضی اور اسی کے سامنے سر پا تسلیم ہے۔ فرد کی اس نفسیاتی کیفیت کو پکڑ کر، مجبوراً اللہ یعنی جماعت تک لے جایا۔ وہ سب کی سب اسی نڈیاست کے سانچے میں اعلیٰ ہو گی۔ اور مشق اللہ و اطاعت اللہ اور خشک باشعور ہی اس کا روز و رات کا

ہجرت مہدک اور اسوہ حسنہ کی قہیات عام کرنی ہے۔ حضور ﷺ کے نقشِ عمل کے اہلجہ پر مائل کرتی ہے۔ فردِ جاہلیت کو احسابِ عمل کی جانب ہلکت کرتی ہے اس طرح نعتِ ہجرت مہدک کا بلاغِ تبلیغ کر کے کم کر دہو تو قوم کو اس کے سرگزوہ محوِ حقیقی کی طرف مائل نظر کرتی ہے۔

ع

کھٹے ہوئے آئینہ کو ہر سوئے حرم نے چل

ہر دو میں "عجوبہ شہوہ" از اقبالؔ میں تشوہاست ہے اور اسی میں احسابِ عمل کے مفہام ہیں۔

کی عمر سے وفا کرنے تو ہم تجھے ہیں — وہاں جڑ ہے کیا لوح و قلم تجھے ہیں

ہجرتِ طبر علی اور رسولِ انکساب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت بالخصوص عرب کی لوہا بھوم دنیا کی جڑوں میں اور کھڑا تھا وہ ایک انتہائی ممتاز گھرانہ کا تعلق تھا جس کا لقب تہجد ہے رسولِ اکرم ﷺ نے دعوتِ تبلیغ کے اپنے سے اور اپنی سیرتِ عمل کے بے مثال نمونہ ملنے سے طرہ پٹن فرما کر اس ماحول کو سزا بھر دیا۔

دہن مہر نہ تھے ان کی نظر ہونے تک — کتنی مدحوں کا آئینہ میرا تو ہونے تک

من سے گر رہا نہ ہوتا تو گل ہستی کو — کئی خطوں سے گزرا تو ہجر ہونے تک

(عاصی کرہن)

۳۔ محمد و نعت کا تہذیبی و تاریخی اور ملی و قومی محرک

اسلام نے انسان کو ایک نئی تہذیب سے آشنا کیا۔ یہ تہذیب دوسری قوم کی تہذیبوں سے ترخوں اور ثقافتوں سے بیکسر تعلق رکھتی ہے۔ اس کی بنیاد توحیدِ خالص (بلا آئینہ) کے طے ہے۔ اس میں عظیم اثر کا پہلو لیا گیا ہے۔ یہ تہذیب مساوات و عدل، حقوقِ اللہ اور حقوقِ العباد (مبادیہ حفاظتِ ایم قائم ہے۔ اس نے مسلمان معاشرے کا بنیاد ہی تشکیل ہے۔ جو اس شخص کو واضح کرتی ہے اور حضور پاک ﷺ کی سیرتِ اقدس اہل سے لئے لگرو عمل کے نقشِ اہل کر کرتی ہے۔ ہمدی جہنم (جہنمِ اسلام) میں دوسری قوم اہلِ عدل سے بیکسر تعلق ہے۔ اہل سے ہمدی علی اہل و اہل میں ایک انقلابِ نظر لویت ہے۔ یہ مثبت فلاحِ مسلمانوں سے، دامنِ سلوک اور حق کا تحفظ، حقوق، حضورِ جہد کے ساتھ ہمدی اہل و احب۔ حق اور کھٹت، ہمدی صورتوں میں اہل سے ہمدی اللہ کی خصوصیتوں اور ضروریات، ہمدی حالت میں اہل و انکسارات کا تصور۔ ہمدی میں ہمدی علی و انکسارات جہد کے جن لوہار سے ہم گزرے ان کے زہر اہل کی شاعری میں لوہیت و انکساریت کی صورت میں اور محمد و نعت پر ان ہمدی لوہار کے اثرات، ایک نہایت تعلق اور تیز مطالعے کی دعوت ہے۔

ہم سب سے ملکِ حشمت ایک طبع و ملت ہیں۔

ع

خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ اہل

اہل سے لے قومی خصوصیات کا تصور ہمدی اور نعت میں ہے۔ تہذیب میں محمد و نعت "محمد توہمیں فکر و ملک و دین کا عنصر" لکھی میں محمد و نعت، مہداتہ استغفار کا اہل خصوصیات میں اہل اور تخلیق و حالت کی ترکیب تاکہ طبعِ اسلام حضور ﷺ کے لوہار اہل و اہل صفت کے ساتھ میں اہل جائے۔

حقیقت ہے کہ ہمدی قوم کی تہذیب و ثقافت یعنی طرہٴ احسان، طرہٴ حیات اور مظاہر حیات کی بنیاد محمد و نعت کے طبع و حکم ہے۔

اسی پیلا سے ہم ملت کٹر کے مقابلے میں ملت حق اور امت مسلمہ کے طور پر اپنا ایک شخص رکھتے ہیں اور ہمارا جو وہی طرح ہجوم کٹر و شرک کے مقابلے میں لڑیوں ہے جیسے اندھیرے میں اپنا اور شب ظلمت میں نور سحر۔ عقیدہ توحید ہمیں سرخ راز کرتا ہے اور ہم ہر غیر اللہ کے سامنے سرگوں ہو۔ جیسا کہ وہ ہمارے سے پہلے پہاڑ ہے۔

• ایک جہد جسے تو گروں سمجھتا ہے ۔۔۔ بزار جہدوں سے دیتا ہے انہی کو نجات

ادھام مام کو دیکھئے تو ذلیل مگر کے کہے کہے ہر تہ تک منظر سامنے آتے ہیں۔ مصیبت پرستی، تنبیہ پرستی، کثرت پرستی، مظہر پرستی۔ اشرف الملوکات اور وہی ظہار خور تراشیدہ ہمارے سامنے جھک رہا ہے۔ سدرے، آگ، سورج، ماحب، آگے، ہجر اور مٹی کی سورتیں اس کی مسموم و مسموم ہیں۔ وہ تمام انبیاء جو اسے فرائض یا معصرات پہناتی ہیں، اس کی پوجا کا مرکز و محور ہیں۔ وہ جو اپنے چہرے سے کبھی تک نہیں دیکھتے، جو اپنی نہایت صاف نہیں کر سکتے، جو من نہیں دیکھتے، ہول نہیں دیکھتے، اس کے سامنے وہ ہر عقیدہ کشا ہیں۔ یا پھر وہ اللہ تک اس کی ہر سائی کا وسیلہ ہیں اور اس شرک کے تھارے کے ساتھ وہ اللہ کو مانتا ہے۔ مسلمانوں کو عقیدہ توحید نے اس غیبت اور لغت سے خلاصی بخشی۔ وہ ایک اللہ کے ہر ستر، اسی کی اطاعت میں سرگرم، اسی کے احکام پر چلنے والے، اسی کی حاکمیت اعلیٰ کے حکم کردہ قوانین و فصول پر زندگی گزارنے والے، اسی سے محبت کرنے والے، اسی سے ڈرنے والے، اسی کے حکم بدل و اخلاق پر عامل ہیں اور اسی پر کٹنے والے انہیں ایک ایسی تہذیب و ثقافت کا حامل بنایا جو کارلینڈ و مشرکین سے انہیں الگ کرتی ہے اور ان کے لئے اور انہیں کٹر و شرک کے درمیان ایک نصف خطہ کھینچتی ہے۔

علامہ فاضل اسلامی ثقافت " کے عنوان سے دو قسم طرق ہیں :

"اسلامی ثقافت پر ہمیشہ ہی سے دینی اثر کا گہرا ہے اور یہ دینی رنگ ہی اس کی روح و مادہ ہے اگر دین ہی پر دور رکھا جائے تو پھر یہ ثقافت کچھ اور ہو سکتی ہے، اسلامی نہیں ہو سکتی۔ اس میں ہر چیز کا جو اثر اور مادہ ہے وہی حاصل ہوتی ہے جو یہ ثقافت و احکامات دین کا مجموعہ ہے اور جس سے زندگی کے مختلف ادوار میں رہنمائی حاصل ہوتی ہے جس کی مکمل تصویر بھی ہی نہیں دیکھ سکتے۔ اپنی زندگی میں لوگوں کے سامنے پیش کی اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ یہ شخص خدا سے واسطہ نہیں رکھتا پھر اعمال کی انہماک دینی سے متعلق ہے جس کے باعث قوم کا ہولناکی کا سرچلنے سے ہٹ کر ہوتی ہے۔" (۹)

اسلامی تہذیب و ثقافت کی امتیازی خصوصیات یہ ہیں ۔۔

توحید، احرام انسانیت، آفاقیت، اخوت، احرام اس عالم، اتحاد عالم، احسان لمرض، طہارت و پاکیزگی، احرام انظر لویت اور احتیاط پندہ توحید (شرک سے بیزاری) ایسی تصانیف کرتی ہے جس میں مرکز توحید صرف توحید اعلیٰ اور معرفت باری ہو جائے اور تمام اعمال اسی کے تابع

ہوتے ہیں۔

احرام انسانیت سے معاشرے کا طبقاتی تقاضا ختم ہو جاتا ہے اور ایک ملائکہ مساوات سے تمام افراد برابر ہوتے ہیں۔ یہ بدلہ علم و انضباط کی مزاحمت کرتا ہے۔

۔۔۔ آفاقیت کے سبب جملہ نسل ہائے آدم اس میں جذب ہو جاتی ہیں۔ رنگ، نسل، زبان، گورے کالے کافر و شرق و غرب کے واسطے منہ ہاتھ ہیں۔ جس نے کٹر توحید پر وہ لہار اتر اور رسالت کر لیا وہ اس آفاقی ملت کے کل کا جردن گیا۔

۔۔۔۔۔ اخوت، ایک دینی بھائی چارہ پیدا کرتی ہے جو ظنون کے تمام رشتوں سے اعلیٰ اور بالا ہو جاتا ہے۔ موانعت کا ایک قلعہ علیحدہ جہد یعنی مگر ہجرت

ہر ایک کے لئے ایک آواز۔

— احترام میں نام، ہر میں جملہ اشخاص کا محرک ہے جو امن عالم کو تقویت دے، اور دنیا کو ترقی و تہذیب اور جنگ کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے۔

احمد عالم، ملت اسلام، کان، این کی جاتوری کی صورت میں، جس میں انسانی وحدت کی شین جلوہ گر ہوتی ہے، واقعی مثال عالم کر کے احمد عالم کی دہائی ہو سکتی ہے۔

احساسِ انصاف کے سبب ایک فرد، معاشرے میں اپنی ذمہ داریوں سے انکسار کر دینا ہے اس سے حقوق لوگوں کو محبت، معاشرت اور سیاست میں اختلاف، قرار پیدا ہوتا ہے اور یہ قسم کی تن ظنی بد عنوانی اور جھوٹری کا حق لے رہا ہے۔

— طہارت و پاکیزگی، تہذیب و فاضلت کی ایک اہم خصوصیت جس سے ترقی و ترقی پیدا ہوتا ہے، طہارت و طہارت میں غیر اور غیر میں تفریق ہوتی ہے اور معاشرے میں ایک طہارت و حرور و خفا پھیلتی ہے۔ یہ طہارت فرد کو جاکر بر طہارت کرتی ہے جو ہر نوع کی عریضی، بے حیالی اور لاشی سے فرد اور ملت کا دفاع کرتی ہے۔

— احترام انفرادیت۔ شہزادی مائیکس جو کام زہ کہہ رہا ہے اس نے اردی کی آزادی کی جگہ مل ہے اور اسے ملدی کام کی شین کا ایک بڑا ہمارا رکھ دیا ہے۔ ہائیڈرو کی ملکیت اور دولت کا حق سب کو ملتا ہے۔ جہاد کو حق حصول کا اور پھر کر دہی ہے۔ طہارت مائیکس میں جہاں جہاد کا اصول ملتا ہے، معاشرے میں فرد کو مل کر آزادی سے فرد اور ہر فرد ہے۔ وہاں مرد و زن کے درمیان مساوات ملکہ کا اصول ہے حقیقت ہے جبکہ اسلام نے انفرادیت اور انجمنیت کو اختلاف میں رکھا ہے۔ تنقید اسلام کا حکم ایک دکت ہے جو اسلام نے انسانیت کو ملکہ ہے۔

احمد پندی کی خصوصیت کے سبب نام، اور ان کے لیے ہر فرد اور ہر فرد، انفرادی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ ذہنی کا اختلاف پندی اور ہمارا سے سر کرنے کی لگنا قائم ہوتی ہے۔

اس تہذیب و ملت اسلامی کی بد کنوں کو سامنے رکھتے ہوئے مشرکان کافروں، ملدی اور ملدی تہذیبوں پر نظر ڈالنے، تو انہوں نے ہر ایک مسلمان من میں اقوم ایک یکساں واضح عزت احساس اور انہوں نے حیات دیکھتے ہیں اور ان کے مظاہر حیات قلعی طور پر ہر فرد سے جدا ہونے لگتا ہے۔

جہاں تقریبات کی یاد، لوگوں کو ہر قسم کے حیاتی، فیمہ اسلام کے نزدیک راجع و شہادت کا سید لگ کر ہر چیز چھڑی ہے۔ اسلامی خصوصیتوں اور تقریبات کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ انسان کو جاننا و سوس سے چلتے اور اس کے دل میں خدا کو اپنی پیداکرتے ہیں۔ ساتھ کے ساتھ ان میں اختلاف پندی کی حالت داخل کر انہیں ہر فرد کی انفرادیت سے ملنا دیکھتے ہیں۔

ہماری ضرورت و حاجت تہذیب و فاضلت کے اس آئینہ ہونا کو دیکھتے اور ہر غیر مسلم اقوم پر نظر ڈالنے تو ہمہ خدا کا تصور دیکھنے کے جب ہے خدا، لادین اور انفرادیت سے تلوذ و عی کر اڑتی ہیں اور یہ بے شمار حوصلوں اور قدروں کو پہل کرتی ہیں اور قوانین طہارت سے متعارف ہوتی ہیں۔ جہاں شہزادی کا مقدس اصلی شہزادہ فیمہ، جہاں مرد و زن کا بے باک اختلاف ہے۔ جہاں ہم انسانیت کو کافی فضا حاصل ہے، جہاں شراب اور زہ معاشرے کی، لوگوں میں فضا خون کی طرح گردش کرتے ہیں، جہاں دولت پائے کی معاشرتی شخصیں ہیں، جہاں ہر شخص کی، ہر ایک اور ہر ایک کا طلب بدل ہے، جہاں ہر ایک کی ہر ایک معاشرتی وحدت کو مع خاکہ دیا ہے، جہاں ہر ایک کی ہر ایک کی فیمہ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ احمد انفرادی، ملی، تہذیبی اور ہر ایک شخص جس کی انہیں حق و وحدت و مساوات ہے، جس کا تعلق مشرق و غربت سے ہے، جس کے سامنے ہر فرد مل، انتخاب و حرکت ہر ایک کا سہ مل ہے، ہر فرد ہر ایک کا سہ مل ہے۔

کی صحیح استعداد پیدا کرے۔ ان میں اہم صرف دو نور، علم و شہادت، طریقت ہیں جنہیں بعد میں تقویت ملی، جنگی
تدوین میں مسلمانوں نے تڑپتے اقوام کے علوم سے بھی استفادہ کیا۔ ان کے علاوہ مسلمانوں نے بحالیاتی فنون کو
بھی اپنے خاص ذوق و شرب کے مطابق ترقی دی۔ ان میں فنِ قیہ، علمِ ہاں، معانی بلاغت، تخلیقی انداز کے مورد
نمونے اور ہر صنف کی کتابیں بھی علم و ادب کے ذخیرے میں شامل ہو کر علومِ معادن میں شامل ہو گئیں۔ علومِ معادن
کی دوسری شاخ تفسیر، اصول تفسیر، اصول حدیث، فقہ، ماحول فقہ، علمِ کام اور تصوف کا فہری علم ہے۔

علومِ معادن کی تیسری شاخ الہیات ہے۔ یہ علوم اس وقت ترقی پذیر ہوئے جب وہ مہاس کے نالے میں دین
کو بحالی علوم کی روشنی میں دیکھنے کا رونا ہو۔ ان جلدی علوم کے علاوہ مسلمانوں کے مشاہداتی اور تجرباتی علوم بھی
ہیں جن کی تحریک دین کے، ان سے پیدا ہوئی۔ ان میں ایک سرچشمہ غریب و سولہاک **تھکٹھک** کی ذات ہے اور
دوسرا سرچشمہ قرقم جید کی تہمت ہے۔ مشق و سولہاک **تھکٹھک** کے بعد بہت سے پہلے حدیث، مہر سیرت، اور اسی
کے زہر ہاڑی سرچشمہ کی رو سے نہ کہ انھاری کی ایک لاشاں قریب نو دور ہوئی جس میں انسانی شخصیت
کا دور محراب ہو اور بعد میں یورپ کی نہایت ترقی کی صورت میں سامنے آیا۔ مہر قرقم جید نے مشاہدہ
کا نکات اور تفسیر کا نکات پر جو ذرا دیا، اس سے ہر صنف، مہر افیہ، حیات، طب، علمِ اکاویہ، دیوانی، ہندو،
فلاحت، موت، نجوم جیسے علوم کو تقویت ملی جسکی تدوین میں مسلمانوں نے کڑی مشقت کے علوم سے بھی احتیاد
کیا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں نے بحالیاتی فنون کو بھی اپنا خاص ذوق و شرب کے مطابق ترقی دی۔ ان میں فن
قیہ، فحاشی، اطلاعی اور فن کے بعد موسیقی، مصوری، کتبہ نویسی اور فنِ مکہ نگاری کو بھی ترقی ہوئی۔ " (۱۰)

یہ ایک لمبا و وسیع حوالہ جمع کرنا ہے کہ ہمارے تمام علوم و فنون کا سرچشمہ قرقم جید کی ذات گرامی ہے۔ عربی اور
اس کے بعد فارسی زبان میں ان متنوع شعبہ ہائے علوم و فنون پر گراں قدر تصانیف کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ اردو زبان میں اپنے آغاز سے ہی کل زحمہ
پاکستان تخلیقی علوم و فنون کے ذخیرے سے قلمی دامن نہیں ہے۔ قرآن پاک کے فلسفے سے ہر اب ہو کر جو فلسفہ دہلی تصانیف جو دین میں آئیں، ان میں
دیکھا، نہ ہی کتبہ کی نوادری سے موجود ہیں۔ صوفیاء و مرشدین کے مذہبی و سماجی اور تصوف طریقت کے بارے میں ان کے کتا ہے، قرآن حکیم
کے تراجم و تفسیر اور سیرت رسول پاک **تھکٹھک** کے موضوع پر فن کی متعدد تحریریں، عربی اور فارسی کے علاوہ ہندی اور اردو زبان و ادب کے دامن کو بھی
الامال کرتی ہیں۔ اس کے بعد وہ مذہب کے ذریعہ ہمارے سامنے آئے ہیں جسے نظر میں، قرقم جید کی روایت پاتی ہے اور وہ فلسفہ و حکمت کے
افنی فرمان کے مطابق یہ سائنس اور ہدیہ ساری ہے۔

اردو زبان کی نشوونما اس سہ ماہی نام کا حصہ لا مولوی عبدالحق کے مطالعے سے ہم پر استہلا کرتے ہیں کہ وہ دیکھو اور کے صوفیاء و مرشدین
کی مذہبی زبان عربی اور سولہاں کی زبان فارسی قلمی لیکن حوامِ انصاف سے بات چیت کرتے وقت یہ مقامی زبان بھی استعمال کرتے تھے (مقامی زبان سے
اردو کی نشوونما کی شکل مراد ہے) (۱۱)

عبدالحق نے اس کتاب میں ایسے نثری نمونے جمع کر دیے ہیں جن سے ہندی مذہبی کتب کی نگاہ میں ہوتی ہے۔
اس منظر کا حاصل یہ ہے کہ مذہب کے زہر ہاڑی کے زہر و تفسیر سے لیکر حدیث و فقہ کو نظر کرتے ہوئے حضور **تھکٹھک** کی سیرت نگاری
کا سرچشمہ انھاری سے ملتا ہے۔ سیرت کے منظر میں انھاری، شاکل، جہانہ مہذابی، میا اور سمرقند وغیرہ جیسی متعلقہ موضوعات موجود ہیں۔

لہیں ہوتے چلے گئے۔ جب حصول نے دامن غفلت کی شہ شاکا فریضہ لڑا کیا اور نہ ہی مستحبات نے جو نفع کی صورت میں ہمارے ہمارے فکر کا اہل کرنے کی سب کا آغاز کیا۔ گویا جو نفع ہادی (الغرض طرز پر) ہر دہائی تیار شاعری کے خلاف ایک مذہبی و عقل کے طور پر امری اور اس نے مسلمانوں کے ہندو لڑکی تعمیر کا مقدس فریضہ لڑا اگر ہمارا ہوتا۔

وہ مذہبی، نفسیاتی، ماحولیاتی، تہذیبی، تاریخی، فنی، دینی اور علمی دہائی حرکات کے ذکر کے ضمن میں بعض اہل علم اپنی عقیدت پر ہونے کے ساتھ دیگر حرکات بھی پیش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق ایک قوی (نسبی) حرکت نفع بہت رسول ﷺ ہے۔ "اور اگر حرکت طاقتور عقل کی قوت ہے۔ وہ طرز ہے۔"

"حضرت محمد ﷺ سے محبت میں نہ کیر جنب ہے کہ کیا ایک دہائی ہو کہ وہ کیا ماحول کی طاقت ہے۔ یہی طرز ہے۔" میں حضور ﷺ کی محبت میں پیش محسوس کی۔ یہ انکسبات ہے کہ ہر شخص نے عقلی طور پر اس کا اعتراف کیا ہے۔ (۱۴)

بیر

"نفع کا ایک اور قوی حرکت طاقتور عقل کی قوت ہے۔ ہر مسلمان اس عقیدے کا حامل ہے کہ قیامت کے دن جب گناہوں سے جو تے دہائی ماحول ہے خالق کے حضور طور پر جس ہوگی تو اس وقت آنحضرت ﷺ کا رحم ہم پر پکری گناہوں کی سزا سے "نفع کرائے" "نفع سے چھانے گا۔" (۱۵)

ڈاکٹر ظہیر خان چاوری لکھتے ہیں :

"نفع کوئی گناہ نہیں کہ حرکت مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ذکر لڑا کر اور ان کی میر جہ نصیحت سے ہمیں اس کو دور رکھیں گناہوں کی بدولت عقید کی تہذیب بدو اور ان کے ہم دور وہ سلام انجام دیا اور اس پر اور یہ نجات ہے۔" (۱۶)

حقیقت بھی یہ ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت اور ان کی امت قوی ترین حرکت جو نفع ہے۔ گویا دہائی اور نہ ہی ہٹوئی حرکت اعظم بناتے۔ جو اصل اصول ہے اور باقی سارے حرکات اس شجر کے برگہ مثل اور گہ شریعہ۔

ڈاکٹر اظہار حسین کی رائے میں اگرچہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان میں ایکے رہنے کے جب مسلمانوں کی زندگی پر ہندو طرز حیات کا کچھ کچھ رتبہ چڑھنے کا فائدہ لیکن مذہب کی قوی اثر انگیزی نے انہیں بہت حد تک چھانے گناہوں کا تشفی ہر حال واضح اور نہیں رہا۔ لکھتے ہیں ۔

"فرض کہ جس وقت اردن تھیں ہورق قسطنطنیہ میں مذہبی نقابہ رعب زندگی پر ہادی محمد ﷺ سے کسی کی رہی ہو مگر مذہب شیعہ کی کہ باقیہ ہر جہ اس کے آگے ہر جہانے قدسی کی آنکھ سے دنیا کی ہر جہ و کجی ہادی محمد ﷺ اسلام مغرب و مشرق کے اکثر گوشے پر ہندوستان میں دیا ہوتا تھا۔ نے کی فکر کر رہا تھا مسلمان بدشاہوں نے تبلیغ اسلام کے لئے کوئی حکم اجمن قائم نہیں کیا۔ ضرور ملانے اہل اشاعت اسلام میں کافی حصہ لیا۔ جس کیسے وہ پہنچ سکے۔ مذہب کی ترویج دل کھول کر کی اور اسی سلسلے میں اردو کو بھی آگے بڑھنے کا موقع ملا۔ چنانچہ قبل و سب جہاں کہیں بھی اردو کی قدیم تہذیب یا تہذیب و ستیاب ہوئی ہے وہ مذہب ہی کی کورہ معلوم ہوتی ہے۔" (۱۷)

گویا اس طرح جو نفع نے خود اپنے وجود و فروغ کے لئے خدا کو سزا کر کیا اور اپنی بل کشتی سے اس خدا میں چودہ کی۔

تقریباً دکانوں میں کیا جاتا ہے۔ موہڑاں پہلو سے بھی سودنائے کرام کے مختلف مشاغل و ماحول کا رخ و حرکت کا موجب چہرہ۔

(ج) جلسہ ہائے سیرت : یہ جلسہ میں محکم اہل حقار پر غور ہے، یہ بسیار، ابن سب کا مقصود ذکر و مبالغہ مآب ہے۔

ہے۔ ایسے جلوں میں نعت کا احترام ہوتا ہے۔ آئمہ میں تلاوت قرآن مجید کے بعد، ازمانت پڑھی جاتی ہے، پورا مہینہ نکات درمیان دہلے دھلے سے نعت فرمائی کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔

جلسہ دئے حیرت کے علاوہ مسلمانوں کے ہر نوع کے حق، غلطیوں، تجسس، تخریبیات، خرافات، لغت نبی ﷺ کے بارے میں مزید دئے

جس پر یہ فروغ انتہائی کم ہے۔

اس جی ٹیک انصاف یہ سو ہے کہ پے یہ ہے، اعلیٰ مذہبی اہل الذم میں منتقلہ ہوتے تھے۔ اب دس گاؤں میں (مکاتب و مدرسے سے کالجوں اور

یونیورسٹیوں کی سطح تک) متعلقہ ہوتے ہیں اور غلط فہمی یا شخصیتیں ہیں۔ شخصی ہوتی اور ملکی پروگراموں کے طور پر ترتیب دینی چاہیے ایسے تمام جانسوں میں بھی نعمتِ خدائی ایک ملازمے کی صورت میں موجود ہے، جس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ غنی خصل بھی، اپنے دورِ ترویجہ، قلم میں ذکرِ رسول ﷺ سے اپنے خواب کو منور کرتی ہے اور خدا کی وسعتِ گہری سے اپنے انکار کو روکی ترویجہ ترغیب کرتی ہے۔

(د) نعتیہ شاعر: اردو شاعری کا سب سے قوی اور نہ محض سید اکبر شاعر ہے جس جہان میں مومن اور نیکو کی صورت

میں منعقد ہوئے تھے لیکن ہمارے عہد میں (خصوصاً پاکستان بننے کے بعد) نئی نئی مشاعروں کا رونق ہوا ہے۔ یہ مشاعرے یا تو کسی نہ کسی صریح طریق پر ہوتے ہیں یا شعرا بلا تہدو شرط اپنی اپنی فحش پڑھتے ہیں۔ یہ حوالی مقامات پر بھی ہوتے ہیں اور گھر والوں میں بھی۔ کوئی نہ کوئی نام و نشان کرتی ہے۔ ان مشاعروں کے جب بعد ان خفیہ اجتماعات میں آتی ہیں جو باقاعدگی سے ان کا انتظام کرتی ہیں اور بعد سے شعر لکھا ہو کر بڑوں سامعین اور عاشقان رسول ﷺ کے مجمع میں اور ان صلیب السلاطین سے تعویذ کو تدارکتے ہیں۔

فقیر مشاہدوں کے انجمن کا ایک قاعدہ یہ ہوا کہ شعرا تسلسل سے نعت گوئی پر متوجہ رہتے ہیں اور نعت ملی اور مستوی طور پر فروغ پاتی رہتی

ہے۔ کہہ کر صر سے یہ نفعہ کاغذ غصہ میں نفعہ الجھنوں کے دائروں و گھریلو انتظامات کی فضا سے باہر آگئی ہیں اور اس کا دائرہ اعتقاد کھیل گیا ہے۔
 نیوٹرین میں جریڈیو، ٹیلی فون سے اور لوگوں کا دماغ بھی ان کو متاثر کرتی ہیں۔

(۵) وسائل ابلاغ عامہ : ان میں بالعموم رسائل و انشادات (صحافت)، ریڈیو، ٹیلیوژن (ایکٹرونیک میڈیا)، ٹیلیس کوپ

مگر اس وقت یہ پکاراؤد غیر وصال میں :-

اخبارات اسچیفٹہ ورائٹنگ ٹائپ پر ملتی ہیں۔ ان میں عروست بھی ہوتی ہے۔ ناس نہ بھی، مگر سیاسی و فساد کی مناسبت سے مخصوص نہیں۔

کالتے ہیں۔ وہ کسی مرد و نعت سے حریں ہوتے ہیں۔ رسائل و جرائد میں آواز دانا جو نعت سے ہوتا ہے۔ بعض رسائل کی طبیعت انہوں کے ساتھ مخصوص فقیر لکھتے ہیں۔

رینج فورسز کی پر حشر۔ ایام و شعور کی مناسبت سے نقدیہ کمپس منتقلی باقی چہ۔ جن جن ملازمین کو فورسز میں ریورس منتقلی باقی رہی

اسٹیشن قائم ہیں۔ ہوائی اڈے ایک سو اسی کاغذ میں انجام کرتے ہیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے چالنے والے شہر کا انحصار کام شہر ہے۔ کبھی کبھار جو وقت کے لحاظ سے نڈا کر دیا اور خود پر کا نظام بھی ہے۔

فہمیں نور محمد اسو فون پر یک روزہ سیمینس بھی فروغِ نعت کا ذریعہ ہیں لیکن یہ ذریعہ زیادہ معیاری نہیں ہے۔ جب کوئی شاعر یا کوئی نعت خواہش رکھتا ہے تو اسے

فکری حیدر کی لے ہر نعمت کا ہے تھما سائے ذہن میں گیت ہی کی دھن کو دل کرتی راہنی ہے جس سے نعمت کی حرم صحت حاصل ہوتی ہے۔ یہ لے خیل

صوفی فطری اس مسئلے پر اس قدر غور فرمائی ہے :

"یہ مسئلہ صوفیانہ شاعری کی روح ہے اور وہی ہے صوفیانہ شاعری میں عشق و شوق، سوز و گداز، جوش و خروش، انداز

اور اثر ہے سب اس پر اور بالکل کافی ہے اس خیال کی بناء پر عشق و شوق کے امتیاز سے مراد یعنی نہ باب و مرثیوں

پر اس قدر محبت کا اظہار ہوا ہے تو ان کو عشق و شوق (صانع کل) کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔" (ص ۱۶)

آگے چل کر فطری طبع کا خیال پیش کر کے کہتے ہیں :-

"ہم کی صورت و جوارح اور بدن کا نام اب ہے حضرت صوفیہ اس صورت کے کامل نہیں ہو سکتے تھے

اور اس قدر فطری سمجھتے ہیں کہ "ہر کچھ ہے ایک ہی ذات ہے، موجودات خدا سب ہی کے فیوض ہیں۔" (۲۳)

حقیقت بھی یہی ہے۔ ہمارے صوفیہ تصوف کی حق دلیل پرورش یعنی نہیں ہے۔ حق کے یہاں فطری ذات فطری کائنات و دنیا ماحولیت ہلا

ماتلا کے فطری نہیں ہیں، جیسا کہ ان کا خونی تصور ہے۔ ہر ترکہ دنیا ہے، کلی کی جانب لے جاتا ہے۔ ہمارے سچے عقیدہ اور درست مسلک صوفیانہ

عقائد کے یہاں یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ظہر حقیقی کے صمدی ہے جس کے سامنے حیات انسانی اور کائنات کی فی الواقع کوئی حقیقت

نہیں۔ یہاں فطری ذات سے ہم اور غایت کامل مراد نہیں ہے بلکہ اللہ کی ذات میں جذب ہو کر اپنی انسانی کو بدلہ تو حید میں سرشار کر لے کے حروف

ہے۔ صوفیہ کا کردار بیش بہا ہے اور معاشرے کی ترقی و اصلاح اور فزول و فساد میں صرف ہوا ہے۔ انہوں نے محبت کو جو انسانیت کی ایک قیمت قدر

ہے، ہر گیر سچا نام کیا ہے۔ انسانیت کی بھڑائی، بھر کشائی اور چارہ سازی حق کا مسلک رہا ہے۔ تو حید انہی میں جذب ہونے کے بدلہ جو، انہوں نے

مکریم عز و جل سے انسانیت کا پرچم بلند کیا ہے۔ حق صوفیانہ نے جب شعر کہا تو اس میں اپنی باقی صدائیں بھر دیں اور شاعری فطری کی خوشبو کو آمیز کیا،

انسانوں کو صرف نہ لوندی بھڑائی بلکہ سچائی کی زلیخا بھی دیدی۔ ہر سوز و گداز معاشرے میں حسن، خیر اور عدالت کا نشانہ بنا

اور ہر عورت و ملت میں صوفیانہ طرز احساس نے جو ان مسائل کو سزاوارتگی اور مظهر کیا، وہیں صوفیانہ مسلک کے مطلق ایسے مضامین

ہم سے جو طرز کی ذات اور حیات انسانی کے لئے لائق ہو چکا ہے ان کی تسکین کا باعث بھی تھے اور ان میں جذبہ و فکر کے ترغیب سامان بھی ان صوفیانہ خیالات

نے جو انسان انسان کے درمیان فطری محبت بکھلا کر قائم کیا وہیں اللہ عز و جل کے دل کے لئے لڑو عہدے کے رشتے کو بھی مستحکم کیا۔

اور اگر طرز ان شاعری پر غور فرمائی ہے :

"صوفیانہ کلام اور صوفی شعرا نے ہندی ذہن کی اور شعرا و ادیبوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ صوفی کے مسلک سے کوئی

فطری خود کو کئی اختلاف کیوں نہ کرے لیکن کلی ذہن کی میں ایک عام انسان کے انمول کردار پر جو اثر ایک سچے

صوفی کا ہے، "مشرک فطری کا نہیں چاہتا مگر میں عام حور پر ہمارے انہوں سے قاطع کرتے ہیں۔ صوفیان

کے نزدیک انسان کا اصل صاحب دل ہے۔" (۲۴)

تفسیر طرز فکر :

تفسیر شاعری کے حوالے سے فطری کے نزدیک :

"قلبی سے مراد وہ تفسیر سا کہ وہ خیالات ہیں جو کسی ملک و قوم سے مراد نہیں ہے بلکہ جو حقیقت ہے کہ عالم میں

جو کچھ موجود ہے بلکہ کار و بار، زندگی کی روزمرہ باتیں ہیں، اگرچہ حقیقت سے دیکھی جائیں تو سب قلبی ہیں۔"

(شعر نظم خبر، ص ۱۴۱)

فلسفہ کی دقت پر اے ہے کہ فلسفے کے خشک اور وقت طلب مسائل کو شاعرانہ طرز میں لیا گیا ہے، چاہئے۔ نیز یہ کہ شاعری میں فلسفہ تصوف کے رستے سے تہہ چونکہ اکثر تصوف کی سرحد فلسفے سے ملتی ہے اس لئے صوفی شعرا فلسفے کے مسائل بھی لیا گیا کرتے تھے، قبلی اس سلسلے میں مولانا روم، سعدی، سنائی اور کمالی کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے فلسفے کے بہت سے مسائل کو شاعرانہ طرز انداز میں بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد فلسفے نے عام فلسفیانہ خیالات کو جو فقر میں ہماری تھی، مشعل عنوانات کے ذیل میں لکھا ہے۔ چند مثالیں یہ ہیں :-

☆	اعتقاد کے لئے پہلے عقیدہ کرنی چاہئے	☆	جو انسان مادہ قابل رکھتا ہے۔
☆	مذہبی جھگڑوں کی اصل دنیوی اغراض ہوتے ہیں۔	☆	خود غرضی یا مقبولیت کا سبب ہے۔
☆	اخلاق و اہل کی مصلحت	☆	مصلحت جبر
☆	عالم میں شر نہیں ہے	☆	جو ہر دھرم
☆	اشیاء کی ہم ہنس اور اکتساب کی پائی	☆	باقص غذائے کامل
☆	حقیقت ہی اس کے دلورج	☆	الہیہ حقیقتی
☆	ذکر خودی سے جھگڑے مٹ جاتے ہیں	☆	اتحاد الہیہ غیرہ

درج و نصرت کے حوالے سے، فلسفیانہ طرز فکر سے ہمارا مقصد زیادہ تر فلسفہ الہیات، فلسفہ نبوت اور فلسفہ اخلاق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مگوین حیات و کائنات کی وہ حکیم کامل اپنی حکمت سے عظام عالم چارہا ہے۔ وہ ہماری زندگی اور موت پر قادر ہے۔ ہماری تقدیرات اور مشکلات اس کے حکم کے تحت ہیں۔ اس کی ذات و صفات (اسمائے ذاتی و صفاتی) میں وہ تمام قدریں اور حکمتیں جمع ہیں جن کے تحت کارخانہ عالم نہایت لطم، توازن اور اعتدال سے ہماری دساری ہے۔ بعد ازاں اس کے دست اختیار میں ہے ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر جنبش نہیں کر سکتا۔ کتنے حوالہ ہیں، ظاہر و پنهان، اور ان سب کا اظہار و تنظیم ہے۔ جو میں ہمیں ذات باری تعالیٰ کے بارے میں حکمت، عقل، تدبیر اور فکر کے مضامین لانے چاہئیں۔ الہیات، حیات و کائنات کی پراسرار حقیقت، عقل کا غیر، تدبیر اور تدبیر کے ممکنات سے معمور جو میں کئی چاہئیں۔ دو اشعار کے حوالے سے ایک صوفی اور ایک فلسفی طرز فکر کا امتحان دیکھئے :-

صوفی شاعر :

ہر گماہی کہ لا زمی رود — دودہ لا شریک ی کوہ

فلسفی شاعر :

دگر درختان ہر در نظر ہو شید — ہر درتی و فرتی ست سرفت کردگار

نعت میں فلسفیانہ طرز احساس کے تحت ہمیں حضور ﷺ کی انسانی شخصیت کا بلاغ اور چرخ، تہذیب، اخلاق اور معاشرت میں حضور ﷺ کی اکتساب اکثریتی کا ذکر کرنا چاہئے۔
نعت میں صوفیانہ انداز فکر :

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم — کھینچے گا دل سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بھلی بھلی خوشبو مکی، بیدم دل کی دغا مکی — کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نعت میں فلسفیانہ اسلوب فکر :

اکری ہوت کے ایک ایک لمحے میں — ہے عجز اول ظرف ، من مکت لبہ پنہی
 اس مکان سے آگے کا مکان پہنچے ہیں — ہر چنگ بستا ہے مجرا ہر اکا پہلی
 اس زمان سے آگے کا دن پہنچے ہیں — سب گروائی صورت ہیں خبر سے وقت میں لکلاں
 کئے ہاتھ اور سوجی خاک ہے بحر ہائیں
 تیری ہر قربانی جہاد دے اگر دلی

(ماحقہ کرہلی)

تیسرے باب

عنوانات

حمدیہ شاعری کا موضوع اور اس کے فنی لوازم و متکلفیات

اللہ کا تصور قدیم مذاہب و عقائد میں

حمد اور مسلمان شعرا

حمد، اردو شاعری کے آغاز میں

حمد کے معنوی اور فنی لوازمات

(الف) مضامین کی نوعیت

(ب) حمد کی فنی تقسیم

(ج) حمد، بھیجی صورتوں میں

حمدیہ شاعری پر تنقید، نزاکتیں اور قباحتیں

حمدیہ شاعری کو جانچنے اور پرکھنے کی صورتیں اور معیارات

نعتیہ شاعری کا موضوع، اور اس کے فنی لوازم و متکلفیات

نعت گوئی کی اقسام : رسمی نعت، حقیقی نعت، اصلاحی و تعمیری نعت۔

نعت گوئی کی مروجہ ہیئتیں۔ قدیم سے جدید تک

امالیہ

مضامین

مزید بھیجیں

نعتیہ شاعری پر تنقید، قباحتیں اور نزاکتیں

نعتیہ شاعری کو پرکھنے کی صورتیں اور معیارات

تیسرا باب

ص ۲۱۲ تا ص ۲۳۸

(الف) حمدیہ شاعری کا موضوع اور اس کے فنی لوازم و مفہمات

حمدیہ شاعری کا موضوع اللہ تعالیٰ اور اس کی عویصت ہے۔ عویصت کے مظاہر کا حسبِ توفیق مرقان اور معرفت الہی کی بیاد پر حمدوں کی شعری تخلیق :

اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کا اور اس کے عرکان کسی بھی نامکافی اور دستیابہ پیلے سے ممکن نہیں ہے۔ ہماری عقل، ہمارے حواس، ہمارا
 دماغ، طہر آگہی اس کی ایک کنہ کا احاطہ نہ کیا تصور تک نہیں کر سکتا جو خالق ہے وہ مخلوق کے نور جو حد ہے وہ حمد و کے دائرہ احساس و تفکر میں کیسے
 سا سکتا ہے۔ ہر وقت سے ہے، ہمیشہ رہے گا۔ اس کے وجود کا کوئی نقطہ آغاز نہیں۔ اس کی بابت اور عقلی کا کوئی بیان ہمارے جملہ امکان میں نہیں۔ اس کی
 جلالت کا شروع ہر نگار اور پیمائش میں پکڑا کے رکھ دیتا ہے۔ کتنے عالم، کتنے زمانے، کتنی کائناتیں، اس کے حریف کن کے مظاہر لاقتدائی ہیں۔ اس کی
 عظمت کا کوئی شمار، حساب نہیں۔ عدالت، ہدایت، مہمانداری، انسان، جن و ملک، رخص و ملک، تحت اثری، مافوق ثلثا، فرش و عرش، در ملک و عرش،
 اس کی گواہوں کی طرح سے بحرے پائے و سرحد، کوہ صحرانوی و میدان، جنگ و زمان کی متعدد اقدار و اقدار کا اندازہ کس سے ممکن ہے؟ خود عالم
 سیرگان اور جہان سرمد اور اکب ہی کو کچھ سمجھے۔ زمین سے نسبت دیکھنے والے پانچ سو سو گز اور ستاروں کے علاوہ کتنے اقدار کو اکب، کتنے شمس و نجوم،
 کتنی کائناتیں، کتنے نظام اسے شمس موجود ہیں، اور ایک نظام سخت کے ساتھ ماحول ہیں۔ بیانات کا نظام کچھ سمجھے۔ نیچے کے درجہ سے اہم و مشہور
 قرآن تک پہلے ہوئے وقت (زمان) کا اپنا آئینہ عکاسی نظر کے لئے مہیا ہے۔ ہر ایک کی خبر ہے۔ ہر ایک کا وجود، ہر ایک کی نمود، موسموں کا تصور اور ان
 موسموں کے ہر قسم کی حیات پر اثرات، ماحول میں ایک جہاں حیرت اور اس کی غمگین کاریں ہیں جنہوں نے صاحبان عقل و علم کو ششدر کر رکھا ہے۔
 ہمارا بیچارہ، ہمارے اقدار و احوال، تمام حادثات و واقعات سب تقدیر و احادیث کے نور کے گرد گھومتے ہیں۔ خود انسان ایک عالم احسن ہے۔ اس کے اپنے
 کائنات پر نظر آئے تو انسان جو عجب عظیم ہو جاتا ہے۔

ہر ایک غیر خدائی قدرت ان اوقات و احوالات کی ہے جو انسان کو مبدیہ فیض سے عطا ہوئے۔ ہر ایک عرمانے خاطر بھی نصیب ہوں تو
 کسی ایک نعمت کے بے ہود انسان پر نہیں عمل کیتے۔ ہر قدرت در وقت کا سلسلہ ہے۔ ہم نہ اکتاتے ہیں۔ نہ اچھائے خود ایک نعمت ہے۔ اس وقت کے شروع
 پر نظر ڈالئے۔ ہماری لذت کام و دہن کے لئے پتائے عالم میں کیسی کیسی نعمتیں ہیں۔ غم کیجئے، غمگن کیجئے لب قذائف سے سامنے ہے۔ روٹی کا
 ایک قطرہ اور پانی کا ایک جرہ۔ ہمیں صحیح و سلاحت کی نعمت دی کہ ہم نہ ناش کر رہیں۔ ہماری آنکھوں کو پانی دی کہ اس لئے کو دیکھیں، قوت شناس
 دی کہ اس کی خوشبو سے بھوکا ہوں۔ قوت ذائقہ دی کہ اس سے لذت اندوز ہوں۔ ہاتھ کو جنبش عطا کی کہ لقمہ اٹھائیں۔ کام و دہن کو حیات اولیہ
 رقیبت عطا کی۔ جسم کو مشغول نظام ہائے طبیعی سے آواز کیا۔ خون کو گردش عطا کی۔ معدے کو ہضم کی صلاحیت سے نوازا۔ قذائف و تحلیل و انضمام کے
 مراحل سے گزار کر صالح اجزا کو ہماری حیات کا حصہ بنایا اور فضیلت کو خارج کرنے کی استعداد دی۔ ہر اس قدرانے صالح کو ہمارے لئے مہیا کر رکھا۔
 احوال ملایا تاکہ ہم مقاصد حیات اور فرائض و حقوق کو ادا کریں۔ زبان عطا کی کہ فکر و گفت و شنید کریں۔ جبین نیابتی کہ سجدہ و شکر ادا کریں۔ یہ صرف ایک تھے
 اور ایک جرمے میں لپی ہوئی نعمت در نعمت کا ذکر ہے۔ اسی سے بلی نعمت ہائے عرش کا اندازہ کر لیجئے۔

ہر احوالات الہی کی ایک اور صورت ہے۔ جب ہمیں عقل سے آواز کیا اور نیا عہد غلات کا جلد شرف پہنچایا، تب ہماری ہر نعمت مستقل
 مسلسل کے لئے انبیاء و پیغمبر اسلام کو مبعوث فرمایا، اپنے چارے و اسوں (صحف آسمانی) سے ہماری رہبری کا سامان کیا۔

عہد ہے اسے اختیار کی اور مجبور کی کا اندازہ حسب استغفار کیے مقامات کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک طرح سے ہوا اسلئے کہ ہے۔ الغرض جو میں محل ترقی
فیس بھریے شکر اپنے موضوعات و مقامات شامل کے جاتے ہیں جس کو دائرہ میں شامل سمجھا ہے۔ اس کے بعد اسلوب کی بات ہے۔ محل شعرا
نے خاص صوفیانہ اسلوب میں جو کسی شب کہ مورد مرہ نے تسلیم کیا۔ عکس مانا حقیقہ اور قہر بن اختیار کیا۔

جو یہ ملازمین تمام شعری اصناف پر پیدا ہیں۔ قول، نظم، قصیدہ اور مثنوی، سرحد ہوا رباعی، ہر آئینہ خیال میں جو اعلیٰ کام کو نظر آتا ہے
جس کا ہائزہ زنجیر سے جڑا کیا جاتا ہے۔ کہا ہے یوحنا کا آثار، جو سے کہے جانے کی روش عام تھی۔ ایک جو یہ شعر ہوا تھا ایک جو یہ قصہ۔ مثلاً
کلیات آتش کا پہلا شعر :

مہلب کہا میں دم مرا ہوں میری گنجین کا — سلامت تم ہے جس قطرے کو روپ کی پہلی کا

کلیات نظیر :

دل ہوا جس روز مہلب ہونے دل ہوا کا — خادہ پیکر دن اس مہلب کی ہم غنہ کا

دو پہن غالب کا پہلا شعر :

مقل لڑوی ہے کس کی شوقی ترہ کا — کادہ ہے کہ میں ہر ذکر قصور کا
جو یہ مضمون ایک شعری جائے ایک قلم میں کہنے کا روح خدا ہی نظم شعری جو ہے کاسر ہا ہستی تھی۔ مثلاً کلیات سومین کے
آواز میں ۷۷ اشعار کی جو ہے جس کا مطلع ہے ۔

الحمد لرحب العظام — میں شوق نے کیا حرا بکھلا

مثنوی کا آغاز بھی اسی طرح جو یہ قلم سے ہوا تھا شوقی ہمدی قدیم متف شعری ہے۔ بیگنوں مثنوی متف موضوعات، گھسی گئی
چند اکڑ کا آغاز حمد و ثناء کے مطابق ہے۔ مثلاً وہ کی وہ مشورہ فقہ مشورین کا آغاز اسی انداز سے ہوا ہے ۔
گزارہ حسیم :

ہر شغل میں ہے شوق کدی — فرد ہے قم کا، ہم ہادی

سحر البیان : ۸ اشعار کی حمد و درج ہے۔ پہلا شعر یہ ہے :-

کوں پئے زنجیر ہادی رزم — بکا جس کے ہبے کو دل قم

روح ہادی کلیات کاسر فقہ ہادی کے مطلع بھی قول کے مطابق کہ یہ انداز میں کہنے کا روح بھی نظر آتا ہے۔ مثلاً

حیات : ۱۰۱ شعر ہوا تو ہی سدا — ہمد گدا . ہمد گدا

بکر : کزت میں بھی وحدت کا حقا نظر آتا — جس رنگ میں دیکھا تھے دیکھا نظر آتا

ورد : جگہ میں اگر ہمد کو ہمد دیکھا — تو ہی تو نظر . ہمد دیکھا

محل مقامات قول نے کہے در میان میں ان کی شعری قطعہ جو یہ کہہ اپنے ہیں مثلاً غالب کا یہ قصائی شعر :

اصل قصود و شہد و مشورہ ایک ہے — جویں میں ہر مشاہدہ ہے کس مہلب میں

یہ راز بھی فخر آج ہے کہ ہری نرل محمدؐ مطہرین سے پر ہے خلافت کی نرل جس کا یہ مطلع ہے
 جسکی کو جو پاں ملو کر نہ دیکھا — حقیقت میں جو دنیا قادر دیکھا
 ہستی کی نرل جس کا مطلع ہے ۔

”ہر اکون ہے جہاں تر ہے — اکون ہائے تجے کس تر ہے
 پناہ کی نرل جس کا مطلع ہے ۔“

کال ہے جو نرل سے وہ ہے نال نر — نئی جو ہے نہ تک وہ ہے حال حیرا
 ہستی کی جو محمدؐ نرل ہے ۔

مقدور کس کو محمدؐ خدا سے بنیں گا — اس باپ ہے نہیں ہے ابن تین و کال کا
 نرل کے طائر نظم کی مختلف شکلوں میں محمدؐ خلیفہ کا نظم کرنے کا دستور تھا ظہیر اکبر گدائی نے چار مقامات کا نظم کیے ہیں ۔
 ظہیر عرب ہدایت میں اسے درخشاں قیاس و گمان ہے کہ جو جہاں راگو ساقی ہو العلق الباری المصودا چڑیوں کی صفیہ غیر
 اس مقام سے ذرا نکلیں :

اس نرل و ہا کے مرے میں یہ جتنا کھم کھا ہے
 یہ فطرت جسکی نے جو کھا ہے یہ رنگ جسکی نے دھا ہے

۱

سائجہ سورے چڑیوں کی کہ چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
 چوں چوں چوں چوں چوں چوں کیا، سب چوں چوں کرتی ہیں

مرچہ وہ صنف ظن ہے جو دین کی چڑیوں پر دستور ہوا ہے جس میں خدا سے ترکا کے خدا کی، مہم کے وہ حقیقی معنوں کی اخلاقی صفات
 کا ذکر وہ سب کے حوالے سے اس اللہ سے رخصتی کی مستوری کی ترتیب جس کے عشق میں اس اللہ میں نے ہام شدت نوش کیا۔ مرالی میں ہاجا
 جہاں کی کے گھوڑے ملتے ہیں جس میں مرالی کا آغاز ہر وقت کے مضامین میں سے ہو گیا ہے، خصوصاً یہ مرچہ قاصد کے ہرے میں مگر وہ اسلوب
 سے گہرا ہے۔ نہ یہ ہرچہ درخشاں کا آغاز تھا کہجے ۔

الغرض :

۱۔ وہا جہاں نظم کو نظم درم کر — اے ہر کرم شک ذرا مت یہ کرم کر
 تو لیں کا مہا ہے توجہ کوئی درم کر — کم یہ کہ اہل بیادوں میں رزم کر
 جب تک کہ چمک مر کے پر تو سے نہ جائے — اہم فن میرے نظم نہ سے نہ جائے

آغا سکندر مہدی :

ام اللہ سے آغاز ہیں کرتا ہوں — کون پاک سے مقصد کو ہیں کرتا ہوں

مرد و قبیح خدایہ جہاں کرتا ہوں — مردانہ اور کم میں وہ نہیں کرتا ہوں
 ذکر تو یہ عہدات ہے رقم ہوتا ہے — سرگوں عہد اچھی میں قلم ہوتا ہے

بہ نیکو ملتا رہے، شاہک داسے اور غنیمت میرت کے مجھے جو یہ ملائیں کے بھی حاصل ہیں۔ نصفہ منقبت کے پیکڑوں مجھے شام
 ہو چکے ہیں جن میں محبوب نہ اٹھتا اور درگانہ دین کے فضاک چہ کرنا ان کو نہ لوندی کی پہاڑ مریدت کرتا ہے۔
 جس طرح فضل نے سو فیاد مقام کو پھیلا دیا، اسی طرح قصیدے نے مقرر مقام کو کام کیا۔ اگرچہ مرد میں الا قصائد میں ملاطین دایرا
 تک مرد ہیں لیکن عہد راکب دین کی دھار کم ہوتی ہے تو حراشی کے یانے نکل ہی آتے ہیں مثلاً غالب کا یہ مشہور مطلع :
 دہر جہ جلوہ بیکائی مستحق نہیں — ہم کہیں جاتے اگر حسن دہر خود میں

ربانی ہمارے عہدوں میں ایک سنی مسکن کو پناہ نہ سہتی ہے۔ روئے شاعری کی ہامات سے الٹا ہے جس میں حراشی کے بھول
 رکھ ہے چہ۔ خلا

والی :

دکھ دھیں کوں ہر تن تو سہوہ طرف
 دکھ میں کو ہر حال تو سہوہ طرف
 مہدم کو سہوہ سے کیا نسبت ہے
 لونی ہے کہ مال ہو تو سہوہ طرف

حالی :

کاکا ہے ہر اک بکر میں لٹکا حیرا
 مگر ہے ہر اک گوش میں لٹکا حیرا
 اے فیس جس نے تجھ کو چلا ہے طرہ
 بے ہوئے دل میں بھی ہے لٹکا حیرا

جیسا کہ ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ ماس جو یہ خیالات کے ماہر ایسے بھی بکثرت مضامین مرد شاعری میں ملتے ہیں جو واسطہ مرد
 ہی ہیں مثلاً وہ صوفیانہ مضامین جن میں وحدت و کثرت، وحدت وجود و وحدت المشہود، جزو کل، موت و حیات، بے ہمتی اور عشق حقیقی کی مختلف
 کیفیت کا تذکرہ ہے اور وہ مضامین بھی جو دار سے اس نظام اخلاقی سے تعلق رکھتے ہیں جس کی بنیاد عقیدہ توحید پر ہے اور طلب عشق کے۔ مضامین بھی جو
 مذہب کی تقریب میں آتے ہیں۔ ان کا نام صوفیانہ، عشقیہ اور اخلاقی خیالات کے سلسلے میں وہ ہمارے لیے ملاحظہ ہوں۔

آتش :

دہرات ہے نہ کوئی دلتی ساتھ اپنے — نکتہ صانع ہر دوکار رو میں ہے
 کرے جس قدر فکر نصرت " کم ہے — حوسے لونی ہے نہیں کیسے کیسے

میل :

آج کے کس کے کیا کریں دستِ معِ درد — وہاں نہ سوچا ہے رہائے دھرے دھرے

شوق :

موت سے کس کو دشمنی ہے — آج وہ گلِ بھری بادی ہے

مومن :

اچھی چیز انکارِ لٹاں دے — خفاں شعلہ رنج و غم پہاں دے

النبال :

اچھی گزرتی میری مکی ہے — مرا نورِ ہجرت ہم کردے

ہدیہ شاعری میں جس کا نقد آئندہ ہم اقبال کو قرار دیتے ہیں، وہ بالی کے مطابق یعنی ہر کار کی اہم ترین بات کی مطابق قسم ہوتے نظر آتے ہیں۔ لبِ نہدی کی کبریا کی ساتھ مصعبِ بصری کا مرقع اور اعلان بھی کیا جانے لگا ہے۔ منہات کا اور منہات لہر بھی دے ہے لیکن لبِ حسن منہاتی مطابق میں شعر کے ساتھ حکایت اور گہنی بھی پہائی جاتی ہے جس میں ایک طرف سے اس نے عقلی کو اعلیٰ ہے جو ہر دوسرے کے باہر ہے کے رخصتے کا نتیجہ ہے اور مرقعِ خودی کو اعلیٰ ہے۔ اقبال کے یہی فکروہی لیے کا لہجہ ہے یہاں فکروہی شعر ہے

سندھ سے لے چلے کو جسم — مٹی ہے یہ روزِ اقبال نہیں ہے

بایہ غزل :

اگر آج وہ ہیں انجم و آسوں بھرا ہے یا میرا

بایہ غزل :

دگرگوں ہے جہاں تاروں کی گردش تیرے ہے ساقی

اقبال نے مطلبِ اسلام کی شکل نو، حیدر، توحید پرک۔ اس لئے ان کے مدد فکر کے حرج کے مطابق ان کی دہر شاعری کی حیدر، توحید ہے جس کے حوالے سے اقبال فرد کی تہذیب نفس اور ملت کی اجماعی تعمیر کو کر رہا ہے۔ اسی لئے ان کے یہاں اہلِ توحید سے حقائق مطابق رہنا جو نہیں چھوڑا تھا۔ یہاں

توحید کی نعتِ ہمنوں میں ہے اللہ — نہیں نہیں سنا ہم، شبن ہزارا

خدا نے ہم پر لے گا دوسرے قدرتِ تو ہے — نہیں یہ آراے قائل کہ مقرب نہیں تو ہے

مٹا دے میرے ساقی نے عالم میں، تو — پا کے مجھ کو مجھے لا لا لا ہو

اقبال کی نظم اور غزل ایک اور نظم جس کا عنوان لا الہ الا اللہ، ساقی اور کاوانیہ تھا، نظم لہجہ کے انگریز فاضلہ، اقبال کے اسی حیدر اسلوب کی خصوصیت نکلتی ہیں۔

پہلے دور کے شعر کا سرمایہ تین فنون کا ہیں تکنیک اور تہذیب سے تین کی پہلے سطر کرتا ہے اس لئے ہر دور کے شعر کے بعض شعرا کے یہاں حیدر مطابق میں ایک پہلی سطر دے ہے۔ اس میں ایک نئے اور طرہ صورت اسلوب کو نظم ضرور دے ہے لیکن اس نے کو ان فیسر دے جاتا ہے کہ

توحید کا جلوہ آنکھوں سے نہ مل سکا۔ حد سے حد میں غلغلہ مانتی کی پودت نے، غلطی تحقیق نے اور نفاذ ممکن کی غلغلے کے انہوں کے احساس نے جس کے سبب غلغلے کا پودتہ غلغلہ، جس نظر آئے ہیں، اللہ کے وجود اور اس کی عظمتوں کے تصور کی جڑیں اور سے دل و دماغ میں مزید پختہ کی ہیں۔

انہوں نے رکھا ہے قدم سخن قمر میں — اک جلوہ ملا ہے مری لمرست فکر میں
مست گل کو قوم رنہ ملا ہے کون — دل میں اداسات کی قمیص جلا دیتا ہے کون
سب جلیب بند دھولے کو ہونے ہے نظر — وہ تحقیق پر پودے گرا دیتا ہے کون

(عاصی کرہائی)

حرانی میں حر اور سنا جاتا ہے اہم اجازتیں۔ ہر مادی کی کمالات اور انہی دو اجازتیں میں ہو جاتی ہیں اور سارے مضامین و خیالات کی وسعت اور پختہ گی ماضی میں سنا جاتی ہے اس سلسلے میں میرزا کا ایک اہم اور دقیق اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

”میرزا میرزا کے رشتے کے احترام اور نام کے لئے نبوت مری اور تعلیمات نبوی نے جو اہم اقتدار رکھے، ان کے دو حقون ہیں۔ ایک ذکر و حمد و ثناء کی اور دوسرے دعوای مہات۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل نبی کی جس طرح مہر کی یاد کی تاکہ فرمائی، اس کے جو خدا کی صفات بیان فرمائے، اس کے جن اسرار و حکم کی غلبہ کھائی فرمائی، اس کے ہر مہر و ذکر محض ایک فریضہ اور شہادہتیں وہ جانتے ہیں وہ مہر کی کی ایک جہادی ضرورت، لہذا انسان کی ایک خاصہ صلاح کی تہذیب اور دل کی وہ امن پہنچے ہیں۔“ (۲)

(ب) حمدیہ شاعری پر تنقید۔ نزاکتیں اور قیاسیتیں

(ج) حمدیہ شاعری کو جانچنے پر کھنے کی صورتیں اور معیارات

حمدیہ شاعری پر تنقید اپنے اندر بے حد و حساب نزاکتیں اور قیاسیتیں رکھتی ہے۔ ہم کسی مہر کو اچھے پورے غزلوں میں تقسیم نہیں کر سکتے۔ ایک مہر نگار کے اہل دل کی تمام تر صداقتیں اس کی کسی ہوئی مہر میں رہتی ہی ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم مہر کی قمیص ہی کریں گے۔ البتہ فن کے عناصرات کو سامنے رکھ کر یا مضامین و خیالات کی خوبیتوں کے پیش نظر ہم اس پر تنقید کر سکتے ہیں۔ اس میں خیالات، زبان و بیان، مولو اور اسلوب کے معیار کی سطحوں پر گفتگو کریں گے۔ نیز یہ کہ توحید ماضی کے جو مضامین و عقائد ہیں، کیا ان پر تنقید میرزا ان تقاضوں سے انحراف تو نہیں کرتی؟

حمدیہ شاعری پر تنقید میں سب سے بڑی قیاسیت یہ ہے کہ ہم کسی کی عقیدت اور اس کے دین و ایمان کو کسی پیمانے سے نہیں جاپ سکتے۔ ایک شخص جس نے کل چڑھ لیا ہے اور توحید و رسالت کا اقرار زبان و قلب سے کر لیا ہے اور اب مسلمان ہے اور اللہ کی توحید اور اس کی ذات و صفات پر بوجہ کامل اعتقاد رکھتا ہے۔ سچو مہر اس کی زبان و قلم سے نکلے گی وہ اس کی صداقت ایمانی کا مظہر ہو گی۔ البتہ یہ کہ اس نے کسی مضامین و خیالات اور اللہ و مستندات کو ہر اکھن شعر میں لادیا ہے۔ سب سے پہلے اس امر پر نظر اٹائی ہو گی کہ کیا اس کے یہاں توحید خالص کا یہ اور راز کا حرقان ہے؟ کسی ایسا تو نہیں کہ کسی خیال کے بیان میں یا کسی بے احتیاطی کے سبب یا لفاظی اس سے ایسی بات لاد ہوئی ہو جو توحید خالص کے معانی ہے۔ شفا اللہ کی قوت و اقتدار میں کسی کو شریک کرنا اور اللہ کے ساتھ ساتھ کسی اور ہستی سے اعتقاد۔ ایک شخص جو کہتا ہے اور اہلک بعد و اہلک بعض کے قوت و ہر دور مستند میں صرف اللہ سے عاجز و غلیظ کا پند ہے، اسی مہر میں یا کسی منفرقتہ صفت میں کسی مہر پر سے بھی طالب اور ہو گا۔ یہ اور

اصول اور احکام میں ہم کا پرہیزگاری ہے۔ (احکام و احکامات کا نظام)
 یا عظیم شہنشاہ اور ان کے ہرے میں سو فائدہ تیسرے جذبہ اور مطلوب دین کے فروغ کے مستند۔ اقبال کی رائے اگر فردے مجموعہ

مرکز نشہ

میرا شکر ہے یا خدا من بابت۔ اللہ سے شکریہ کی بات کیا جائے اور شکر کی بات میں سے تہذیب اور امت اسے برہائی کرنا۔ لیکن تو بھی تو دلور
 نہیں، کچھ کہہ سکتا اس کی شان و ذات کو کسی سبب میں نہیں مل سکتا۔

شکوہ ہے یا بھی کہے کوئی تو لازم ہے شور

جو شک، مگر افسوس کہ روزگار کا شہرہ روزگار میں اللہ کی بالواسطہ شکریت ہے کیونکہ شک و تشویش بڑا ہے اور وقت کا وہی نائل ہے۔
 خصوصاً شک و شکست کی سازگاری پر اللہ سے شکوہ بھی جو سرور و شکر ہو تو کل کی غلطی کے معافی ہے۔

تمام شدہ باتوں کا اثر انہوں پر نظر نہ ہوں تو ہے وہ ہم دوست کے حاکم فرد و چار و قہم ہا کیوں کہ منہا اب اللہ سمجھنے اللہ کی نعمتوں سے
 جو اقلیت اور کچھ عقل کی دلیل ہے۔

اللہ کو ہر دور میں عموماً کہہ سکتا ہے کہ اس سے منسوب کرنے کی جلدت اس کی توحید اور عزت کے لئے نہیں ہے اور ایک طرح
 سے شرک کی تشریف میں آتی ہے مثلاً کہیے کہ کانا کو خدا قرار دے کہ اللہ کا اس کے اندر سے عاجزی کی کارآمدی مسرور غیبت و اشتغال کو دیکھ کر کہ اللہ
 کی حمد و تحمید اور انسانی سطح پر اس کے عواطف کا عمل (محرومی اور کمی کی تحریر کا ایک اہتمام ہے مگر نہ ہو گا۔)

”میرے خیال میں حرکتوں کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہم خالق کائنات کی تشریف کرنے وقت اللہ صفات کی اسی
 تشریف تک محدود رہیں جو قرآن و سنت نے ہمیں تسلیم دی ہے۔ اگر ہم اپنے دق قس طم اور محدود عقل کی روشنی میں
 ان صفات کی تشریف کریں جو ان دونوں کی حدود سے باہر ہیں تو ہماری مثال اس گھوڑی کی ہوگی جو اپنی جھونپڑی میں
 دھنسا ہوا کہہ رہا تھا کہ اللہ اگر تو میری جھونپڑی میں آجائے تو میں تجھے دھکا دے گا۔ میرے پاس نہ ہاں گا۔ میرے
 سر پر گل لگاؤں گا اور تجھے مانتے ہو کر بچھا بھلوں گا۔“ ان تمام تقریروں کے پیچھے جذبہ وہی ہے جس کا ہم
 جب اٹھتے ہیں کہ اس جذبے کے اندر کے لئے اس منہ اور اس عقل نے عقل اپنی حدود عقل اور دق قس طم پر اظہار
 کیا۔“ (۵)

من بہ کم و تو بہ مکافات دی — من لزل مہین من و تو جیت بحر

(اللہ کو انسان بھلا کہہ کر انسان کے ہم سنگمانے کی جلدت)

مستند ملے کر دل ہول رونا لونی خیال — لیکن اس مستند روی کی برائے ان خیالات میں میں ہوں کہ اپنے جہد واسطہ پلاطو اللہ کی ذات
 مطلق تک پہنچتے ہیں اور اس کی الوہیت، قدرت، حکمت اور شان و عظمت کا اختلاف ہو تا ہو۔ ”بلند ادب انہ پاش“ کا نثر وہ بھی خیال کی مستند روی اور
 لکھ رہی ہے۔ ہر گاہ اللہ سے ہم باہر و سالک، دونوں ہی انتخابی مزاج اختیار اور عجب احرام کا قضا کرتے ہیں اور خیال و زبان و بیان کی ذرا سی لغزش
 بھی ہمیں کو غلط شدہ کی گرفت میں لاسکتی ہے۔

میں نے ملوہ و فنون اور فنان کے عقلی تجربوں کے ثمرات سامنے کو ہے ہیں وقت کی رفتار کے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہمارا اہم اور اہم
 تہذیب کے مہول و مساکین سے مختلف ہے۔ سائنس طرز احساس کے سبب آج کے لوگوں کا انداز فکر قضا سے تمام تر یکساں نہیں۔ یہ سب سے انکار

نعت گوئی کی اقسام

(۱) رسمی (۲) حقیقی (۳) اصلاحی یا تعمیری

(۱) رسمی نعت گوئی

یہ نعت باخت کے برجہ پانٹ کے سر شمر کی اس میں شاعر کا دورہ حقیقی نہیں ہوتا ہے۔ اس کے قلب میں شوق و احساس محمدی کی مثال ہوتی ہے اور وہ اسی پہاڑی کو حوالہ قرطاس کرتا ہے۔ اس لئے یہ نعت صاف ہو جاتی ہے کہ رسمی نعت محض حمد کا ٹکسی ہوتی ہے۔ یقیناً مسواہ کتہہ جسم کی نعت کا تصور وہی ہوتا ہے لیکن رسمی نعت میں صرف وہ نعت ہے جو جبردی طور پر کسی بھی صنف شاعری میں شامل ہو جائے۔
رسمی نعت کا ردیو یہ رہا ہے کہ شاعر جب (کسی بھی صنف میں) آغاز کلام کرتا ہے تو محمد اور نعت کے شعور کا قصیدہ پڑھتا ہے تاکہ اس کی فکر اور اس کی تخلیق (شعر) پاک ناموں سے مطہر ہو اور باقی حصہ کلام پر نہ وہ رسول کی رحمت و رحمت کے فرائض و حیرت ایک مسلمان صنفی غامبی پر کام سمجھتا ہے کہ نعت اور رسول پر اس کا انداز اور ہادی رہتی ہے یہی جہت اور ایمان رسول کا سیدہ رہتا ہے اس کے لئے کلام و لہجہ کا سبب ہے۔
رسمی نعت کا شعر حمد کے فوراً بعد آغاز کیا جاتا ہے۔ لہذا یہ قصیدہ کا یہ ہے۔ ان میں شاعر جب شروع قصیدہ، حریفہ و نظم کرتا ہے تو اس کا سبب بھی حمد و نعت کے شعروں کا ہوتا ہے لیکن رسمی نعت کا یہ رویہ صرف آغاز پر موقوف نہیں ہے۔ شاعر جہاں چاہے وہاں کلام میں میرا شعر لاسکتا ہے۔ غیر مسلم شعرا نے بھی مسلمان شعرا کی صحت کے زیر اثر یہ روشہ لی ہے۔

(۲) حقیقی نعت گوئی :

یہ نعت پورے کلام پر پیدا ہوتی ہے اور شاعر کسی بھی صنف میں و مطلقاً یا منقطع حقیقی (کلی) نعت لکھتا ہے۔ نعتیہ فزل، نعتیہ قصیدہ، نعتیہ مشق، نعتیہ نظم، نعتیہ لہجہ۔

حقیقی نعت اس لئے زیادہ اہمیت کی حامل اور ماحول تو یہ ہے کہ اس نعت کے کہنے کے لئے شاعر مکمل طور پر ایک ادبی نظام ہوتا ہے۔ اپنے جذبے یا فکر کو ایک سرور ماحول دیتا ہے۔ ہر ایک اظہار کا ایک نقشہ تیار کرتا ہے۔ مسلمان کا چہرہ کرتا ہے اور اہل اللہ کی اور صفات محمدی کے کسی بھی موضوع پر حقیقی عمل سے گزارتا ہے۔ نعت کے ماحول میں اور ماحول کے شعور کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہر نکتہ کسی نوعیت سے سوز و گہما گہما کے ایک بحر پر نعت بنتا ہے۔ وہ فن اور فکر و اظہار کی تمام تر صفات سے کام لیتا ہے اور اپنی بات میں شاعر کا سامان فراہم کر لیتا ہے۔ نیت کی صداقت بدل کی ذہن۔ جوش و خروش، شعور و ہوش مندی، ہوش و حواس سے معذور نعت یقیناً "از دل فیروز اور دلہ جوا کات" میں جاتی ہے۔

(۳) اصلاحی یا تعمیری نعت گوئی

حقیقی نعت گوئی میں یہ گنجائش ہوتی ہے کہ شاعر کسی موقع کو متنب کر کے جاری تک اس کا ابلاغ کرے۔ وہ اس وقت رسول ﷺ اور میرت مقدمہ محمدی کو قصیدہ بنا کر اس کا ابلاغ کرتا ہے تاکہ فرد کی فکر اور میرت کردار کی بھی توجہ ہو اور اسلامی معاشرہ بھی اپنے خدا و خالق کی توجہ توجہ کر سکے۔ یہ عام انسانیت بھی اپنی بیوی اور انسان کے لئے اسے اس کی فکر و عمل سے نکالے۔ اصلاحی نعت کے آئینے میں شاعر فرد اور معاشرے کے آشوب و درمہداریت میں عین کرتا ہے اور حضور ﷺ کی حیرت سے حل مسائل کا جواب دیتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں جہت انصاف و امت مسلمہ کے گواہوں آشوب ہوتا ہے اس لئے تعمیری اور اصلاحی نعت ہے مقصد کے اعتبار سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

نعت گوئی کی مروج ہیئتیں (قدیم سے جدید تک)

(۱) غزل (۲) مثنوی (۳) قصیدہ (۴) قطعہ (۵) رباعی (۶) نظم

نظم کی قدیم صورتوں میں نظم کو صورت لیاقت کہتے، پانچ درجہ کی شکل میں لکھتے، سہا، ترنچہ، ترکیبہ۔ اس کے علاوہ نظم کی تنقید صورت تہہ۔ گیس لور مسدود۔

جدید نظم میں نظم آزاد، نظم معری، بحر، سانیفہ غیر شامل ہیں۔

(۷) ہائیکو (۸) دوہے (۹) گیت

اسالیب

نعت گوئی کے اسالیب تاریخی احوال میں بھی بدلتے رہے، شاعر کے ادبی اہل نے نئی نئی راہیں نکالی ہیں۔

مضامین :

- ۱۔ شروع سے اگر تک صرف سراپا نگاری۔ حضور علیہ السلام کے بھائی صورت کہیں۔
- ۲۔ سیرت نگاری۔ حضور ﷺ کی انفرادیات کا مجموعہ یا کسی ایک حسن یا خلق کا ذکر۔
- ۳۔ حضور قدسی کا ذکر سادہ۔
- ۴۔ سطر صریح کا ذکر۔
- ۵۔ مجازی و مثنوی حضور کی کہیں۔
- ۶۔ رد و تہذیب و تعجب کا سطر۔
- ۷۔ دینی شریعت کے کسی مقام یا عادت پر پڑنے والا۔
- ۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی حد پر عطا قول مبارک یا ٹیپ کو مستعمل کرنا۔
- ۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لفظا کی، منصب نبوت، مقصد نبوت اور قصید نبوت کا ذکر۔
- ۱۰۔ آشوب نگاری اور فراوان استعارے کی عادت۔
- ۱۱۔ رحمت جوئی اور شفاعت طلبی۔
- ۱۲۔ رندیت کا رنگ سے خطاب میں تعلیقی اور اسلامی انداز۔
- ۱۳۔ پوری نعت میں سطور تمام کا ذکر نہ کرنا۔

مزید ہیئتیں :

- ۱۔ کسی دوسری زبان کی نعت کا ترجمہ مثلاً شروع قصیدہ۔
- ۲۔ اردو نعت کے مصرع یا شعر میں عربی، فارسی یا ہندی کلمات کی بجا بجا کاری۔
- ۳۔ ایک مصرع اردو میں دوسرا مصرع کسی دوسری زبان میں کرنا۔

(۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم و معارف کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ ازل سے لے کر تک اس عالم ممکنات میں جو اصحاب فضل و دانش پیدا ہوئے ہیں گے اور لوہا بپ کمال، عروج و رفعت کی جس سہ کر کتاب تک رسائی کریں گے وہ حضور ﷺ ہی کے علوم و معارف کے علوم کے خوش فہم ہوں گے۔ اس کے باوجود حضور ﷺ کی ذات مہر کہ کوئی تعالیٰ نے اپنے علوم کے بہ پایاں سند و میں سے اسے ہی علوم مطالعے میں پہنچنے اس عظیم و مجید نے چاہے ہیں (اور ان کی بھی کوئی حد و انتہا نہیں ہے) تاہم حضور علیہ السلام کے علوم "مطالعہ کردہ الہی" ہی ہیں اور حضور ﷺ اللہ کے تمام تر علوم کے حامل نہیں ہیں۔ چنانچہ نصرت میں اس جہز تک کہتے کہ محمدؐ رکھا ہے اور حضور پاک کو مطالعہ علوم و معارف "اللہ" قرار نہیں دیتا چاہئے۔ نصرتوں کے مطالعے سے ایسے مقامات بھی نکلے گئے ہیں جب آپ کو اللہ کی مانند عالم غیبہ شہود قرار دیا گیا ہے۔

(۵) ہمیں ایک بار جہز کبات نہایت درخشاں ہو گئی کہ تمام اصحاب و عقائد و ضوابط اللہ عظیم و جلیل آپ کی بارگاہ علم کے توحید یافتہ، آپ کی نگاہ انکسار کے فیض یافتہ اور آپ کی درس گاہ اخلاق و سیرت کے پروردگار و یقیناً پیغمبر میں آپ کی مصاحبت اور رفاقت کی سعادت سے شرف تھے۔ اسلام کے فرد و نور دین کی اشاعت میں وہ آپ کے انصار و مددگارین تھے اور اخلاص، نیاز مندی اور قرب و ولایت کی صفات عالیہ سے مزین تھے۔ اس کے باوجود حضور علیہ السلام اور ان میں وہی فرق تھا جو ایک معلم و تلمذہ میں، ایک سلطان اور مطیعوں میں، ایک مقلد اور مقلدوں میں ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا در حالت اور امور تبلیغ میں اس کے باوجود وہ ہمیشہ تھے ووردہ سب آپ کے ملتزم خدمت و ولایت میں منسلک تھے۔ حضور ﷺ امور اسلام و شریعت میں ان کے "مکلف" نہیں تھے۔ اگر نصرت میں کوئی ایسا پہل نکلے کہ اسے کہہ کہ حضور علیہ السلام کی نبوت صاحب امتیاز حق اور کلام رسالت ناقص ہو تو موجودہ جہز کا اگر کمال یا کمال صاحب امتیاز سے ہاتھ کھینچ لیتے۔ یعنی کسی بھی صورت میں آپ کو "شریک نبوت" قرار دینے کا خیال اگر کسی نصرت و نام میں آپ کی نگاہ کا راسخ نہ ہو تو کیا آپ اسے مثالی شان و رسالت اور مختلف فتا و مقاصد نبوت قرار نہیں دیں گے؟

(۶) نصرت میں بعض ایسے وہ انہی مقامات آئے ہیں جن میں جذبات کا، اسات پناہ پر غائب ہوتا ہے اور ہم نشاء و سرشاری کی ایک کیفیت میں ملوث ہوتے ہیں۔ اس مقام پر اگر احتیاد و اس کی گہر نہ ہو تو بہت سی لغزشیں اور بدعتیں ہیں۔ وہ ان میں، اٹھنا چاہئے کہ غلبہ عشق و رسول ﷺ کے باوجود یہ مستحق ہے خودی کا مقام نہیں ہے۔ کتنی ہی معلومات و دور رسوں علیہ السلام پر مجہز و زہری کا مضمون خلاف توحید پرستی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور پر جہین عقیدت و قلم کی ہانکتی ہے لیکن اسے مجہز۔ کا نام مقام قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اسی طرح یہ مقام دیا آگئی، وہ ہوشی، مگر یہاں دوریہ کی کا نہیں ہے۔ "بغداد اور اباباش" و "مہر و شہید" کی شرائط پر چلنا پڑتا ہے۔ دامن حرم و احتیاط پر گرفت رکھنا لازمی ہے۔ یہ جہز منزل و مہم ہے اور رسول ﷺ ع

لوب کا ہی ست ذریعہ آہل نور و عرش جہز تر

یہ "قصہ گم کردہ" کی منزل ہے لیکن گم شدگی نہ اس کو نہ اسے ادب کی دلیل میں آنا چاہئے نہ کہ حقائق سے خودی میں۔ آپ "سی و قصہ" کی روایت لاکر دوبار رسالت میں و قصہ فرمائے لکھیں یا ع

"قرے ووردہ میں آکر قلندر و قصہ کرتا ہے"

یعنی لکھیں تو حضور رسالت مآب ﷺ کی سبب لکھیں یہ بات کتنی گراں گزرتی ہے؟ اسی طرح عالم ہے خودی میں اپنے مقام عشق کو اتنا ہزل قرار دینا کہ ع

"وہ آئیں گے اور ان کو آنا پڑے گا"

یعنی میرا جنب طلب انصاف ہے کہ میرے خوب میں یا میرے تصور میں حضور علیہ السلام خود تشریف لوری کی زحمت فرمائیں گے۔ یہ کتنی

جہد ہے جبکہ اور نہ تعالیٰ کے نزدیک کس حد تک قہری موجد ہو سکتی ہے!

یہی نعمت میں حضور علیہ السلام کا ذکر جمیل ہو، یادگار حبیب کی حاضری، حضور کی کاہن ہو، اب، اقباط، ہوشمندی اور سلامتی ہوش و حواس کے ساتھ اس جہاد بزرگ سے گزرنا چاہئے۔

اس شعر میں ہاتھوں سے نکل جاتی ہیں صدیوں — اب نہ مگر جائے آ رہے خبری کا

(حاضری کرانی)

(۷) حصار کے استعمال میں وہ جانب کے لئے "او" اور واحد حاضر کے لئے "تو" کا استعمال مناسب ہے یا مناسب ہے، یہ ایک مفہوم سے جاری ہے جو حق حصار کے حق میں نہیں ہیں ان کی انکس یہ ہے کہ یہ حصار حضور علیہ السلام کی حکمت کے معانی پر ہے، آپ، جناب، حضور، حضرت، کہنا چاہئے، یقیناً خیالات میں بلاوں ہے اور یہ غلطی حصار علی حضور علیہ السلام کی حکمت سے مناسب، رفعتی ہیں۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ "تو" اور "تو" کا استعمال اردو میں کیوں شروع ہوا اور اب تک جاری کیوں ہے "اردو شاعری زیادہ تر فارسی اور عربی کی قیاس ہے۔ عربی میں واحد شخص کے لئے "هو" اور انت استعمال ہوتے ہیں اور مختلف شکلوں میں یک وحدت قائم رہتی ہے۔ وولھا لکھو لکھو میں اسی وحدت کا طراز ہے۔ اگر مشیہ اور جمع کے حصار استعمال کریں تو واحد شخص پر ان کا طلاق نہیں ہو گا۔ فارسی میں "تو" اور "تو" سے ایک شخص مراد ہوتا ہے جبکہ "تو" اور "تو" میں وحدت نہیں، اجتماع ہے۔

بہ ۳ خدا درگ ذلی قہر مختصر

نقو کوخین را دیباچہ دوست — بملہ عالم بہ گمان و خواجہ دوست
اسی طراز حصار کے ساتھ فعل بھی واحد استعمال ہو گا ہے۔

تجی کہ تا کردہ قرآن درست — کتب خانہ چتر ملت بہ شہ
اردو زبان میں اسی روش کی تقلید کی گئی اور کھدین نعمت اسی طرح قائم رہے۔

(حالی) اے حاضر، ناسان نزل و تعب دعا ہے — امت پہ تری آ کے جب وقت پڑا ہے

(عالم) انکی امت میں ہوں میں میرے رہیں کیوں کامہند — واسنے جس ش کے قالب کٹیو ہے در کلا

(اقبال) لوح بھی تو، قلم بھی تو، حیرا وجود الکتاب — کٹیو آنکھد رنگ حیرے عید میں صباب

واحد حصار کے استعمال کا، اس سبب کی ضرورت ہے۔ شعر لوزان اور کی قد میں ہو گا ہے لوح کے طرف میں لفظ کو گنجانے کے معائن لانا چاہئے۔ جہاں "تو" آسکتا ہے، "آپ" نہیں آسکتا، جہاں "تو" نہیں آسکتا، "آپ" آسکتا ہے، "تو" اور "آپ" کا استعمال نہیں ہو سکتے۔

امت پہ تری آ کے جب وقت پڑا ہے "آپ کی" آ کے جب وقت پڑا ہے (کیسے لائیں گے)

لوح بھی آپ، قلم بھی آپ، آپ کا وجود الکتاب (کیسے نکلے گا)

بعض لوگات شعر باند نظم کا مزاج ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہاں اگر واحد کی جگہ جمع کے طرازات لائیں تو یوں گمان گزرتا ہے جیسے ایک سے زیادہ اشخاص کا ذکر ہے مثلاً اگر مسدس حالی کے اس بند کو یہ شکل ذیل پڑھیں تو کیا حضور ﷺ کی وحدت شخص اس تبدیلی پر ایسے کے ساتھ ذہن میں آسکتی ہے؟

وہ نبیوں میں رحمت لقب پالنے والے — مرلوں قریبوں کی لے لائے والے

تر کر حوا سے سولے قوم آئے

نور اک لہو" کیا ساتھ لائے

ہیں کے باوجود اگر نوازین دور مہا نفس دہی (شقیسی حجاز ضرور استعمال کرتی ہائیں مثلاً

دل جس سے۔ زندہ ہے وہ تھا قس قریب — ہم جس میں میں دے ہیں وہ دلا قس قریب (عمر علی نانی)
بر بخت کے لئے رقت پہ ہاتھ لہرا — آپ آئے تو نہ جانے کے لئے کپ آئے (عاصی کرمانی)
دانش میں خوف مرگ سے مطلق ہوں بے ہیز — میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضور کی (احسان دہلوی)

میرے خیال میں شعر اکو پہ کہ شعل ضرور کرنی چاہئے کہ حضور ﷺ کا ذکر بیل بر عین تحکیم و تحریم کے ساتھ ہی ہونا چاہئے تاہم اگر شعر کا لئی دور ہنسہ اور عربی و فارسی قواعد کا اطلاق حجاز و امد کی طرف لانا ہے تو اسے ۱۲ قلوب پر محمول نہیں کیا چاہئے۔ بینگوں شعرا نے عربی و فارسی دوروں میں اس نچ کو نہ تسلیم کیا ہے اور نہ تسلیم کیا ہے کہ ان کے شعروں کی طرف سے عربی و فارسی دوروں کی طرف سے کسی تحریف کے مرتکب ہو رہے ہیں؟

(۸) "انگل میں صورت لفظ" عرب" کے استعمال کے پہلے میں ہے۔ عرب و ید منورہ کے ناموں میں سے ایک ہے۔ اس لفظ کے معانی

لہذا بلاکت کے ہیں۔ اکثر مودودہ اسرار کے اساتذہ متذکرہ کے ضمن میں لکھتے ہیں ۔

"مکن لہذا جو مودعہ عین مدید کے باختر لائے جاتے ہیں اور من جملہ اصحاب نام بانک سے ہیں اور دوسرے حضرات نے بھی مطالعہ روایت کیا ہے کہ مدید منورہ کو عرب نہ کہا جائے۔ مگر حدیث میں ایک حدیث آئی ہے کہ جو شخص ایک دفعہ عرب کے قریب کو لازم ہے کہ اس کے نزدیک میں وہی عربیہ کے۔ بعض احادیث میں مدید منورہ کا نام عرب کہا ہے اس کے لئے مداد کرام کہتے ہیں کہ یہ محافت سے پہلے کا ہے۔"

تہم بعض شعرا نے "عرب" استعمال کیا ہے :-

دشت عرب میں ترے آئے کے پیچھے پیچھے — دجیوں جیب نہ گریبان کی آوازے جاتے (انجلی)
گرتے ہوؤں کو قسم لایا جس کے ہاتھ نے — اے تاجدار عرب و ملکا قس قریب (عمر علی نانی)
خاک عرب تر وہ عالم طوخر است — اہی شک شری کہ اکھا دلبر است (اقبال)

اس کے باوجود حدیث آئی ہے اس سے اعتبار ہی کیا ہے لیکن وہ شعر و شاعری کے پہلے میں ان کے شوق لطافت کے بدلے میں باطلہ عقل کی ہمت اور عین صاحب نہیں ہے۔

(۹) نعت کہتے ہوئے ہندو کی طہارت و خیال کے طور۔ مضمون کی رعایت اور ذہن و فہم کی تمام تر نکات و لطافت کی پاسداری لازم ہے۔

اپنے مطالعہ سے اعتبار رکھو کہ جن میں مطہرہ لکھا ہے، فرقہ و سنت کے حرائق سے الحرف ہو، جوہر کے اختلاف کا کوئی بلاسا پہلو لکھا ہو یا ایک مادہ متصنوع ہو، حق اور الحرافی سب کی پہلے جانے ہم چند ٹکڑے دیتے ہیں اور بعض نکتہ شعروں کو کہ جن کے صرف مضمون کو چاہیے تری فکر نہ کر لیتے ہیں اور ہمیں جو چاہیے فکر نہ کر دیتا ہے اس کا ذکر کرتے ہیں :-

○ اپنے کپ کو کپ کو لے لی کہیں ایک سے بہت سے / خود کو اس سے بھی کمتر قرار دے

— مجرور انکسار سے لئے شرط لطافت ہے اپنی کثرتی کا اعلان و اقرار بھی ضروری ہے لیکن شک کو لے لی کا حجاز

کفایت رکھتا ہے۔ کس نفس نے ہے؟۔ عقل ہے، دل، ہر قسم کے لئے جا رہا ہے ہائیں دیکھتے ہیں کے کوئے مقدس سے
اسے منسوب کرنا نہایت کراہیت کا سبب ہے۔ قرآن میں "تک لقی کا بہت پرچہ ہے۔ وہیں سے نصرت کو شعرا پر
ذیل سے ملا کر ج

ہر سخن سوجھ و جہر کھٹھ مٹاتی و در

○ دل مرا تار مرا ہے۔

— خدا دل کتنا ہی مقدس و محرم ہے ہم مگر حرا کے مقدس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ انسانی قلب یقیناً پاکیزہ
ذہانت کا حامل ہو سکتا ہے جس اسی دل میں وہاں وہاں اور انسانی ذہانت کی آمد و شد بھی تو رہتی ہے
بلکہ مگر حرا میں اس مقدس مٹی کا قیام رہا جس سے قلب مقدس میں طویر انجیبات الہی کا نزول رہتا تھا۔

○ اللہ تمہیں میں سے صدمہ

حضور ﷺ کی مہیا نفس کے یقین کی صورت میں خود کو صدمہ مگر کتنا ایک مریضانہ احساس ہے۔
اسی طرح :

الہی! مجھ کو بیشہ علم رسول نے

ہم پر رسول کیا ہے؟ ممکن ہے کسی صاحب نے تم حسین کی دعا مانگی ہو، اور حسین شہید کے قاتل میں ہاتھ ہاتھ
طلب ہے، اور وہ میں افسوس "سلا" کی جائے نفرت "کسی بڑی ہو اور انہوں نے" "ہم پر رسول" لگے کہ میں زہیم
سے کام چلا رہا ہوں۔

حضور ﷺ کے تصور ذیل کے ساتھ اپنے مطابق آنے یا نہیں جن میں تو کمالی رہائی اور صوفیہ روحانی
کی فضا ہے۔

○ میں تو میرا ہوں سد ہوا کے سایہ ترا، یا میں نے حضور کا سایہ بگینہ کیا ہے۔

— کیا یہ اسلوبہ داغ ہے؟ کیا اس صبر کے کوئی حوالہ تھے ہیں اور اگر شاعر حضور ﷺ کا سایہ پہن رہا ہے تو
کیا اس میں بھڑکی جائے، واقعہ تو یہ ہے جس کے اظہار سے چہلو تکبر سے لئے ہوئے۔

○ ہم اپنے مل فکر کو موت حق کے لئے اگر رسول نہ ہوتے تو کج کائنات تھی

ہے حد پر کشش اور ہر آخر میں شعر ہے۔ لیکن خدا انہوں نے اس شعر کے مضمون کا کوئی حق راغ تو نہیں لکھا۔

مجاہد رسول علیہ السلام کا قائم مقام قرار دیا ہے۔

اگر رسول نہ ہوتے۔ رسالت کی ضرورت نہ تھی۔

ہم اپنے مل فکر کو خود کو طبع الہی کے اس مقام میں پہنچانے کا مل جلد رسول ﷺ کی صفہ ضروری

جائے صرف مگر فطرت سے گزرا ہو سکتا ہے۔ خدا انہوں نے اس میں ہتھ انداز رسالت کا تو شائبہ نہیں دیا اگر میں شعر

کا صحیح مضمون، خدا حسین دے کہ اس میں تو خدا نے کچھ تحریر نہ تھی کہ تم میری سوا حق پر موقوف فرمائے!

○ کاش آپ کی دلی خواہش میرے دلوں پر آکر ضروری اور میرا کر ہی نہ ہو کہ آپ کا کمر نہ ہو۔

ہے مدد مہارک جذبہ ہے اور رنگ و مزاج کی ایک عمدہ مثال ہے لیکن کیا یہ شعر ہمارے ذہن کو تسکوت
میں توڑ کر نہیں لے جاتا؟

حضور ﷺ کی کوئی بھی چیز کے گہری جڑیں میرے گہر پر نہیں تھکتی۔

کوئی تو مامورِ حق ہے اور کسی خوش نصیب سہیل کے کہ کے سامنے اس کا رکھتا ہے۔ اس شعر میں
طبیعت انسانی پر تنقید ہے اور نقد پر نقد کو نہ دینی کہ یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ اگر وہ ایوب کی جگہ میں ہو تا تو زیبا و منسوب
ہو تا ہے بلکہ اس شعر میں یہ توڑنا چاہتی ہے کہ میں صمد و رسالت میں ہو تا اور مقامِ صلیب پر کاڑھا جاؤں اس صمد
مہارک کی ایک عظیم برکت کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا لیکن اس میں خدائے کرنا کو رسول تک سب کو خطا
کی ایک فری میں ہر دیا گیا ہے۔

رنگ کی ایک فوج و رسالت طاقہ مندی اور جاذبِ تفریق کے ساتھ انہوں کی غم "بلاں" میں ملتی ہے ۔

لوائے وہ سرلا جلاز حق جیری — کسی کو دیکھتے رہتا ملاز حق جیری
خوشا وہ وقت کہ بڑبڑ مقام حق اس کا — خوشا وہ دور کہ دیدارِ عام حق اس کا

○ مجھے ہرگز تھک نہیں دے گا ہمارے آگے شفیق عاصیاں ہیں

۔ کثرتِ مصیبت پر غور اس سے کہ حضور ﷺ شعلاتِ لہر میں گئے۔ من ہوں پر نہ امت نہ توبہ و انصاف۔
اس سے بڑی شرعِ پیشی اور دیدہ و دیرنی کیا ہوگی کوئی شخصیت کتنی ہی عادل اور صاحبِ فضل اگر مہربان ہو، اگر
مجرم جرم پر غور کرے اور کہے کہ عدالت کے اعتمادِ کرم پر میں نے گناہ کئے کثرتِ جرم میں غور ہوا اور مجھے کوئی
خوف تو یہ نہیں تو اس اثرِ جرم اور لفظِ جرم پر کوئی عدالت اسے کس طرح عاجز نہ کر سکتی ہے ؟

○ اے میرے گویا مجھے حقائق کا نہیں غم — جس تم ہی کا ہو مری شہتی کو کدے

(یا)

انہ کے وہ مل دئے دیکھتے وہ دیکھے ہم فدا — ہائے ہائے یہ ظالم لدا

ظلموں کے گیت جن دھوئیں میں چرہ ہوتے ہیں اس کو میں مضر میں رکھ رہا خیال کے تحت نعت کہنا کہ یہ ہر زبان پر چڑھ جائیگی۔
احرامِ نعت کے معانی عمل ہے۔ جب ایسی نعت پڑھی جاتی ہے تو سامع کے ذہن میں غمی طرزِ گوشتی سے اور اس غمی گیت کی پکار میں مدعا میں گردش
کرتی ہے۔ پھر ایسی نعت میں شار "قیامت" ہی کی شعری نظائیر آکر ہے اور ایسے افکار تارے جو قسمی گیت کے حراج کے لئے سازگار ہیں، اس لئے
ایسی نعت میں نہ کوئی احساسِ تقدس ہو تا ہے نہ تصورِ معیار۔ نعت خواں نہیں کہ ایسی نعتوں کو انسی غمی طرزِ دعا پر مبنی "یہ۔ مثلا
اے میرے گویا — کو پڑھتے یہ سنتے وقت یہ گاہِ بن میں گردش کرتا ہے ۔

آہا مری ودا بہت کے سداے — ہے کون جو بجوی ہوئی تقدیرِ منولے

اسی طرح انہ کے وہ مل دئے — اے گیت کے طرز، یہ کسی ہوئی یہ نعت دین میں ہی غمی نعت میں لے جاتی ہے۔

تھیم سے لیتا ہے خدا نام گد — کیا نام ہے اے صلا علی نام محمد

نعت نگاروں کو ایسی کو شش سے احتراز واجب ہے۔ ہماری رائے میں یہ عمل سودِ لب کے مترادف ہے۔

(۱۰) نعت کے مخصوص مضامین و حیات و شہادت کو کسی اور شخصیت — مسووب کرنا، جتنی کسی میر و سلطان یا مشاہیر اسلام اور ہر مہمان دین کے بارے میں ایسی توصیف جو صرف حضور علیہ السلام ہی سے ممکن ہو سکتی ہے، سمیت ناپسندیدہ و بدعہ میرے عقیدے کے مطابق قابل مواخذہ ہے۔ قصائد کا مطالعہ کیجئے۔ بعض شعرا نے اپنے مدوح سلاطین و امراء سے وہ صفات و توصیات مسووب کر دی ہیں جس کا لائق و مطابقت صرف اور صرف مدوح کبریا، محبوب و سر اسعزت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی پر ہو سکتا ہے مثلاً کسی بلا شاکہ بارے میں یہ کہنا کہ یہ کائنات اس لئے خلق کی گئی تھی کہ خدا کو آپ جیسے سلطان عادل کی پیدائش مقصود تھی (نور ہائے من والک) ہمارا عدل جس دور و مہارم اخلاق کے اعتبار سے (بعض حصول انعام کے مانگ میں) کسی دہلاور بلا شاکہ کو ان صفات متصف قرار دینا درود ہی سننے والوں کے ساتھ کہ حضور ﷺ کی شخصیت کی تنقید میں اور امتیاز کا پسوا لگنا ہو (استغفر اللہ)۔ یہ سارے امور احتیاط کے تحت کی جاتی ہیں۔ درج ذیل مذہبی و تاریخی حقائق کا بیس سہ سہ ہے

(۱۱) اپنے مقالے کو اختتام تک لاتے ہوئے یک نہایت اہم بات کہ نعت کا تحقق جذبہ کی سہائی، محبت کے ظہور اور ایمان کی انتہائی حد تک اور تمام تر جذبات عشق و اطاعت پر موقوف ہے۔ اگر نعت گوئی سے شاعر کی مراد فضا کوئی دنیوی جلیب و منفعت، کوئی خواہش انعام، کسی ایوان کا حصول، کوئی نمود پسندی ہے تو ایسی نعت اخلاص سے خالی ہے اور یہ کہ شش بہ جزوئے شر ہو سکتی ہے۔ بعض شعرا بعض نبوی اور ریلوے پر پڑنے کے لئے لڑائی نعت بھیجے ہیں بد (خدا، مجھے سواہ من سے چاہے) بعض شعرا تو آئے ہی اس طرف، اس لئے ہیں کہ نیل و جن سے ہی کی نعت نکل کاست ہوتی ہے یا حکومت یا متعلقہ وزارت اس سلسلے میں سالانہ نصابی مقابلے کا اہتمام کرتی ہے۔ اگر کوئی شاعر صاحب دل ہے اور اس کا ضمیر زندہ ہے اور اسے اپنے چارے رسول متصف سے محبت ہے تو کیا وہ اپنی نعت کی تعمیر ایسی مکروہ اساس پر اٹھا سکتا ہے؟

(۱۲) نعت کے بارے میں ایک عمومی حوالہ یاد رہے کہ نعت تمام تر عقیدت کی پیدوار ہے اور عقیدت کا اظہار ہے۔ اس لئے عقیدت کے اس مال میں کسی "معیار" کی کوئی شرط نہیں ہے۔ جیسا کہ مہمل، کمزور، یا جسمانی تخلیق ہوگی، سرکار ﷺ اسے پسند فرمائیں گے۔ ہم کیا، ہماری مصلحت، دین و فکر کیا؟ یہ تو مجرا اظہار عقیدت کا مقام ہے۔ ہماری فکر پر غلبہ ہے، اہل لڑاؤ کا جڑ ہے، اہل انصاف و دم ہے و غیر وہ غیرہ۔ یہاں سے ہیں کہ نعت محبت و حد تک اظہار عقیدت ہے لیکن ایک بات پر غور کیجئے۔ آپ اپنے کسی عزیز یا دوست کو کلدستہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ تازہ، خوش رنگ اور خوشبو دار پھول چیں گے، ان کی بیڑوں کو گرد و غبار سے صاف کریں گے، غیر ضروری بیڑوں کی بیڑائیں کریں گے، انہیں ریشمی یا دیرینہ داری میں باندھیں گے اور ایک خوبصورت گل دہلی میں رکھ کر لور سجا کر حضور دوست پیش کریں گے۔ یہ اہتمام ایک اپنے جیسے شخص کے لئے ہے۔ جب آپ اس بہار چمنستان اچھا لکے بارگاہ لطافت میں کھائے نعت و شادوش کرنا چاہیں گے تو اسے عقیدت کا اظہار نہ کہ کہ اس کی زیبائش میں کوئی شعوری اہتمام نہیں کریں گے؟ یہ کس قدر حیرت انگیز و انصاف کا مقام ہے! مشاعرہ ہوتا ہے۔ اہل فضل و کمال کی مجلس ہے۔ آپ بہار یا خضر و بکھیں گے اور اپنے قابل و محبت کے مطابق بہترین کلام اس مجلس میں پیش کرنے کے لئے چنیں گے۔ لیکن نعت کو مال عقیدت کہ کر سل اللہ ہی اختیار فرمائیں گے۔ حضور ﷺ، کو لب کا لب، خدا اعظم، تمام علوم و ادبیات کے مصدر و منبع اور تمام تر دانش و آگہی کے سرچشمہ عظیم ہیں۔ آپ کے کمال خدا تعالیٰ کی مثالیں ہر نوع و ہر قسم کے ذخیروں میں محفوظ ہیں۔ آپ کی ہر عمل اصل میں آپ کے ارتقا کے فکر و اتحاد پر و رالت کرتی ہیں۔ اس لئے نعت گو اصحاب پر لازم ہے کہ وہ صوفیوں، انکار، خیالات، عفتین، فکر، اظہار، زبان، بیان، ویت، اسلوب، الغرض نعت کے تمام تر معنوی اور فنی جمالیات پر غور و فکر کریں۔ جذبہ و خیال کے طور پر نعت کی اساس انہیں، صحیح طور پر مستند معنویت سے کام لیں۔ قرآن و حدیث سے باخبری، شریعت و سنت سے آگاہی، شعر و ادب کے فنی نکات اور قرینہ و مبالغہ مندی کے کو لب کو غور کریں، عظمت منصب و رسالت اور متعدد و خلائے نبوت کی خدا میں شعر کہیں۔ لوازمات نعت میں یہ احساس بھی ضروری ہے کہ جہاں آپ کی نعت مجال و جدل و کمال محمدی کے جلووں کی تینید و در ہو وہیں آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ کے ایوانوں کے ہلال اور حضور ﷺ کی تعلیمات و احکام کی تبلیغ کا ذریعہ بھی ہو اور سب سے بڑی بات یہ کہ جو نعت آپ کے ذہن و قلم سے وطر ہوئی ہے، اس کے

مرد اور سوزے اٹھتا ہو۔ ہم کسی شخص سے یہ توقع ہمارے میں کہ وہ کسی غزل پر تنقید کرے اور اس شخص کا یہ حال ہو کہ وہ شعر کو صحیح تصحیح کے ساتھ چاہے کہ دیکھ دیکھ جگہ نقد غزل کے لئے اس میں یہ ہونی چاہئے کہ وہ تحقیقی سطح پر خود اچھا غزل گو ہو۔ اس کے علاوہ غزل کے بارے میں جامعیت کے ساتھ بہت سا علم رکھتا ہو۔ غزل کیا ہے، اس کے موضوعات اور مضامین کیا ہیں، اس کے فنی اور فنیہ کیا ہیں، غزل اپنی انداز سے چل کر لوگ کے کئے مراحل طے کر چکی ہے، کن کن تحریکات اور دستانوں سے کیا کیا اثرات اس نے قبول کیے ہیں۔ قدیم اور متوسط زمانوں، نیز مصر گزراں میں اس کا رنگ و صنگ کیا کیا رہا ہے، ہمارے سائنسی دور اور نئے علمی امکانات سے اس نے کیا کچھ جذب کیا ہے، اور مختلف لوگوں میں کن کن مسائل والہ کی آئینہ دار رہی ہے۔ غزل اور زبان عربی کے تحولات و تغیرات، متنازعہ نالی، عروض و سباق اور بلاغت کے کن کن پہلوؤں کا تصور اس سے ہوا ہے۔ اسی غزل کا ایک اور حوالہ می مطالعہ ہے کہ مختلف زبانوں سے اس کے انداز اور جذبہ اور تاثر و تاثیر کی کیا کیا صورتیں سامنے آئی ہیں۔ غزل کے انداز کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ اسے بے شمار شعرائے قدیم و جدید کے موضوعات و مضامین کے ساتھ ساتھ ان کے بے شمار اشعار کا بھی دور رک ہو۔ جب اتنی بڑی علم آشنائی کے ساتھ اور شعور و بصیرت سے آراستہ ہو کہ وہ غزل پر مستر اور لائق اشتداد تنقید کر سکتا ہے۔ یہ ایک معمولی سی مثال میں نے عرض کی ہے جس سے مدعا محض اتنا ہے کہ تنقید کا منصب اور اس کی ذمہ داریاں بہت بزرگ اور اہم ہیں۔ میں یہاں یہ بھی خواہش کرتا ہوں کہ میں کسی کی ازادی رائے کو سلب کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ جب ایک عام سطح کا آدمی بھی کوئی غزل س کر یا کوئی ملاحظہ چاہے کہ اپنی ایک رائے قائم کر سکتا ہے لیکن تاثراتی رائے اور نقد و نظر میں جو احتیاط ہے اس سے صرف نظر ممکن نہیں ہے۔ تاثراتی ہم دیکھتے ہیں اور اکثر نگاہ جبر سے یہ مبالغہ دیکھتے ہیں کہ کسی بھی تنقید پر کوئی بھی شخص تقریباً ہر باج لکھ رہا ہے اور لطف یہ کہ ہم اس تقریباً ہر باج کو پس سے حصار ہوتے ہی پسے۔ اس لئے کہ وہ گناہ ہے اور اس لئے لوب کی ایک سطح بھی تحقیق نہیں کی لیکن غیر سے اس نے تنقیدی مضمون لکھ لیا۔ اس میں تنقیدی مضمون کو چھینے تو اس میں اتنی بے معنویت، لاعینیت، ناقص اور تشویشی کہ جملہ ساری کی انطا ہوتی ہیں کہ تو بہ الدین الخلفا

چشمہ دور ہمارے ملک میں ایسے نقادوں کی کمی کی کمی موجود ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں نہ ایک شعر کہا، نہ ایک نثری جملہ لکھ کر کیا لیکن تنقید لکھنے چاہئے ہیں اور وہ سائے بے طبع جو کہ ان میں آیا، کا نقد پر محبت رہے ہیں۔ فن کا معاملہ ہے کہ گویا ان کے ہاتھ میں ایک "جنگ کا کلمہ" ہے۔ مصحف ان کے وہ وہاں طرم حاضر ہے۔ لب بہ اپنے "ہمارے" یعنی نفس فیصلے کی رو سے ہوا ہے مصحف ہونے کی سزا کا حکم سن رہا ہے با عزت رہی کر دیں۔ آپ وطن عزیز میں آئے دن جرموں انہیں پیچھے دیکھتے ہیں اور ان کے آواز میں ایک ویجاہ یا تنقیدی مضمون بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اصل تنقیدی مضامین تو ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی مضمون ذرا سے ہمارا سطوں کے رد بدل کے ساتھ کئی ایک کتاب نویسوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے جسے کوئی قارئین سرائے کر صرف ہمارے کے رد بدل کے ساتھ اس سے آگاہی سرے گزرتا ہے۔

جب عام انسان ادب میں تنقید کے لئے اہلیت اور شرف و لازم کی سخت قید ہے تو کثرت ایسی مصحف الغل و اشرف میں نقد سے بے پروا و حرکت کے بارے میں آپ کی توقعات کیا ہوتی ہائیں؟

نقد کو بھی بے طے نہیں کرنا چاہئے کہ جو کچھ اس نے لکھ دیا ہے وہ قلمی ہے، حرف آخر ہے، قول فیصل ہے، مدافعتی فیصلہ ہے۔ لوب میں رائے ہوتی ہے، ہمارے پسند، ہمارے پسند، معیاری اور پیرا ہوا، اچھا ہے۔ لیکن نقد کی رائے میں کوئی جملہ اور قافی بھی ہو سکتی ہے اس لئے اس کی تنقید پر کوئی مدعمل ہو اور کوئی اختلافی رائے سامنے آئے تو اسے مالی غرری کے ساتھ قبول کر کے اپنی رائے پر تھر جان کر لینی چاہئے۔

آج وقت کو چند امور ذہن میں رکھنے اور انہیں مددے کا لانا چاہئے :-

(۱) تنقید کرنے وقت جذباتیت اور طے جیسی کلیت پر تکیا نہ ہونا چاہئے۔ اگر وہ کسی نصت کو کے یہاں کوئی (واقعی) اختلافی پائے تو اسے بے علم، بے خبر، مگر لا، بک، رو جسے القاب سے نہ توڑے۔ اسی طرح اسے دھم سے بھی باز رہنا چاہئے۔ نہ توڑے کہ جب ہے اور غور و گزراں کی مفت ہے۔ ہم

و محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور وہابی سے پروانہ فطش جاری ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۲) نئی اور خطائی نشان دہی ہر کسی کی ایک نئی (انداز میں) کو جہل نہیں مانا جانتے اور ہرگز شبہ اور شک نہیں کرنا چاہئے۔ کون بھی اس میں مغلوبہ نہ ہو کہ جو حضور ﷺ کا کلمہ کہیں پڑے۔ ان کی مدعا یہ تھی کہ وہ اس کی نیت میں خود بھی ہرگز نہ دانت ایسے مضمون بیان کرے جس میں کسر شان اور استکلاف ہو۔ ظلم و ستم کے باوجود کوئی قرآنی سوا کسی فقرات میں ہرگز تو یہ شارحین فقہ غلط نہیں ہے۔ نہ انہی اور نہ روایت و احادیث کا ضرورت سے یہ ہے۔ ہاتھ کو چاہئے کہ اس پر کمر و شکر کا فتویٰ صادر کرنے کی جگہ اس کی ضحکہ لہدی کرے۔

(۳) اپنی تنقید کی گہرائی کے لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ ہاتھ کی خفیہ تصانیف و ذخائر کا مجرمانہ لے، استنبیض چڑھا لے اور ہم کو شکر بنا کر پیش زلی کا لازم کر لے اور یہ طے کرے کہ مجھے جب شہادت اور خطائی کے لینے کا قسمین ہے بعد ازاں کوئی نکتہ کو خود سے چاہے کہ اس کے کلام پر رائے زلی کر دی جائے تاکہ اسے مصلحت کی روشنی حاصل ہو۔ جب یہ خطائی فریضہ اور انکار کا بارہ سوزوں ہو گا۔

(۴) تنقید اور مفسر صافحت پر تنقید کے واسطے میں ایک امر سے اختیار پر میں ضرور ہاتھ دین سے اس امر کو اس کا کہ وہ "محررین" کو زیر تنقید لانے سے عموماً متنبہ فرمائیں۔ ویسا سے جانے والے اپنے رب کے حضور میں حاضر ہو جیتے ہیں وہ ہائیکہ حق کا رب جانتے۔ مگر سب وہ اس مقام پر ہیں کہ ہاتھ کی محبت لڑی، خطا جو لی، اعتقاد کی نشاندہی پر اپنی اصلاح میں کر سکتے۔ اگر تنقید کے سبق میں ان کا حوالہ لازمی ہی نظر آئے تو "محررین" کے چہرے کے ساتھ نہایت جگہ جیسے تہذیب میں اس پر رائے زلی کر لی جائے۔

اکثر محرمین نے شرب کا قصہ بے شک استنباط کیا ہے۔ مگر وہی میں ضمیر وادہ حاضر وادہ نائب کا جان کرتے ہوئے خود نکت میں بھی میں ضمیر استنباط کی ہے کہ کہیں کہیں غلط اختیار کیا ہے۔ اس بات پر رائے زلی کے واسطے اب وہ سے درمیان میں ہیں۔ ہاں جو وہ سے درمیان میں ہیں ان کی نکتوں پر اپنی شرط اور اعتقاد کے ساتھ رائے کے شمار میں کوئی قیادت نہیں ہے۔

(۵) ظلوکی بات پہلی ہے تو یہاں ایک اور نکتہ سمجھنا چاہئے۔ اللہ کی صفات کا پروردگار کا اشی اور خصوصاً صاف خاص (خاص صاف خاص) ہرگز ہے۔ نہ وہ نہ کہ وہ کریم ہے۔ نہ وہ نہ کہ وہ کی صفت ہر دوں میں بھی ہوتی ہے۔ خداوند ہے۔ جو وہ ہے۔ خدا نہیں جسے والا ہے۔ عدل اور فضل اس کی صفات ہیں۔ ہر دوں میں بھی ان صفات اور صفات پر ہندی کے کوصاف موجود ہیں۔ جسے وہ جس طرح مطلق ہے وہ گا۔ اس کے اعتقاد میں ان کا ہی طور اور صفت ہو گی۔ انہی اور طبعین علیہم السلام تو یہ شہادت صفت ہیں اور اعتقاد خود کو خودی کے ہر قسم سے خصوصاً ان کے ہر طور و صفت ہوتے ہیں۔ اس لئے نکتہ دیکھئے کہ رسول ﷺ میں جب نکتہ کوئی علیہ السلام کی صفات کا یہ کرتا ہے تو بعض ہاتھ میں اسے بطور رد کے کر کے لونی خودی دے والے ہیں کہ نکتہ دیکھئے کہ اس میں خودی دے والے میں وہ نہیں ہو گیا ہے۔ مثلاً استقامت و صفت ہے۔ ابان بعد و ابان مستحق کی آمد خود میں استقامت ہاتھ کا علم واضح ہے لیکن یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ امانت و صفت کے سلسلے میں جو خدا کی حد و اعتقاد ہے اس (اور ان کی کوئی اعتقاد نہیں) میں کوئی نئی مدخلت نہیں کر سکتا۔ لیکن امانت طبعی میں جو انسانی حد و اعتقاد ہے ان کے طبق نظر ہم نکتہ میں یہ مضمون کہیں نہیں لایا جکتے جس کے دیکھنے سے ہم اپنے ہی عقائد سے کچھ طلب کر لیں۔ اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ خدا نے کامل خدا کرنے والی ذات اس عظیم ذات کی ہے جسے اللہ کہتے ہیں لیکن ہم اس امر اہل صفت کے حوالے سے اگر انی امت سے اور ہاں طبعی کریں تو اس میں اختلاف الہی کی کوئی صورت نکلتی ہے؟ اتہال کہتے ہیں؟

تو اسے حوالے شرب آب میری جلد و ملائی کر

یہاں ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلا سا تذکرہ کرنا کہ اللہ کے شانِ شمس ہو لے گی جیسے ہو جاتی ہے؟ "ہاں یہ رسول اللہ کا ہے" کہہ کر اتہال جو اپنے ہی عقائد کی چشمہ صفت سے اللہ کرم کا طالب ہے، خدا کی اللہ کرم سے کیسے بے نیاز ہو گیا؟

نتیجہ یہ ہے کہ اگر اللہ حق مہدی وادہ امور کو نظر میں رکھے تو وہ "مختلف الہی" کا علم ہر مقام پر صادر نہیں کر سکتا

عنوانات

قدیم ادوار سے عصر حاضر تک حمد و نعت کا جائزہ

جنوبی ہند کے حوالے سے سیاسی پس منظر

تہذیبی و لسانی جائزہ

فارسی روایت نیز ہندوی روایت یعنی فارسی پذیر لور فارسی گریز روایت کا جائزہ

اردو کا پہلا حمد و نعت گو شاعر

جنوبی ہند کے ممتاز شعرا : خواجہ نور محمد آیسور ز۔ سید محمد اکبر حسین۔ محمد الدین نظامی۔ میراجی شمس الدین۔

صدر الدین۔ شیخ برہاء الدین باجن۔ شاہ بان الدین چلم۔ شاہ علی محمد بیوکام، منی۔ قاضی محمد دریائی بکراتی۔

شاہ اشرف سیلابی۔ عبدالمالک بھڑائی۔ شاہ امین الدین الہی۔ سید شاہ شمس حسن۔ خوب محمد چشتی۔

جنوبی ہند میں حمد و نعت کا باقاعدہ آغاز :

محمد علی قلی شاہ۔ ملا احمد اللہ دہلوی۔ عبد اللہ قلی شاہ۔ خواجہ علی۔ حسن علی۔ منشی۔ مہدی۔ نصرتی۔ طبعی یا طبعی۔

علی عادل شاہ ثانی شاہی۔ عالم بکراتی۔ سید بلالقی۔ مختار۔ معظم۔ قدرتی۔ قناری۔ لای دکنی۔ عبدالحمد ترین۔

مظن۔ دلی دکنی۔ قاضی محمود جری۔ فراقی۔ سراج لاری۔ آبادی۔ دلی دیوری۔ لواتش علی شید۔ محمد باقر آگاہ۔

مرتبے میں حمد و نعت کے عناصر :

یتیم احمد پوری ، محمد اشرف احمد آبادی ، تقی ، جانم ثانی ، جعفر حسین ، حسینی ، داس ، رضوان ،

مشتی ، عازی ، نظامی بکراتی ، خواجہ ، قادر ، مرزا ، مریدی ، ہاشمی پوری ، ربیع ، رحوی ، محمد علی

جنوبی ہند کی حمد و نعت کا جائزہ

شمالی ہند میں صوفیائے کرام کی حمد و نعت - حوالہ صوفیائی حمد و نعت کے نمونے :

حضرت غلام قادر شاہ - شیخ محمد حاجی - امام عشق قادری - شیخ عثمان - شیخ الفرح محمد قاضی الدین بٹاوی -

محبوب عالم شیخ بیون چشتی صابری - مہدی - اسماعیل امروہوی - محمد فقیر اللہ - رحمت شاہ - شاہ مراد علی قاضی جان محمد -

شیخ محمد نور۔

شمالی ہند کے ممتاز شعرا کا ذکر لور حمد و نعت کے نمونے (عہد میر و سودا سے امیر و محسن تک)

میر تقی میر - مرزا محمد رفیع سودا - خواجہ میر درد - میر حسن - غلام برہانی مصطفی - خواجہ حیدر علی آتش -

شوق گیسوی - نظیر اکبر آبادی - سکیم مومن خان مومن - بیور شاہ ظفر - اسد اللہ غالب - لطف دیلوی -

کفایت علی کافی۔ دلہا علی خلیق بدایونی۔ حافظ علی بھٹی۔ امیر لادھی صاحبزادہ۔ کرامت علی شہیدی۔
قلام لام شہید۔ مرتضیٰ حسن بیک و یزدانی میر غلامی۔ دلہا دہلوی۔ امیر مینائی۔ نیاز دہلوی۔ حسن کاکوردی۔
عہد میر و سودا سے امیر و محسن یک حمد و نعت گوئی کا جائزہ
عصر جدید یعنی ۱۸۵۷ء سے تشکیل پاکستان تک کی حمد و نعت گوئی کا سیاسی و معاشرتی پس منظر
عصر جدید کے ممتاز شعراء، ذکر اور حمد و نعت کے نمونے :

حکیم حسین حالی۔ اکبر الہ آبادی۔ شبلی نعمانی۔ اسماعیل میر غلامی۔ ملا محمد اقبال۔ مظفر علی خاں۔ مولانا احمد رضا خان دہلوی۔
حسنہ خانم حسن دہلوی۔ قانی۔ امیر۔ بکر۔ حسرت موہانی۔ اقبال سیال۔ اعظم گڑھی۔ اکبر دہلوی۔ احمد حیدر آبادی۔ سید مہدوی۔
عصر جدید کی حمد و نعت کا جائزہ
عصر حاضر کی حمد و نعت گوئی، سیاسی اور معاشرتی پس منظر میں
عصر حاضر کے نمایاں شعراء، ذکر اور حمد و نعت کے نمونے :-

ضیاء القدوری بدایونی۔ بزنو کھنوی۔ ماہر القدوری۔ سیلاب اکبر آبادی۔ حفیظ جانہ حری۔ حافظ مظفر الدین۔ افق کاظمی۔
سید عبدالعزیز شرتی۔ سید ملانی۔ ظہیر صدیقی۔ احسان دانش۔ عبدالعزیز خالد۔ حفیظ تائب۔ حافظ لدھیانوی۔ راجہ عرفانی۔
اعظم چشتی۔ راجہ کاشمیری۔ امیر حسین نظیر لدھیانوی۔ ڈاکٹر حرم سید صدیقی۔ احمد نعیم قاسمی۔ مظفر دہلوی۔
رافع مراد آبادی۔ ڈاکٹر وحید قریشی۔ کرم حیدری۔ یزدانی جانہ حری۔ راجہ رشید محمود۔ جعفر بلوچ۔ آغا صادق۔
خواجہ عزیز الحسن نوری بھڑوب۔ حافظ محمد افضل فقیر۔ حفیظ صدیقی۔ عارف عبدالستار۔ محشر رسول نوری۔ محشر بدایونی۔
رفیع الدین ذکی قریشی۔ عزیز حاصل پوری۔ حزیں صدیقی۔ حنیف اسدی۔ تاج دہلوی۔ طفیل ہوشیار پوری۔ حسنا اختر۔
اقبال عظیم۔ خالدہ بی۔ سرور کھلی۔ نواز امتیاز۔ سعید۔ مسلم۔ اعجاز رحمانی۔ جنس محمد الیاس۔ اسلم انصاری۔ یاز صدیقی۔
بہار علی شاہ۔ ہلال جعفری۔ حسین سر۔ انور بھٹل۔ لالہ صحرانی۔ تاج صدیقی۔ فوٹ مقرر وی۔ ساغر مشدی۔
میش شہد آبادی۔ سید قمر زیدی۔ صبیحہ رحمانی۔ طاہر سلطان۔ ڈاکٹر ریاض مجید۔ حاصی کرہی۔ مرثیہ صدیقی۔ محمد اسلم جلال۔
ڈاکٹر محمد امین۔ اقبال لہری۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی۔

اردو میں حمد یہ مجموعوں کا جائزہ

حوالہ : عبداللطیف طور۔ طفیل دہرا۔ سید سرور بدایونی۔ درد کاکوردی۔ حافظ لدھیانوی۔ مظفر دہلوی۔
لطیف اثر۔ لالہ صحرانی۔ وغیرہ

عصر حاضر میں پچاس سالہ حمد و نعت کا جائزہ

اردو شاعرات (حمد و نعت)

لوہ اختر محل اختر۔ امت الکریم۔ ام مشتاق پروین۔ حضرت علی بی بھلوی روشن۔ شمس النساء اعظم شرم۔ شفیقا بدایونی۔

لوب شاهیں دکم شیریں۔ شرف افسادکم ضرورت۔ فرخ لاهوری۔ کیز نغمہ خانم۔ کیز قاطر کیز۔ کئی۔ محبوب۔
 حمیر النساء حضرت فی لی بھنوی۔ اختر حیدر آبادی۔ لوا جعفری۔ قیسہ ہارون شردانہ۔ بغیر النساء دکم بغیر۔
 خیر النساء دکم یحی۔ دکم افضل۔ دکم وردج۔ رابعہ پنہاں بریلوی۔ تبسم قاطر۔ لادقی۔ کزہ۔ الله نسیم۔
 تنہیت النساء دکم تنہیت۔ عیدہ دکم۔ حیا بریلوی۔ بدر النساء دکم خفی۔ طور شید آرا دکم۔ رومی علی دسر۔
 زامہ قانون شردانہ۔ زہرہ حیدر آبادی۔ سردار بانو لوری۔ ش۔ ل۔ شیم جانند حری۔ طاہرہ سعید۔ طلعت طلوع۔
 طلت مظهر گری۔ طلیا حضرت دکن پاشا محمود بھلوی۔ قلی بہ ایوبی۔ مریم قدوری۔ مستور قصبہ۔ سعیدہ عروج مکر۔
 سعیدہ حیدر آبادی۔ ہار شہر بھی جود۔ صالح زہبت۔ وحیدہ نسیم۔ نسیم قاطر بریلوی۔ نور جہاں نور بہ ایوبی۔
 نوشاہ خان۔ لہر الہ۔ سرت لوری۔ زر شہر زمر۔ پروین شاکر۔ زامہ صدیقی۔ زمر گس شیخ۔ زہید قاسمی۔
 وحیدہ روشن پروین۔ طاہرہ شیم۔ زہیدہ رحمن۔ حارہ مشکور بصری۔ شفقت سلطانہ۔ ساجدہ فرحت۔ عارف عظیم۔
 قیسہ طیبہ۔ فوزیہ نسیم۔ مریم النساء مریم۔ خانہ نوشین۔ خاندہ نسیم۔ سیدہ تبسم مادی۔ نوشاہ زمر۔ شریانوہی۔
 غیر مسلم شعرا (نعت)

بھی زائن شہیل۔ راہا بھمن لال بھمن۔ فشی شکر لال سانی۔ صد ابا سر کشن پر شہ شہ۔ لورہم کوڑی۔ عرش مسلمان۔
 سادہ رام کر زرد سادہ پوری۔ منور کھنوی۔ بھمن لال بھمن۔ امر چند قیس جانند حری۔ کیز داس بھاری۔
 سورج جگرمی۔ لوب بیجا پوری۔ رگو تھہ سائے امید۔ کال داس پیتار شا۔ لال بھی زائن شا۔ لراق گور کپوری۔
 کئی دہلوی۔ ہری چند اختر۔ تلوک چند عروم۔ بھمن تھہ آزلو۔ چڈت لوبد کھنوی۔ کاکا پر شہ۔
 زرد بھگت الہ جانند حری۔ فتن بھگت بھل۔ بلوان بھگت راہل۔ کور مندر بھگت پدی۔ شیر بھگت لرا بھگت۔ امر بھگت مارچ۔
 گور بھگت بھگت بھگت بھگت۔ فشی جو بھگت جو بھگت۔ خدیو قیس۔

غیر مسلم شعرا (حمد)

چڈت دیا بھگت نسیم۔ فشی بھمن تھہ خوشتر۔ فشی شہ پر شہ دہی۔ فشی دہی پر شہ سکر۔ فشی دہم سائے سکر۔
 فشی جولا پر شہ دہی۔ سورج زائن مرد دہلوی۔ فشی تلوک چند عروم۔ بھمن تھہ آزلو۔
 مکاتیب علماء دہلی

چوتھاباب

قدیم ادوار سے عصر جدید تک حمد و نعت کا جائزہ

جنوبی ہند کے حوالے سے سیاسی پس منظر :

عرب کارہلہ ہند میں قدیم لوہار سے تھے۔ تجارت اہم سبب تھی۔ جس کا اہل نے جنوب کے ساحلی مقامات پر حکومت اختیار کر لی۔ یہ عمل ان کے قبول اسلام کے بعد ہوتا گیا۔

محمد بن قاسم کی فتح سندھ و ملتان ۱۲ھ کا واقعہ ہے۔ فتوحات کا رُخ جوں جوں بدل رہا ہے۔ یہ روایہ مضبوط تر ہو گئے اور تجارت کے ساتھ ساتھ سیاست کا تعلق بھی استوار ہوتا چلا گیا۔ اسلامی ریاست قائم ہوئی تو اس کی حدود نے توسیع اختیار کی اور جنوب سے شمال کی جانب دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ محمود غزنوی کا حملہ ہند ۳۹۴ھ (۱۰۰۱ء) کا واقعہ ہے یعنی محمد بن قاسم سے محمود غزنوی تک تقریباً ۳۰۰ سال کا فاصلہ ہے۔ اس صد میں محمود کی مسلسل فتوحات کے تحت و پنجاب و سرحد کے بہت سے علاقے بھی مسلمانوں کے زیر تصرف آ گئے۔ پنجاب میں باقاعدہ حکومت کا آغاز ہوا یہ علاقہ درلودہ راست سلطنت غزنوی کے ماتحت ہو گیا اور مرکز مالوہ اس سلطنت کو نئی نئی دستیں اور استحکامات حاصل ہوئے۔ یہ حکومت کم و بیش دو سو سال تک قائم رہی۔ ۱۱۹۳ء میں شہاب الدین غوری کی فتوحات کے نتیجے میں سرحد شمالی ہند مدی حکومت کے دائرہ میں آچکا تھا۔ اور یہ سلطنت پنجاب سے لگاتار تک پھیل چکی تھی۔ دہلی اس کا مرکز تھا۔ محمد بن قاسم سے شہاب الدین غوری تک (تقریباً پانچ سو سال کی مدت میں) ہند میں ہندوؤں کے اکثر علاقے مسلم حکومتوں کی ذمہ میں تھے۔ ۶۰۲ء میں قطب الدین ایبک نے ایک باقاعدہ و خود مختار حکومت قائم کی اور روز بروز اس کی حدیں بڑھتی چلی گئیں۔

غلام الدین خلجی نے ۶۹۷ء میں مہمات کو فتح کیا اور ۷۱۰ء میں مراد آباد اور ملتان و فتح ہو کر سلطنت دہلی میں شامل ہو گیا۔ مہمات سے ان کے ایک انتظامی طور پر سو سو مضافات میں تقسیم کر کے انتظامی حلقے بنادیے۔ جرحے ہر امیر مدد مقرر کیا گیا۔ محمد بن تغلق نے ۷۲۸ھ میں دہلی کی جائے دولت آباد کو پایہ تخت بنایا اور طرمان شاہی کے ذریعے تمام آبادی کو لٹل مکانی کا پابند کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ان علاقوں پر موثر طور پر گرفت قائم ہو۔ محمد تغلق کے عہد حکومت کے آخر میں امیر ان مدد نے خود مختار کردی اور ایک امیر حسن گنگو کو ۷۳۴ء میں اپنا امیر مقرر کر دیا۔ اور اس طرح بہمنی سلطنت کی بنیاد پڑی۔ ۷۵۰ء سے ۱۵۲۵ء تک قائم رہی۔ جو دہلی کے مرکز سے کٹ کر خود مختار حیثیت سے دو دہائی سو سال تک برقرار رہی اور جب یہ سلطنت ہر نظمی اور انتشار کا شکار ہوئی تو اس کے بعد پانچ خود مختار ریاستیں ابھریں جو بعد میں تیس رو گئیں جو صف عادل شاہ نے ۸۹۷ھ / ۱۴۹۰ء میں خود مختاری کا اعلان کیا اور دو عادل شاہی سلطنت کالی بنایا۔ اس سلطنت کا مرکز بنیچور تھا۔ جو ۱۴۹۰ء ۱۶۸۶ء قائم رہی۔

احمد شہرکی نظام شاہی سلطنت (۱۶۳۳ء ۱۶۹۰ء) اور گوکنڈا کی قطب شاہی سلطنت ۱۵۱۸ء ۱۶۸۷ء قائم رہیں۔ آخر کار مغلوں نے ان علاقوں کو غنیمت کر کے ایک مضبوط وسیع اور ہم گیر حکومت قائم کی اور چار دکن میں حکومت میں جذب ہو گیا اور ایک ذہب تک یہ استحکام برقرار رہا لیکن لاہر اس کی آگے مدی اور ہر مغل سلطنت باہمی انتظامات، تنازعات، خانہ جنگیوں اور ہر نظمی، منتشر کے سبب زوال آتا ہوئی اور دکن سلاطین آصفیہ کے تصرف میں تقریباً دو سو سال رہا۔ آخر ۱۷۵۷ء میں ہندوؤں کا آغاز ہوا اور دکن کے عسکر و ہا اولی الایضار

ترند ہی ولسانی جائزہ

مسلمان فاتحین سندھ کے راستے ہندوؤں میں داخل ہوئے۔ پھر سرحد و پنجاب سے ان کا رابطہ ہوا۔ وہاں سے دہلی پہنچے اور پھر تہہ بہ تہہ

ہم یہاں بات خارج کر دیں کہ بعد میں دور میں ۱۵۲۵ء تا ۱۶۸۵ء کے بعد ماہی شافی دور ۱۶۸۵ء تا ۱۷۱۸ء چلتے ہیں۔ ان دور میں انہما پر گز نہیں سوا کہ ہندی روایت اہلک ترک اور مستقل ہو گئی ہو۔ کوئی روایت نہ ایک دن میں بنتی ہے نہ ایک دن میں مٹی ہے۔ یہ سارا عمل آہستہ روی سے جاری رہتا ہے۔ اس سارے عرصے میں کبھی فارسی روایت زیریں لری کی طرح، کبھی ہندی روایت کی لری کے ہم پلو اور کبھی ہلائی سطح پر سوجن کھڑے کی۔ بعض شعرا کے یہاں دونوں راہوں سے دانسی، بعضوں کے یہاں کبھی ایک روایت کا لقب دیکھنے کو ملے گا۔ بلاخر اس میں اس سلسلہ میں ایک ایسا نقد آگاہ نظر آئے گا جہاں (دور اور) شہل اند میں صرف ایک ہی روایت نمودار نظر آئے گی اور وہ یہ نزدیکی لری پر جس میں حمد و نعت بھی شامل ہے۔ فارسی شعری روایت کا اثر۔

جنوبی ہند کے اس جائزے کے بعد اب ہم ہر صد کے ممتاز شعرا کے حوالے سے حمد و نعت کا ذکر کرتے ہیں اور سب سے پہلے اس امر کا تعین کرتے ہیں کہ پہلا حمد و نعت گو ہونے کا معیار کس شاعر کو حاصل ہے۔

اردو کا پہلا حمد و نعت گو شاعر

کیا پہلے حمد و نعت کہنے والے خواجہ بندہ نواز تیسو دراز ہیں (عالم معراج العاشقین کیا خضر قدسین تھائی حوالہ (کلام رائے پدم رتن) چند آوازاں کہہ دیجئے :

یہ فیر سید علی شاہ سمور کا اولین نعت گو شاعر "کے زلی عنوان کے تحت کہتے ہیں

"خواجہ بندہ نواز تیسو دراز ۱۶۲۱ء تا ۱۶۸۵ء کو ان کی لہجہ کا پہلا متر لکھا جاتا ہے اور ان کی تصنیف معراج العاشقین کو اولین نثری کاوش کا درجہ دیا جاتا ہے۔ یہ تحقیق نے اس تصنیف کا سرخود شاد و شہکی بھاجاری کے سر ہاندا دیا ہے تاہم اس کے بل جود ان کا کئی کام بھی دستیاب ہوا ہے۔ معراج العاشقین کے موصوف نے کتاب کے آخر میں ان کا منظوم کلام بھی شائع کیا ہے۔ اس اعتبار سے دور دور کے اولین شاعر مانے جاسکتے ہیں اور ان کے اولین نعت گو شاعر کی حیثیت سے بھی خواجہ بندہ نواز تیسو دراز کا نام یاد رہے گا۔" (۶)

ڈاکٹر میاں محمد نے سمور نعت کا اولین نمونہ "کے تحت لکھا ہے۔

"وہی نظم ہنر کا قاعدہ آواز عام طور پر حضرت خواجہ بندہ نواز تیسو دراز سے کیا جاتا ہے۔ ان سے منسوب اشعار میں نعت کا ایک نمونہ ملتا ہے۔

اے محمد ﷺ جہ جہ جم جم ہلو جہ

ان اشعار کو اردو کی پہلی نعت کہا گیا ہے۔" (۷)

آگے چل کر لگتے ہیں۔ اس دور کی سب سے پہلی تصنیف عرب تک دیانت ہوئی ہے خزانہ بن بھائی کی شہری کہم رائے پدم رتن ہے لفظ دور دور نعت کے اولین قاعدہ ہمارے منہ نمونے کی تلاش پر ہمیں سب سے پہلے اسی شہری سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ (۸)

اس سلسلے میں اب ہم مولوی عبداللہ سے رجوع کرتے ہیں

"مجھے ایک قدیم بھائی ملی ہے جس میں بھاجار کے مشہور صوفی خاندان کے بزرگوں کے نظم و نثر کے رسالے اور اقوال جو زیادہ تر ہندی زبان یعنی قدیم اردو میں ہیں۔ اس خاندان کے کسی متعلقہ نے اسے اجماع و امتیاز سے شائع کیے ہیں اس کا سن کثرت ۱۶۰۹ء ہے۔ چونکہ اس خاندان کے بزرگوں کو حضرت خواجہ بندہ نواز تیسو دراز سے

نسبت سے اس لئے ان کا بھی ایک نمبر سالانہ "مجلس اقبال" فیرواس میں ہائے جاتے ہیں۔ حضرت گیسو درج صاحب فضائل کثرت سے پوزہ ترکاری میں ہیں اور "مجلس عربی" میں ہیں یہ بھی مقصود ہے کہ انہوں نے عام لوگوں کی تحقیر کے لئے "مجلس سالانہ اپنی زبان میں بھی لکھے۔ یہ ایک سالانہ معراج العاشقین میں مرتب کر کے شائع کر چکے ہیں اس کا پہلا کتبہ ۱۹۰۶ء ہے۔" (۹)

ڈاکٹر جمیل ہاشمی رقم طراز ہیں

"خواجہ محمد نواز گیسو درج (م ۸۷۵) جو فیروز شاہ بکلی کے زمانے میں تھے۔ آئے کی تصنیف معراج العاشقین بھی جو اب تک اردو کی پہلی تصنیف مانی جاتی رہی ہے۔ نہ صرف اس کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اس کے مصنف خواجہ گیسو درج کی جائے تھوڑے مثنوی بھی پڑھی ہیں۔ جنہوں نے تیسری صدی ہجری کے نصف آخر کا بدھویں صدی کے لوگوں میں طبعاً موجود کے ہم عصر ایک رسالہ "خواجہ محمد نواز کے بارے میں مزید سید محمد اکبر مثنوی (م ۸۱۵) جو ان کی زندگی میں ۷۰۰ ہجری تک لکھے گئے۔ کے کسی زمانے کو ان کی تصنیف میں اپنے کامل تحقیق کے پس منظر پر پہلی تحقیق کے ساتھ کوئی جو در نہیں ہے۔" (۱۰)

مختصر یہ کہ ان کے پاس اس دور کے آئے :

- ۱۔ خواجہ گیسو درج ہی طرز کے اولین شاعر ہیں اور اردو کے اولین نعت گو شاعر بھی۔
- ۲۔ معراج العاشقین ان کی تصنیف ہے جس میں بھر تھوڑے مثنوی بھی لکھی گئی ہیں۔
- ۳۔ سید محمد اکبر مثنوی کو یہ طرف حاصل ہے۔
- ۴۔ یہ بھی محض ہوائی جھنپٹ ہے۔

ڈاکٹر جمیل ہاشمی نے معراج العاشقین کو ۱۱ویں یا ۱۲ویں صدی ہجری کی تصنیف قرار دے کر لکھا ہے۔ اس دور کی سب سے پہلی تصنیف جو لب تک دروازہ ہوئی ہے "فرطین غنائی" کہ م ۱۱۴۰ء ہے۔ اس مثنوی کا اب تک ایک نسخہ معلوم ہے جو قتل آباد سلطان پور تھوڑے م ۱۱۴۰ء میں سلطان پور کے جو مثنوی کی م ۱۱۴۰ء کے مطابق ہیں مگر کہ م ۱۱۴۰ء کی م ۱۱۴۰ء ہے۔ (۱۱)

مجھے ابھن زرقی اور کراچی کے کتب خانے سے کہ م ۱۱۴۰ء کا اصل نسخہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اسے ڈاکٹر جمیل ہاشمی نے مرتب کیا ہے۔ شامت اول ۱۹۵۷ء ہے۔

یہ مثنوی ۸۲۵/۱۲۲۱ اور ۸۳۰/۱۳۲۵ کے درمیان لکھی گئی۔

مثنوی کے سب سے پہلے "م ۱۱۴۰" سے ایک سطر متحمل ہے جو عبارت "م ۱۱۴۰" اور "م ۱۱۴۰" کے مثنوی "م ۱۱۴۰" ہے۔

نہایت دلچسپ کا ایک اقتباس ہے :

"م ۱۱۴۰" معراج العاشقین سے قطع نظر کی جائے تو ان کی سب سے قدیم کتاب "فرطین غنائی" کی مثنوی

کہ م ۱۱۴۰ء ہے۔" (۱۲)

ڈاکٹر ہاشمی اس تصنیف کے م ۱۱۴۰ء زبان کی پہلی تصنیف کے عنوان کے تحت یہ مصداق لے جاتی ہیں کہ اسے اردو زبان کی پہلی تصنیف یہ کہہ سکتے

حقیقت و ام کلی سر :

و مشوق ہے مثل نور نمی نہ یی
 اور نور ہی رسول کا سیرے میر میں لہای
 میں میں میں دیکھ لے تیری تیری لای

چکی نامہ سر :

لفظ اللہ میں کا رستا — سماں اور خفا میں ہو کر رستا
 بجلی طلب ہون کو رستا — کے یا ہم لفظ ہو ہو لفظ

سید محمد اکبر حسینی خواجہ دودا گسور کے چلا ہے۔ باپ کے میدان نظر سے نہ دیکھا۔ صاحب طہ فضل۔ خواجہ صاحب کی زندگی
 میں ۸۱۳ء میں انکال کیا۔ اہل رابع الدین اشفاق، ان کی ایک کتاب قصوں میں دستیاب ہوئی۔ لیکن اکثر جاہلی کی حقیقت کی رو سے "کسی رسالے کو
 ان کی تصنیف مان لینے کا علم حقیقت کے اس ہڈی حقیقت کے علاوہ کوئی جوت نہیں ہے" (۱)
 ان سے منسوب اشعار میں حمد و نعت کے یہ اشعار

وہ کر نہیں کون اپنی پلے ہی سون میں ہے
 ہوں ملت خدا کی کر شہر میں نہیں ہے
 ہم از خدا کی لچک دور دوری ہے
 ہن تہ ہے اس کے اصحاب میں

نور الدین نظامی

کافی کلا کر ہو چکا ہے جس میں کہ ہر لفظ ہر ذکر اور وہ کی پہلی تصنیف قرار دیتے ہوئے اسی مشنوی کو اولین حمد و نعت کا حال کہا جاتا ہے اور
 اس اشعار سے نور الدین نظامی کی مدد کا پہلا حمد و نعت کا رجحان ہوتا ہے۔ یہ مشنوی خیر بند کی زبان میں لکھی گئی ہے جس میں شکر و حمد پر اکر ت کے
 لریہ مشکل الا کا حضرت اے ہیں جبکہ عربی ندری کے الفاظ قابل ہیں۔ اگرچہ اس کا موضوع عشق ہے لیکن اختلاف نہ ہو کہ یہ بھی جملہ ہے جو
 سلطان طہ عالم کا حراج ہے۔ اس مشنوی کے اسلوب کے بارے میں ایک بات یہ ہے کہ اس میں جہان بند کی اسلوب کا طلب ہے وہ ہیں وہ میں لیاں
 ہونے والے رکھ رہی کی بجلی بجلی محک نظر آتی ہے۔ کافی کے یہاں اختصار بند کی کامیابی ہے۔ اس میں خدا کی اظہار صفات اور اس کی
 تہ و تہ کا اور نعت عظمیٰ کا ذکر اور نعت میں حضور علیہ السلام کی صفہ محمودہ یہ تہ و تہ اور شان و عظمت و ایمان نبوی کے مطابق ہوا اختصار
 پیش کیے گئے ہیں۔

میر انجی طمس المشقی (م ۱۳۵۶/۵-۲)

قصوں ان کا موضوع ہے ان کی ہر غزل۔ خوش غزل۔ شہادت تحقیق اور سطر غائب ہیں۔ ان غزلوں میں ہمہ کی تحقیق کا
 ہنر غالب ہے اس لئے زبان عربی اور مدہ ہے۔ معرفت، محکم مشق، کر لیت، شریعت، حریت، مساکی، دلایب اور جو، اہل و عیال نبوی کی

تخریب شدہ طالب کے درمیان مکلفہ اور اسی قدر ترقی یافتہ ہونے اور مصروفیت میں لگاؤ نظر آتا ہے۔

حمد و نعت (معلوم خوب)

اللہ محمد علی نام دائم بن سوں مل
مب خاصوں تو ملے اللہ تو رکوں کیا مل

شہادت التامین

ہم	بٹ	ارضی	—	المیم	تو	بہان
سب	ہم	تجہ	—	ہزلی	سہوں	کیرا
تو	ہم	تو	—	تال	ہا	ہوئے
تو	ہم	تجہ	—	ہم	ہم	ہمرا
تو	ہم	تو	—	ہم	ہم	ہمرا
تو	ہم	تو	—	ہم	ہم	ہمرا

صدر الدین (م ۸۷۶ء)۔ حضرت عبداللہ بن جعفر کے مرید اور خیر۔ تصوف میں ایک کتاب "کتاب عقیقہ"

حمد و نعت

ہمیں ملے اللہ محمد جنت کا ہوں
کسب کا سب کو رکوں در بر مل

شیخ سید الدین مباحجن (م ۹۱۲ء)۔ اس کا مشہور سا "خوشن رعیت" ہے جو خدا و صوف کے مذاق سے پر ہے۔ کتاب عقیقہ نامی ہے اس کے آگے باب مزید "مقام میں عقیقہ نامی ہے جو اصل میں "اس زمانے کی عقول ہندی روایت اور کائنات مدارج کی بحث میں لکھے ہوئے ہیں اور کائنات کے حقائق میں اسلامی عقائد و صوف کے عقائد کا ایک پیوستہ ہیں۔" (۱۷)

اسلام کی زبان صاف، ہندی لوزی کی سہولت، لکھنؤ کی سہولت، ہندو کی حرمت اور ہندو اسلامی تصوف کا حریفوں کو حاکم کرنا ہے۔

حمد و نعت حمد کی صورت میں سورہ قل عر اللہ کا ترجمہ :

ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا

کای کوئی نہ مراد کچھ جس قی ہوتے ہو

باجن "جن کوئی نہیں سب کپ ہی مراد"

شراب بہت مر مر پائے — آملی صفت نقل 'ا' دے

ہیں روئے رسول والا بل — کی رسول کی ہاں ہاں
 جانیں تیرا، تمہا کرس پہ اچھے — یہ مر جھٹکا اصل میں نورجگ میں جھکے

شاہد بہان الدین جانی (م ۹۹۰ھ) — تپ پر مکی شمس اسبق نے لڑ رہا عینہ تھے۔ تصنیفات

وصیت الہادی، شفقت، ا، جہاں، ارشاد، نام۔ یہ کتب سوسیا۔ مذاق میں نکلی گئی ہیں۔

فن کا کو سراپہ والا ہے قدرت کے صاف ہے۔ نورانی مرزا ذوق میں کھد ہے۔ مددحت نے مطرینہ کائنات میں ہے۔ نعت کا انداز تبلیغی ہے۔

حمد :

اتے ہاگ جزو الہ — اس سون صلیا کاغم ساہ
 طم لہوت قدرت ہا — ستا دیکتا ہند
 مکی صلت ہاں حیات — اس کوں ہاں کہ مہات
 جہوں صلیا سون ہے ذات — جون کہ ہند ہاں شکات

کہ محمد ملک میں چارہ شخصہ مکی راہ — یوں مکی ہند ہاں کہ نہیں ہا
 محمد جس ن بیت ہند کا اس کوں کہات راہ — ت داخہ ہرین ال میں اس کوں کہ بیت کر

(وصیت الہادی)

طم نہت جس کا نام — مجا دور دور سلام
 اب میں ستوروں کوں ہماں — ازل ہوا جس فرہان
 محمد محمد جس کا ہاں — روز قیامت اس کا ہماں

(ارشاد ہا)

شاہ علی محمد جیو کام دھنی (م ۱۰۳۰ھ) — مستند جوہر اور مراد اس کا خاص موضوع احسان ہے۔ صوفیہ مذاق کی

شاعری۔ طراوت نگیں کا پایہ۔ اسلوب میں مشکل ہندی کارہوں۔ شاعری کا مجموعی حزان ہندی ہے۔ قشنگ کا اور زبان ہے۔

حمد و نعت :

اسہ واسہ ن مہرنگ ہاں — کہے تھی ذات سہا خاں
 وہی لاہوت ہو جہوت کہہ — مہرچہ ہاوت کے ہماں لہاے

”اٹی ہر دکن مہرچہ ہاوت کہہ ہے لوکا“

ایک حقیقت ہے کہ آئے ہاں نغزوں کا ہے کھوکا

ہیں پھول نگیں ملک دل دی — تہوں نگیں مر جھٹکا علی دی
 تہوں علی محمد دل دی

قاضی محمد دریائی گجراتی (م ۱۹۳۱ء) اپنے والد قاضی عید کے سرورہ اور خلیفہ۔ کسی کی کشتی بھور میں پھنس جاتی تو وہ اس کی دہائی دے اور مشکل سے جہاز پالیں۔ اس لئے دہائی کھائے۔ کلام پر مشق، محبت کارنگ غالب، زبان ہندی، طرز کلام بھی ہندی۔ موسیقی سے شغف تھا اس لئے ہر قلم پر راگ رنگی کا ہم کھو دیتے۔ صوبہ نور مارکانہ بکریوں کے سبب مشہور ہیں۔

حد و نعت :

اکھ جیو کا کس کھوں اللہ دیکھ بھر داسب کوئی دے
زود کی جگ میں کو فیس میں بھر خشی بھر بھر جی دے
محو کیری اتنی صاحب اتنی مانیں
نی محمد عظیم کی دوستی رانگیں کھ کا پائیں

شاہ اشرف بیلابنی (م ۱۹۳۵ء) تصانیف: نوسرہ۔ لازم الہندی۔ دامہ ہادی۔ من مشہور ہیں کا آغاز باعوم محمد و نعت سے ہوا ہے۔ ان میں لکھام و مساک کہیاں ہے۔ حضور کی عہد کے مقاصد ان کے خفا کی کا ذکر اور مشق طاعت رسول کہیاں ہے۔ زبان ہندی ہے۔ زبان عربی بول چال کی زبان اور مجھے سے کام لیا ہے۔

ہم اللہ کا کردن ہیں — دین نی کا کھوں ہیں
اللہ صاحب محمد — جس کے کاج کیا یہ وحدہ
ہے کج حکم ہے سن دھرکان — مل کر اس پر یقین کر ہیں

عبد المالک بھر دچی گیارہویں صدی ہجری کے شاعر۔ تصانیف: سرود ہمدرد، توفد ہمدرد (۱۰۰۰ قصیدے)، ہمدرد ہمدرد۔ سرود ہمدرد و صافی سرائید پر مشتمل ہے۔ اور عہد قدسی کے حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ شاعر کا دعویٰ ہے کہ اس وقت کی دنیا اس قدر بے ہوش ہے کہ وقت ہمدرد سے واقعات ہمدرد کی مانند حضور علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جانے پر تاثرات فہم کا اظہار ہمدرد ہے۔ عبد المالک کے کلام پر گجراتی زبان کا لہجہ اور اسلوب غالب ہے۔ مضامین میں عقیدت و اطاعت کے ساتھ ساتھ اصلاحی مقاصد بھی نمایاں ہیں۔

ترجمہ

حد و نعت :

یا ایہی شکر حیرا کس نہاں سے ہوں کروں
تو خدا صاحب سمجھوں کا حکم حیرے میں رہوں
تمی کیا پیدا محمد عظیم جس جی سوں سب ہوا
عرش کرسی لوح تینہ اور قلم چو خدا کیا
مازہ فریب عبد المالک کیا محمد عظیم سوں پدا
خوشی تو ہی اسے حیرے کرم سوں سب مگاد

مراود حضرت کے لکھے ہیں میں مدشوں میں اور
نہ کہ اسے کہہ غیر کہ جو تھو ہوا ہر دگر

شاہد امین الدین اعظمی (م ۱۰۸۷ھ) شہدائے حجاز، مصنف محبت سار و محبت سار، طرز قصیدہ، رباعی، مثنوی، کلام، تہذیبی
پندی میں دوسرے اور فراموش بھی کی ہیں۔ لہذا کی ہے۔

حمد و نعت :

سبوں کا شاہد ذات رحمن ہے — آنکھیں ملی امین امین گل لہن ہے
اور ملی کا غیب سحران ہے — ساری بھین نعت ہم کاج ہے
لیا کا محبت ذات تصور ہے — مستحق حق اللہ اور ملی اور ہے
حقیقت حقائق ذات کمال ہے — صورت معنی ادا الجلال ہے

تیرا قدم ہر گاہ سوں سب تصور چلا
قصہ قدم کہا جب دل توں آئے کون
یہوں قدم کے چہرے پر نور ہر جماعت
اسے صاحبہ جلال ہے نہیں تھو قدم کون

سید شاہ ہاشم حسنی (م ۱۰۵۵ھ) قاضی دہانہ بن کے فرزند۔ اس کے ایک مرید شاہراہ بن سید جانا نے ان کے تمام اقوال و حالات
ایک کتاب میں جمع کر دیے۔ ہم حضور و اطہر اور گیارہ اسی میلاں کے ہندو اقوال، آیات، حکیمیں، جگر پڑا اور نکات ملتے ہیں جن میں صوفیہ کائنات اور
تکلیف و مال کیلیت کھلے ہے۔

حمد و نعت :

ہاشم بنی بھراؤں اور	کافی وحدت کے اور	
اوریں حوالے اور	دلی جوں قابلِ تہ	(کھنڈ)
الہامی بالذات	ضمیمہ ملی مگر بیت سوں بات	
جو انکی محبت دوسرے بات	نور ہوں کیوں نہ کے سات	(کھنڈ)
ہائے کو یک گل آئے یا	سکا ہے دھندلا ہوا	
لا الہ علی اللہ آیات	کہ حق بلا سم اور ذات	
ہائے کو		

غریب محمد چشتی (م ۱۰۲۳ھ) مکرنت کے نور سونہا بنی شال ہیں۔ ان کی سیرت نامی کے مرید ہیں۔ ان کی معشورہ معشورہ اور تصنیف مثنوی

جنوبی ہند میں حمد و نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز

ہم سے اس باب کے آغاز میں کھتر کی سلسلہ تھی جبہ تھی اور تیار لی زمین آئی تو اس سے خود بخود ریاستیں ابھریں۔ عادل شاہی، حکم شاہی اور قصب شاہی۔ یہ کم و بیش ۱۶۸۰ تک تمام زمینیں اور بعد میں مغلوں کی دیگر سلاطنت نے ان کو جذب کر لیا۔ ان ریاستوں کے ملاحین اور اطراف و سامان لائق، شاعر اور لوہے تھے اور ان کے دور، اہل مکمل کی قدر دان کے مراکز تھے۔ پنجاب کو فروغ کا مرکز ماحول پھر آہور اور وہ زبان اپنے تھکنے، تھکیل کے مراحل طے کرتی رہی۔ اور صوفیائے کرام تھے جو اس زبان کے وسیلے سے دین، اصول اور اخلاق کی تبلیغ اور فروغ میں سرگرم رہے۔ اس دور کی ایک اہم لسانی اور روایات یہ ہے کہ ہندی روایت اپنے تمام عناصر و لوازم کے ساتھ یوگی سے بھری مغل میں جاری ہے اور ہندی شعری روایت ابھر رہی ہے اور اس کا رنگ تیرنی کے ساتھ گھرا چکا ہوا ہے۔ جو اس امر کے امکانات کو روشن کر رہا ہے کہ ہندی روایت کا چہرہ ہندوؤں میں تو دور دورہ رہا ہے مگر اس نے کوہے۔ یہ ہندی روایت کی شب کے لمحات آفریں ہیں۔ پچھلے ہندی ہے اور ہندی روایت کی صحیح فوٹو طریقہ کے طریقے میں ہے۔ اس دور کا لیلیاں شاعر، جس کے شعر و سخن سے یہ لسانی و لسانی مناظر ہو رہے ہیں اور جو حمد و نعت کے موضوع کی اصلی حیثیت متعین کرتے ہوئے پہلی بار حمد و نعت کو ایک سیدھا روایت ہے مگر قلی قصب شاہ ہے جس کا ایک خیال اور ہے کہ ہندوؤں کا پہلا صاحب دین شاعر بھی ہے۔

محمد قلی قصب شاہ ۱۰۲۰ھ (۱۶۱۵ء)۔ ۱۰۶۰ھ (۱۶۵۵ء) میں تخت نشین ہو اس کی مدت حکومت ۳۳ سال ہے۔ اس کا دور حکومت ظہورِ ادب اور فنونِ لطیفہ کی ترقی کا دور ہے۔ مسلمانوں کی یہ بھی تقریبات تھیں کہ ان سے سزا جانی تھیں۔ ان تقریبات کی مناسبت سے قلی قصب شاہ خود بھی نظمیں لکھتے۔ اس کی بحالت نظمیں عوامی شاعری کی تعریف میں آتی ہیں۔ اس کے کیمت بھی مقبول تھے۔ ہندی روایت کے احیاء میں اس کا حوالہ دیتے ہیں کہ اس نے فارسی اصنافِ سخن کو تیار کیا۔ ہندی اور کوہندو اور فارسی موضوعات اور جمیحات کو بھی اپنی شاعری میں استعمال کیا۔ قصب شاہ کے موضوعات میں ہندوؤں کے ہندو عقائد ہیں۔ ہندو عقائد ہیں۔ ہندی اصنافِ شعری میں قریب قریب سب ملتی ہیں۔ اس کے کیمت کے ضمن میں ہندی روایت کی اس فہم کے حوالے سے محمود شیرانی کی یہ طور یہ بات اہم ہیں

اس کیمت میں ہم دیکھتے ہیں کہ اور وہاں کا زمانہ اور ہندو عقائد، نظمیں اور تہذیب و تمدن سے بھری ہندی زبان کی جم

ہندی لگ رہی ہے اور ہندی جذبات، خیالات اور ذہنی رنگ کو دیکھتے ہیں۔ (۱۵)

محمد قلی قصب شاہ کی شاعری کا ایک اہم مرکز موضوعات ہیں۔ ان کے یہاں نظمیں کی یکسوئی تعداد نہ ہی دوسرے حلقے ہے۔ اس کے قصود نہ ہوں میں اس کی چاند کو صاف دیکھتے ہوئے ہندی اور سنسکرت کا جب تک کہ ان کی برکات میں مثلاً

اسم محمد قلی ہے جگ میں ساقا قلی ہے
ہندو دنیا کا جم ہے سستی ہے سلاطین ہے

یہ مثالیں قصود سے اس نظم میں اس کے کیمت میں حمد و نعت کے شمار کی جاتی ہیں۔ اس نے حمد و نعت کو غزل اور نظم کی ہیئتوں میں بھی پیش کیا اور حریف کی صورت میں بھی اظہارِ نظر آتے ہیں۔

اس کی نظمیں میں عقل و عقیدت کے حریف جذبات ہیں۔ ہر یہ شمار میں کیفیت اور ترقی ہے۔ حضور کی تلاوت کی برکتوں سے اسے سارے دینی اور اخلاقیات ملے ہیں۔ اور ان سے دینی طبع کی ماسک بھی ہے۔ حضور علیہ السلام کی اور اس بات کو حضور علیہ السلام کے

والدہ معراج کے بارے میں ہمیں یہ نام شادی میں فدا ہوتی ہیں۔ وہ میں کہیں بہادی روایت کے مطابق عورت کی زبان سے ہدایت مقبوت کا اظہار کرتا ہے۔

حمد و نعت :

کیات محمد علی قطب شہرحجہ کی حمدین زادہ قدوسی میں ۳۵۲ صفحات کے مقدسے کے بعد حمد سے کام کا آغاز ہوتا ہے۔ حمد درج ہے۔

چند ۳۰ تیرے نور تھے نس دن کوں نورانی کیا
تیری صفت کن کر کے توں آئی میرا ہے جیا
تج ہم مچ آرم ہے تج میر سو تج نام ہے
سب جگ کوں تجو س کام ہے تج ہم چپ ہا ہوا
تج ہا میں جگ ہا ہے جگ ہا پر تیرا ہا
ہر جگ نئے ساتوں دی توں جگت کا ہے دیا
ہیتا ہوں تیری آس تھے تبا ہے رم اکاں تھے
ہے کی مکوں تج پس سے سو ہے سو مچ کوں توں دیا
ہو تک میرا بیٹا اپن دیتا قطب کوں سب دکن
ہیسوں نی کانت چن جب تک ہے تن مینا لے جیا

چند اور حمدیہ اشعار :

ہا ہوں گنگر خدا میرا کہ ظل — تج لکھ کیرا نیل خدا مچ کوں سرا ظل
یک جیب سوں کرتا ہوں تجے شکر جڑوں — بھی شکر کروں مچ کوں تو دین دا ظل
صدقہ نبی کے قطب کوں لب لکھ ہا ہے — دکھ درد بھی دور کر لہر سکھ ظفا ظل
مناہت میرا تو سن یا سکا — نئے خوش توں دکھ رات دن یا سکا
مرے دوستوں کوں توں ت دے جنت — مرے دشمن کوں اکن یا سکا
مرادیت کا ہم رنگ سدا قطب — نوست سدا بہت دے ملن یا سکا

نعتوں کی تعداد پانچ ہے : (اختیار)

تج کہ بہت کے جب تھے عالم دین حادہ ہر — تج دین تھے اسلام لے سوسن جگت سدا ہوا
یک کہ اسی خبریں نوح جگت مینا لے دے — تج پر جوت ہے قسم سب تھے توں ہی پیدا ہوا
ہا ہا کوں جن نبی کا خطاب — علم دے دیا نور جوں آلب
نبی ہا لے کر کسی تھے ذار — نور مزی من دے دینوں کوں سدا ہوا
دہا لے مچ ہی ن ہر کی — مچا تیری ہوں چری ا مچ آپ رب

منتظر عناصر کے طور پر : (غزل)

کلیات کے ص ۳۲۹ پر غزل کا مطلع ۲۲ حزبہ و اشعار :

دلا تنگ لہوا کن کہ خدا کام دے گا — تنہا من کے مرضی کے لئے کام دے گا
خروج کی آگن لہر کے پانی سے جوہر کا — ہر ایم کس مہوں سکے تمام دے گا
” عالم کے دوسرے کئے ہیں بیش کی خاطر — ہے کالی کی نام سن دل دہم دے گا

منظومات : عید میلاد النبیؐ پر چھ گھیس، عید بخت نی پر چھ گھیس، عید شہر بن پر ایک گھر ہے۔

عید میلاد النبیؐ ص ۳۳۰ :

فرخے ترک سادکن جہوں میں سنوڑے ہیں
شہ دنیا دین کے تہی مرضی کری سہارے ہیں
مگر مولود شہ کا مرضی وہی مل جائے ہیں
سروں پڑنے سارے نکتہ ہیں اندازے ہیں

بخت نبیؐ ص ۳۳۱ :

خوشیوں کو موعظی جنت رسول آقا
یہودیت ائمہ سولہوی ہوں سکتے گا
بہشت کی خوشیوں نے عروں کے جو خوشیوں
جنت کی خوشیوں نے ” جب معلوم

شب معراج ص ۳۳۲ :

شام مردان و لمحہ ہیں ہمارے سر ہج — یہ باہمی صیبت اپنے میں کیا شب معراج
ہاتھ لور سور نہیں لور تھے پیدا ہوئے — ہیں ہر دنیا انہی اسام تھے پلا دلا
یک کرامت اور کامیں کسی دینہ میں — سب خیال سونے ہمارے عیسیٰ معراج

(۱۰)

ملا اسد اللہ و جہی (م ۱۰۷۱) محمد علی نقیب شاہ کے وہاں لکھ اشعار اپنے دور کی ایک اہم ترقی۔ علمت و شہرت کی باتیں ہیں۔ ضرور علم و ادب پر قدرت کا یہ سہہ اس کی اہم نثری تصنیف ہے۔

شاعری میں شہری نقیب شہری (۱۸۱۵ء) اس کا اہم کارہ ہے۔ یہ شہری منتقبی ہے لیکن رواج نام کے مطابق اس کا آثار و تصنیف کے افسانے ہوا ہے۔ یہی اس افسانے میں بھی ہے۔ اس کے میں شہری کی روش ہے۔ شہری اسلوب اور شہری حکام و راجہ کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی سلاست اسکی شہری کا خزانہ انتہہ ہے۔ کہ ملاحظہ ہو ہر لفظ کا لایعنی معنی و دہرہ مگر ملے سے قتل کیا جائے تو نقیب شہری بہ لفظ زبان و بیان

عرش کرسی تج گھر ہے وہ آہیں — توں سورج ہے ہلال ترا سایہ ہیں
 ملائکہ ایہیں پہننے آہیں میں — وہیں رات دن سب ترے وہیں میں
 توں سلطان صوف علم ہے ترا — نہیں ہو وہیں سب مضم ہے ترا
 مے مے ہو کے خدمت کریں ترے گھر — ازل ہو رہ ہو تھا ہو قدر
 ترا دین جس دن تی پر گت ہو — سر میں دن تی سب گھر تبت ہو
 محبت مراد وہا ہو علم — عیسیٰ عیسیٰ جس ہو علم
 توں پیدا ہوا ہو پیدا ہوئے — اول ہو نہ تھے تج تی پیدا ہوئے
 نور نہ ہیں تج ہاؤ یک ہاؤ نہیں — توں وہ چھانو ہے ہاؤ کوں چھانو نہیں
 امیدوار ہے جگ ترے پیر کا — کہ حنائے توں پاپ مسئلہ کا
 سلامت کر لہ سب کا جمی — اہی لالہ ایک وہ کا جمی

ذکر معراج :

صفت کر تو معراج کی رات کا — کہ جاگا اپنے طبع تج بات کا
 اتھا اس دین کوں محب کچھ نور — کہ ناکھوں تی ہاندا کردوں تی سر
 ملک ذرگوں در نے کر سور کا — تھا اہر کوں کے نور کا
 لڑتے سورج ہاتھ میرے تمام — تو آہیں کے دھندلے تمام
 قدم دسی کے شوق تی دھالے کر — رہے پہلے آہیں میں آ لے کر
 برق تج خوش گرم ہیں برق ہے — کہ سر ہاؤ تک نور میں فرق ہے
 نہ رہے صبر نو آہیں میں نمی — مجھے لامکاں کے مکاں میں نمی
 کھڑے رہے ہیں جہنم ہو برق — نہ تھا ذری اگا نور میں غلاق
 برا غیب تی آ کے حضرت کے — بلا لے گیا وہاں تی غلط نے
 کے تمام غلط میں وہاں کیا ہوا — خدا نور حضرت میں وہاں کیا ہوا

(۲۱)

عبداللہ قطب شاہ (م ۸۳۰ھ) سلطان محمد قطب شاہ کا فرزند اور جانشین۔ اپنے دادا محمد غلی قطب شاہ کے نقوش قدم پر سرگرم شاعر۔ پیش
 کا دلدادہ۔ موسیقی اور رنگہ رنگ کا قدر وال۔ شاعری سے انگری کا ذکر کیے ۱۱۔ محمد غلی شیخی طریغ کتب موسموں، مناظر، حوالوں اور تقریبات کے
 سوانح پر اپنے جذبات کو شاعری کے حوالے سے پیش کرتا ہے۔ بقول ہالین "حلیت محمودی عبداللہ کی شاعری طبع کی شاعری ہے اور وہ لوب کی روایت
 کو اپنی شاعری سے آگے نہیں دھکا دے یہ ضرور ہے کہ محمد غلی قطب شاہ کے مقام میں اس کی زبان صاف ہو گئی ہے۔ زبان دیباچہ پر، طرز لہجہ، ذخیرہ
 الفاظ پر قادی زبان و قلوب کا رنگ گراہا گیا ہے۔"

ہر صبح سخن میں شعر کے۔ "عبداللہ قطب شاہ کا اردو زبان سید محمد نے مرتب کر کے ۱۹۳۱ء میں شائع کیا۔"

مہدائے کے یہی عہد و نصرت کے شہر بھی بڑی طور پر مل جاتے ہیں۔ اس کی فتنوں میں حضور قدس کا پہلا نشانہ مل ہی رہا ہے۔ اس کی
رسالت کا نزول ہے۔ مہدائے کے مقصد میں ہر قسم کی طرف کی صورتیں اور نئی کے صورتوں کے علاوہ ہیں جو ایک طرح سے کلیتہ
سرشاری اور اللہ سرستی کے تہذیب و تمدن ہیں۔

حمد و نصرت :

لکھ لیں سوں پھر آہا دن دین عمر کا ۔۔۔ تاق صفا بنا دن دین عمر کا
یہ عہد بھی مہدائے نصرت کے ہیں ۔۔۔ سے تہ سے ہی رہے دن دین عمر کا
مکمل میں شریعت کے نہیں تھے مہدائے ۔۔۔ ہاں سوں مہدائے کے دن دین عمر کا
روشن ہوئے سوں مہدائے رقی مہدائے ۔۔۔ فلا لہوائے مہدائے دن دین عمر کا
نئی کے صورتوں مہدائے مہدائے شکر عمر کا
چونی تہ لہ لہ سور شکر کا ۔۔۔

خواصی (۱۹۶۷ء) مہدائے نصرت کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔ سیف الملک کے مہدائے نصرت (۱۹۶۷ء) مہدائے نصرت
(۱۹۶۷ء) مہدائے نصرت کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

میر سہدائے نصرت کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

خواصی کے کام میں مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

کہہ ہے۔ خواصی کی مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

مہدائے نصرت کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

مہدائے نصرت کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

مہدائے نصرت کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

مہدائے نصرت کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

مہدائے نصرت کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

خواصی کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔

حمد و نصرت : (سیف الملک کے مہدائے نصرت اور شہر اس کی مہدائے نصرت ہیں۔)

لکھ لیں سوں پھر آہا دن دین عمر کا ۔۔۔ تاق صفا بنا دن دین عمر کا
یہ عہد بھی مہدائے نصرت کے ہیں ۔۔۔ سے تہ سے ہی رہے دن دین عمر کا
مکمل میں شریعت کے نہیں تھے مہدائے ۔۔۔ ہاں سوں مہدائے کے دن دین عمر کا
روشن ہوئے سوں مہدائے رقی مہدائے ۔۔۔ فلا لہوائے مہدائے دن دین عمر کا
نئی کے صورتوں مہدائے مہدائے شکر عمر کا
چونی تہ لہ لہ سور شکر کا ۔۔۔

جہاں تک جو ہدل کے چیں گزراٹ — تری جی دولت دماے کے ٹٹٹ
 اتنی جبرے دہد کے ہر سب — چھڑی در تھہ در کے جہا سب
 تری ہدشہی کو۔ کچھ انت نہیں — ترے ملک میں خیر کو ہنت نہیں
 چہا میں نے توں چہا کاڑا — سہرے لے گرم دھوپ توں پڑا
 ہرا کر رکھا توں میں سات کون — دیا رنگ پھل پھول ہور پنت کون
 لہے پھول ڈالیں چہا آئی سر — نو عریہ ہے تھہ کتے پائی سر
 نواسی جو تھہ در کا خاک ہے — تری ہنت کا گھل قاشاک ہے
 دکھا کیا کر تو مجھ خاک کون — دے رنگ ہاں مجھ دل کو پھل چٹک کون

دعا :

دھما ہا توں فنی ہوئے اے — فنی تھہ ہیر تو نہیں کوئی اے
 تو منبول ہے سبھاں کا نہیں — نہیں نور روشن دہاں کا نہیں
 جو ہوں یا الہی ترا دہاں میں — کیا ہوں بہت اک تری آں میں
 طرولت دے مجھ آں کے ہار کون — دوا عشق مجھ درد کے دہل کون
 دہا میں ہوا کر جوی مرد ج — ترے ہات کا کر کے رکھ گرد ج
 حق نبی جو ہے میرا رسول — سناہات نواس کا کر قبول

نعت :

ہا توں عمر چٹکتے ہا سسلی — ہا ہے توں امر ہا سرفلی
 توں نہ توں نہیں توں الہی — توں ہی توں کی توں سرفلی
 توں تول تو آخر تو ہی ہے امیر — توں ظاہر توں باطن ہی ہے ظہیر
 نہیں ہاں اور قریشی رسول — کچھ توں کے سو کرے رب قبول
 خدا ہور جی میں چہائی نہیں — کہے رب سوں ہوں آشتی نہیں
 جہلی ترا لوح اعلیٰ قلم — تری حق میں حشر کر ہی ہے جم
 خدا کا جو عالم ہے وہ ہر ہر — رہا ہے ترے چہاں قل ہر قرار

(۲۳)

طوطی نامہ :

دھن خاص دہیئے لولاک کا — جھک لاساں نور لولاک کا
 عمر نبی سید المرسلین — سدا روشن ہوتے دنیا ہور دین
 نواسی چہا کہہ کرم کی نظر — دھان حق میں سنا کرے حق اب

مستیاستونتی :

کوں نر میں پاک رشت کا — کہ نہ حر زہر ہے امان کا
نار میں کوں سرد ہے — کہ نہ بج کوں پیدا کرند ہے

لکن نشاطی کو کفہ کے مستطعم میں شامل ہے۔ مثنوی پھول بن (تصنیف ۱۰۶۶ء تا ۱۰۷۱ء) اس کے لئے ادھر صرت ہے۔ یہ ایک
نثری قصہ سماجی عالم کا ترجمہ ہے۔ اس مثنوی میں نہیں دیوان کی مددگی کے بعد ملک صالحہ جانش کا میرزا استعمال پڑا ہوتا ہے۔ اس کے اسلوب میں
نوریت اور ہر حال کو کم میں درود اثر موجود ہے۔ اس کے اشعار سحر و سحر ہیں۔

اصل قصے سے قبل درانہ درویش نام کے مہینے میں دولت کے اشعار میں خاتمہ بھی لکھا ہے۔ یہ شاعر کے نزدیک حضور طیبہ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پس منظر کو ہر عالم ہیں۔ اللہ علیہ السلام ہیں۔ نصرت میں احمد نور احمد کا گداز بھی ہے۔ خصوصاً زکریا کی غماقی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کام
آئے گی۔

مثنوی کا انداز اس طرح ہوتا ہے

در حمد باری تعالیٰ :

نہیں بچتا کرتا ہوں نہ تو ہو پہلی

جے نہ حرف میں غایب کیا امر نہ پہلی

یہ جو کے کل ۳۶ اشعار ہیں۔ بحر مہجنت و دہگام کا نظم المہجنت کے ۲۳ اشعار ہیں۔ اس کے بعد ۷ اشعار پر مشتمل نصرت
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حمد :

دل میں جو رہا صلی کا — دل و ہاں سوں کوں جان آفریں کا
نور ورا جے ہم ہے خدائی — خدائی تھیں سب کبریا
دل کر نہیں کا حرا دامت — بد کوں قسم نہیں حیرا نہایت
کا کر ایک ہا توں کالہ نور کون — دکلا آتا قدرت بخت کون
مکن ہر دھرت کوں رجا تو ہستی — بیدی اسکوں رجا اسکوں ہستی
مکتب میں حیرتی نہیں ہے ہاں سب کی — زبان لوطیہ ہے ہاں سب کی
سوا من نکلی ہے اے بیان — کرم کر کوں کرم کر لے مرین
میرے دائم دعا کے پھولیں کون
کون دکھ جہ توہید کے بھوں سوں

مناجات :

اے حبیب کے پردے ہی توں — میرے مطلب کے شہد کا دکھا سوں

تو کر دل کو مرے آئینہ گرد — جہت کا جو دیووں قس میں دیو
مجھے تھ شش میں جہت قدم رکھ — سدا عزت کی صف میں محترم رکھ
دیکھا رمت ہے حیرا اللہ اللہ — کیا لا تقطوا من رحمۃ اللہ
گنہ گنہ گرچہ میرے نہیں ہے عاقبت — دے رمت ہے حیرا ہے لایع
گوئی دہری کے جس وقت دس دس — ہو بھو من شہی نے کہ من توں
کدورت سوں صفا کر رو میرا — نی کون کر شفقت خدایہ میرا
صفا کا رو دکھا بھ صفا کا — صفا کا رو جو ہے صفتی کا

نعت :

کروں میں سے ظلم بات لہذا نعت — بچ حق کے جبر کا دوا نعت
محمد ﷺ کا پیرا ہے سرور کا — اپنے سرخیل سب پیکروں کا
نبی توں پاک حیرا پاک دین ہے — سچا تو رت اللہ الین ہے
اگر ہوتا نہ توں آدم نہ ہوتا — نہ قوم جہو ع عالم نہ ہوتا
ہوں آپا ہے توں ہوئے پروردگار مل — کہ پھول آئے تو بیوں آتا ہے پھل
نہ جگ میں کوئی نہیں حیرا سولا — خدا قرآن میں تجھ کو سرا
مک جس دن جو رستا خیر ہوگا — سورج کا آج ہو جی ہو ہوگا
توں کر من نکالی کے سر لہ — شفقت کے ترے ساتھیوں جہو

قری لولہ پر ہو تمہا پر دم

بزمیں سوں اہم صلوٰۃ و سلم

(۲۵)

صفتی عادل شاعر اور سے تعلق۔ محمد عادل شاعر کا شمار۔ اس کی مشہور مثنوی قصہ ہے نظیر و صفتی کی صفت ہے۔ اس مثنوی کا سرکاری کردار
مہاراجہ رسول حضرت قیم انصاری ہیں۔ ان کے ساتھ پیش آنے سے غیر متعلقہ واقعات سے اس مثنوی میں، مثنوی کا مضمرہ تم کہا ہے۔ جو دل سے آکر
نک پھیلا ہوا ہے۔ یہ مثنوی اپنے داستان میں سر، اپنے انوکھے انصاریوں اور اپنے قصہ در قصہ بن کے سب دوسری مثنویوں کے سوسوں اور
اسلوب سے ملکر دو میز ہے۔ اس کا دارائی ہے ایہ انصاریوں کاں باتوں کو نہ کرینیں، بلایتی ہی ہمارہ کاری نے ایک اعتبار سے ہے۔ صفتی کا ہی زبان کا عالم
قرار اس زبان پر کامل و مسترس رکھتا تھا۔ یہ کہ دکی زبان مشہور درون کا درجہ رکھتی تھی اس نے صفتی نے دکی ہی کو سب سے اعلیٰ پایہ نام اس نے
قاری اسلوب آہنگ کو خوب سے اس نے شعوری سطح پر اس طرح کو اختیار کیا کہ اسے اپنی نعت میں تبدیلی کا احساس ہو چلا تھا۔ قول جالبی
"صفتی کی اس مثنوی کی حیثیت اس نکتہ کی ہے جس پر سے گزر کر قدیم ہو کر اسلوب کی نئی روایت
کی طرف سے نکلتا ہے۔"

اس قصے کا مزاج کچھ نہ بھی ہے اس لئے اس میں دوسری مثنویوں کے برعکس حمد و نعت کے لئے نسبتاً طویل ہیں اور یہ ایک دہی اور

تھیدی مٹل کی جائے ایک حقیقی نور اندی روش کا مطر ت۔ یہ مشنوی کے اور یہاں بھی مراد نعت کے اجزاء طالع سے گزرتے ہیں۔ حمد و نعت میں
 مصنف کے یہاں پہلے ہی فکر اور گفتگو ملنا جیت ایک معیاری سلوب میں صورت چاہی ہوئی ہے۔ کہیں کہیں فرقہ وارانہ فرقہ کے حوالوں سے مشنوی کا مزین
 اور دقیق کیا ہے۔ اس کی حمد و نعت میں فکری اور فنی ۱۳۰۰ بات مقصد زیادہ ہیں۔ سادگی، ذہنی، زیادہ، عطاء، حسل، خیریت، مستند، است کا حسن اور
 صف سے مطابقت کا برہان اس کی مشنوی میں حمد و نعت کو ایک نیا معیار قرار دیتا ہے۔ نعت لکھنا ہر کسی میں حد علیٰ الحدیث ہے۔ مگر آپ کے مطابقت، آپ کے
 کے فرقہ و تفرق کا اگر آپ کی نبوت کے علم و معیار اور مقاصد و مقاصد کا ذکر و مشنوی کے نظریں خصوصیات میں اضافے کا موجب ہے۔
 حمد و نعت کا یہ نظریہ عہدِ حاضر، ساری کے مطابق آواز میں نہ اٹھی کے ۱۹۰۰ اشعار ہیں اور اس کے ذریعہ نعت ۶۷ شعروں پر مشتمل ہے۔

حمد :

ع اول اول تو سمان کا	—	جو خلق ہے جن و انسان کا
بہر کون نہیں قدرت پاک سوں	—	بلا لگن ہیں ہون خاک سوں
انہیں بات سوں دست کر میں شہب	—	دھڑا مرانی سوں قوم خطاب
نہیں عشق سوں میں کو پیدا کیا	—	۲ اپنی محبت سوں شہدا کی
دکھا سر لوحہ اس خلافت کا کج	—	الایا فرشتیں سوں عہدہ عراج
میں کون ستارہاں سوں گلشن کیا	—	۱۰ صرت کون سوں سوں روشن کیا
زمین پر نہا نہیں کون خود کر	—	دکھا لعل کوم کو گزرو کر
چلا گیا لک پر چہ میں فرد	—	خسود کون یں کے کیا خود و دار
توں پیدا کیا ہے سر موسیٰ کو یں	—	کیا فرق پائی میں فرعون میں
توں موسیٰ کو فرعون کے بات سوں	—	دکھا میں آتلی کو بھل پانسوں
توں دلوں کے ہاتھ میں سر سر	—	بھرتے کو کیا صوم ہے نرم تر
ازل سے لال رقی توں کے دکھا	—	۱۰ میں میں نے اک گل بھرا کوئی سکھا
ترے سر میں ہے کوئی بات	—	ترے علم یں داکے کوئی بات
ترا ہلوں ہے اکرم الکریم	—	ترا دست ہے اکرم اللہ میں

نعت :

میں "کرم" خلق میں	—	رسول خدا ۔ دستِ اعلیٰ
کہ جس سر پر لولہ کا کج ہے	—	۲۰ میں کو مرثیٰ کلی صانع ہے
جا جس کی دیا ہے سمان نے	—	۳۰ د ۔ نہیں فرقہ نے
امہ میں نے ہوں امہ دیا	—	۴۰ ہم بھی فرقہ کچھ نہیں کیا
تری ہر گاہ کا وصل ہے سپاہ	—	۵۰ تو ہلم ہیں کا ہوا پر شاہ
کے مشنوی دھر ہرلوں خوشی	—	۶۰ ترے ہر کلاں ہیں آئے کشتی

کس دار مرغ کے چنگ و جھ — زنی ہارک کا ہے جم ہارگر
 مصلو ترے ہارک کا رنہ — کہے تھمے نا پر زو انھیں حرم
 چند مصلو دار جو رنہ شام — بیج کر رنہ سے کرے تھم سلام
 شرف ہے وہ عالم کوں تھم رات سے — بھی آخر مدامی ہے تھم ہات سے
 چلے مصلو سو زنی ہات سے — وہ جنگ میں اسے کوں سر ہارو کر

(۲۶)

مثنوی چندی بہ نادر سہار کا مصنف ہے۔ اس مثنوی کا زمانہ تصنیف ۱۰۳۰ھ اور ۱۰۴۰ھ کے درمیان ہے اس کا موضوع عشق ہے۔ بیجا پور کی بکلی عشقہ مثنوی ہے۔ مثنوی کی تمام تر توجہ نصرتِ نوکی پر مبذول دی ہے۔ کس کس ہندو احساس کے دخل سے شعر میں مگر تامل پیدا ہو گئی ہے۔ تاہم قولِ جالبی سیفیت بخوبی ہندو عشق کو تعین کے ذریعے شعریت کی پہلوئیت سے رگھے اور نکھارنے کی کوشش میں ملتی۔ مثنوی کے اسلوب طرزِ نوادر و اثرات ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ ایک ترہندہ و ادبیت کا ہے جس کے گھرے فتوش ہم ہانم اور جنت گد کے ہیں دیکھتے ہیں اور دراز تھری اسلوب کا ہے جو بیجا پور کے اسلوب پر تجزی سے مدلی آ رہا ہے۔" (۲۷)

نمونہ کلام حمد :

خدا کون مزلو کبیر و منی — لو جادو ہے قدرت کا صاحب و منی
 جو یوں کیا توہم اک اردان کور — سہا با ہے طوقان نے تو روح کون
 کیا ہر مکرار دہب الجلیل — کہ سرور کے ہات اپکا طلیل

(۲۸)

نصرتی محمد نصرت ہم، نصرتی غصص، (م ۱۰۶۰ھ) علی مادل شاہ مین کا لک شعرا تھا۔ "نصرتی کے آپ کرائی سوساکی میں دی عزت حاصل جس نصرتی کی تعلیم و تربیت شہی گل میں دلی عہد سلطنت علی مادل شاہ کے ساتھ ہوئی۔ بیجا پور کے سارے سورتوں نے اس کی تفریح و توصیف میں ہزبان کی ہے۔" (۲۹)

تصانیف میں مثنوی گلشن عشق (۱۰۶۵ھ) مثنوی علی ہار (۱۰۷۰ھ) مثنوی تاریخ سکندری (۱۰۸۳ھ) کے علاوہ ایک مجموعہ "غزلیات" نگہداشت عشق ہے۔

"گلشن عشق" محمد شاعری کا نمونہ ہے۔ رنہ رنگ مضامین کا مرقع، انسانی جذبات و محسوسات کی مصوری اور منظر نگاری میں بہت مصلحت دیتی ہے۔ اشعار میں برہنہ اور تسلط کا وصف ہے۔ اس کے یہاں کلام کی رنگینی اور تشبیہ و استعارہ کا انھوچا پن نمایاں دل کش ہے۔ مثنوی گلشن عشق کے دیباچے میں مولوی عہد الحق فرماتے ہیں: "نصرتی نے آج سے ۵۰۰ھ میں پہلے دور دل سے کم از کم ۷۰۰، ۷۰۰ برس قبل فارسی اور اردو کے ظاہر و باطن کے کل سے دیباچہ پیدائی ہے جس کی فرمائش شاہ سہارہ گلشن لے دل سے کی تھی اور حقیقت یہ ہے کہ عظیم شاعر کے نصرتی کا درجہ دلی سے کہیں بلند ہے۔" (۳۰)

نصرتی کے یہاں محمد میں اللہ کی تالیف اور حیات کا نکتہ پر اس کا عکس کلام قدرت اور خدو میں اس کے مظاہر و تجلیات، اس کی بدعت و مصلحت کے حیرت انگیز فتوش کی عہد تصویر کشی ملتی ہے۔ اس کے یہاں نعت میں مضامین محمدی کا بیان اس کے بے پناہ جذبہ عقیدت کا مظہر ہے۔

نصرت کے یہی اصل نصرت نظر آتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ولایت گراہی کی کائنات میں جلوہ گری، حضور ﷺ کے مجربات کا پہلو، احد و بدر اور
صوفیانہ مشنوں سے اول و دومین کی آسودگی کا سلسلہ، لینانہ رسالت کی برکات و ثمرات کے علاوہ معراج کے ذکر میں ایک خاص شعر نگاری اور
کیلیف افریقہ خاص طور پر شب معراج کے واقعات کی جزئیات نگاری اور طبقاتِ اسلامی کی عدم تکراری، حضور کے قدم مبارک سے تمام مراحل و
مراحلِ اسلامی میں ایک یکسو لہر کا سہا، یہ ساریاں نصرت کی کامیاب نصرت نگاری کی دلیل روشن ہے۔

اس سے قبل کہ ہم نصرت کے مجدد و نصرت کے نئے دوج کریں اس کی بنیاد کے بارے میں ڈاکٹر جالبی کی رائے کا ایک اقتباس پیش کرتے
ہیں۔ "نصرت کے سامنے جیسا کہ اس نے خود بھی کہا ہے، گھٹنِ عشق لکھتے وقت ہادی مشوہوں کا معیار خدا اس نے دیکھنا نہیں کو ہادی کے معیار
ہے کی کو عشق کی۔ اس عقلمانی عمل میں اس نے دیکھ کی خصوصیات کو ہادی نہیں کی خصوصیات سے بلکہ ایک باطنی معیار قائم کیا اور آخر کے ساتھ کہ
کہہ دے کہ کیا شعر حق اور ہے۔"

جالبی کے قول "نصرت کے اس عقلمانی عمل کے ساتھ دیکھنا اپنی قوتِ احد کے ایک نئے عروج پر پہنچ گیا۔ اسی کو نصرت نے
مشرقاۃً "کھمباریا ہے۔" (۳۱)

حد و نصرت :

گھٹنِ عشق میں میر کے بعد ۸۴ ہیں، نصرت کے ۸۴ اور معراج کے ۷۴۔

حد :

صفت اس کی قدرت کی اول سرہوں	—	دھڑا جس سے ہے گھٹنِ عشق میں
کیا کر کرم حق کا جس صہل	—	ہے ہارِ نریخت کا پکڑا جیل
جب کوئی تو اسے ہالہاں میں	—	کہ صفت میں تو جیل کے دہان
وفا رنگ ہے گل ہے یں ہاں ہے	—	نور گل میں تو عشق کی ہاں ہے
منا نریخت کو عاشق کمال	—	ہے ہر توں عشق ہر صہل
ابھی شمع دکھتا ہر ایک قدم ہر	—	ہر یک دل میں پڑا ہے گلِ بخت قدم
توے نور ہے جگ ہے پلا غم	—	کا صہب کے گل میں تو غم قدم
جو صنعت گری توں دیکھنے پہ آئے	—	سیدی سوں گلِ عشق دیکھیں ہائے
وفا رنگ تمہ بہت کی بھلا ہے	—	ہمیں تمہ بہت کی بھلا ہے
ہمیں کا توں غمِ صہب کا	—	غم کا سر قدم توں قدم کا
لف کے زخمی ہے سینے کوں توں	—	دہسے لہجہ لہجہ سر لہجہ سوں
کدی جس پہ وہ سہری دھرے	—	کہیں جس میں لہجہ لہجہ دھرے
مرکب ہر یک جسم ہے ہمدرد	—	مرکب کیا توں صہب صہل ہمدرد

مناجات :

اے نہیں ہم کوں دہسے — کرم صہل تمہ ہے ہمدرد ہے

حیات کا تجھ سے عالم نور — کرے اور خورشید کی سرور
 فریبوں پہ عشق میں پیدا ہو تو — گئے تھے بھی نئی دہلدا سو تو پہ
 وہ عالم کون سربہ توں یکہ بات میں — دیکھا پہنا کرے بات میں
 دیا ہے توں خاکی کون ایسا شرف — جو جس مجدد نوری کے صف صف
 سحلی کے کھن کی مجھ سے دولت — جو ہر بات میں کئی دہن آئے بات
 دے مہیا خن کے جہاں میں قلم — جو الہام کی لوح کا ہوئے علم

نعت :

رہے ہر وہ یہ اہل عین — کہ آخر ہے اے شافع اللہ بھی
 ہوا ہوئے نہ عبد اللہ کی عین — زائے جگہ مدح اہم میں من
 عجب آفرین کے دریا کا نور — کہ جس نور کی بحر ہستی ہے ہر
 اقا جب تو موجود تھیں ہیں — جب آدم تھا ماء والین میں
 ہلکے علم الہا کا آدم سبق — پڑا میں ملک تھا توں علام حق
 اللہ نور اللہ میں جگہ کون عظیم — دنیا ہوئی گرچہ مہمان کی ہم
 اسی ہم تھے پنا معا شاک — دیکھیں عین اللہ کون چہ احمدی سال
 نہہ دین دنیا میں سر ہے توں — توں محمود دہاں یہاں عمر ہے توں
 تری دلتہ تے پائی دنیا سکت — تری سوا چہ محمود اچھے عاقبت
 تری شان سرعج لولاک کا — ترے غنہ توں تخت افلاک کا
 کرن کا سورج پھنر محمد لال ہے — محمود صبا جہے سر دہاں ہے
 ترا نور ایچہ جو کایا دہاں — رہے چھا کے دنیا پہ نور آہاں
 سگتے ہدا بیوں شرارے ہوئے — پندہ نور نور سب متدے ہوئے
 خن صاف کہ کھول بہ توں کرد — مسند کی سیہوں میں سوتی ہر

معراج :

دہرا پردہ سوز جہاں بہ بہب — ہوئی جگہ راز کون نش خب
 کھولی بلت طالب کی مطلوب دیر — مقامی ہوئے اصل کے دہدیر
 جو تھی من میں مطلوب طالب کی تھی — اپنے کی ہدی عین آتی ہاں
 اینہ تمہا لمن کا سکت صحت ہوا — دہوتی بھی بہب بہب ہوا
 حوا امر جب پاک جریں ہر — صیب اپنے تھی لا یہ کر
 کئے بے تلف سوز دعت کے در — دہیہ فی ہر شر سوز ہر

سو اس وقت چہرل جنت میں آ — احمد ایک برائی لٹ ٹیل برقی سا
 پروردگار کے چہرے پر سم تی — اسے روح پان ہلہ تو قسم تی
 جو دلائل تو یک طرفہ الہین میں — رب سیر کر آئے کونین میں
 گھسی جائے ۲۰ لاکھ کی صلہ — کہ اس طرح میں ہے حق ہے سکت
 لاکھ لاکھ ہے ہم اس ذات کی — نہ فضیل ایسے جس کسی دعائ کی
 رحمانین جنت کون کسی طرف مون — جو ہو نہ تو ہوں کہ حرف کون
 ہوا قرب وہی قلب تو سین کا — دہا لیکن لوک رویت میں کا
 الہا ہی تی واسطے کا غلب — صبر ہوا طلوع ہے باب
 سو حق حرف و صورت حق خود کہیں — صبر ہی اپنا لوک رو کہیں
 قیمت حق کی دشمن تی ہوا — سلام ہو جرف حق کون تی ہوا
 لے آ ستر کر جو لغت نول — وہی خود تھا مہر ہول
 مہر لے جب وہ خود ہائے — وہ تو یک کی لغت ہے یک یک ہائے

(۳۲)

مثنوی چرخ اسکندری سے

حصہ :

سر کا بیتا سو خدا کون سرے — کہ وہ میں سکت ہے جو حق کرے
 جو اپنا سر کا دن کو نہ برقرار — تو کیوں جس کون آکا چہرہ پر دار
قصیدہ چرخیاہ : (طویل سر کے بعد لغت)

ملو دہلم ملو دہلم ملو دہلم ملو دہلم — جس کے تھے حق ہے جو عالم ہیں
 ہے جو لولالوم ہو بھے جی سرسلاں — مٹر کون مانی ہے چ گھر لوتی
 کہ نرا دہلہ ہو آبا ہوں گرداب میں — نامی اللہ بھے کھنچ لے اپنے دشمن
 لیلیٰ کی شیرینی ہوں حق سری بات کون — ایک جو کہ جمل کھلی طوطی شکر حق
 من کے کہت کیا اگر غلط میں ہر گز کروں — ظاہر و باطن کا مل تھا ہے گل مہرین

رباعیات

حصہ :

اے ام، تو سب میں بھے دہلی ہے — ہر دور کو اس دل کے وہی شانی ہے
 لہرت ہے سرے سے کون تو ہے غیر کی اس — یک تو کی دو عالم میں بھے کافی ہے

میرے شہر میں اس کا سنا جب نصرت کرنے میں
مطالعہ ہا کے من میرا یہ حضور جن کے ہا ہے
میرے شہر میں اس کا سنا جب نصرت کرنے میں
نوی کے عشق میں سوند تر جگ کا ہر لا ہے

عالم گجراتی

گجراتی ہندی روایت کی ہندی عالم گجراتی کے وقت ہندو (تسلیف ۱۵۰۰ء) میں ملتی ہے۔ روایات عامہ کے مطابق اس پر بھی ہندی روایت کا لقب ہے۔ ہندی اور حرم، جو عوامی اور حرم، ہاں کی لفظ کے مطابق آسان اور عام قسم ہوتی تھی۔ لفظ ہندو کی اہم خصوصیت اس کا تہیم ہوا ہے۔ اس میں شہریت و لہجہ و اسے ام ہے۔ روایات میں امتداد بھی طرز و خاطر نہیں ملتا ہے کہ حصول و کثرت و ثواب کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔ مصنف مرحوم، رسول خدا ﷺ کا ذکر کرتے ہیں:

میرے کہیں تھے ہی — اس دن جن کی ہادی تھی
لوگوں میں کون اس کے آئے — مائے کے مگر چلا جائے
ہر جہاں اس تھی ہر ہر کر — کال میں رہو گا کس کے مگر
جب بھوں میں پائی بات — سب راضی ہو اتنی بات
نی لی کے مگر لائے درمل — ہی ہارے ہوئے خوشحال
کی کا دھکا ہو روز — ہر ہر ہوئے ہارے ہار
ایک آنی تپ ہو تپ — ہاں پتے ہارے تپ
ہو سید نے ہو چھا جائے — بہت قہی ہے ہی ہارے
ہار ہو تم لوگ ہی ہے — ہارے آگ ہو ہارے ہی ہے
تم ہو ہے کے رسول خدا — تم کون ہیا دھکا ہے کیا
فرمایا کہ بہت ہا — انہی ہاں ہو آنی ہا

سید بلاتی اس کا معراج ہندو (تسلیف ۱۵۰۰ء) اپنے دور میں مقبول تھا۔ اس کا مقصد بھی مسیحا د خواتی کی عافیت کی روایتی اور کثرت کا حصہ تھا۔ اس معراج ہندو میں بھی روایات کی صحت کا احترام نہیں ہے۔ تاہم یہ اپنے بے تکلف طرز بیان اور سادگی اور روایتی کے سبب توں مقبول رہا۔ اس میں معراج کے واقعات تفصیل سے لکھے ہیں۔ سیر الملک، مسعود و دوزخ کا مشاہدہ، انبیاء علیہم السلام سے ملاقات، اللہ سے قرب و تقرب، حکم و امر و اجابت کے احوال لکھے ہیں۔ لیکن شہریت پر خاص نظر نہیں ہے۔ قوانین کا کلی التزام، لشکروں کے استعمال میں صحت کا خیال وغیرہ شہر گرتی کے بعد میں نہ نظر نہیں ہے۔ یہ ہندو ہاں ہاں کے لفظ کے مطابق ہندو سے آواز کیا ہے۔

حصہ :

اول نام اللہ ہو دلوں کو — ثا و صفت اس کی ہے نہ ہو

غنا میں اپنی نیت عزادار ہے — کرند قدرت میں کریم ہے
 کیا ہاں سورج سہلے فلک — زمیں آہیں، سور، چن و فلک

معراج :

کہ پہلے آئے سو دہان کوں — کیا کھول تکی سو دہان کوں
 سو دہان وہ کہ کون کون ہے — کہ کیا دوسری رات کیا کام ہے
 کیا میں پھر کھل سکے کام تھا — کیا تھا زمیں پر جو قرآن تھا
 کہ دہان وہاں دہا کون ہے — کہ محبوب حق کا ہی غنا ہے
 کیا مرچا تکی وہ کھول کر — تجھے دیکھنے میں کڑا شکر
 کہ پہلے پہلے تپتی کے فلک — دیکھے نور کا وہاں ہوا سب ملک
 کہ صوفیہ دے دے کے سلام — دے جواب ان کو ملک سلام

(۳۴)

عکس

ہم اور احوال غیر معلوم، ایک شہری معراج نامہ سن (تصنیف ۱۹۱۵ء)

متم نظر لکھ کر کتب تک آئینہ حیدر آباد میں موجود ہے جو رمضان ۱۲۷۵ھ کا نوشتہ ہے۔" (۳۵)

اشعار کی تعداد کہ قابلِ غنیمت بزرگ ہے۔ یہ اس اعتبار سے پہلا معراج نامہ ہے جس میں مضامین کے لئے مختلف عنوانات کا نظم کیا گیا ہے۔
 آئینہ میں معراج کے سبب بیان کیے گئے ہیں۔ ہمارے آئینہ میں مطلع تک کی ہر کا ذکر ہے۔ ہمارے دلا لکھنی، عالمِ حکمت اور کائنات کا ذکر
 ہے۔ عنوانات کی واقعاتی تقسیم، شہری کا پیدل ذکر، خطا و غفارت نیز صحت روایات کے اعتبار سے یہ شہری صاحبِ واقع اور مستند ہے۔ بیان میں واقعہ
 شہری سربراہِ خیال اور تسلسل کے ساتھ ساتھ اس غلوں و عقیدت کی بھی فروتنی ہے جو وہ وقت کی مٹا ہوتی ہے۔ نظم کے آخر میں عقیدتِ انیسویں
 ہجری کا ذکر کیا گیا ہے اور تاثر اور مکرر اہم ہوتا ہے۔ شہری کی زبان بیان کے بارے میں اکثر چاہنی کے تاثرات دیکھئے

"اس دور کی دوسری شہریوں کی طرح اس کے زبان بیان بھی صاف اور سلیس، مجموعی رنگ کے رنگ و روپ سے

قریب تر ہیں۔ لسانی نقطہ نظر سے اس شہری کی اہمیت یہ ہے کہ اس سے بیان دور و غیر واقعات کی تبدیلیوں کو

دریافت کیا جاسکتا ہے اس کی زبان طبعی کی شہری سے بھی زیادہ صاف اور کھری شہری ہے۔" (۳۶)

ایک اور تصنیف مولود نامہ (۱۸۸۴ء) ہے جس میں حضور ﷺ کی ولادت، سہ ماہیات کا تذکرہ، بچپن، تنہائی، نور محمدی اور درود کے فضائل بیان کیے
 ہیں۔ اس کو بھی قوالہ نام حاصل ہوا۔

حکد و نعت : (معراج نامہ سے)

کوں جو لول وی راج کا — نبی جیتے کوں عیا جن معراج کا
 غنائی مادی کیا کیا ہے تصور — دے سب تے لول نبی جیتے کا تصور

محبوب دیکھ کر ہے ہے چل — محمد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 اسی ہر طرف کا ہے ہاں آج — رکھے اسکا لوہا کا سر پہ چھ
 سہرے دل کا میں کون ہوں ہیں — کہ ہے ہم جمعیت کا نکلا
 سہی لے دلائے حمایت اب — حمایت کی مدد کی طاقت اب
 سہم دگر سب مد کی لہر — قیامت میں آیا ہے امت اب
 لوں دل ہے تو نکلی دوا — جو ہے دور صیبا کا تو ہے فتنہ

ان اشعار میں حمایت اور ہوتی کے ساتھ حروف اسم محمد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تہہ کی ہے
 اور محمدی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر دوا شد

محبوب اور اور علی اللہ ہے — جہاں سب کہتے تھے کہ وہ ہے
 کہتے تھے کہ وہ سب نہیں — ہیں ہوں تھے کون اور آج نہیں

معظم

علی مدد اللہ علیہ وسلم اور مدد اللہ علیہ وسلم کے مدد کے "یہ شاعر، میر صوفیہ میں کھڑا ہے۔ مدد اور یہ ایک سرانجام (۸۰: ۸۱) کی تفسیر ہے۔
 اس سرانجام کے حوالے سے دو سو شعر لکھے ہیں۔ وہ "ترتیب زبان" ہیں۔
 سیرت ابن ابی کے مطابق میں کی، مشہور کا پتہ ہے۔ "نثر اور شاعری" (۲۷)

حمد و نعت :

اہل ان کاور ہے صاحب نئی — تو رہی مطلق ہے سرت وہی
 ذرا ہم کھڑے سزاوار ہے — ختم نام کا سب کو مل رہا ہے
 اہل نہیں کھڑے اور اولیال — تو صاحب بیل حب بیل
 سچ نہیں تعلیم و حکیم — تو غافل تو دلال و ذل و عجم

سہ حریفی سے :

اللہ اللہ میں تمل تھا سو شوق پاب آگیا
 حرف حرف میں وہ پہل کریم کا کھنکھلا
 ہر ہر اور تو روز دل سو مٹل جہت سدا
 کل میں جہوں حق نے کیا قیم عدا
 کئے حق سے مغرب ہو جہاں تو سینے سے نزدیک
 امت کے باب کا حق سے کئے ہیں حرفی عدا

قدرتی

بادل شاعی دور کا شاعر اس کی عظیم و وسیع شہرت کی وجہ سے اشعار کی زمرہ سے رانہ من تصنیف (۱۹۰۹ء) اس میں ۴۱ بیون کا ذکر ہے اور حضور علیہ السلام کا ذکر ۶۵ بار ہے۔ شاعری کا اس کا طرز امتداد ہے۔ تصنیف میں زیادہ نظر ہے۔

حمد و نعت :

کہ اللہ ڈھ د ہر دو گار — کیا جگ ایس نور نے آند
سروں لول میں جو بہان کوں — جب کوئی دعا دیا ہے سو سلطان کون
خلیل ہے اس کا ہی معنی — کیا جس کیتی وائل ہور واطنی
جو قوم کوں حق تپ ظاہر کیا — اسی نور کے ملت باہر کیا
ان کیرے سب پشت پہلانی نام — اسی نور ظاہر ہے دلا میں نام

تمثیلی

ایک مولود ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوا (۱۹۰۹ء) اور ایک معراج نامہ (۱۹۰۹ء) نامی کی تصانیف ہیں۔ مولود ۱۹۰۰ء اشعار میں مشہور ہے۔ دوسرے مولود ۱۹۰۹ء میں معراج ناموں کی مانند یہ بھی ماحول کی ضروریات کے تحت مغل حصول ڈوبد کت کے لئے تصنیف ہوئے ہیں۔ انکی کتب کا نام معراج ہے کہ ان میں حضرت روایت کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی اس پر نظر کر کے کہانی ہے۔ مقدمہ مولود کر دیان حضور علیہ السلام ہے لیکن روش قصہ گوئی کی ہے۔ نثر کے انداز میں لکھی گئی ہے مختلف مکتوبات جو کہ حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ و میر سید محمد نور مجرستہ شاک کا ذکر کیا ہے۔

نعت :

جو کوئی معنی کا ملت نہ کرے — وہ عالم کو لو، شرف فی نور دھرے
پارا و ملت اس کا کد کد سکت — کہ بہان جس کا کیا ہے ملت
سودہ لو اپنی اپنی پاک اللہ — جو قریشی جو عالی جباب
اچھے خود سال میں ایک نام — ہر پھر لول شدہ ولس نام
برس آند ہور نو کے بہت تھے رسول — ہر سہلہ ہیں کر کلر تھے لول

امامی دکنی

ایک دفعہ ۱۹۰۹ء میں تصنیف (۱۹۰۹ء) اور (۱۹۰۹ء) دوسرا وقت ۱۹۰۹ء پہلے اوقات نامہ میں اشعار اور سوت زائد ہور دوسرے میں امامی سوچہ ۱۹۰۹ء۔ اسلوب اشعار اور نہان عیالہ میں ہیں جو دونوں میں ہیں اس انداز کی تصانیف سے شہرت کی روایت میں کوئی اضافہ یا تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ایک طرح سے انیس ہجرت روایت ہی کہا جاسکتا ہے۔ امام یہ کیا کہ ہے کہ نہ ہی شاعری کا تسلسل اور ہر عمری پہنچنے کا ذکر ہے۔

حد و نعت :

دل میں عاشق نسواں ہوں نگار — کہ عاشق سوں مسنون ہو آفتاب
 بچے نصیب مسنون ہوں نگار — بچے ایک ہو کر کیا لگہ ہیں
 جو چاہئے کئے کوچ جنت طرف — تھامت ہیں میں ہی ہر طرف
 ہیں کی نعمت کون رہا کر — جنت کی نعمت کو کجا کر
 کہ صالح کی قدرت ہی ہے تمام — ملک السلطہ و ملک مہم
 ہر دہوں درود و ہر دہوں سلام .. جو چاہئے وہی کل دہوں تمام
 تم کہ لای تو خیر و تمام — دہوں میں ملک مہم

مہر المحمد ترین

شکر و حمد اور دہوں مہر محمدرہیں کے دہوں کی نصیب تہ ہے۔ مہر مہر دہوں نے مہن اے مہر مہر سے پہلے کی نصیب قرار دے۔
 ہے۔ (۳۸)

حد و نعت :

ایک ۱۲ توں ہے مہر نگار — دہوں ملک میں قدرت کا آفتاب
 ۱۲ توں ہے صالح ۱۲ توں دہیم — ۱۲ توں ہے قدر ۱۲ توں عظیم
 سہوں تجھے میں سدا پد کر — جو کے لئے سے دہوں کر
 جو ۱۲ چہری کر غم — کیا مہن ۱۲ خیر و جنت کرم
 شکر ہی کا گہوں کھولے — کیا قدر کرم کر دہوں کھولے
 دہوں ہی کا کج بھریں — کیا غم دہوں میں مہوں دہوں
 اگر کوئی چہ پد کر کوئی سے — دہوں ملک میں پد کر کوئی سے
 دہوں کہ مہن مہر کج سے — دہوں کر دہوں ایہوں کی کج سے
 جو جو چاہئے ہے مہر دہوں — دہوں کج سے کی کج سے

عظیم شکر دہوں ۱۲ ایہات و مشعل، دہوں ترین سے مہم مہم ہوتے ہیں۔ مہر مہر ترین کی نہاں مہن کے مہن میں پد و شکر
 آتی ہے۔

کجا مہن عاشق ہو شکر
 مہر کر دہوں کل میں مہن

محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لوہ ان کی آگ پاک با صفا صوں

مولود ہوساں، معراج ہوساں، فطرت ہوساں، شامل ہوساں اور ہوساں کی کثرت کے اس دور میں مجازات کو الگ صورت میں لکھنے کا بیان بھی نظر آتا ہے۔ یہ مجازات اسے دکن میں دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے زمانے میں لکھے گئے جو قصیدے اور مثنوی کی صفت میں ہیں لیکن اختصار کا وصف لئے ہوئے ہیں۔ مولوی کے معنی یوں کے کہ تصنیف کا پتہ نہیں ہے۔ ”تذکرہ مولود و مخطوطات قرآنی المدینہ قادریہ“ میں چند مجرے درج ہیں۔ یہ اور اس انداز کے مجرے عوام کی دلچسپی اور مینا ہاں طبع کے پیش نظر مرقوم ہوئے ہیں۔ گو ان میں مصحف سولہ اور توصیف نبی کا پہلو ملتا ہے۔ لیکن ماحول میں ان کی روایت معتبر نہیں اور صداقت محل نظر ہے۔ ہندی ادب تاریخی اثرات اور مصیبت کی ایک لطافت جس کا اثر مسلمان مصنفین کے ذہن و قلم پر بھی پڑا ہو انہوں نے قہر و اشتداد کی جانے والی دلچسپی کو طوطا کا طرز کہا۔ ان کا انداز بکسر اور تمام تر قصہ گوئی کا ہے۔ مثلاً انداز میں عوام کے لئے کشش ہے تاہم مصحف اللہ کی کہ اور نقد ان کے ماحول میں خیر و برکت اہل تصنیف کا وہ سب سے شگفتہ اور حضور کی ذات پر ان کے قصیدہ پیشگی کارنگہ جاتا ہے۔

قصہ ہرنی کا

۱۱۱۹ اشعار کی نظم، ۱۱۱۱ سے قبل کی تصنیف، شاعر نامعلوم، حضور علیہ السلام ایک ہرنی کے نہ من ہوئے، وہ مصحف سولہ اور انہی آئی، اس مجرے میں بیان قصہ کے ساتھ ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلو بھی ہے

ہنگی جوار ہیں جی لاکے جی کے آجروں
توڑا کھردل کا بھی لا صدق سب کے دل سے
نکی مہلت تم کرو باقی نہ ہو ہشیدہ
وہاں سوت کا دیا جو ہے قافی سے

بازو فاختہ

۱۱۱۰ سے قبل کا قصہ، ۱۱۱۱ اشعار، مشتمل نظم، ۱۱۱۱ فرشتے آپ ﷺ کے دربار میں بے وفائیت کی صورت میں حاضر ہوئے بے جا فاختہ، صلہ کرہا بتا کر اس کا گوشت کھائے۔ آپ ﷺ نے منع کیا کہ بے آپ ﷺ کے رخصت مہدک کے گوشت کی خواہش کی۔ آپ ﷺ نے فرمودہ فرمایا تو انہوں نے اصل حقیقت کا انکشاف کیا کہ حضور علیہ السلام کی صحت کی گنجائش مصدوب تھی۔

اختتامیہ :

چے گئے فرشتے یہاں سے مگر — — — تھے جا خدا کو یہ ساری خبر
الہی ہمیں کیا جو تقریب کرے — — — کہ پڑے صیب کی صفت کیا کرے
نہن صفت اس کا سوا نہایت ہے — — — کہ سب جہاں میں پاک و دولت ہے
کیس کی زبانوں جو تقریب ہم — — — کہ وہاں ہمارا نور ہے وہ ہم
برادران دور دور ہزاروں سلام — — — نہاں کا محمد علیہ السلام

قصیدہ مجزہ

میں نور حق، مثل قصیدہ شاہ بنوئی کمرانی کا ہے۔

اشعار

نہاں کی سکت ہی جو جس کے سونہی لوہے
جے لوری ہی کچے ٹپس کے نور سبیا نظر
لوہے کے نور میں کچے ٹپس، جس سب میں
زمین و آسمان کرسی روشنی، قرآن و قرآن

قصیدہ مجزہ

پانچ نور حق ۷۴ اشعار ۱۱۰۲ء کی تصنیف، بنوئی کمرانی سے موسومہ منسوب قصیدہ مولانا دوم سے مصنف حضرت مولانا علی بنوئی اور
یہ عمل کے مکمل سے مہزات اس ناخبر کے لئے ہے۔ شاعر کا قصہ اس تصنیف سے یہ ہے کہ عوام بدین بنوئی کی تعلیم کر سکیں۔

حد و نعت :

دل کوں جو خدا پرستہ تم بہن و مر
جس نے زمین و آسمان پیدا کیا جس و قر
سہرہ و دایہ و خدا و جہاد و
قد و کرد و اس میں نہیں کوئی دگر
میں مانگا ہوں یہ سونے و پتھر میں ہلدا م
ہر حق و خلق و خلق و عالم کرم کر

(۳۵)

اس کی شاعری کا یہ دور دل جو اس کا پہلا ہوتا ہے اس کے شعر اور ان کی حقیقتہ تصنیفات کا مکمل اعلاہ ممکن نہیں ہے۔ جو
جوں حقیقت کا سزا کے کی طرف سے اور مخالفہ مجمل کا مل ہادی ہے گویا یہ اور مل باطل و طاعت و مسودے جواب تک و سبب نہیں ہوئے اور
ادبی حقیقت سامنے آئے ہیں گے اور یہ ممکن ہے کہ اب تک جو محض امور و مساکی ملے ہو چکے ہیں ان کی حقیقت پر نظر ملنے کی ضرورت محسوس ہو۔
ہادی مرلوہ ہے کہ اگرچہ اس نظم صمد و مر میں محدودیت میں نہاد و جزوی اور کسی اور ملنی اعتبار سے نظر آتی ہے جبکہ محض شعراء کے یہاں اسے
حقیقی اعتبار میں و مانگا ہوں میں کے ہند و ہند و ہند سے شعر اور ان کی اس نوع کی حقیقتات کا حصہ ماحدہ ممکن ہے ابھی معرض احوال میں نہ آیا ہو۔ اپنے
شعر و ان کے شعری عمل کی قدر و سببوں تک بھی پہنچی گئی ہے اس لئے کہ وہ لکھا کہ کر کے وقت اس مسئلے کا عقد آواز دے ہیں لیکن اختتام نہیں۔
چنانچہ اب دوسرے اور کا آغاز کرتے ہیں اور دل کی کے اگر وہ کام سے خواہاں کرتے ہیں۔

یہاں ہے ہر طرف عالم میں حسن ہے خوب اس کا --- ہر ازادہ و خیر میں جس جگہ میں خوب اس کا

حسن تھا پردہ، تجرے میں سب سے آزاد --- خوب خلق ہوا صورت انسان میں آ

کے دولت مزاج وہ عرش پر --- بلخ اعلیٰ بجلد

کے ہرے سب بھد کے سر پر --- تحفہ قلمی بجلد

ہوئی حق کی حق پر سب کی فکر --- منت جمع بجلد

ہوا حکم حق کا جس پر --- سر بلوہ دآل

قصائد میں حمد و نعت

پلا قصیدہ ۱۲۲ اشعار مشتمل، آغاز حمد ہے، بحر نعت، بعد میں منت و موعظہ کے مضامین ہیں۔

لے نہیں ہے تو دل دل --- ہم پاک خداے عز و جل

باقی حمد جس سے اس نورا --- حق ہے شوق ہیں اہل حق

وہ اس کی ہے سب آپ لازم --- نظر اس کا ہے دعائے کل

آپوں اور زمین کے سب ساکن --- وہ کرتے ہیں اس کوں ہر پل

۔۔۔ فکر اس کا بید اعظم ہے --- " ہے سلطان ہدایہ دل

اس کے کھنڈر اگر خدادہ ہیں --- روز محشر تک سکوں نہ گل

یہ صبر خداے ہے بہت --- وہ کر صفت ہو مرسل

جس کی حمد کی ہے ذلہ میں --- " ہیں حق وہ فردل

اس کی مجلس میں آ رہا ہے کزرا --- صبر اگر میں۔۔۔ حمد و دل

مر ہو وہ آفتاب گرم شباب --- آپوں ہائیں ملک سوم آفتاب

دیکھ اس کے جلال و عظمت کوں --- پوشاں کا رنگ ہے رنگ

مر کرے ہر ہے غضب کی نظر --- دایوں ہائیں جل کے بھر جل

اس فصاحت آگے دے مجھ کوں --- خلق سبحان عہد و مصل

کاملاں میں سا ہے یہ نکتہ --- شوق اس کا ہے ہڈی اکمل

ہم اس کا ہے جز ہر سمن --- وہ اس کی ہے دانش کول

دیکھ اس زلف و کھ کو بیجا ہے --- ہر اور میں حیر و مندل

دوسرا قصیدہ: (مشتملہ ۱۲۹ اشعار)

خلق میں لازم ہے دل ذات کوں خلق کرے --- یہ حق فی اللہ عالم، یہ ہر ہوائی کرے

مرتبہ طاعت پائی کا وہ پورے ہر کی — علی اسامی دل ہی کون قرانی کرے
 دور چمکے دور کا انجمن کی کسی ہاتھ لے — دل کون کر ی پیدا تم نام قرانی کرے
 یا ہر چمکے دور جہاں کی حد ہے تم ذات سوں — نقل کون لازم ہے ہی کون تم پ قرانی کرے
 جس مکان میں ہے حسدی صبر روحی جود کر — علی دل آ کے وہی اترم بدلی کرے
 کیا تک کیا اسی وجہ، پہ جگ میں کسی کون ہے سکھ — خدا ما تمھ کہ کے جو ہمیں قرانی کرے
 ماریں و لیس کے ہیں و دل سوں لاکھوں آفریں — بہ دل تری درج میں کوہر اللہ کرے

مشنویات میں حمد و نعت

”مثنویوں میں ایک ہی مثنوی کے ”ابراہیں

اچھی دل اب دے شوق کا دل — بیتیں کے میں میں سٹ کل ہار
 وہاں کر دل اب راز طریقت — جے چہ کھول کھول کھول حقیقت
 جہاں کی فکر سوں آواز کر — ہمیں کی یاد سوں آواز کر
 شبہاں سوں دے لے ساقی مریں — رہ کا جام جہاں ما درغش
 کہ فریب نبوت کی درج میں — کھول سا دل کھلا چنے کی درج میں
 ہر چمکے دور کہ جس کے حق میں لڑاک — کہا ہے خالق الماک و الماک
 جب مگر ہے وہ مگر کل — کہ ہے جس ہار کا خورشید اک گل
 وہ عالم جسم ہے وہ جان عالم — نہیں امرا وہی سلطان عالم
 ہوا جو کوئی اس گل سوں مگر — رہا وہ مست ہوتا روز مگر

رباعیات میں حمد و نعت :

اے یہ وہ عالم کا ترے راز چہ خدا — حق تری ذات سوں سب خدا و خدا
 ”یہ ماجز ہمیں چہ فکر رحم سوں کر — لے مگر ہر خاطر و مقرر خدا
 ”اے خدا“ جگ کا جسے سر جوش کیا — اس ہاتھ سوں عالم نے قدر جوش کیا
 اس سید عالم کو جو دیکھا یکبارہ — یکبارہ ہی عالم کو فراموش کیا
 دہلیز دل کی خدا نے لے چوں — یہ حکم کیا عام کہ ہیں کن لہو کن
 افرام وہ عالم کا خدا شیراز — اس دختر کو نہیں چہ فرست ہے توں

مناسبات میں حمد و نعت :

نہیں وہ طہ و الطہی بزل ہوتے تھے شان میں
والمیل ہورہا جس ہے تھو زلف و کھ کے دھیان میں
انلاک سب پیدا ہوئے لوہاک کے اعلان میں
تھو پو سوں راست انہو ہر سو سوں کی جان میں
تھے چمن کی خاک سوں دوقن میں سب دن انہو
(۳۳)

قاضی محمود عری

(م ۱۱۳۰ھ) اپنے عہد کے ایک قادر و کلام شاعر، دروہ و عاری میں شہرت کے۔ بچے عہد کے مذاق کے مطابق قصوف، مثنوی، غزل، نظریہ وحدت الوجود، ترکیب، ناطق اور افلاک اور اصناف ان کے پند یہ و شعر میں موضوعات ہیں۔ کلیات میں، سرحد، اکثر کلمہ جیلا سید میں لطف انسانہ شعری ملتی ہیں۔ ان کی مشہور تصنیف مثنوی میں گمن (۱۱۱۲ھ) ہے۔ جو قصوف کے موضوع پر ہے۔ اور حکایت و حقائق کے وسیلے سے قصوف کے اسرار و سوز و غشائے بیک عری کی زبان صاف اور اسلوب آسان ہے۔ ہاں کے مطابق "عری نے زبان چلائی طور پر دہائی ہے۔ لیکن اس پر نئی زبان کے سادہ کار تک بھی گمراہ ہے۔ عری بھی فارسی روایت سے روشنی سے رہے ہیں۔ عری کی زبان و نعت کی طرف ہنگام کے باوجود جدیدی طور پر دہائی رہتی ہے۔" (۳۵)

عروست "مس گمن" (مطلوع و راجہ اکن) سے آواز میں جو کے اچھا شاعر ہیں۔

حمد :

لے دھپ ترا رتی رتی ہے — ہمت ہمت بی بی بی ہے
ہمت میں لوگ نہ کم بی بی — یکہ ہے داس ہور رتی میں
نور میں بھی کے نہ چاہے تھو کہ — جو کی جگہ کے چاہے تھو کہ
ساگر تو نہ سرور دی میں ہا — منہ دی میں سرور کیوں تاکا
طوفان تک مسکن کی، میں — سرور یک آگہ طہو میں
درو میں صدف سے لاکہ ہوا — بن کھنکہ سرے صدف میں دیا
ایک ہی میں تو صدف سے کیوں — اک گھر نے وہ جہاں دھپ کیوں
جز کل میں چپے نہ کس دوس کا — ہر دل نہ صاف لی کس کا
داسہ کتا کچھ مایہ — شاہر چھے ہلا داسہ
مثنویوں طہم طہم میرا — ہر دل کے ہر دلا ہے ایسا

در توحید و دیگر :

اے داسہ سارو سارو — اس قیام لڑکے آگہ ہے آگہ

موضوعات پر ہیں۔ ان مشعوں میں تھوڑی سی کاروائی غالب ہے۔ اگرچہ اودھیت، میرت اور خردات کی کتب سے استفادہ کرتے ہیں لیکن غیر معتد روایتوں سے بھی گریز نہیں کرتے۔ انہیں کلاسیکات پر شاعرانہ قصیدہ چٹائی پائی ہیں۔ ان کے مگر وہی اشعار کی تعداد کم و بیش دو سو بڑا ہے۔ مشعوں کے نام پر ہیں روضۃ الشہداء (۱۱۱۳ھ) روضۃ الانوار (۱۱۵۹ھ) روضۃ المعنی (۱۲۰۱ھ) روضۃ قطر، شہزادہ قس دوم

روضۃ الانوار میں باقاعدہ غزلیات کے تحت حضور مایہ السام کے احوال میرت، خردات اور کلمات بیان کے ہیں۔ اس کتب کو حکوم برصغیر نے خرید لیا تھا۔

نعت و مدحت : روضۃ الشہداء

کروں جو کون ہم اتہ رسول آقا
نبیوں کا میں نصرت میں سرفراز

روضۃ الانوار :

کے یہ نقل حضرت عمر خطاب — ہوا معراج کا جس دن غوثی باب
کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — نبی روضا کا کلمہ کرد حال
سو لڑائی کے امت کا حکایت — کہ نجات یوں وہ وہ عزت
کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت — کریں ” انجمن سیالی اطاعت
دلے میں پردہ بولی میں میں سہ — ہوں واکم عشق و مست سوں ظہار
وہیں تھو امت کوں و — دی ان کی کوں کر چکی سنی وہ
تری امت میں تھو کوں بہت پدلی — نصب ہو کر سوں وہ ہیں کھڑی

روضۃ العقبی :

ہوئے امیر المومنین و قاد — جو عرب البعید المہین و تاج
مہر ایوب و قاد و رسول — سو شہر و خند و مفضل
انہی قریں سے جید واد — ہوں میری شرف و امت پر تہ
کا قریب یوں میں ختم حال — ترے محبوب و طہر کا احوال

رقن پدم :

دللا تو ہے پاک پروردگار — زن کا رو آہ و اہلے اہل

نوازش ملی شیدا — خوب کام ملی خوں کے میر سہیں تھے اور شاعر عاشقہ خانے کے متکلم بھی انہوں نے قلم زد میں موضوعات پر شاعری کی۔ ان کے میں صاحب روایات کا التزام ہے۔ میرت میں واقفیت کے حازے کا بدلہ کتے ہیں۔ عقل کی رنگ تیری نہیں کرتے۔ چار بلی احمد بھی کاظم رکھتے ہیں۔ نصرت رسول ﷺ میں بید و تر و سلف و حق کی بیان کرتے ہیں اور میرت حبیب کے نثر و نثر کرتے ہیں۔ اخلاقی مطالبات بھی پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے کئی حسین مشعوں لکھیں۔

۱۔ اہل زہری (۱۱۸۱ء) اس کا موضوع سیرت طیبہ ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل۔ ۱۹۱۰ء کے گنگ اشعار۔ مولف کو عزادات کے تحت تقسیم کیا ہے۔ جن میں غزوہ بدری سے ولادت تک کے واقعات قلمبند کئے ہیں۔ نکاح بھی شامل ہیں۔ ان تمام مضامین کو شہداء نے لکھا ہے۔ ترتیب سے لکھا ہے۔ ہر جلد کا آغاز کسی نہ کسی وقت سے کیا ہے۔ قول شطرنج، سمیت روایات، فقہاء اور قدما کے اقوال سے نکتہ لایا ہے۔ مثلاً مولانا محمد باقر اکاوی "بہشت بہشت" کے بعد گھر کی قدر تصنیف ہے۔ (۲۸)

۲۔ گنگ نامیہ۔ نکتہ قصائد اور منظومات کے (۱۸) پر مشتمل مثلاً یہ مثلاً بیاب ہے۔

۳۔ روح کا طوطا (۱۱۷۳ء) : واقعات کر بلا پر مشتمل۔

حصہ اول : اہل زہری

میں تھا ہوں دینے والے لب لہو — کہ ہے مغرور میری جس میں امید
 قوس من جوش کے کان وحر یہ غن — بہانہ تھ سے کرتا ہوں میں من و من
 چلب رسالت کا سب بایرا — میر میں منسل کیا ہے کھلا
 اہل میں میرے لی کا میں — غم و چتا ہوں کرتے میں
 مری طبع کو چست و چالاک کر — رموز معانی کا دھوکہ کر
 محبوب خدا سید الرسل — ما جس کی خاطر کوں دیا و دیں
 سراپا تھا وہ ذات پرورد نور — اسی واسطے لوس میں ساچہ تھا وہ
 غم کوں اگرچہ نہ بکرا ہے ات — دکھا غم کے خدا میں سب کائنات
 کیا دین وہ لوسا تک میں تصور — تراقت و فرا کے سر میں نور
 چراغ فہستان ایسا ہے — گل نظرت کا گستا ہے
 ہے قرین دلی اس کے اہل کا — وہ واقف ہے سب لب کے رت کا
 جوت لوبس لوس کے لب الجلیل — کر کے کیا حق کون روٹ دلی
 اور وہ اور میں ایک ایم ہے — یہ ایم تو میر تقی میر ہے
 ہے وہ نثر کے لک کا جہاد — کیا رنج و محنت کئی اجتہاد
 ہے معنوں لولاک میں ہاں میں — اگر وہ نہ ہو نہ ہو نہ ہاں

محمد باقر اکاوی ۱۱۵۵ء میں دہلی میں یہ اور سب طوطا فضل میں بہ مرتبہ تھے۔ شادمان لکھن قرنی کے مرتبہ تھے۔ مری قاری اردو میں شاعری کی۔ کثیر تصنیف ہیں۔ تین سو تین تصانیف ہیں۔ مولوگی زبان میں ہیں۔ ان کی تصنیف "بہشت بہشت" اپنے موضوع، اپنے اسلوب اور اپنے متنوع مضامین کے اعتبار سے سیرت و رسول ﷺ پر ایک ممتاز کتاب ہے۔ نو آٹھ جلدوں یا رسالوں پر مشتمل ہے۔ آغاز میں ایک مالکہ دیباچہ ہے۔ جس میں مضامین کے مآخذ مزاج کی تفصیل ہے۔ یہ آٹھ رسائل ۱۱۸۱ء سے ۱۱۹۱ء تک مکمل ہوئے۔ کل اشعار کی تعداد نو ہزار کے لگ بھگ ہے۔ رسائل کے نام مزاج ہر تصنیف نیز موضوعات کی تعلیم کے ساتھ یہ ہیں

من ہون سے :

میرے ہونے والوں میں سے ہوں — تو وہ ہوں کہ ہے جس سے ہوں
جس کو ہے ہونے کا ہونا — وہ ہے جس کی رحمت ہے میرے

من ہون سے :

جس کے ہے ہون سے ہوں یہ — جس سے ہوں کہ ہے کن نکل شہا
جس کی عقل ہم کی عقل ہوں — وہ ہے ہون کی سب ہوں

جنگ ہون سے :

جس سے ہونے کا ہے ہون — جس سے ہون ہے ہون
ہن کی ہوں ہون ہون — وہ ہے ہون کی ہون

آرام دل سے :

حقیقت میں سب کا ہے مطلب — میں سب ہوں ہون
وہ ہون سے سب ہون — وہ ہون ہے جس کا اس کے ہون

راحت جان سے :

ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون
ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون
ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون

من ہون سے :

ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون
ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون

ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون
ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون
ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون

ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون

ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون
ہوں نہ کی ہون ہے ہون — ہوں نہ کی ہون ہے ہون

من جلیون صبر :

لا تو اک آتیب وحدت — جس سے نہ ہی جہاں میں غمت
لا تو یک ایما روح اعظم — پلا ہے حیات جس سے عالم
یعنی وہ جہاں نہ چھٹے — سراپا جسم وہاں نہ چھٹے
حیات ہے تری امانت اس کی — تو ہے نری محبت اس کی

دکنی سرے میں حمد و نعت کے عناصر

دکنی سرے کے قاصر میں اب تک ہم نے حمد و نعت کے جو حوالے دیے ہیں وہ عشوی، قصیدہ، غزل، رباعی وغیرہ ممتاز شعری سے
صفت ہیں۔ مرنید جہاں میں نور اور سرے شیعہ ن کہلاتے تعلق ہے اگرچہ انکی فضا کا دور اس کے حقائق ہیں لیکن ملام حسین نور علی کے وقت
نے اطلاع کرنا لیا اور شریعت و تقیسات نبوی کے فروغ خدا کے لئے اپنی ہاتھوں کا خزانہ پیش کیا جس لئے سرے کا ماسی موضوع تو مجاہدہ و سادہ
ہوتا ہے اور سرے کے چرے سے حمد و نعت ہی کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض سرے کیوں کا سر آفتاب و اعلیٰ اور تو مسجد رسول طیبہ السلام ہے اور
اکثر سرے میں حمد و نعت کے ایجنہ عناصر ہمیں جزا نظر آتے ہیں۔ ہم نسبت انھار کے ساتھ چہرہ میں پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں بیانی سرے کی
ادب سے نقل نظر ہے :

یتیم احمد بن پوری: (۱۰ صدی ہجری کے لٹاکاشٹ)

کلامی کے دل کے جن کے لہل کوں — کیا دوسے کا جواب صاف و الہال کوں
کیوں مشر میں کریں گے فطرت تجھے رسوں — کہیں توں مٹ پڑے کے دو کھلا ہے گل کوں

محمد اشرف احمد گیلوی (دل کا لکڑ)

جو کہ میں نبی کی اقدار میں کا — کیوں غائب پڑا ہے سوا میں میں کا

تقی (ایک قدم شاعر)

جن کے جہ کا دھرم غلامش کرسی پر قدم
ان کو تجھے چک خانہ کیوں کر چلائے ہائے ہائے

جانم جانی (۱۱ صدی آخر کا شاعر)

لے پید سوا خدا نے بلا سرخ جھکوں کھج
جبریل کی جہوت سوں دن سوا میں سے

جعفر حسین (قادر اور مرزا کا نام صبر)

بدن کا خدا کی آرزو چر ملک خلیفہ — مشر دوسرے سر یعنی حیدر حسین کا

مشتی

قدحِ مدحِ پاکِ خودِ مےِ قاتر — ہے کہ ہزارِ رنجِ وِیرِ مےِ قاتر
داس (کامیاب مرثیہ گو، حالاتِ غیرِ معلوم)

کردت ہے داسِ دھرتی — دل سے لے لیاں دھرتی ہے
جو شگفتگی کی کہں دھرتی ہے — اسے شہِ سلاطینِ عالمِ ملک

رضوان

یوں دیکھا ہے رضوانِ شدِ سوز — مگر میں کرنا شگفتگی کا رسل

مشتی (دکنی شاعر)

میں جو کے ہیں کا دھرتی — سو جو کے ہیں کا دھرتی
مشتی کا جو ہے شہِ سوز — آج جو ہے رنجِ وِیرِ مےِ قاتر

غازی

کہ اس میں ہر جو ہے دل — بہارِ بہارِ بہارِ بہارِ بہار

غلامی گھمرائی

کہ میں کر رہی کے ہیں ہر پہلو — اس میں ہر جو ہے دل

غلامی (گھمرائی کا مشہور شاعر)

نہا جو کے ہیں ہر پہلو، ان کا ہر پہلو — ہے جو ہے ہر پہلو، ان کا ہر پہلو
قادر (بہارِ بہارِ بہارِ بہارِ بہار)

کہ میں ہر پہلو، ان کا ہر پہلو — ہے جو ہے ہر پہلو، ان کا ہر پہلو
مرزا (اپنے عہد کا مشہور شاعر)

الوس جگرِ مگر میں تو ہیں کی خاطر — ہے ظنِ ہمارے ہمارے میں تو ہیں کی خاطر
ہر دیکھ رہا ہے کہ میں کون — یک یک زلم زلم کون دیکھ رہا ہے کی خاطر

مریدی

کہ میں ہر پہلو، ان کا ہر پہلو — ہے جو ہے ہر پہلو، ان کا ہر پہلو

ذریعہ بن سکے۔ اس کے لئے انہیں مولوی روایات و قصص سے بھی کام لینا پڑا تاکہ نئی نئی باتیں لکھا جاسکے اور پچھلے صوفیاء خود بخود ہی عالم اور شاعر بنے اور دین و تصوف کی روایات بھی کا منظر قدم لئے ان کے رسالے، کتب کو فروغ بخورے اور اس طرح نئی شاعری جس میں حمد و نعت بھی شامل ہے، نشوونما پاتی رہی۔

ان کے علاوہ دوسرے شعرا تھے جن کا سونینہ قصص نے قابلیت ملی اور مولوی امتیاز قدوسیوں نے مختلف موضوعات پر اور متعدد اصناف میں شاعری کی۔ ان شعرا میں سلاطین و امرا بھی تھے اور دیگر طبقوں کے افراد بھی تھے۔ سلاطین و امرا نے جہاں خود بخود ہی شاعری کی تحسین کی وہیں شعر و مرثیہ کی سربسازی اور تہذیب و ادبیاتی بھی کی جو شعر و ادب کے نشوونما کا وسیلہ بنی۔ تاہم بعض شعرا دوبارہ دہلی سے بے پناہ بھی رہے۔ شعرا کے عام موضوعات و مباحثات میں عشق یا عہد بخشنے، لکڑی، درخت، سلاطین و امرا، شہزادے، کربلا کا ذکر، عکاسی، عشق، ہمدردی اور دوسرے معاشرتی مسائل وغیرہ شامل ہیں جن کے لئے انہوں نے مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، غزل، رباعی، قطعہ، مستزاد، گیس، قصیدیں سب کا اختیار کیا اور جملہ اصناف میں حق شعر و ادب کا مختلف میں زیادہ تر مثنوی کا ہی بھروسہ ہے۔ ان اصناف شاعری میں جہاں موضوعات کی وسعت، جوش کا شعاع، اسلوب کی برکات تھی وہیں زبان اور اس کے عوامی استعمال اور اس کی بہ نسبت لائق صورتوں کا دل بھی ہے۔ نثر شعرا نے دکنی زبان کو کہ وہ عوامی دلی تھی اختیار کیا اور اس کی آسانی، ملامت اور عام فہمی کو نہ نگر رکھا۔ عربی اور فارسی کے الفاظ، اصطلاحات، تشبیہ و استعارات اور مجازات سے مراد پر کیا۔ اس طرح مولوی روایات سے ورنہ تک بھی شعر میں عربی اور دکنی، (ہندوی روایت کا سچا پال) پر پھیلائی رہی۔ لیکن ایک اور عجیب اور دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ فارسی روایت پر مبنی طرح متعدد ہندو ہونے کی وجہ سے عربی لہجہ کے طور پر جاری رہی۔ کبھی کبھی مثنوی صورتوں میں بعض شعرا کے یہاں، مولوی فارسی روایت ہندوی روایت کے پہلو پہ پھولتی رہی، یہاں کہتے ہیں کہ مذہبی شاعری میں یہ قرآنی آیات، احادیث و مراثیات نبوت، دینی اور شرعی احکام، تعلیمات آتے ہیں تو وہی عربی اور فارسی کی آمیزش کے بغیر کام نہیں چلتا۔ اس کے باوجود عربی لہجہ ہندوی روایت ہی کو رہا۔ ہندی لوزن و بحر و دکنی تنظیمات، مقامی موسیقی، ہر جگہ آہنگ، ہندی ویدک اور لہجہ اسامیہ اس کے زبیر اثر مذہبی شاعری میں غیر مستند روایات اور واقعات بھی داخل ہوتے چلے گئے۔

مذہبی شاعری کا ایک لہجہ عربی و فارسی و محاسن، جن میں اس شریک ہوتے تھے اس لئے ان علاقوں سے دامن نہیں چلا جاسکتا تھا۔ لیکن جوں جوں وقت گزرے اور ہندوی اور دکنی روایات لسانی، تہذیبی اور لفظی میدان میں خوب رنگ بناتے گئے، جس کے باعث سے اسباب و عوامل تھے جس میں حقیقی تجربوں، تسلسلہ شعور عامہ کی پابندی، سیاسی و سماجی تبدیلی، تہذیبی و تمدنی سلسلہ آمد و رفت، عقلی فوائد وغیرہ) تو اثر کار دکنی زبان نے ہوتے ہوئے رہنے کا روپ دھار لیا اور فارسی روایت کی برکات اس پر سایہ افکن ہو گئی۔ دکن کی انگریز دور کی تصانیف میں فارسی روایت کی جابجا مروجت کے علاوہ واضح نظر آتے ہیں۔ حمد و نعت اس پائے صدیوں کے خاکے میں مختلف مقام پر ہمارے سامنے آتی ہے۔

مثنوی اور قصیدے کا آغاز مولانا محمد رفعت کے اشعار سے ہوتا ہے۔ پھر کسی بھی شاعری تخلیق میں حمد و نعت کے عناصر جلوہ نما ہوتے ہیں۔ کبھی کسی چند موضوعات اور اخلاقی آموزی کی صورت ہوتی ہے جو ایک طرف سے واسطہ عہد خود بخود ہی اور توصیف و رسالت ہی ہے۔ بعض اوقات حمد و نعت کے اشعار کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ تاہم قصیدے یا کسی باب کی ابتدا میں اشعار حمد و نعت سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بالا احترام تہذیبی مشورے یا تنبیہ قصائد حمد و نعت سے آتے ہیں۔ منکر میر تقی میر بھی جاتی ہیں۔

حمد کے مضامین میں اللہ کی ذات و صفات، اس کی عظمت، اکبریت، اس کی مطلقیت و وحییت، اس کا حکیمانہ نظام کائنات، اس کی صفات و کمالات، مظاہر کا ذکر ہوتا ہے۔ حمد و نعت کے نثریہ ہارون زیادہ ہے۔ یہ ان حمد نگاروں کے ساتھ ساتھ اس سے علاوہ استعارات اور مبالغہ

صوفیائے کرام کی حمد و نعت گوئی

مثلاً ہند میں حمد و نعت کا یہم دور تو صد میر و سادات فرخ ہو رہا ہے بلکہ یہ ایک ستمبر ویت و قریبانی صورت اختیار کرتی ہیں لیکن اس سے قبل صوفیاء کرام دور و گان دین کی شاعری کے ذریعہ اپنے میں حمد و نعت کے کوئی اثر و متاثر نہ ہو رہا تھا۔ آتے ہیں۔ صوفی یعنی دور و نعت۔ لیکن کا اعلیٰ کسی ایک طے و حد تک حمد و نعت کی طرح اللہ اور اس کے رسول و پیغمبر سے متعلق اطاعت کے جذبہ کا شعری تصور بھی نمودار دور کا پسند نہیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ چلی پھرتی میں جس طرح سے روحانی سے حد سمجھ رہے۔ تہی بندے کی حد کا حقیقی پیمانہ پہلے سے قابل قبول ہند میں بھی اس کا پسند و مل جل جہ میں ہو اس سے حد و راز و اب کو چھٹی اور کھسکی و غارتوں و اس کے پہنچنے کی اور معاشرتی اسباب و عوامل ہیں۔ تاہم جب و جہاد دینی میں مسلمانوں کی قومیتیں ہوں اور انہوں نے جو دو باطنی اختیار کی تو یہ عبوری دور جس اور وہاں کی ابتدائی نشوونما سے متعلق رہا ہے۔ جہ میں جب تہی حکومت کی مرکزیت کے سبب رطلے میں علی الاطلاق و اقتدار و انتقام حاصل ہو تو فرخ و شعروادوب کی ایک جہر علی نمایاں ہوئی جو مغلوں کے دور و عروج میں ظاہری نہیں تھی۔ ایسے سے ہوئی اور پھر اس سے روئے سب جاری و زور و اثر ہوئی اور دور و جہ میں شعروادوب کو ہامید کی طور فرخ کا تحول میر جہاں پھر دلی کی شاعری (دہلی) کے دور اثر نمایاں ہند کے شعرا جہاں اور دہلی میں گلی گلی اعلیٰ پر مائل ہوئے اور دور و جہ و ادب کے ایک باقاعدہ لٹکا آٹکا ہوا۔

مثلی ہند کے عبوری دور کا ناول سہیئے آرام ہے۔ شہد و اہمیت اور اوج و تہی و تالیف دور ہے جس کے لئے انہوں نے اقوال و فقرات اور تفسیلات کا سہارا لیا اور یہ نگہ میں بھی تہی طے و حد سے قریب نہیں تھے اس خاص صد کی شاعری کو کہ اس کی معیارات نہیں پرکھا جاسکتا۔ یہ کیا کم ہے کہ جو چرخ و چنوی ہند میں روش ہو اقل۔ انہوں نے اس کی لو کو کہ ہم نہیں ہوئے دیلور و تہی کا تسلسل و قمر و کمال اس دور کا شعری افسانہ و ہر وہ دور حکوم اقوال کے علاوہ غزلوں، نظموں اور قصو سادہ ہی مشعوں میں ہو رہا ہے جن میں حمد و نعت کے اجزائے صحر کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ ہن صوفی کی شاعری سے ہم جہاں لسانی روئے کا لہر لہر کر سکتے ہیں وہیں ان کے موضوعات و مضامین کے آپہنچنے میں معاشرتی، تمدنی اور سیاسی حدود نمایاں کا بھی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

حمد و نعت کے نمونے

حضرت غلام قادر شاہ (م ۱۷۱۱ھ) شیخ محمد فاضل کے فرزند اور جانشین ملا ہے۔ باپ کے عالم فاضل، زہاد متقی تھے۔ ہن کی اردو شاعری درحاضر (تصنیف ۱۷۰۳ھ) کی خاص ہندی اور پنجابی لہجے کی خصوصیات، صریحانہ طرز احساس و اظہار، اکثر عربی اصطلاحات کا استعمال، نعت میں فضائل نبوی کا ذکر، اور عمر کی تجلیات و مقابرات کا بیان، جہ میں اور کائنات و فطر کر کے ہے۔ حمد و نعت کے مضامین و موضوعات ایک دوسرے میں جہت سبب میں قلمی دور و است اور دینی کی بات کا پتا۔

حمد و نعت :

وہی وہی نہ وہا کوئی	—	پر گشت ہمایا	محمد	ہوئی
لہر عمر ایک پجاریاں	—	ایک ہی ایک ایک ہی ہاں		
محمد کو دور سے دور	—	لہو لعل		الحمد

اول آخر ہاں ظاہر — تاہیں میں سے کوہ ہاں
 سچ لہ نور ہو ہمت — ایک ہی ذات ہے ایک ہی ذات
 سب پہاڑی اسے مسلم — صلی اللہ علیہ وسلم
 کہو صحت شرع میں — مصل ہوئے نور یقین
 جس کو تائیں شرع گوہ — چاہو اس کو تم مگر
 حق نے کیا نور میں — شرع کوں ہی کتاب میں

نعتیہ غزل :

مہ دیکھو نور محمد کا مہ دیکھو نور محمد کا
 سب ہی تصور محمد کا سب دیکھو نور محمد کا
 وہ نقد ہم دل کا ہے وہ اول ہر اول کا ہے
 وہ جمل ہر جمل کا ہے سب دیکھو نور محمد کا
 وہ نقاب اس کا ہے وہ سہو سب اشیا کا ہے
 وہ سر طور خدا کا ہے سب دیکھو نور محمد کا
 کہیں ظاہر ہو منظور ہو کہیں من ہو منظور ہو
 کہیں باہر ہو منظور ہو اسے دیکھو نور محمد کا

شیخ محمد حاجی : شیخ قاضی الدین دہلوی کے مرثیہ

حمد و نعت :

صفت کزنا بخیا فی حب کے جو ہمہ نہ پایا اسے
 قابض فی معرف ہم جب قوم بھیکو مانع دے
 کمال کوں اس نور اللہ طلق بھی گوں میں نوری
 تم جانے بھی چاہ کر دہر دہرا کون مانع اسے
 حق اقرب جب خبر دیاج سو فیضی بہ من کے ہوں
 بعد سے اندر آپ میں ہر گ کے بعد چھایا دے
 (۵۱)

امام غزالی قادری (محمد حاجی کے ہم عصر شاعر)

حق کے یہاں بھی بعد نور احمد کے طہا میں ہیں اور نہ دشت کے طہا میں کا مذہب مقرر کرتا ہے۔

حق دلی قدر ہی الحق سمجھو یہ احمد و محمد
 وہ ہیں آپ ہی عرب ہیں ہر ظاہر احمد کیا ہو۔

حمد و نعت :

جوں میں پھل ہر رس ۱ - تہوں دھوپیں میں پہن سہا ۲
 مگی پتہ رستہ ہر پک سے ۳ - مزا جس کی قدرت سے اللہ کے
 وہی ہے جو کریم ہر خدا ۴ - رہنمائی فرمان سب سے ہر
 ہے اک پک میں کیا ہر جہاں ۵ - وہی تو سے ہر طواری اور گہا

حضرت عمر کا دوسرا :

محمد پر ہر چاکوں چا دن دین ۱
 مزا فرید میں کو کون محمد سا کہاں ہاں
 محمد حقیقت ہر کی چھائی مگی گشت ہے ہانسی
 مگی ہے نعت کر پھانسی کے یہ مل دکلاہاں
 نکتہ مگی پتہ گاڈی محمد بیت میں ہاں ہی
 مگی ہے نکتہ مگی ہاں ہلائی محمد نعت گاڈاں
 محمد کہ محمد کہ ہاں کاروں میں سدا اللہ
 ہراں گھر گھر مگی کہ محمد ہاں پہچاں
 جب محبوب عالم قاتل لہایت خوب نام قاتل
 مرانت پتہ عالم قاتل ہے نکتہ کس لہاں

عہدی : نقد ہندی (تصحیف ۲۳۳)۔ وغالہ آجہ اور میں اشعار کے ہیں۔ تیس تیس قاری فعال استہاں کے ہیں۔

حمد و نعت :

محمد شام رب کوں خالق کل جہاں ۱ - حق محمد شام ہے اور نہ کوئی جان
 علم شریعت ہاں کے مگی پتہ رسوں ۲ - جو کچھ مگی رب میں سب نام یا قول
 ہر پتہ اپنے فضل حل ہے محمد مگی درود ۳ - مگی محمد مصطفیٰ محمد ہوں ہو خوشنود

اسماعیل امر و ہوی : دو مکتوبیں ان کی ہاں ہیں۔ (۱) مکتوبات ہر ملی قاتل (۱۱۰۵)۔ مراد نعت سے مشقوی کا آواز ہاں ہے اور جب
 قاتل کے احوال کے مکتوب میں مگی نعت کے اجزائے ہیں۔ (۲) مکتوبات ہر (۱۱۴۰) مکتوب میں حضور طبع اسلام کا ایک مکتوب ہاں ہے جو غیر مستر
 روایت پر انھوں نے لکھا ہے۔ تاہم اسے محمد و نعت کی متابعت سے لکھا جاسکتا ہے۔

حمد و نعت :

کون نعت اب میں محمد رسول ۱ - محمد نام صدق ہاں میں کچھ قول

محمد بن حنیف نے درخت پر — — — — — بن سے مٹا کر ہوئے مسخیر
 صحوں پر جو درخت تھے — — — — — شمع ان قیامت سے جو تہی
 نبی کی صفت ہوتے تھے — — — — — ملت کیا دھڑوں دھڑے ہاتھوں ہمار
 محمد سب سے پہلے — — — — — حتیٰ کہ ان سے کیا کام
 محمد نبی ہیں کریم و شفیع — — — — — سراسر سوس پانچ سے دین
 مال کچھ نہ تھا کہ نبی ہو سکے — — — — — دت کا پختہ نہیں رہا ہے

محمد : بارہویں صدی کے نصف دوم سے تعلق۔

حد و نعت :

قرآن طے کے ہوں جس رو دکھا ہے — — — — — در جوت دیا مجھ کوں جس سیتی یہ بھلا ہے
 محبوب مر سدا سے جگہ نامہاں ہے — — — — — در عرش فرشتے کی سب چیز سب والا ہے

فقیر اللہ : مشنوں (کس تحفہ ۱۰۷۰ء) کے مصنف ایک ذرا سے ادا تعداد مشنوں۔ تصوف کے موضوعات اذہل پر لکھی ہوئی کتاب ہے۔

اندھا تھی — کن بھوں — — — — — حرام تھے ام و عیالوں
 اندھی ملست گور میں پاؤں — — — — — بچا ہوا جس بچے بٹاؤ
 صحت کھڑا نے کیا پدار — — — — — دیکھ آہنگ آئے پدار
 بھلا ہے بچا ہوا — — — — — سب میں کھل کوں بچا
 دھت میں کھڑے ہے وار — — — — — ظاہر میں تم کچھ ہمار
 اور باطن میں تیز جان — — — — — کھلت کون دھت بچوں

رحمت شاہ : مشنوں میں لڑہکا مصنف۔ ان مشنوں کی زبان بھاشا اور ذوال آمیز ہے۔

دل ہم صواب کا چلے — — — — — پانچ لے سب کا رنج کے
 جو جنت میں دوس لکھائے — — — — — ہر ہر کرت سنگ لائے
 وہ دھت کس کا سائی — — — — — پانچ کس کو ہر ہائیں
 لاکھ ہی ہر ہل میں رہی — — — — — دھت دھت لکھی
 بچوں کو پانچ لکھی — — — — — کسے جنت کی گل بھائی
 خبر بھلا — — — — — دھت دھت لکھی

جلد دوم سر :

اشہد خاتمہ ہو میں جو آتے ہیں — جس نے تو بھی ہو سکے اس کی صفات کا
 اس کے قریب صفت سے بھیجے ہے میں نور — شمع ہے جو پا کر دیا سوچتے کا
 کیا میرے جسم و ہمارے بیانی کا اثر ہے — اتنا کہ میں ماٹھیں ہے خاص نجات کا
 ہلو نہیں ہے علم میں نہیں کہوں گا — دیوں میں ہمارے نہیں صبر و سہل کا

جلد سوم سر :

میرے مالک نے مرے حق میں یہ اصرار کیا — غالب راجہ غلامی سو مجھے اتنا کیا
 عالم آئینہ ہے جس کا وہ صورت ہے شکل — لئے کیا صورتیں چارے میں مایہ ہے میں

چہارم سر :

کرتا ہوں اللہ اللہ روایت ہوں صدا کا ... راوی کوئی ہیں نام ہے خدا کا

پنجم سر :

دل رشتہ کی بنا ہے اس ذوالجلال کا — سبک شمع صفت و کمال کا
 نورانگ کو ہے ذات مقدس میں داخل کیا — رسم نہیں گزرتے گمان و خیال کا
 دھرم سے بڑھتا ہے سو ہر چہ وہاں — تب نام سے تو اس ہنستاں کے پھول کا

رباعیات سر :

کیا اصل ہے نکل عالم کرنا — ہر عالم ہستی میں کرم کرنا
 قیام کرم ہی ہے کرم مطلق — راجہ کعب خاک کو کرم کرنا
 گوہر کا اصل صافیت ہے سب — کتب ہیں اسے عالی و کافی و حکیم
 دھرم کرم ہے نہ حق میں نہ کرنے — یہ بہت کرم ہے لطف کرم

پادشاہ کا ایک سر میں صفت سرور کا کتب صفت میں کہے

بند اول :

کرم کی کتب فرشتوں کا رسول — اور خاطر کی لڑائی کا رسول
 کچھوں میں قصان دینی کا رسول — میری رحمت ہے تجلی کا رسول
 رحمت اللہ علیہ کا رسول
 ہم شمع حقیقی کا رسول

مثنوی شعلہ عشق سر :

میت نے غلت سے کاٹے نور .. محبت سے جوتی نے ہوتا نور
محبت مسکب .. محبت جب .. محبت سے آتے ہیں کار جب

مثنوی معاملات عشق سر :

کچھ حقیقت نہ ہو بلکہ یہ ہے حق .. حق اگر کھو تو خدا سے حق
مثنوی نہ ہو رسول ہو گیا .. خدا سے یوں مثنوی نہ ہو

مثنوی اعجاز عشق سر :

ٹکڑے ہیں تو ہیں یہ حال .. دل اس میں جنم لے لے ہا حال
کھوں کیا میں اس کی صفت لعل .. کہ ہے عقل کل پاں پریشاں لعل
بے صنعت کرنی اس کو صانع سے ہے .. عجب خاک کو آدمی کا آصانع
دی ہے گو جنمیل و تشبیہ سے .. مراد ہے وہ ہوا جو توحید سے
تا مرض و دور شہ و دہ سے .. ہر دم دیکھو لہ لہ شہ سے ہے
تا جان پا .. ہر مخلوق کے تئیں .. درود جنات ہر دم کے تئیں
رسول صلا .. ہر نبی .. دے مشیت و ہدایت صلا
جہاں .. ہے وہی ہر نیک تئیں .. اسے حشر تک تو پہنچا تئیں

(۵۳)

مرزا محمد رفیع سودا (م ۱۱۵۵ھ) سودا پند نصیہ و گوی تے حب خاص شہادہ صریح ہیں۔ انہوں نے دوسری اصناف اور بیستوں میں بھی کلام و کلامی کے ساتھ اشعار لکھے۔ ان کے یہاں بھی مودعت کے عناصر دستیاب ہوتے ہیں۔ لیکن نصیصہ کے ساتھ اس بہرے ان کے قصائد کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ ان کے اسلوب پر قاری اثرات کاغذ سے زیادہ تر مودعت و ترکیب علمی و تہجیاتی و تفسیر و استدلال و فارسی سے حلقہ ہیں۔ قصیدے کے قافی الاغلی ہیں۔ یہ مستعار ہیں۔ انداز میں یہ طرز و لفظی اور خیال و فنی کا رنگ چھلکا، ایسے سودا کی ایک خصوصیت ہے کہ انہوں نے لہجہ نصیہ بھی لکھے۔ اس کا ایک قصیدہ

ع .. جو واجب کفر صحت ہے وہ تمام مسلمان و ملت کے خواب سے بیدار ہے۔

اس میں عشق مجازی سے عشق حقیقی کی جانب مودعت و اسرار کی توصیف و دراصل اس میں عشق کی توصیف نہ کے مطالعہ میں ہیں۔ نہایت حد تک اور وہ اس کی کد گندہ مضمون ہے۔ یہ نظم سودا کے اعلیٰ جدت کی آئینہ ہے۔ انہوں نے لہجہ نصیہ کے اعلیٰ مطالعہ سے گزرتا ہے۔ اس کے مطالعہ میں اس صنف شہری میں بھی سودا نے مودعت کا فن لیا کرتے ہیں۔ قصیدہ کے ہر شعر دوسری اصناف میں ان کے یہاں ملے گی۔ و اعلیٰ جذبات اور دل و دماغ کی کینڈیات پر وہ لکھتے ہیں۔ سودا کی مودعت کا مطالعہ ہمیں اس نتیجہ پہ پہنچاتا ہے کہ شہل ہند کی مودعت کوئی کے نویں لہجوں کے مطالعہ میں سودا نے ہے لہجہ اور معنوی معانیات کے اعتبار سے انہوں نے مودعت کے نقش کو دیا اور مودعت لکھا گیا ہے۔

سودا کا مقام و مرتبہ و نکات سودا کے حوالے سے

غزلیات سے :

مقدور نہیں اس کی جگہ کے ہیں کا — جوں شیخ سراپا ہو اگر صرف نہیں کا
 پردے کو قصین کے در دل سے اٹھا دے — کھلا ہے ابھی پلی میں ظلمات چہاں کا
 — دلا دیئے رمت غمرو ہے آبِ محمد کا — جو چاہے پاک ہو چھو ہو اسلمہ محمد کا
 محمد علم کا گھر ہے ، علی ہے اس کا دروازہ — خام اس کا ہو تو ہو کلب ہو بابہ محمد کا
 زمین و آسمان ہوں کیوں نہ روشن نور سے اس کے — کہ ہے اک پر نور خود شید مستبہ محمد کا
 ہر سنگ میں شرار ہے حجرے غمرو کا — سوئی نہیں کہ سیر گردوں کو طور کا
 پڑھئے دور حسن مسیح و شیخ ہر — جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا

قصائد سے : قصیدہ در نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یہ کل ۱۴۶ اشعار کا قصیدہ ہے۔ ۱۴۵ اشعار کی تصنیف ہے۔

ہوا جب فکر صفت ، ہے وہ صفائے مسدلی — نہ لول شیخ سے زہر کج سلیمانی
 لال اس فکر کو دل سے کہ اب وہ وقت آیا ہے — براہین کو منم کرتا ہے عجیب مسدلی
 نہ دیکھ محمد ہمدی میں اس کی جو ہر دے — رہے خاک قدم سے اس کے عظم عرش نورانی
 ملک مجہد نہ کہتے کوم خاک کو گر اس کی — لالت دار نور احمدی ہوتی نہ چشتانی
 اسی کو کوم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا — سرور الاطال سے سق ہیں تا کلاحو قرآنی
 رکھا جب سے قدم منور آس لے شریعت کا — کرے ہے سورج ہر مہولت جب سے یہ عظیمانی
 اگر نقصان ہر طس کے شرر کا پیکہ لوند ہو — کردہ کو آگ کے وہاں کرے فرق تن کر پانی
 پلے ہے آئیں میں بار کے چو کبوتر کا — شہاں لے کرک کو گئے کی سوئی ہے گھمائی
 جزر و موس لے دل ہم نہ جے اس وقت دنیا میں — وگرد کرتے یہ آنکھیں جلی اس کے سے نورانی
 اس آگے صف جلی لے سودا میں دیکھا ہم کو حموی — کر استغفار اس منہ سے لب ایسے کی کا طوفانی

ایک قصیدہ منقبت امیر المؤمنین اسد اللہ العالی علیہ السلام کی طالب میں ہے۔ اس کے ۳۸ اشعار ہیں۔ اور یہاں یہ مضامین کے دیئے
 سے حمد ائیں بیان کی ہے۔ یعنی تخلیق سے خالق کی خلق کی حمد۔

اللہ کیا ممکن و دے کا پختہ سے عمل — شیخ اردوی نے کیا مکتب غزلیات متا صل
 ہمدہ شکر میں ہے شرف شردہ ہر ایک — دیکھ کر بارغ جہاں میں کرم مزاجی

مثنویات سے : مثنوی در بیخ فہدی متوطن و بختاب کہ در اصل بقال چہ و ذکا صرف پہلا شعر حمد و نعت سے مشتمل ہے :

یہ خدا ایک ہے ، دوسرے برحق ہی — سورج و لوح و قلم جس کے لئے خلق کی

مثنوی در بجزو امیر دولت مند بنیل سر :

ہے خدا کا یہ ایک شہ نور — جس سے مدفن ہے آہل کا غور
 کرتے اس کو لگے نہ ہر وہ دور — سر و سر کہ مثل آہ و غور
 کیا اس نے ہر سہ یک تہن — کل اختر سے ہر سپر کا غور
 وہ کہلوں ہم کو کت دے — دانتے میں نان انسا کے
 کس نہاں سے ہو اس کا خور — نعتیں کہا گیا اس نے کیں پیدا
 سمے اس ہاں میں تانے کے — دے کھانے اور کھانے کے

مثنوی نصہ در عشق پسر شیشہ گریہ زرگر سر :

برا دل ہم پر اس کے ہے شہا — کیا ہے جس نے حسن و عشق پیدا
 ہم میں اگر سے اس کے ہے تہرنا — کہوں کو در جنم ہے نصیحا
 چراغ دہر کہے سے نہیں اور — ہیں دونوں روشن تر یک عالم نور
 ہر اک جا وہ چاندنا دہر ہے — کر میں آب و بحر میں شہر ہے
 گا ہر کس نہاں سے اس کی پیاسا — قلم کو پیر لے سونے مہاسا

خدا دے تو اپنے عشق کا دور — حیات کر دل گرم و دم سرد
 دہر کہ تو سرے خائے کو دن رات — نکھوں تا کہ میں نہ ہو نہایت
 ترے ہر گرم سے شام ہے لم — خمرے ہے میں جہاں تر دم
 پیدا کیا کچھ میری حیات — دے ہیں جنم اور نور جہات

لطف کیا کیا گرم یہ ہے میرا

طبع مشر و طہر سے میرا

ہر چہ ہر ہر ہر ہر — ہر چہ ہر ہر ہر ہر
 ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر
 ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر
 ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر
 ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر
 ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر
 ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر
 ہر ہر ہر ہر ہر — ہر ہر ہر ہر ہر

مثنوی : (محدث)

آفتاب میں ۳۸ اشعار جو ہیں اس کے بعد نعت ۲ اشعار مشتمل ہے۔

حصہ :

کروں پہلے توحید پر وہی رقم — جہاں جس کے بعدے کو لول رقم
 ہر لوح پر دیکھ بیاض ہیں — کہا دوسرا کوئی تجھ سا نہیں
 ہم پھر شہادت کی نگاہ — ہوا حلقہ زن یوں کہ وہ اعلیٰ
 نہیں کوئی حیرا ، نہ ہوگا شریک — تری ذات ہے وحدہ لا شریک
 ہر شے کے قابل سے تو اے کریم — کہ ہے قالت میری غور الرحیم
 وہ جو میں تجری عزوجل — تجھے جہد کرتا چلوں سر کے بل
 فلاں سب میں ہر سب میں ہے آشکار — یہ سب اس کے عالم ہیں جزو جزو
 اسی سے ہے کعبہ اسی سے نکشت — اسی کا ہے دوزخ ، اسی کا جنت
 وہی نور ہے ہر طرف جلوہ گر — اسی کے ہیں آدے پہ شمس و قمر
 نہ گوہر میں ہے وہ نہ ہے سنگ میں — لیکن چمکتا ہے ہر رنگ میں
 ہم کو نہیں لادے اپنی جزو — جیسے کس طرح جو ہر رنگ
 کہ عاجز ہے ہر انبیاء کی نہیں — بہن ہم کہ یہ قدرت کہاں

نعت :

نبی کون یعنی رسول کریم — نبوت کے دہا کا در عظیم
 ہوا کہ کہ ظاہر میں اسی لقب — علم لدنی کلا دل پہ سب
 ہر از کیسے نور کے ہے رقم — چلے علم پہ اس کے لوح و رقم
 نبوت جو کی حق لے اس پہ تمام — تھا اشرف الناس و غیر الامم
 ملا کچھ عجم کر خوب است — خدا نے کیا اچھا محبوب است
 کروں اس کے رتبے کا کیا میں ہیں — کھڑے ہوں جہاں باوجود صف مرسلان
 جو چہلے کی داند جگ میں نہیں — ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہیں
 ہر حق و راز جو اس کے سایہ نہ تھا — کہ رنگ دوئی وہاں تک کیا نہ تھا
 نہ ہونے کا سایہ کے یہ تھا سب — ہوا صرف پوشش میں کہیے کی سب
 — وہ ہر زمیں گیر کیا فرش پہ — قدم اس کے سایے کا تھا فرش پہ
 نہ ہونے کی سایے کے اک وجہ نور — مجھے خوب سمجھی پہ ہے شرط غور
 ہوں تک کہ تھے پاں کے اہل نظر — کچھ لایہ نور کمال ہر
 سمجھنے لایا چہوں پہ اہل — زمیں پہ نہ سائے کو گرنے دیا

غلام احمد انصاری مصحفی (۱۱۶۳ھ تا ۱۲۳۰ھ) آٹھ ضخیم دیوانوں کی نگار ہیں۔ قادر المکرم شاعر۔ لاییت زہد گو، درجہ گو۔ غزل، قصیدہ، مثنوی بھی بکھر گئی اور ہر صنف میں اپنے شعری کائنات کا انعکاس کیا۔ ایک مثنوی اور المصنف بھی ان کی تصنیف ہے۔ ان کی شاعری کے تفسیر پہلو کے بارے میں ریاض مجید کہتے ہیں

”صحیفہ مجموعی شمالی ہندوستان میں سدا کے بعد مصحفی نے قصیدے میں نعت گوئی کی روایت کو آگے لا دیا۔ انہوں نے نعت میں جو چار قصیدے (دیوان قصائد جلد اول، دوم، قصیدے دیوان قصائد جلد دوم، تین قصیدے کے مکمل متنات، ہائیکز کی اور غلوں سے عبارت ہیں۔“ (۵۸)

نعت : (غزل)

نہ ہو گی بدگئی کے وقت ہر گز تھکی غالب
نہ تو اے مصحفی مان ہے ساقی کوڑ کا
سرخان انھماں میں نہ ہوں کیوں کہ مصحفی
ساو ہے میرے سر پہ محمد بیچنے کی میم کا

قصیدہ :

ہاں عرب ، اہی قب ، اہی کہ محمد بیچنے
ت جس کی طرف ڈھکا اہم عمریں ہیں
(۵۹)

خواجہ حیدر علی آتش (م ۱۲۶۳) بڑی عمدہ نعت۔ ہر میں بالواسطہ مضامین، خصوصاً اخلاقی انسان کے حوالے سے ذاتہ صفات بدی کا انکسار انسان میں مضامین عالیہ پیدا کرنے کا پیغام تاکہ ہر اللہ کی اطاعت کامل میں زندگی گزارے۔ فکا کے مضامین۔ نیکی کی حکمتیں۔ قناعت۔ ذکاوت، عالی مقامی اور دعاؤں شکر کے بالواسطہ عربی الفاظ۔ نعت میں عشق و اطاعت رسول ﷺ کے مضامین۔ اسلوب میں دہلوی اور کشمیری شعری خصوصیات کا استخراج۔ فارسی کا رنگ غالب۔

حمد و نعت :

مہلب گسا میں ام ہر جا ہوں جیری آتش کا	—	لاییت فہم ہے اس قعرے کو دنیا کی چرائی کا
میں ہی اک ہوا مست ہے اس کا	—	بہت وہی ہے کہ محمد دیوانہ ہے اس کا
دو حور لہج کی ماہر ہے اس میں	—	مسمومہ عالم جو ہے اور نہ ہے اس کا
شکراہ ، مائی دل کرتا ہے آتش	—	لہج سے حق سے پتہ ہے اس کا
شب کو چرخ کی نہیں دیر کہ جنت	—	ہر ذرہ آفتاب ہے تجری دلیل کا
ماہر لوہہ دھرا تھ سا کوئی نہیں	—	دلجو کا انہی ہے ، ہم علیل کا

سوئی کو تجھے غم سے وہاٹے رلا دی — فریوں کو تو نے طوق کیا رلا دیں کا
 آتش میں دعا ہے خدا نے کریم سے — مومن اسے کریم نہ کچھ حلی کا
 ہمارے خلق میں دن رات اے تقدس ہے — قتالے کی ہے یہ نیک ناک پاک سے پیرا
 دجرا ہے کی ہے اس طرح خدا کی طرف — ہرے صبر خبر جیسے جہاد کی طرف
 ساکن بہت کا ہوں خدا نے کریم سے — دست بزرگ تو ہے مگر عظیم نے
 گل در لعل نہ کھولے سمجھ ہے — انہی کے پاس دسوا دعا کی کلید ہے
 کچھ نظر لگا دیکھ رہا ہے تو نظر لگا لکھے — جس طرف دیکھا مقام ہو نظر لگا لکھے
 کہے جس قدر قسم نصرت وہ کم ہے — سب سے لائق ہے نہیں کہے کہے
 نہ ہونہ ہے نہ کوئی رہنما ساتھ اپنے — نقد حلقہ ہاروکار رلا میں ہے
 مقام تک گئی ہم اپنے تنگی ی جائیں گے — خدا تو دوست ہے ، دشمن بڑا رلا میں ہے
 دریا بہا بہا بہر شفق کا دم ہے — قابل اور بڑے کے انا کلام ہے

(۶۰)

شوق لکھنوی (۱۱۹۷ھ تا ۱۲۸۸ھ) شوق کی مشنویت کا حاصل مطالعہ اس قہار سے پیش ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ لہجہ میں عشق
 شوقی قدیم دلچ کے مطالعہ محروفت سے شروع ہوتی ہیں اور درمیان و محو یہ ، نقب خاص پالے جاتے ہیں یہ محو نصرت جزوی بہا و لہجہ اور کی
 تنہا ہی ہوتی ہے اور عموماً پھر اختلاف کے پائے میں توصیف و ثناء کے مضامین لائے جاتے ہیں۔ شوقی اسلوب مادہ و دل پہ محو موثر ہے اور قصہ
 گوئی کے لہجہ اور معنوی محاسن کے مطالعہ بہر فرماک قصوں میں عبرت پہ لہجہ کا سامان اور اس کے دلچسپ سے انداز کی قدرت عکس بیان کی جاتی ہے۔
 اس کی دولت لم بزل کے مقابلے میں طرکی بے ثباتی کا کر موثر دایہ میں کیا جاتا ہے مثلاً

مثنوی فریب عشق : (محروفت)

اے غم پہلے کہ تو ہم اند — ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
 ہر ہر کی من کر خور — ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
 پلا قوم نے ہے ہی سے طرف — ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
 کچ کہ محبوب کہتا ہے — عشق میں جب خدا ہے ہر

مثنوی بہار عشق :

کس نہاں سے کروں منت خدا — یا بحر کجے کنہ ذات خدا
 جب بھی یوں کے کہ اے ملک — ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
 ہم ہر کچے کا کیا جان — عشق کا بس کے ہو خدا جان

سب یہ دنیا سرائے غانی ہے — عشق میرا ہوا بدل ہے
کوئی اللہ ہے دعا سے کرے — عشق کرنا ہے تو خدا سے کرے
ہے وہ مستقیم معیت نکات — عاشق مجھ سے اس کی ذات
وہی دل میں ہے وہی نور — وہی دامن میں ہے وہی ظاہر

مثنوی زہر عشق :

لکھ لکھ پہلے میرا رب — کہ ہر اک جا چ ہے وہی موجود
دلت میرا ہوا بدل ہے — ہاں جو کچھ کر ہے وہی غانی ہے
میرا اس کا نہیں اندیشہ — سب ہیں مدت کوئی قدیم نہیں
دہرا اور کتنے دن چکر کرے — کہ اب میں اس طرح سے مانے
جائے جہت سرائے غانی ہے — ہوا ہر گز ناممکن ہے
لوچے لوچے پہنچے ہیں گے — آج وہ غم گور میں ہیں چلے
کس جہد پر شہزادہ گل ہے — آج دیکھ تو خند ہاتھ ہے
میں کہ حیران خوش الامن — چہتے ہیں گل گل طپا جان
سوت سے کس کو دستبرد ہے — آج وہ گل ہادی ہادی ہے

(۲۱)

نظیر اکبر آبادی (م ۱۸۳۰ء) ہر یہ نظم کوئی کے بانی۔ جب قصیدہ غزل کی مکرانی حق اور یہ دونوں مختلف ارا اور طریقیں یک جہ اور
مخصوص ہیں۔ نظیر نے نظم کوئی کے وسیلے سے عوامی احوال و مسائل پر غصیں کیں اور شاعری کا خواہش کے دوبارے نکال کر عوام کے جلوں،
بیلوں فیلوں اور ان کے عوامی ماحول میں لے آئے۔ ان کی نظموں کے یہ شعر و مضامین ہیں۔ ان میں وہی شاعری کے مختلف مضامین بھی ملتے
ہیں۔ عوامی، مذہبیات، عوام کے دکھ و نصیب، منقبت کے اجرا بھی ان کی نظموں میں ہیں۔ اگرچہ یہ تمام تر دلدل کی فوجیں نظیر نے اسے فراغ
دیوار و اوقاف صوفیہ میں جھک کر کرین عشق، عقیدت کے جذب کے ساتھ خست کر کے اور نصرت کو اپنے لیے میں پیش کیا اور عوام کی سنی اور ہندوئی سنی
کے مطلق تر انہوں نے لے لے عوامی ادرا استعمال کیے ہیں کہ تو سچ دینی اور اپنے ماحول و دنیا اور اپنے ماحول کی پوری اور پوری۔ ہزاروں اور
میں لاف طے رکھائی شاعری میں استعمال کیا۔ اس اعتبار سے ان کے یہاں فارسی و اردو سے جزوی طور پر ترقی یافتہ ہیں۔ لیکن یہ کچھ دبا کدو نہ جھڑکے اور
نصرت کو نہیں ہیں اس لیے ہم اس گرج کو کوئی نظیر قرار نہیں دیتے۔

ان کا حنفیہ و شعیبہ فہرست کلام : (غزلوں سے)

ہر کس نہ ترے کام میں حیران تھا — اور تری قدرت میں ہے ہر فن تھا
لے حرف سے جا فرس لے رنگ لے اصک — ہر گل لایب ہے ہر اک شان تھا
نظیر اس کے لعل و کرم پر نظر رکھ — گل میں اٹھ علم ہو گیا

اس کی ذات کو ہے دھما ثبات و قیام — قدم و اُچی و کریم و مہکم و محکم
 عروج پدہ میں لا کر رگی و برگی — مس کو پیسے نہ غارت نہ دانش و لوبام
 سوئی کے تھیں گو خوش حورائی و بھی — فتنہ رات و نیت و رانی سو بھی

نخلوں سے : نخلیر معراب عبادت میں : (پہل نمبر)

اُچی تو نخل سے اور قدم — اُچی تو غدار سے اور ریم
 مقدس سنی سنوہ عظیم — نہ تیرا شریک اور نہ تیرا حکم
 تری ذات والا ہے یکا قدم

بشکل نمبر :

یہ رب ہے میری ذات کو وہ لوں جہاں میں برتری — ہے یہ تیرے عین کو رسم خالق پروری
 دائم ہے خاص و عام پر لطف و عطا ، حفظ و تدبیر — کیا انیس ، کیا عازس ، کیا وطن کیا جن و پری
 پائے ہے سب کو ہر نعل تیرا گرم اور پروری

عنوان : ہُو اللہ الخالق الباری المصور ، لہ اسماء الحسی (پہل نمبر)

اس لرض و سائے کرے میں یہ بتا کیم کیا ہے — یہ فخر و تجلی — اہم ہے ، یہ رنگ تجلی نے دیا ہے
 جہاں و پیکر ، زہری ، کیا و زحمانہ صا ہے — یہ دنا ونا ہوش ہوا کی ہوا ہوا کا ہے
 کل عام تیری یاد کرے تو صاحب سب کا بچا ہے

عنوان : لکار جلال و کوساخی (نمبر)

لفظ پہ جہوں کی کیا ہے سرستہ ہری کی — ہر اس میں ریم و کشاں بھری کی
 کیا و اور کی کیا کیا جی ہری کی — دین ہوا میں ، کر رگی و برگی
 کہ جس کو پیسے نہ غارت ، نہ دانش و لوبام

عنوان : چڑیوں کی صبح (پہل نمبر)

وہو سر کی وہیں کیا کیا ہوں ہوں ہوں کرتی ہیں ... ہوں ہوں ہوں ہوں کر کر کر کی بھوں کرتی ہیں
 مرے سے گزوں گزوں مرغیوں کوں کوں کرتی ہیں — تیرا میں سے پا میں کی بھوں بھوں کرتی ہیں
 مانجھ سارے چڑیوں کی چڑیوں چڑیوں کرتی ہیں
 چڑیوں چڑیوں چڑیوں چڑیوں کیا سب چڑیوں کرتی ہیں

عنوان : نظیرِ گاد اور حالت میں

تم قہر دیا ، دہی ہو یا محمد مصطفیٰ — سرگرد مرطیں ہو یا محمد مصطفیٰ
 نام مہیا میں ہو یا محمد مصطفیٰ — قلہ اہل بیٹیں ہو یا محمد مصطفیٰ
 بحر صادق ہو تو بحرِ حضرت خیر اموی — سرور سرور شائع روز جزا
 ہے قصیدی ات والا شہ لطف و دعا — یا نبی اک ، نور بھی سب کی مدد کا سرا
 پا بھی تم ، وہاں بھی جسیں ہو یا محمد مصطفیٰ

عنوان : اسرارِ قدرت (مسدس ترجیع بند)

جہاں میں کیا کیا تھا ، کسے اپنی مرگ جاتا ہے شادی ہے — کون تیسرے اور کون سندس ، کونی ہو چنت کھا بھالے
 کوئی ہے عاقل ، کون ہے فاضل ، کوئی نبوی لگا کھلے — جو ہر کون ، یہ بھید کھولے ، سب جہاں چلے یہ سب بھالے
 پڑے قلعے ہیں لاکھوں والا ، گردنوں پخت ، ہزاروں بھالے
 جو قرب دیکھا تو پد آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانتے

عنوان : مسدس کریا

مدا دل سے اسے مومن پاکیزہ — وضو کر کے پڑھ چا رفتی نماز
 واجب مناجات باصد نیاز — یہ کہ اپنے باتوں کو کر کے دلا
 کریا یہ حنائی و حلال
 کہ مستمیر کعبہ ہوا
 ترا دست ہے وہ جو خیر اموی — محمد پیچھے نبی ، مالک و سرا
 کمال و صلہ ہو مجھ سے اس کا لوا — دیکھیں ہے میری ، یحییٰ ام
 نہیں جھوڑ دہاں چٹا گیر
 نبی محمد پیچھے وہ دل پذیر
 (۷۲)

حکیم مومن خاں مومن (م ۱۶۹۸ء) مومن شاعری میں ایک خاص انتہاء مقام کے حامل ہیں۔ معاملہ مدنی، مضمون آفرینی،
 رجز اندازیت اور معانی کی دہلری کے سبب وہ ایک اسلوب خاص کے حامل ہیں۔ منطق ہڈی کے سب سے معاملات و کیفیات کو وہ جن رموز و علامتوں اور
 کتبہ طرہی سے پیش کرتے ہیں، یہ ہی ایرانی سے مختص ہے۔ ان کے قصائد میں ایک قاضیات، اور حکیمانہ اسلوب پایا جاتا ہے وہ طبعی اصطلاحات و
 سمیعیات خوب استعمال کرتے ہیں۔ کتبہ فطری ان کا خاصہ ہے وہ کئی علوم و فنون کے ماہر تھے اسلئے وہ منطق و فلسفہ، حکماء و حکام، طب و حکمت اور
 نجوم و جود وغیرہ کی اصطلاحیں بجا تک استعمال کرتے ہیں۔ اس کے برعکس ان کی شاعری سادہ و سلیس کی نظر میں آتی ہے۔ انہوں نے اردو ادب و صنعت میں

بھی ایک قبیح سراپہ چھوڑا ہے۔ قصیدے، مثنوی، رباعی اور غزل میں حمد و نعت کے مجموعے اور مضمون بیان کئے ہیں۔ ان کے نعتیہ قصیدے "جن میں نظم کی شکل ہے یوں طرب بانوں کا زہل و بیان اور موضوعات مضامین کے نوع کے اعتبار سے ایک نمایاں مقام ہے۔ حمد میں ان کا اسلوب فلسفیانہ و حکیمانہ ہے اور نعت میں بھی وہ لفظی رسالت کو محسوس کئے ہیں۔ نعت میں ان کی نعت ہموال ذات حق ہے تو اس میں داخلی رنگ پیدا ہوا ہے۔ ان کے یہاں استعارت و سحر و کالبد محسوس ہے۔ حضور کے معجزات و ادریس منقش واک سے کام لیتے ہیں۔ عشق و لطافت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ان کی نعتیں دل پر اثر کرتی ہیں۔ نعت گوئی میں ان کے ہر لفظ و لفظ ان کا مضمون ہے۔ سو من نے حمد و نعت میں طبیعت و شعریت کے اختراع سے ایک مخصوص رنگ پیدا کیا۔ احتیاط و سیرت مندی اور لوہ دہری ان کی دینی شاعری کا پایہ اعتبار ہے۔

حمد و نعت غزلیات سے :

دیکھ کر مطلع دیکھیں ہر مطلع مراد است کا — کہ ہاتھ آیا ہے روشن مصرع ہشت شاد است کا
غضب سے میرے اراکانوں میں شاکی تیری فرائض ہے — نہ میں ہزار دواغ سے ، نہ میں حقائق جنت کا
مکڑے خند میں سرمہ دلم دودہ دل ہے — مگر گفت ہے اصعب خاتمہ جلد رسالت کا
دہ چھو گری شوقی شام کی آتش افروزی — عا جاتا ہے دسمہ بخور شمع شمع نگریت کا
نہایا ہاتھ اندر اس مرض مطلب سے بھلا کیے مگر — کہ ہے دسمہ دما میں گوشہ دلمان اہفت کا
لورہا جلوا تو مجھ کو وہ برق جواں کر — کہ خرمن پرہیز دہے ہستی بھلا خلافت کا
مرا جہر ہو سر تپا منہ سے سر تپیر — میرا حیرت زدہ دل آئے خاند ہو سلسلہ کا

رباعیات سے :

سو من شوقی کلمہ بکری کب تک — اے تیرا دردوں بیاد کاری کب تک
ہاں اپنے خدا کو ہر آبر خدا — اے دشمن دیں جہاں سے پاری کب تک

تخمینیں بر غزلی قدسی :

ہوں تو عاشق مگر لطافت یہ ہے اولی — میں غلام اور دہ صاحب ہے ، میں اسف و دہمی
ہاں ہی یک جہر لطف ہے ای و امل — مرحبا یہ کی دلی انہری
دل و ہاں یہ فدائیت چاہب خوش نفسی
سو من زار کی صحت کا نہ تھا کچھ اسلوب — نہ دوا عود نہ پرہیز ، مرض حرمیہ و زوب
پہ ترا لطف ہے اگلا مسیحت میں خوب — یا طیب انشرا انت شفاہ لکوب
زہں سبب آہ قدسی بی دریاں طبعی

اصناف سے :

الحمد لولہب اسطیلا — اسی شہر نے کیا حرا پکھلا
والشکر والبر صانع البرا — جس نے ہمیں کوئی مہلا

اصرار ہیں اس کے کیا گراں بہہ --- سچ شہد کا جھکا
 نے عقل سیٹھ سے کاہ تو --- لے نور نبرد اس کا سلا
 ہمانک یا اس ہالہ --- عالم تر مجھ نے دکھایا
 ہر جائے ہے تیرا جہود یکن --- دیکھا تو کہیں فکر نہ آیا
 ہیں عقل ہے گم کر اس بھی کر --- چلا رہے ہیں پانہ پالا
 اللہ رکھا دے اپنا دیار --- بکھٹ ہمانک غلطی
 وہ خاتم سرطین محمد ﷺ --- جس نے نہیں شرک سے چھایا
 جب مدد ہے تیرا تو رہا کس --- ہر دن مدد کی غلطی
 اللہ سرے سرے رہا --- ہیں کہ شہر کہ غلطی
 ہے عام خطاب کا مہدی --- اس نے تو کچھ تمہارا مددایا
 "خلق رہا ہم جس کا اسلام --- وہ شہر بھی جتنے لے جو بتایا
 مومن کے کس سے جاں آکر --- ہے کون توے سوا خدا

قصیدہ حریمہ سنجی طبع پر مضمون، ناولی نسیم گلشن نبوت و شامل جن رسالت سے:

جن میں لہ لہل ہے ہوں طرب بانوں
 کہ جیسے کچھ شب بھر، حال ہائے فردوس

شعر ۴۱ سے گریزیوں کیا ہیں:

فریق گب لہلہ ہا کے لیں سے ہوں --- کہ گل ہو ہے فرا غم "دل ہا ہوں
 ہوا ہے کون سی ایسی مگر دینے کی --- دم کچھ کہ ہے جس کی حرمت ہا ہوں
 شرف دینے کو جس سے ہے ہونہ ہا ہوں --- جسے جاتے ہیں محبوب "حرمت ہا ہوں
 جو خواب میں بھی کبھی دیکھتی جمال اس کا --- تو دیتی دل کوئی نرسف کو دھڑکٹ ہوں
 "کون بہر مرسل، طبع ہر دورا --- جو خلق کا سب ہر ہمسو ہا ہوں
 جہاں مطاع، شہنشاہ آکلب لاش --- ملک سریر و قر طلعت د لک ہا ہوں
 یہاں چشموں کو مشکل ٹکاؤ دوزخہ --- یہ اس کے خطائے ہے ملک مدد لک ہا ہوں
 نے ہے ہم مددت میں اس کے غیر فری --- شبی کی طرب ہے ہا سے نال ہا ہوں
 رانی سب روا لودے فرشتہ دکاب --- کہیں ہر ختم ہر ایسے پانی سے ہا ہوں
 نہ جس کے دھپن میں مضمون کب تو سین آئے --- "دیکھ لے ترے زین دکاں کا قراہوں
 عہد میں ہر کی تقدیم اچھا کہ نہ تھا --- ترے سامرا دولت پ اہل ہا ہوں

مثنوی سر :

پلا ساتا بام کوز مجھے — غرب غرب چنی کر مجھے
 نہ نے جو کرے لوطہ صیغہ کو — کے جس کو خالق غرب طور
 نہ نے جس کی تھل نہائے علات — ہر صرائی لوائے علات
 نہ نے جس کی سرج مقار نہیں — نہ نے جس کی سستی میں طوف نہیں
 غرب غرب غنہ بہ لہل — ہوں سے فردش ثنائے رسول
 ہر چٹخ سرائے سائنش گرمی — مدح تفریں جس کی طہری
 دل ساکنان صبر دین — سر انبیا ، سید المرسلین
 نہ ہی دے غنہ علوم — کام اس کے سب دل ہم علوم
 یہ کیسے خون اس کو حاصل ہوئے — کہ مددے صفت تثنی حاصل ہوئے
 ہی شلخ لعل روز جزا — اسی کی گزارش پہ طرہ جزا
 اسی کی فصاحت کا سدا صلب — صلب پہ صحت ، صبر پہ عذاب
 یہم قول ، قائم المرسلین — کل اولین و دہ آخرین
 کہاں میں کہاں مدح غیر الامم — طبع اسطفا و طبع السلام

(۶۳)

بیدار شاہ ظفر (م ۱۸۶۲ء) مثل سہمت کے آگرمی تاجدار بیدار شاہ ظفر نے ہر ایک مستعار نے جہنم کے حد میں طائر لہا کی
 قدر دہلی کا سلسلہ بھی قائم تھا۔ اوقیہ مورخ کے بعد غالب شاعری میں فن کے استاد تھے۔ اس مد کی مہر بھی بیدار شاہ ظفر ہی کرتے ہیں۔ "تھوڑے
 عرصے کی خاموشی کے بعد شاعری، دہلی کی بھیل بڑا دستار نے مہر لہ سرائی شروع کر دی۔ غالب، ظفر، اوقیہ، موسیٰ غیر وہیں دور کے
 ہی گراہی شعرا ہیں۔ ظفر بھی کوئی معمولی رہے کے شاعر نہ تھے۔" (۶۴)

فن کا کام مانتے ہیں اور فن کی پختہ مطلق کی دلیل ہے۔ دوسرے سو موضوعات پر بھی انھیں ملتے ہیں۔ فن کی مد میں ان کی کبریا کی کاغذ پر اس
 کی قدرت کاملہ کا انکار اور اس کے اسرار میں قہقہ کی ہر سائی کا بیان ملتا ہے۔ بیدار شاہ ظفر کی غنت غنہ کی خوبی سے معمور اور حسانہ اتھوئے عاجزان
 بیان سے ہے۔

: جملہ :

حضور کس کو مد نہائے بھیل کا — اس کا چہ بہ نہیں ہے وہیں کال و نکل کا
 پانی میں اس نے رہا ہری کی عظیم کی — ہنر میں وہ ہوا میں گرا عظیم کا
 اس کی مد سے فوج بھیل نے کیا — لشکر چہ کیسے پر اسطفا لیل کا
 بولا اپنے دوست کو اس نے وہاں جہاں — مقدمہ پر زدن نہ ہوا ہر نکل کا
 کیا پائے صبر ذات کو اس کے کوئی ظفر — اسی نکل کا نہ دھن ، نہ ہرگز دھن کا

(۶۵)

نعت :

اے سرور دو کون ، شہنشاہ ذوالکرم — سرخیل مرطین ، شہادت مگر ام
 و عجب تصور سے ترے گلشن رخِ صدف — نور وجود سے ترے روشن دل قدم
 تو تھا سرورِ لوح و رسالت پہ جود گر — آدم جہاں بنو ملک پروردہ ہم
 صدفِ زمیں کے جوتانہ بحرِ بحر کے آسوں — دکھتا سر زمین ن اگر اپنا تو قدم
 والیل میرے گیسوئے عشقیں کی ہے نا — واقف ہے ترے رخِ مذکور کی حم
 جبری چلبہ پاک میں ہے یہ فکر کی عرض — صدف میں اپنے آل کے اے شاہِ معظم
 صعل سے اپنے لہف و حمایت کے دور گر — آئینہ ضمیر سے میرے گہرِ علم
 پہاڑ آستان مقدس کو تیرے میں — ان خم سے عرشِ پیر ہوئی میری چشم نم
 پر خاک آستان کو تری ، اپنی چشم میں
 کرتا ہوں سرورِ میل تصور سے دہم

(۶۶)

اسد اللہ غالب (۱۸۶۹ء تا ۱۸۶۹ء) غالب سے یہی دلہن است مگر کا مضمون نہیں ہے۔ تو یہ پروردہ صدف اللہ کے نظریے کے
 مطابق اعلیٰ خیال کرتے ہیں ان کا اندازِ عینہ ہے۔ اردو شادان کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ دوست کے اس نظریے کے تحت برے ہی کا پر تو
 ہے کسی نے اپنا حقیقی وجود ہی نہیں۔ حیات کا کات ہے حقیقت ہیں اور یہی ہے حقیقتی فن کی ثابت کی دلیل ہے۔ خدا کے مرقاں کا
 انداز بھی اس کی مگر ایک قرینہ ہے۔ غالب کی نگاہ میں اس لئے ان موضوع پر فنی جنوں اور فوہ لڑوئیوں سے بات کرتے ہیں مثلاً

حصہ :

ہے عشق وجودِ صوفیہ تصور — ہیں کیا و چرا ہے ظہور و صوفیہ و حجاب میں
 اصل تصور و شاہد و تصور ایک ہے — جہاں میں ہر مظاہر ہے کس صلب میں
 دل پر فکر ہے سازِ لعل — ہم اس کے ہیں بھلا پھر کیا
 اے کون دیکھ سکا ، کہ بگڑ ہے وہ بکا — جو دلی کی دلی ہوتی تو کیسے وہاں ہوتا
 نہ تھا بکھڑا تھا ، بکھڑا تھا تو خدا ہوتا — وہاں بکھڑا کو بکھڑا نے وہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
 جب کہ تھیں کوئی نہیں موجود — ہر بکھڑا اے خدا کیا ہے
 ہے نکل تری سالن وجود — ذرا ہے بکھڑا خورشید ، بکھڑا
 ہے کاکھ کو حرکت میرے ذوق سے — دوسے میں آئین کے پرتو سے جان ہے
 ہے دنگِ دل و گل و نرساں چاہا — ہر رنگ میں بکھڑا کا انہاں چاہتے
 دہر ہر بکھڑا بکھڑا عشق میں — ہم گہرا ہوتے اگر حسن نہ ہوتا تو وہی
 اسی کے صفت لریب میں آجاتا اسد — عالم تمام ملکہ دام خیال ہے

نعت : اردو میں غالب کے یہاں نعت کے مشکل دو تین شعری میں ہے۔ ان میں بھی اسلوب کی انفر لویت اور مضمون کی طرف توجہ ہے۔

اس کی امت میں ہوں میں میرے رہیں کو۔ کام نہ --- دے جس شے سے غالب محبوب ہے وہ نکلا
محور نمی یہ محل جلی کو دور کی --- قسمت نمی زب نہ رخ سے محو کی

ان کا ایک شعر ہے :

بہن پہ بار خدا ہے کسی کا ہم تو
کہ میرے نقل نے اسے مری نہیں گئے لئے

ڈاکٹر فرین فتح پوری اس شعر کو اشعار ملی ہند میں ص ۱۱۱ سے متعلق کرتے ہیں۔

"غالب کے اس شعر کے ساتھ میر لائیں بیڑ آنحضرت ﷺ کی ذات مہربان کی طرف گہوار میں درود شریف پڑھنے پر مجبور ہو گیا اس کی ایک مثال یہ ہے کہ مرزا غالب نے اس شعر میں مدعو غا کے جس جلد مقام کا ذکر کیا ہے اس کا اطلاق میرے نزدیک "کسرت چٹنگے کے سوا کسی اور سے انصاف پر ہی نہیں ملے گا۔" (۶۷)

"ہزار ہا مشویم و بین پہ سق و مگاب

ہنوز ہم تو گھن کمال ہے لولی ست"

لڑکھن سے میرے ذہن میں محفوظ ہے "اس میں غالب کے شعر کو اسی قاری شعر سے مستفیض سمجھتا ہوں۔" (۶۷)

اللف علی خاں لطف بریلوی (م ۱۲۹۸ھ) لفظ کا نام نعت کے حوالے سے اس نے اہمیت کا حامل ہے کہ انہوں نے قصیدہ "مثنوی کے برعکس غزل کو اپنے نعتیہ انداز و مضامین کی اساس بنایا اور غزل کی ہیئت میں نعت نگاری کی قیادت کی۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ نعت جو اس سے قبل ایک موضوع کے طور پر اقتید کی جا رہی تھی۔ لطف کے یہ وہ ایک باقاعدہ منف کے طور پر استعمال میں آئی۔ اس کے علاوہ جو مختلف اصناف میں نعتیہ اشعار بطور اجزاء اور عناصر کے، جزوی طور پر لائے گئے کاروان تھا، اس کی چائے نعت کو ایک عمل کیفیت کے طور پر غزل کی صورت میں پیش کرنے کا آغاز لطف سے ہوا۔ نعت میں لطف کا غزلیہ دیوان ۱۲۷۰ھ میں مرتب ہوا اور اس کی عبارت کا علاوہ چالیہاں تذکرہ سہر جانتاب میں درج ہے۔

دیوان لطف کا نام "نعت" (۶۸)

لفظ کی نعت کوئی کی اہم خصوصیات یہ ہیں۔ نعت کو ایک علیحدہ منف کے طور پر مراد و اعتبار کرنے کی سلیہ عزیمت، غزل کی منف و ہیئت میں تنوع و خصوصیات و مضامین کا تجربہ، بعض مثنوی کا یہ قصص کہ وہ سیارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کہی گئی ہیں، تاکہ انہیں ہند میں ذکر و سالت چٹنگے کی نقض قائم ہو اور روانہ کیا ہے۔ سر اپا نگاری پر خصوصی اور شعوری توجہ، جس کے حوالے سے حضور علیہ السلام کے بحال ظاہری کے محاسن و ملامت کا ذکر کیا جائے۔ اس موضوع پر لطف کے یہاں نہایت احتیاط، سلاست، دیوانہ، عجب و احرام طوطا رہتا ہے وہ اس موضوع کی نزاکت و لطافت اور سنگیات کا خیال رکھتے ہیں اور محبوب بھڑائی کے بارے میں شعرا نے غزل کا نہ ذکر کر دیا ہے۔ لطف کی سر اپا نگاری اس سے

ممتاز و ممتاز ہے اور اس کا استیساہ مطلق صرف محبوب خدا اور محبوب کا نکاح ہیہ مستطافہ سرم ہی سے ہو سکتا ہے۔ سرپا نگاری میں تجلوات کا ذکر بھی
جذب کر دیا گیا ہے۔ اس موضوع کے ساتھ ساتھ حضور حب اسلام کے جمال پر ت اور نعمت لہ کا ذکر سے بھی ان کی نصیب منور ہیں۔ نعمت
کوئی میں لطف کے یہاں جز اور اک اور کو جی اکابر کے مطابق ہیں، اور وہ اپنی نعمت کوئی و تالیق اسی قرار دیتے ہیں۔ لطف کے اسلوب میں ملامتہ
روانی، تشبیہ و استعارہ کا حسن، و جامع فطری، جوش اور ایک شعور آسیر و الهام ہیں پلایا جاتا ہے۔ ان کی اکثر نصیب ان کے داخلی خصوصیات و ہذبت کی
آئینہ دار ہیں، مثلاً، عقیدت سے لبر بڑا دل کہ انگل اور سوز و آزار سے نڈ۔ حقیقت پر ہے۔ عطف مل نہیں لطف نعمت کی روایت کی ایک معتبر شخصیت
ہیں جنہوں نے بات و باب کا ہم احساس اور علمہ، فخر، اسب کے ساتھ نعمت کی لو، تصور دل کو ایک سے خوشوار اور واقعہ تجربے سے آشنا کیا۔

نمونہ کلام :

ہوں میں بٹل اراغ اصف میر نڈ کا ۔۔۔ ۔۔۔ رہاں وقتا ہے ہر جا سرے گرو کا
اصل جب گرو میں ہنم سرک کا کیا ۔۔۔ خواب آنکھوں سے ڈھلا زنگی ہمار کا
دست شیعہ کے بے حشیر ہوں دم میں فنا ۔۔۔ دھن حسرت کے نکھوں کر ہونے گرو کا

ہم پیدائشی خلق خدا پیدا ہوئے ۔۔۔ دیشا و مقدا و رہنا پیدا ہوئے
لو سے اسلام کے عالم منور ہو گیا ۔۔۔ کیا ہر الدی صلی علی پیدا ہوئے
ہر کبر جس نبی کی تہذیب کا ہوا ۔۔۔ اب وہ لقا الرسلین و انبیا پیدا ہوئے

حمیں ہو روق ہر دوسرا خاص ۔۔۔ حمیں ہو نصیب ارض و سما خاص
خدا کے نور سے پیدا ہوا ہے ۔۔۔ خدا نور اے نور خدا خاص

ہے ہنم تصور میں جو گیسوئے ۔۔۔ دل قبلہ لیا کعب ہے ہونے
منکلی میں نہیں صہو گیسوئے ۔۔۔ گل میں نہیں رنگ رباعی گیسوئے

کیا ہے نبی ہر حق ہائے مدینہ ۔۔۔ روشن ہے فکر ہر تھکانے مدینہ
ہے اور گھر سے زمیں سر جہاں اب ۔۔۔ نور کا شعاعی ہے شجر ہائے مدینہ
کو مغلن فرہس کا رہنے کی خاطر ۔۔۔ کتا ہوں صہ و ان مگر ہائے مدینہ

فروش پیلے ہر کیا ۲۲۰ ۱۱۱۱ ۲۲۰ ۔۔۔ قطع روز ۱۲۱ ۲۲۰ ۱۱۱۱ ۲۲۰
ہم جسم میں خوشبو ط ۱۱۱۱ ۲۲۰ ۔۔۔ مقام ہاں کو مغل کرہ ۱۱۱۱ ۲۲۰
ہر کون ہم ہے کس کا ہے ذکر لطف ہاں ۔۔۔ لوب سے چھو، لوب سے انور ۱۱۱۱ ۲۲۰

کفایت غلی کافی (م ۷۳ ۷۴) جو نص کے ۱۶۱ سے لطف کی طرح کافی بھی ایک اہم شخصیت ہیں انہوں نے بھی بہت ذرا لکھی

کی صفت و نسبت کو جو وقت کے فروغ کے لئے اختیار کیا۔ انہوں نے لمبے اور فصیحی بھی کہیں معراج اور بھی لکھا۔ مودود اور بھی۔ شکاری اور قصیدے میں بھی وہ غنیمت کی اور خراج بھی کہے۔ وہ ایک عالم کا فضل اور مہارت کمال غرض ہے۔ عربی اور فارسی میں اور کب خاص، کہنے تھے۔ اس کی تصانیف میں دوحین وقت کے طاہرہ چل حدیث کا ترجمہ تفسیر بہت، شافعی زہدی کا ترجمہ اور غنیمت شہ مہر حق جو تہ و تہی کے رسالے تریخ لکھ معارف کا ترجمہ خلیفان فردوس ہے۔ شکاری قتل و مہربانی کریم، ملیہ شریف اور مودود اور پادشاه و شافعی ہیں۔ مودودت و ملیہ ان کا قصہ اس موضوع ہے اور غزل کی صورت میں جو وقت کے فن کے اشعار اس۔ ایک سے فروغ کا ترجمہ ہے ہیں۔ انہوں نے اسلوب اور تک جس سے اپنے ہم صوفیوں اور متاخرین کو بھی سزا کیا ہے۔

زبان کی سادگی اور عام فہم ہونا، تمیزت و شہل، تجزیہ کا حلف اور سادگی، نیش اس کی مودودت و فنی قصہ بیات میں شامل ہیں۔ دل کا اخلاص باطنی صداقت، والہانہ جذبہ کی کیفیت اور باقد و حقیقت پسندی ان کے مثنوی و مسالیں ہیں۔ انہوں نے صوفی روایتوں سے نزع کیا اور اپنے سرمد غنیمت میں صداقت و اقلید کا عنصر شامل کیا۔ قرآن وحدیث سے بھی بھی استفادہ کیا اس طرح ان کی مودودت و ایک طبعی اعتبار اور نگاہ بھی ہے۔ لغزلی ہوی میں مشکل کا بیان اور سرپا نگاری بھی ان کے نظریات شعری میں ہے۔ انہوں نے وقت کو سیرت طیبہ کے حوالے سے اسلامی و تبلیغی مسامحہ کے لئے بھی دیکھا۔ اکثر لغزلیں بھی لکھی ہیں جو میراثی تقریبات میں پڑے کے لئے بھی ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے سحر لہروں کا انتخاب کیا۔ ان کے خیال اور دود و سلام سے متعلق راہوں کے چنگ و نیر و فاضل انہوں نے اس سے مودودت و صاف جو دہ سے روکی دازے میں مودودت جس، لطف اور کافی کے یہاں ایک شعری میں ہر قیمتی تجربے کی حیثیت سے سامنے آتی ہیں، مودودت کے سفر میں اہم سنگ میل کا مقام رکھتی ہیں۔

حمد و نعت :

جو حق خائے خدا ہے — زبان و دہی میں وہ حالت کہاں ہے
 گھوٹوں و صف کیا اپنے قسم خدا کا — کہ جس نے انعام و احسان کیا
 ہم سے کیا اس نے موجود ہم کو — وہ طلعت زندگانی ہم کو
 حاکم کے علم و غور، قسم و جلال — معر کو کیا زہر آفرین
 کہاں تک کرے کوئی نعمت لہدی — کہاں تک کرے کوئی نوصاف ہدی
 کرے کوئی خیر و تقبیل کیا — کہ ماز ہے یں مظلوم خیر و
 بھلائی کو مقدمہ عید خدا ہے
 خیر، خیر، خیر کی جا ہے

(۷۰)

خدا ہے جس پر قسم خدا ہے — یہ زبان و دہی خدا ہے
 دے اپنے محبوب کو وہ مراد — کہ تریف سے جس کی کامرندی ہے
 کہا مومنوں سے کہ یہ ذکر سنو — نبی پر خدا اس کا صلہ طوں ہے
 سلام اور صلہ تم بھی تو سمجھو — یہ قسم خدا تم کو اسے صوفیوں ہے

میں لب مومن کوئی خستہ جان کا — میں ترن جان نور درو زان ہے
سلام صلوة و درود و نیت
غیر جناب شفیع قیمت

(۷۱)

چکا چلیا میں جب سہ اقبال مصطفیٰ — وہ سیر ہو گیا پناہ مصطفیٰ
اک زلزلہ سا کھٹک کسری میں آ کر — چنگی جو مدتی شوکت و اہلال مصطفیٰ
کانی ہے اپنے واسطے گر مکر و کجی — نکلا میں لاکے قبر میں نکال مصطفیٰ
دیکھتے جلوہ دیدار کرتے جاتے — گل گلارہ کو آنکھوں سے نکالتے جاتے
بر بحر روئے سہادت کی ریت کرتے — دایا میں دل خروا سے نکالتے جاتے
ہاتے اٹھیں سے اٹھاتے نہ بھی آنکھوں و — دیکھے والے اگر دکھ نکالتے جاتے
قدم پاک کی گر خاک ہی ہاتھ آ جاتی — چشم مشق میں لہر لہر کے نکالتے جاتے
طلب میں دہلیز دیدار ہی ملتی وہ اگر — صحت خواہد کو لہو کر سے نکالتے جاتے
دھبہ شرب میں ترے ہاتے کے بجھے بجھے — اچھیاں جیب دگر پناہ کی نکالتے جاتے
کانی "کھٹ" دیدار کو زخم کرتے — لب اپڑ اگر گپ نکالتے جاتے

(۷۲)

کوئی کھ جاتی رہے گاتے جن وہ جاتے گا — یہ رسول اللہ ﷺ کا دین وہ جاتے گا
جو جیسے گا صاحب لولہ کے لوح درود — آگ سے مٹو اس کا حق ہن وہ جاتے گا
سب کا ہو جائیں گے کانی دین حشر تک — نعم حضرت کا نیاں پر حق وہ جاتے گا

(۷۳)

ولدہ علی نے اقبال یونانی (م ۱۳۱۲ھ) علوم ظاہری و باطنی سے کراہت۔ ماجد زلو مرزا نے اسے شہر لوگ متذکرہ سے دوسرا حق ذوق
سے تلمذ حاصل کیا۔ اسی حمایت سے شخص مذہبی رکھتا تھا۔ تقریباً تمام امتداد سروج میں شاعری کی محروقت کا حد کثیر ہے۔ جو میں اللہ کی شان و جلال
و تالیف اور اس کی اطاعت سے دلچسپی نسبت میں نبوت کے بحال ظاہری اور سیرت طیبہ کا ذکر، شعر گوئی کی صوفیانہ روش کا طلب ہے۔

حق حق یوں ہے نہ حق دہشت میں ط — طاعت میں ط نہ وہ عبادت میں ط
دلہ مذہبی جب کسی نے دھڑا — اللہ ، رسول کی طاعت میں ط

ہے فصیح خدا انجمن گزائے عید — جبریل ہے پروردگار شیدائے عید
دل عرفی ہے حیرانہ دلائے عید — تو آئے تو سید مرا ہو جائے عید

قدوت کا خدا کی قدرت سے نشان
یہ دے کے قابل ہے لکھائے مدینہ
چون مرا بیکانہ اب دلی سے
بہ سے پور میں حاجت یہ کھلتے
بہ دے کے قابل ہے لکھائے مدینہ
بہ دے کے قابل ہے لکھائے مدینہ

(۷۵)

مولوی خلیل الدین حسن حافظہ بلی بکشی (م ۱۲۹۰ھ) یہ نہایت قادر الکلام اور کثیر الاشعار شخصیت ہیں۔ عن کے قلم
روحان ہیں۔ جن کا انتخاب وادارہ شیعہ محمود نے یہ ۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان دوین کے یہ ہیں۔ نصیب مقبول خدا، نذر ورتہ غنائے بکاز
آئینہ ظہیر بہاؤ نفی، نذر بکر دوزخ و لذت، نذر نذر ملکہ انھوں دواہین میں کل یاد و محرم ہیں خواجہ رضی حیدر کے قول اسیر اور داغ آپ کے
نقصہ اشعار کے پیش نظر ہے۔

شاعری میں زبان کی عفت و عذابت، ہر لفظ کا حسن و جمال، اسلوب میں غزل کا بہاؤ، ایک الفاظ سر مستی و سرشاری کی کیفیت چون شعور
آئینہ بر شعر میں حواہر معنوں میں لطف، ہر لفظ میں نغمہ کی اور ہی اپنے اکہد کے ہے سافانہ پن کا ایک خوب صورت تجربہ۔

حمد و نعت :

جم گیا ہے مری آنکھوں میں یہ عشق حیرا
تو اگر آئے تو رستے میں میں رہا ان آنکھیں
اس کی خاکل ہے خدائی رو سے حیرا خاکل
وہ سنا تجھ سے بھی، تو اس نے سب سے سنا
ہر حصیوں کے اٹھانے کی ہے کس کو طاقت
ہر بحر تاک میں خود شیعہ ہر ادا دن بحر
تیرے ہی نام کا کہ ہے خدائی بحر میں
دی رسالت تجھے، حق ہے یہ کس کی ادب کی

تعلیٰ پر طبع انکا ہے کیوں پر باغ اندھ کا
ہم دوری میں گل گل کر کا ہوا خاکست میں
الہیار میں سے تم نے آکر شہ کو حکمت سے
میں ممکن چلے ہے آپ کے ایہد کی ایہد
کھیرین آئے مرقد میں جو چوچیں گے تو کہہ دوں گا
ہوا کے تخت پر حضرت سلیمان آپ کرتے تھے
ہے تم کو دیکھنا گویا سنی توحید کا پڑنا

بہیں صفی صفی نئے نئے
میں ہم تو صل ہی کئے کئے

دلِ حشر پہ کچھ کہ نہ آتا — خدا صوب خدا کئے کئے
خدا کی خدمت کے تم ہو خداوند — یہ کہا کہ دیا میں نے کیا کئے کئے
اک آئینہ حق لٹائی کیا دل — ترے حسن کو حق نہ کئے کئے

(۷۶)

تو ہے مولا سرے مولا میں ہوں نہ دینا — میں ترا تو ہے مرا، کچھ نہیں میرا میرا
تو نے حلق جو بنا تو روا میں — تو نے ہے تو بنا جانے والا میرا
کل ہے وہاں مگر کون ہے کون کس — تم قیامت سے نہیں وہاں خدا میرا
لاکھ مہبود ہوں مہے تو نہیں جو مطلب — لاکھ میں بدوں کہ بدہ ہوں میں میرا میرا
سات پردوں سے نظر بہ نظر آن — آٹھویں جی میں پردہ نظر کیا میرا
اور ستر میں حافظ نہ ہو رسوا یارب
ہم لیا ترے چلنے کا ہے پیرا میرا

(۷۷)

ابنِ کواشفہ تھانوی صاحبِ رکنی (م ۱۰۳۰ھ) میں مظهرِ قدرت کے خواہ سے معرفتِ الہی کے مطابق، لفظ کی ذات و صفات کے متناظر۔ مہدِ عود کا اکتاد۔ طلبِ سترت۔ جو اقل عمر سے کز آئینہ در بعض مقامات پر کاب کا عنوان ہے غزل، بعض جگہ غزل لیتے۔ غزلوں میں الہی تھوڑے فرقانیت کے مطابق ہیں۔

حفظ و نعت : مناجات جو ۸۴ اشعار پر مشتمل ہے :

الہی یہ عالم ہے گمراہ میرا — اب قتلِ قدرت نمود میرا
جب رنگِ یرنگ ہر رنگ میں ہے — یہ رنگِ صفت کا اکتاد میرا
خوشی غم میں رنگی ہے اور غم خوشی میں — اب میری قدرت، اب کا میرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے — تو دامن ہے وہ خطِ اکتاد میرا
تو دل، نہیں لہا میری با رہب — تو اگر نہیں اکتا کا میرا
الہی میں ہوں میں خطِ دل میرا — مجھے عقل، ہے ہم لکھ میرا
میں ہوں جہِ حیرت، یہ ہے سو کر تو — تو عہد میرا، میں کاہل میرا
الہی میں سب مہود مگر ہر اکتا — لا ہے کچھ اب تو رہا میرا

کر کے دلِ گہ و گہرا دوسل — اب آچا ہوں گہ کے دہلہ دوسل
عالم و خلق ہوں دہلہ و دہرا — ہوں اتنی لکھ لکھ دوسل
کس طرح کہ میں کہوں نصرت میں حالِ مرض — ہوں لکھ لکھ سے سرشار دوسل

جب دے عمر کی نگرانی تھی — — — سبھا میں شب قدر ہے کیسے کہ
 کم ساتھ ہوا دے کم، دے کم کا — — — ہے چک کر دے صفت دے کہ
 بر قل بیان عرب بھ کو ہے حوی — — — ہوں شیخہ ' کتبہ دے کہ
 رسواں نے لے لے چلو سوخت شیدی
 کر پتہ کے مارا، طس کہے کہ چھٹے

(۷۹)

غلام امام شہید (۱۲۹۲ھ) جن ہند کے دو شعر، انہوں نے نعت کو ایک صنف کے طور پر قبول کیا ہے اس کے فردا میں حصہ لیا، اس میں
 غلام امام شہید بھی شامل ہیں انہوں نے فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں نعت کی بار غزل، مثنوی، قصیدے اور غزل کی شکل میں چھٹی نعت
 کی۔ حضرت غزل میں کئی ہوائی مثنویں رنگ مقیدت میں ذیلی ہوائی ہیں اور کیف نظر میں ہیں۔ انہوں نے چھوٹی اور بڑی عمر میں نعت گوئی کے کامیاب
 تجربہ کئے۔ اردو میں ایک قصیدہ طویں اور میں ہے اور خسرو نامی اور حسن مدنی کا استخراج ہے۔ اپنی نعتیہ شاعری سے شہید کا ایک مقصد و نیت یہ بھی تھا
 کہ ان کا کلام محافل میلاد میں پڑھا جائے اس سے انہوں نے اپنی حق کو شہوت، ستر خم، مائر آفریں اور عام فہم مانے کے لئے جوہر نقاد معنی سے نراست
 کیا۔ "میلاد شہیدی" انہوں نے اسی غرض سے تصنیف کی جو آج تک مودودی مکتوبوں میں مروج ہے۔ مولود شریف کے آخر میں تین مکتوم تھے ہیں
 جن میں مکتوب رسول ﷺ کا چندہ سوزن ہے۔ یہ تھے، انبیت اور جذبات بخاری کا مکتوب ہیں۔ ہر قصہ سادہ و نقش، عام فہم ہے اس لئے مقبول عام
 ہے۔ اس سے گیل کہ ان کا لہجہ نعت اور کیا جائے، یہ اعتراف ضروری ہے کہ غلام امام شہید نے حق نعت کو چھٹی سطح پر آگے بڑھایا تھا اور
 موصوفاتہ مضامین اور کیلید انہماک میں ملی، مسوی انہوں نے اردو نعت کی روایت کو قیام کیا

نعت قصیدہ سر: (مختصر)

جن میں آج کیوں شہر خوں ہے — — — کہ گل خنداں ہے، اہلی لود خوں ہے
 غرب انگیز ہے پہلوں کی خوشبو — — — خلا انگیز رنگب گلستاں ہے
 نہ جنت ہے نہ یہ عرش معنی — — — نہ معنی کا یہ مہاں ہے
 نہ پادشاہ وہ جہاں ہے — — — نہ تہہ کا وہ مہاں ہے
 نہ شمع ہے نہ دم قدم کی — — — نہ شمع مالک کون دہاں ہے
 نہ ہے دوائے درد مہاں — — — نہ ہوا ہے ہوا مہاں ہے
 نہ سے ہوائی حکمت کو نین — — — نہ دوائے گلستاں ہے

نعت قصیدہ سر: (طویل)

آئی ہمارے اب ہر چہاں، ہے ہیں، گل کا وطن، در و درم سے غمہ زن، آجے ہیں شمع و رہاں
 زاہر سے کہ وہ یہ سخن، ہے فصل گل تہہ شبن، گر چاہے ہفت ہاں و حق، مکتوبوں کا یکے پہاں
 ساقی جو شمشاد شک ہے، صفت سے مگر تک ہے، مغرب جو خوش آہنگ ہے، غزل دے چنگ ہے
 دل بیش کا اور چنگ ہے، فلم لست، دل شک ہے، بلبل ہے خوش دل رنگ ہے، شادی سے گل ہے غمہ زن

غزل سے :

جب سے ہوا وہ گل میں کرتے مہر — بریں بنا جلو شیدائے مہر
 جہ ہے مرا روگن صرائے مہر — وہ ہے بریں جلو شیدائے مہر
 ہر رنگ میں وہ کے شرر طور ہے پنہاں — ہر نقش کو گئے یہ چھائے مہر
 قسمت یہ دکاتی ہے کہ حسرت کی نظر سے — ہم دیکھتے ہیں اس کو جو دیکھ آئے مہر

ترجیع بند سے : (معراج کے تاثر میں)

آہ آہ کی جو الٹاک پہ نیم فنی و صوم — فرش ہر مرتبہ میں شوق سے ہاتا قاصد صوم
 پاؤں رکھتا تھا جہاں جا سے وہ یمن طوم — اس جگہ آنکھیں جھاتے تھے اتنا سے نجوم
 اور ہر اک نقش قدم پہ تھا فرشتوں کا جھوم — کوئی رکھتا تھا جہیز اور کوئی لیتا تھا جوم
 کوئی کرتا تھا نوا عشرت شادی کی رسوم — اور کسی گئے سے ہوتا تھا یہ مضمون مضموم

مرحبا سید کی مدنی اسرار

دل و جاں باد فدایت چہ لب خوش لعلی

اس طلب کرنے سے مطلوب کے طالب ہے تھا — تا کچھ نہیں کہ وہی جلو ہے جلو اپنا
 قاب تو سین کا عقدہ یہ شب وصل نکلا — وہ کمانیں جو نہیں دائرہ وصل کا
 تل گئے دلوں حدوت اور قدم کے دوڑا — فرق کچھ طالب و مطلوب میں ہائی نہ رہا
 جب وہاں وصل کا اس طور سے نقش لھرا — نیم آئے گی تب پردہ وحدت سے صدا

مرحبا سید کی مدنی اسرار

دل و جاں باد فدایت چہ لب خوش لعلی

سید مرتضیٰ حسن بیان ویزدانی میر خلی (۱۸۵۰ء تا ۱۹۰۰ء) ان کا تہذیبی محور و نقطہ حرم مختلف مذاہب شعری میں نعت سے ملو ہے۔ نعتیہ غزل، رباعی، مثنوی، مسموع، غزل اور قصیدہ وغیرہ پر مشتمل ہے۔ کام میں لئی پختگی، مثنوی کا حسن، ہندو کی گرائی اور خیال کی بے دری ہے۔ زبان میں سادگی اور دلکشی ہے۔ مہر رسول پختگی، تہذیب و طہارت میں داخل ہوتی ہے اور کلام میں کیفیت و اثر مروج ہے۔ صوفی فکر و کبر و کمالی اشعار کے تہذیب ہیں جن کا میلاد اکبر مشہور عقیدل ہے

نعت :

یہ نبی خاکوں نے رجب نہ بنا حیرا — ملک العرف سے پہنچے کوئی بلا حیرا
 اللہ اللہ ہیں کیا مرجے اعلیٰ حیرے — قاب تو سین ہے اک مرتبہ لوتی حیرا
 اسے دیکھ من نبی گئی ہے کھوں سے خبر — یہ میں ادب گیا جانے والا حیرا
 لی مع اللہ سے اسے کاشعبر مرور نکلا — کہ کسی شخص نے کچھ بھی نہ بلا حیرا

خدا دے تو اسے قزاقی ہو جائے — کریں ہم وہ دل جیتوئے محمد ﷺ
 تیلے کی مری تھو جسے روزِ عشر — آئینے کی مری دان سنے محمد ﷺ
 خوشی سے مل جائیں نسیم و گوڑ — جو مل جائے آب و صوبے محمد ﷺ
 میں اسے مڑاں سے پانہ ارب — کروں میں اسے انصاف سے کوئے محمد ﷺ
 انی نہ جو داغ کا دل بکا — رگ ہاں ہے ہر سونے محمد ﷺ
 کام رکے گا نہیں اسے دل ہاں کرلی — ہو خود غیب سے ہوجائے گا ساں کرلی
 کسی کا بھ کو نہ ملے رکھ نمانے میں — کسی پہ کوئی دیرپا ترے قزاقی میں

(۸۲)

امیر مینائی (۱۸۲۷ء تا ۱۸۹۰ء) حمد و نعت اور خصوصاً نعت جس روش پر تشریف لکھی، امیر میر دامن میں سے ایک ایسے چمکیل تجربے کی
 معلومت ملے آئی جس کے سبب وہ گردن کے انہرے سے کھلی کی ہڈیوں کو پھرنے لگی۔ اس کی اور قصیدوں پر جزوی انداز میں ہادی قحی ۱۰۰
 صورت حال قلم ہوئی اور اس نے ایک حد تک حقیقی صنف اور ایک مستحق تھکیلی میں کامیاب حاصل کر لیا۔ امیر دامن کا یہ تجربہ چاہئے خود ایک تجربہ
 بن گیا اور متاخرین نے اس کو قول و اقتدار کیلئے ہمارے عہد تک نعت اسی مہ و مثال پر کا حزن ہے اور لاشیٰ متنازع کر رہی ہے۔ امیر دامن نے نعت
 کی فنی اور فکری تھکیلی کی اور اس صورت پذیری کے بعد اس کا چہرہ زیارت و تہجد پیدا۔ امیر دامن شاعری میں، مقبول قدم میں غزل کہتے تھے۔ ان پر
 گفتاری خصوصیات شعری کی چھاپ تھی جس کی تائید نے نہ تھی کہ اسے دور و حال میں پرورش پائی تھی اور اسے حضرت امیر شاد کے مکتب کرامت
 میں اگر فن میں خصوصاً کامیاب پیدا ہو اور احاطہ کا یہ پسو غالب ہو، اس سے محسوس کے اثرات نے ان پر رنگ بھرا، اس نے فن کی فکری استعداد اور
 ذاتی اکتساب نے انہیں حمد و نعت پر مائل کیا۔ اس کا اسلوب حمد و نعت کوئی دوسرا ہے نہ ہے، نعتی اہتمام میں کیا۔ امیر مینائی کی بے شمار تصانیف شعر و نثر
 میں چند (پہر کے ہم) :

کلام خاتم النبیین (نسخہ دوم)

اورنگی اور ہم کرم (مطبوعات)

اکرام انجیا (مولود شریف صورت مسدوس)

صبح الال (مسدوس سیاحت اور نعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام)

شام لہ (مسدوس دعا کا نامی جملے)

مراد علیپ اور مضمون نعتی (غزلیات کے دو فن، جن میں جزوی طور پر حمد و نعت کے اشعار ہیں) ان کے قصیدے اشعار کے بارے میں
 راہرو عسید کہتے ہیں "مگر قدیمی مقررہ طور میں ہیں مگر اکثر اعلیٰ تھکیلی، خدمت و مفاہمت اور جو نہ اتفاق کے پیر میں لکھتے ہیں۔"

آگے چل کر فن کی مجموعی شاعری کے بارے میں عسید کی رائے ہے۔ "ان کا کام اعلیٰ لیاات، فصاحت و بلاغت اور لفظی وسعت، قزاقی
 لفظ اور ایجاز کے لئے مشہور ہے۔ مشہور و نامور اور متابع پر دلچسپی کی کلمات سے ان کا کام ایک ہے۔ ان کے اشعار میں گفتاری، نزاکت و لہجہ
 بہرہ و دقتی، شیرینی، نثار اور نثار و نثار ہے۔ اس میں موجود ہے۔ تصوف کی پاشی میں کہیں کہیں ملو کر ہے۔" (۸۳)

پاکستان کے ناول امیر کے ہیں تصنیفی بہت سے رہاں میں عذرات ۱۴۴۱ میں، رئیس اور مرصع کاری کے جوہر پائے جاتے ہیں۔ (۸۴)
امیر کے قصائد اور غزلیات کے بارے میں اکثر فرماں چھوڑ دی گئے ہیں

”قصائد عام طور پر مشکل زمیوں میں کہے گئے ہیں، اس لیے جناتیوں کا راز بھنی اور بین دولتی کا سکہ اٹھاتے ہیں۔ قصیدہ نگاری کے لوازم کو بھی یہ یاد کرتے ہیں لیکن خیال و شاعری ایسے نہیں۔ انہیں محنت کوئی کی ہر دن میں غالب قدر اضافہ کیا جاتا ہے۔“ فقیر غزلوں میں امیر نے آنحضرت کے اوصاف و کمالات کے بیان کے ساتھ ساتھ غنی بہت سے مسائل پر پوراں کو بھی اجاگر کیا ہے۔ فقرات و جملہ کا مرکز ہونا ہے۔ غزوات اور دوسرے کارناموں پر بھی روشنی ڈالی ہے جنس دوسری روایات و قصات۔ ان کا بھی تذکرہ کیا ہے اور کہیں کہیں آنحضرت سے دلش مقیدیت و فرط محبت کا اظہار بھی کیا ہے۔ مقیدیت محنت کا یہی اظہار ہے جس میں ہم پر وہ روایات اس کی مقید غزلوں میں دلکش تاثیر پیدا ہو گئی ہے۔“ (۸۵)

امیر جناتی کی حمد و نعت کا بہت حصہ حسن و نعت میں ہے۔ نعت کو نغزل کی پانچویں اے کہ امیر نے اس کی شعری کیفیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ غزل میں تراکیب نہایت ہیں، انہیں ہوتی ہے اور اس کے عذرات میں جو فنی اور معنوی جمال ہو جیسے اس نے کلاز سے کور قرار دیتے ہوئے نعت کہہ کر امیر نے ایک ایسی کیفیت انہیں نمایاں کر دی ہے جو روح کو حد میں آتی ہے۔ نکوس ریاض محمد ”ادارہ شاعری کی تاریخ کے پہلے حصے صاحب طرز غزل گو ہیں جنہوں نے بہت محنت اور محنت نغزل سے ہمکنار کیا۔“ (۸۶)

غزل جس کا دور انقلاب کاری، مبالغہ آمیز توصیف حسن اور سلیبی تقلیدی مذہبات و محسوسات ہیں، امیر نے اس کے حراج میں عیاں فقیر کیا کہ اس کا نغزل ہے ہزاروں کاماں میں رحمت کے پیکر میں داخل کیا اور اس طرح دایم محنت سے معمور ہو گئی۔

امیر نعت گوئی میں ادب و احترام اور نرم و خفیا کے تمام خوب کامیاب رکھتے ہیں۔ سراپا نگاری کو نغزل کی دایم ہوا، فقرات و غزوات کا ذکر ہو یا دوسرے مختلف موضوعات، انہیں میں میر کی محنت میں صداقت و اقیقت کا جوہر چھت نکلتا ہے۔ غزلیات مقیدیت و مقیدیت کے ہدایت کے اظہار میں بھی اور شہنشاہی اور شہود کو مدلل ہوتا ہے۔

امیر نے جو نعتیں یا نغز یا نغز میں پڑے جانے کے خیال سے کہی ہیں ان میں ان ملی کلازات کو دیکھتے ہو جیسی نمایاں کر سکیں ان میں ولادت پسند محلات کی ہر پار و خطا خاص الفاظ کے چھوڑ، حرکی کشش، روایتی، قوافی اور ردیف کا انتخاب اور نظیبات اسلوب سے پیدا کی ہے۔ بعض نعتیں درود و سلام کی انفرادی کے سبب میاڑی تقریبات سے مناسبت رکھتی ہیں۔ اسی طرح معرکوں کے موضوع پر واقعات میں بیان اور مزاح و کینیات کے ذکر میں ایسی زندہ محنت لکھی تصویر کشی سے کام لیا ہے جو پانچ ہر پار ہر پار قدری اور سامع پر قائم کرتی ہے۔ اسلوب کی حسن کاری۔ نغلی تراکیب۔ تشبیہات و استعارات اور محبتات کے درمیان اور فکارانہ استعمال سے واقعہ معرکوں کا اثر انھیں باطن میں سرخس ہو جاتا ہے۔

امیر نے غزلیہ نغزل کے علاوہ دوسری اصناف شعری میں بھی محنت کی ہے۔ مثلاً قصیدہ و راہی، ترنم، غزل، مسدس، قصیدین وغیرہ اور ہر جگہ حسن و کثرت کا جوہر دکھایا ہے۔ ان کے پانچ قصائد میں تین قصیدے نعتیہ ہیں۔ یہ قصائد قصیدہ نگاری کے فنی قواعد و لوازم کے مطابق ہیں، شوق و نغلی میں نمایاں ہے لیکن یہ کہ ان قصائد کو حضور کی ذات گرائی سے نسبت ہے اس لئے ان میں تخیل کو اثر و اقتدار نہیں رکھا ہے۔ ایک قصیدہ کہ امت علی شہیدی کی زمین میں ہے جس میں تعصب بھڑی کے بعد توصیف و مدح رسالت ﷺ کی پہاں گریز کیا ہے۔ دوسرا قصیدہ آپ کے خفا کی کہ بیان اور فکارانہ میں کی توصیف، معرکوں اور بعض فقرات سے مختص ہے۔ تیسرے میں زیادہ تر آپ کے شامل کا ذکر ہے۔ اب ہم امیر جناتی کا چند چھوڑ کام حمد و نعت کے نمونے کی صورت میں درج کرتے ہیں:

حسن و نعت : (مرآۃ الیہ سے)

کچھ تم نہیں جو بیش از دگر قصور کا — عنوان نام نام ہے وہ قصور کا

مکروہ میں کے طوائف چلی تے کوں ہے ۔
 کہتے ہی با کریم اور تے احمد مجھے ۔
 ہم حامی و اعلیٰ کرد شامت ہو گیا ۔
 گری طورہید محشر سے ہوئی حاصل نجات ۔
 اٹھ گئی دل سے دولی وحدت کے عالم میں امیر ۔
 نور وحدت سے یہ عالم ہے دلی اکاہ کا ۔
 ہر گنہگار کو ہے اس الہی تیری ۔
 باہر می جو روز حشر ہوا ہم نے تو کی ۔
 حصہ ہر ایک حکم سے پیو سے نور کا ۔
 حلف و نعت میں لاسط قہر کشتی دور کا ۔
 خاتمہ باقر احمد پیچھے کی حدات ہو گیا ۔
 شامینہ سر پہ میرے اور رست ہو گیا ۔
 دیر میں جلوہ نگر آتا ہے بیت اللہ کا ۔
 سر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد و رو کا ۔
 عام ہے ہر صفت باغناہی تیری ۔
 ملائی پھرے کی فردا اورے گندہ کی ۔

(۸۷)

ہستم خانہ عشق سر :

یہ آتاپ ہے گرم اس کی کیرائی کا ۔
 اتر سے ہم الہی امیر کیا ممکن ۔
 سکھ راج جب سے دکن مصطفیٰ کا ہو گیا ۔
 حشر میں پیچھے لوائے حم کے پانی جیکہ ۔
 لولہ صفت میں ختم ایسا پد عقب ۔
 موقوف جرم ہی پہ کرم کا تصور تھا ۔
 داغ پہنے میں نہیں ہیں پٹے ہیں مجھ کو ۔
 یہ کس کا آئینہ ہے کہ سجدے ۔
 امیر اب دینے کو تو بھی روی ہو ۔
 دوسرا کون ہے جہاں تو ہے ۔
 لاکھ پردوں میں تو ہے بے پردہ ۔
 تو ہے غلط میں تو ہے ہلوت میں ۔
 نہیں تھیرے سوا یہاں کوئی ۔
 نہ مکاں میں نہ لامکاں میں مکہ ۔
 رنگ حیرا جان میں د تھی ۔
 کہ کردہ اردو ہے آئینہ نور ثنائی کا ۔
 پہلا اٹھائے کہاں حوصلہ یہ رانی کا ۔
 غلطہ ساری خدائی میں عدا کا ہو گیا ۔
 غلط رحمت سایہ اس زلف و سما کا ہو گیا ۔
 رتبہ حاصل ابتدا میں تیرا کا ہو گیا ۔
 بندے اُر قصور نہ کرتے قصور تھا ۔
 جس صفت پیغمبر مقبول سے ہوا ۔
 کسے پڑتے ہیں آغوش جہیں سے ۔
 چلے جاتے ہیں کارواں کیسے کیسے ۔
 کون جالے تجھے کہاں تو ہے ۔
 سو نشانوں پہ بے نشان تو ہے ۔
 کہیں نہیں ، کہیں یہاں تو ہے ۔
 میوہیں تو ہے ، یہیں تو ہے ۔
 جلوہ نرا یہاں وہیں تو ہے ۔
 خوب دیکھا تو ہانہاں تو ہے ۔

(۸۸)

نظر اتھاڑ جان و ہاں میں ہے کیا حد کا ۔
 کھٹ فیہ من رومی کے سنی سے ہوا صفت ۔
 کھٹ کوہ میں ہے محمود احمد میں ہے حد کا ۔
 عرض اب تک ۔ تا بانہ اس دت مہر کا ۔
 خزانہ ہے مہل اس چشمہ "رون" مراد کا ۔
 سب یہ ہے کہ وہں سایہ قہار میں رہی نہ قہار کا ۔

شروع دگر انکس میں ہم اللہ کے بدلے — فلم نے ہم نکلا لوح پہ پلے محمد ﷺ کا
 لک ہے ہوں نہ کیونکر دے، شمس و قمر دشمن — لکھا کرتے ہیں آنکھوں میں سرور خاک مرقد کا
 تصور آخر سے اول انبیا سے نور امیر کا — جا ہے گر لب ہو اول آخر محمد ﷺ کا
 اہلی آئے دو جمونکا ہوائے شوق بے حد کا — اڑا لے جائے، دکھلاوے مجھے روزِ محمد کا
 دوئی کیسی، کھلی گئی کہ یہ دونوں ہیں لڑائی — خدا کا دوسرا کوئی، نہ سایہ آپ کے قد کا
 وہی سایہ، وہی قد تھا کہ تھے نخل خدا حضرت — بدلا کرنا بہت دشوار تھا عرب مشرق کا
 تھا جب دعوٰی کر سبھا لفظِ طی سے دہم اپنا — کہ سے رشتہ پیدا کہو سایہ آپ کے قد کا
 گئی ہوتا ہے جنت میں وہی قراہ ہو کر — اہل رکھا تھا جو اللہ نے سایہ محمد کا
 ہوئے ہیں جمع مکان، قدمِ ذاتِ مقدس میں — محمد ﷺ میں کیا مطلب تو ہے ہم متعدد کا
 نسیم لفظ کا جمونکا اہلی کوئی چل جائے — گفتِ مثل گل ہو جائے فخرِ دل کے متعدد کا
 دعا مانگو حقیقت سے بہادر سب کہیں تیر —
 الہ العالیٰ صمدۃ خراج پاک امیر محمد ﷺ کا

فخرے کے منہ سے نام جو حق کا نکل گیا — ہزار سے گر کے ددے ہوا ہے منہل گیا
 لکھا جو دستِ تیسوئے بیچون مسطفی — کچھ حضرت میں مل جو رہا تھا نکل گیا
 چکا برہاں پاک کا ہلوہ جو مثل برق — تو من مناد است عاصی کا جل گیا
 کیسی با، جو میں نے لیا نام آپ کا — آپا پہا بھی سرے آگے تو کی گیا
 کاکل ہوں میں تو اپنی طبیعت کا اسے امیر — مضمونِ نصرت میں بھی نہ لعلِ فریل گیا
 جب دینے کا سفر کوئی پا جاتا ہوں — حسرت آتی ہے یہ پہچان میں رہا جاتا ہوں
 دو قدم بھی نہیں پلے کی ہے مجھ میں طاقت — شوق کینچے لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں
 کافے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے — ہو اے شوق کہ پیچھے میں رہا جاتا ہوں
 لعلِ سرا سے انکی میر کی طاقت، سے امیر — جو گزلی سائے کٹی ہے اٹھا جاتا ہوں

(۸۹)

یاد جب مجھ کو دینے کی لکھا آتی ہے — مانس لہا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے
 خاک چھائی تو دو مشنِ نبی میں چھائی — ارے ارے سے یہاں لائے دلا آتی ہے
 فلم امیر محمد ﷺ میں سرے دل سے دھو — ا لہٰی ہوئی ہے سے گنا کٹی ہے
 آپ کے مشن میں مرا بھی جب دولت ہے — طاقتوں کی در جنت سے صدا آتی ہے
 پردہ برق جی ہے خیائے درغ پاک — ہوشِ موئی کے سر خور ہوا کٹی ہے
 جب میں جاتا ہوں تو اسی روحِ اقدس سے امیر — بھول دامن میں ہرے باز مہا آتی ہے

مزد اسے امت کہ ختم الرطیس پیدا ہوا — انتخاب صبح عالم آفریں پیدا ہوا
 کان دست سے ہوا باقوت رہاں کا ظہور — حکومت قومیت سے ہوا قحط پیدا ہوا
 اب زمین و آسمان میں ہوئی رات و دن کی — بسط ایجاد افلاک و زمین پیدا ہوا
 اب شمار ہے امت کی بول نقل نجات — رابطہ عیال و قبیح لذت پیدا ہوا
 اب کہاں آفاق میں جھنکی گھر و حلال — نور حق خورشید رب العالمین پیدا ہوا
 ہائے تعلیم و انیس بے ہیں محض نشیں — ناب خاص خدائے عظیم پیدا ہوا

(۹۰)

نیاز احمد بریلوی (م ۱۲۵۰ھ) جن کی شہری تصیف دیوان ہے۔ جس میں اردو، فارسی، ہندی کی کاشت ہے۔ ہر ایک شعر عشق و محبت کے رنگ میں ہے۔ ہندی طرز سے ہر وقت ہی سے عشق

ہیں۔

حصہ :

نہ تن دیکتا ہوں نہ ہاں دیکتا ہوں — تجھی کو عیاں اور نہاں دیکتا ہوں
 اگر کوئی چاہے جہی غیر حق ہے — س میں ہوں کہ دھوکا کئی دیکتا ہوں
 یہ مجھ کو کہ پیدا ہے سب عین حق ہے — کہ ایک ہر جہتی روں دیکتا ہوں
 کہاں غیر حق ہے، کسے غیر والوں — سوئی نہ کچھ کہاں دیکتا ہوں
 جسے ذات ہے رنگ و پچاں کہیں ہیں — ہر رنگ ہر کہاں دیکتا ہوں
 نہ یہ نہ ہوا با توئی سے تو یہ
 دے عشق تیرا جس دیکتا ہوں

(۹۱)

تہہ کا ایک فارسی نعت کے دو اشعار کے نکل جن کی اردو نعت دستیاب نہیں ہوئی

نعت :

در خاک و کوک محمد شہداء
 در سب بیا سہ محمد شہداء

ہذا اللہ و انت کہ سمعہ جہاں خدا باد
 خداے شان و جلوت محمد شہداء

(۹۲)

حصہ :

مگر کون و کہاں مقرر ہے تمہارے — تہہ میں نہ کا یہ یہ نامک نہ ہوا

عقوب کے بعد (جو قصیدہ نگاری کے لوازم سے ہے) اور تار و سار تانہ چٹائی کا سب کچھ اس قصیدہ میں سراپا نگاری کے مطابق ہیں اور حضور علیہ السلام کے جمال ظاہری کی لوحوں اور منقوشوں پر اس کے باوجود محسوس آفریں اور کائنات کا ساکن رکھتا ہے اور جذبہ عقیدت سے رہتا ہے۔

گریز کہ بعد چند اشعار :

ہیں میں مغفوں ہوں اسی رنگ میں خاکِ بزم — جس کی صورت میں ہے صد خازنِ است و در تن
 مصعبِ ہمد میں کوئی حد نہیں سم اند — میں کے عزمِ عبادت میں جھکاؤں گردن
 اس کی توصیف میں اک شر ہے قوتِ شریف — کہ کس قدر قدرت سے وہ احسن
 جس مصعبِ ربیع و داسین نے وصف دیا — کہی مصعب میں نور ہے وصفِ گردن
 یعنی وہ جس کی ہوئی ذات سراپا برکات — یہاں مطلق رہاں ، موجبِ اجمالِ ذم
 جس کی ہے شرح میں ہوا لایاں د میں — دلت حق و یقین ، کائنات پر شہ و سخن
 اسے کہ چٹکتے ہے ہر ایک وہ تری ذات اس — جس کی توصیف میں عالم ہی نہیں ہے انہی

پھر قصیدے اور مثال کہات چید لیا ہے لغت و معنی میں نظم و نثر اور دیکھ کر اسے ایسا ہے لغت و معنی میں
 مولا نوح دل سے نقل ہوسکتا ہے کہ کا — دستانِ محبت میں عشق تو مجھ کو ہمد کا

نظم دل الروز : مطلع :

ہے منزل اک سرکھوں کی صبر اور صفا میں — یہ صبا میں اڑاتے کس بڑے ہوئے کمر میں

انیس آخرت : مطلع :

دل سے عشق صبر ہے نہیں کے روئے تھیں کا — لئے صد کہ مژدہ سرا صبا دل و ہوا کا

یہ سب قصیدے لائقِ ملاحظہ ہیں اور محسن کے اسلوب اور ذراچہ شعرا و محسن کے تیار کو سامنے رکھتے ہیں خصوصاً قصیدہ کی زمین میں یہ
 قصیدہ کہ ہے وہ شعر حدِ حکمت میں قصیدہ کی تخلیق سے کم نہیں۔

لیکن محسن کا قصیدہ وہ تاریخِ امر سلطنت کے قصیدہ کا سب سے بھی کہتے ہیں ایک مثال یہ ہم اعلیٰ جا رہے تو قصیدہ سب سے چھٹی شاعر ہے
 اس کا جواب ممکن ہی نہیں۔ محسن کا تخلیقی شعور اس کی فنی ریاضت و فن کا عظم لعل اس کی کیفیت سب سے سلیقہ و فکر کے تمام کاموں اور لہجہ و معنی
 کے تمام لوازم و لوازمات میں جمع ہو گئے ہیں۔ یہ قصیدہ محض وقت کی قدر اور غریب خلق کا رعایت کا سامنا کرتا ہے۔

اکثر فنونِ ادبیہ کی طرح یہ قصیدہ اور اس میں اپنی نوعیت کی تخلیق ہے۔ یہ قصیدہ محسن کی عقوبت اور ہے لیکن
 اس کا رنگ اور اداسی کے نقیہ قصیدوں کی خصوصیات سے ہوتا ہے۔ محسن نے اپنی یہ شہرہ خوب میں ایسے مقامی رنگوں سے کام لیا ہے جو اس
 سے پہلے اردو کے نقیہ قصائد میں نظر نہیں آتے۔ محسن نے اس قصیدہ میں رسالت کے موسم میں اس نے شریعت، ہندو اور مہول مقامی رسم و رواج
 تقریبات اور رسوم، ہندی اقلیت اور ہندوؤں کی بعض تہذیبی روایات کو اس خوش اسلوب اور لہجہ نگاری سے برتا ہے کہ ان کے

قصیدے کا کچھ اور ہی عالم ہو گا ہے۔" (۹۹)

اس قصیدے میں فارسی شعری روایت سے گریہ اختیار کیا گیا ہے۔ فارسی شاعری جو اپنے ساز و سامان میں ایرانی موسم، گوداشت و دریا، وہاں کی اساطیر و تمثیلات اور وہاں کے نفوش معاشرت و تمدن کو بطور لازمہ اختیار کرنے کی فکر کرتے، جس کے اس قصیدے میں اس سے قدوسہ انحراف ملتا ہے اور ہندوستان کی معاشرت اور ہندی کچھ کے رنگ و روغن سے کام لیا ہے۔ لیکن یہ کل نہیں بلکہ جزائی کر رہا ہے کیونکہ اسی قصیدے میں تنصیب کے مرحلے سے گزرتے ہوئے عظیمیہ اور سوسپالیہ سے لے کر تہذیبی اور معاشرتی حوالوں تک ہر شے اسی فارسی روایت سے متعلق ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حسن کی تمام تر معرئی سی مروجہ فارسی روایت کی تائید۔ ہمارے یہاں نظیر اکبر قدوسی اور اسامیل میر علی نے مقامی رنگ و مستعمل کے لیے اسی طرح مرثیوں میں کرلائے و نجات کو پس پس سے، مثالی معاشرت کے حوالے سے مرثیہ گو شعرا نے پیش کیا ہے۔ مولانا محمد رشید علی اور عبد العزیز خالدی بعض دوسرے شعر کے یہاں (جن ہاں کہہ سکیں) آئے گا اس گریز کو اختیار ضرور کیا ہے لیکن ان کی تمام تخلیقات کا مجموعہ درمگ ہے جس میں اسی فارسی شعری روایت اپنی تمام جلوہ بازی سے محروم نظر آتی ہے۔ حسن اپنی تمام مرثیہ و نعتیہ تخلیقات میں کامیاب موضوعات و مضامین، کیا اس لیے کہ ان اور ان کے پیروکاروں نے اپنی اسلاف اور اہل بیت کی روایات و اساطیر کو اپنے کپ کو فارسی کی متواتر روایت ہی سے متعلق رکھتے ہیں۔ البتہ اس قصیدے میں یہ جزوی تغیر اپنی ایک بار بار خوشنظری سے اور قاری کو سامع کچھ دیر ایک نئی دہائی رنگ و ہوا میں سرگراں ہے۔ تاہم اس میر سے لے کر اب دور ہو کر اور فارسی ہستاد میں حوت آگے کر کے فارسی روایت کی بھاراں میں گفتگو و شاداب رہتی ہے۔

اس قصیدے کے ۱۲۰۰ شعلہ ہیں۔ وہ غزلیں بھی ماضی زمین میں اس طرح شوق کی ہیں کہ وہ قصیدہ است، ہم مزاج اور ہم آہنگ ہو گئی ہیں۔ ہم پہلے چننا ایسے اشعار لکھتے ہیں جو ہندی کچھ اور معاشرت کی جڑیں ہندی غذا و تمیزات کی غذا تھے ہیں۔

سمجھ کافی سے چلا جاں سحر اہل	—	ق کے گاندھ سے پہ لائی ہے جہانگاہ
کھر میں اشیان کریں سرور قدان کو کل	—	جا کے جہان پہ لکھا بھی ہے اک طولی دل
خیر فانی ہوئی تھی ہے صحن میں ابھی	—	کہ چلے آتے ہیں حیرت کو ہوا پہ ہل
کالے کوسوں نظر آتی ہیں گھٹائیں کل	—	بند کیا، ساری فدائی میں ہوں کا ہے کل
ہمیں قبلہ ہوئی ہے یاد تھی میر سدا	—	نہیں بھر کیے پہ قبضہ نہ کریں قات و ہل
دیکھتے ہو گا سری کرشن کا کیم کر درشن	—	یہ "تھک" میں دل کو ہیں کا ہے کل
رنگیں اپنے سلوں کی برہمن تعلیم	—	جو ہوش کا قتلے کوئی صحت کوئی ہی
لب کے میل تھا ہندو کے کا بھی گروہی ہا	—	نہ چا کوئی عارف، نہ کوئی رستم نہ کل
اوتھ جاتے ہیں کنگ میں مدرس والے	—	نوجوانوں کا سنجہ ہے یہ دھوا رنگ
قریں کھن ہیں طوطی سے طربا عالی	—	دار" بلج سے ہندو لکھ نیم کس
شاپ کھر ہے کھڑے سے اٹھائے کھڑک	—	نیم کافر میں لکھے ہوئے کافر کامل
جو گیا ہمیں کے چمکا لگے ہے سمجھ	—	ہا کہ عداوت ہے ہمت، پہ بھانے کل
سمجھ کافی سے چلا جاں سحر اہل	—	رنگ میں آج کھیا کے ہے لہا ہل

نہارے خیال میں اس بارے معاملے میں وہی دیکھیں نہیں ہے۔ عمن نے آغاز میں کمر، خلعت کا دعویٰ فرمایا کرتے آتے عرب کے دور جاہلیت اور حضور علیہ السلام کی بعثت سے قبل کے عہد مذاہات سے سنا کر لیا ہے۔ عرب میں جس طرح ایک عہد گزرا جس میں تمام صبیحیں کاروان نور خلعت چابیوں کے ساتھ قائم تھیں، حضور قدس سے اس کی کاپیت لی۔ اور قرآن مجید پائی، تو صبیحہ پائی میں اور خلعت سے تمام شایعہ نقوش نور کی برکتوں سے معمور ہو گئے۔ یہ قصہ و بنا راں نظر کے سامنے کمر و مذاہات کے نورانی سہارے مظاہر و نمودار ہے۔ اس سے گزر کر ہم نور ہدایت کی حق تعلیم میں داخل ہو جاتے ہیں جو مذاہات ذات محمدی ہیں۔

مرتبہ و معنی : صبیحہ و شامہ و شب و نهار

معنی : صبح و شام، دن و رات، صبح و شام

حدیث و نعت : (مشنویوں کے نام سے) دو مشنویاں ہیں (۱) معنی (۲۹۸) اور (۲) انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (۳) چوٹی (کعبہ) (۳۰۱) صریح ہے۔ دونوں کی وہ جہاں ہے جو گھر گھر ہم میں برائی مٹی ہے۔ اس مشنویوں میں مسن کاوی نے علی سے پہلے سمیما، استعارات، تشبیہات، رفاقت، نفی اور مثبت الخیر فی کے تمام مذاہات سے یہ تحقیقات فرماتے ہیں۔ اور ان مذاہات کا واقعہ اور اسرار کا ہر جگہ صریح اور صبورانہ انداز سے سب صمدان کی مہر نمایاں کرتی ہیں۔ یہ ان مذاہات پر کہ استہادہ، اقتہار کا ہر جگہ انوار آئیا ہے اور کوئی جزوی بات اس مذاہات کے رقص نہیں ہے۔

مشنوی صبح و شام :

جہدی صبح کا ہوا ہے	نہار صبح ہے
ہے خاتمہ شب و دن	---	نہار صبح ہے
آوارہ صبح کے لہجوں	---	نہار کے لئے آواز ہے
دلیل کو لقمہ کرچکا ہے	---	نہار و شامی ہے
خواب ہے آواز ہے	---	نہار و شامی سورہ نور
طرف باطن مطلع صاف	---	نہار کے طالعے پر کشف
گروہ کے خلاف میں ہے پنہاں	---	نہار شریعت میں ہے
قلبت کا چرل ہے نیا ہے	---	نہار کا سہارہ لہجہ ہے
ہے وقت اخیر شب خلا	---	نہار نہ ہر وقت ہے
ہم چاہتے ہیں کہ	---	نہار میں روز و شب کی دانہ
اک ہر صدق لہجہ ہے	---	نہار اگر لہجہ ہے
کھینچ دئی میں ہے اہل	---	نہار نزل سمجھو گل
پہ صبح سعادت جہاں ہے	---	نہار ہمارے ہمارے ہے
منازع مزید ہائے امر	---	نہار چاہتے ہیں
ہاں ہے زمین و کبریا	---	نہار کے لہجہ میں مدنی
ہے وقت ہمارے میں رب کے	---	نہار سے چاہتے ہیں رب کے

درج شرف تریسویں میں	—	در ہاتھوں کے غاص میں
کیسے کی زمین سرور سے	--	در حد مطلب کے گھر سے
اسلام کا آفتاب چکا	—	بے پروا دے غیب چکا
پیدا ہوئے سرور و عالم	—	پیدا ہوئے فرخ و قوم
محبوب خدا، نبی مرسل	—	کج دین و روز اول
شہنشاہ انبیا محمد ﷺ	—	تاج سر اسفند محمد ﷺ

غزلیات سر :

ازل میں سب ہوئی تقسیم نصیب میں	—	کرم خیر ہوا مری نہیں کے لئے
ظن کو وجہ ملا ہے مری نہیں کے لئے	—	میں فی ہے مجھے نصیب کے ہیں کے لئے
زمین پہلی گل کس کے آسپاس کے لئے	—	کہ لاکھوں بھی افسوس قد میں کے لئے
ترے نام کے باعث زمین کی دولت	—	ملا زمین کو وجہ ترے نہیں کے لئے
خدا کے سامنے حسن چہرے کا مصحفی	—	بے ہیں مجھ پر باتوں کے لاکھوں کے لئے

چراغ کعبہ سے چند اشعار : (محمد و نعت کے ناظر میں)

ہے ہم خدا سرور قریب	واللہ ایا معنی کی کعبہ
اک رات کی روشنی ہے دل میں	پیشی ہوئی ہانہلی ہے دل میں
شب کیا کہ جوں کا ضیاء فیروز	عالم کا غلام شب و روز
ساعت ہے کمال بدو شب کی	—	شب ہے شرف مہربان کی
بھٹی ہوئی رات تیرے سے	—	داخل ہوئی کیسے میں دلوں سے
روزے ہوئے لیکن کمال اہم	خیم کی ردا ہضم اہم
گہرا کر لیا کے تلی فی الہاں	جنگ جنگ کے لہزئی ہوئی ہاں
کما سنی صفا سے رنگ حق ہے	—	سر سے پاک حق حق ہے
ظلمت کی بجائے الجھن کو	—	پروے میں پہنائے ما دمن کو
صورت میں خلاف محرم کے	در پروا طرف میں حرم کے
ناگہ خطاب دلی و حزیں	—	مالی شب حضور جبریل
دار ہوئے مریں زمین پر	—	ساتھ ہیں کے مدق برق چکر
— پہنچا ہے مدق تک جو ہر	—	” اچھو اچھو پڑا ہے غصہ
پہلو سا فرس فرس بیکل	—	جیت ہیں کا ہوش غلہ جنگل
سہ پہر گھٹ سے آنے والا	—	طرس کو کٹن مانے والا
ہیں چراغ سے نکلے ” سبک دہ	—	ہاتھ سے جس طرح کہ پر تو

شے سے پرکھا میں سے جنم — ہیں سے مکر ، وہاب سے دم
 بالکل نہ دونوں محرم قرب — پرانہ ، فصیح عالم قرب
 حاضر ہوئے اس کے آستان پر — جس کا کہ میں ہے لاکھوں پر
 آئندہ اول کی بڑا کا — وہاب بد کی اتنا کا
 تہیہ کے آئے میں قبول — عزیز کی سلطنت کا اہل
 لاہوت مقام ، عرش منہ — شیخ انبیا محمد ﷺ
 گنا سوسے دم کی مع اللہ — اپنے میں جیسے ہوتے ہا
 پہنچا وہ وہاں جہاں نہ پہنچے — جہول کی مثل کے فرشتے
 — حق لہجہ پہ شان مصطفیٰ — دکھائی تھی ہر کی خدائی
 واجب اور حق کی خدا حق — سایہ کیا ، ہم تک ہوا تھا
 اس وقت الہا ہوا ہے ہوا — موعظ ہے رہتی دعا کا
 کہ عرض لوب سے سر جھکا کر — پایا عرش ہاتھ الہا کر
 اسے ہوتے سر لایا — ہے مثل مثل ہے مثل
 جس طرح ملے تو اپنے رب سے — اندر سے ، شوق سے ، لوب سے
 ہوں ہی ترے حامیان محمور — ایک دن ہوں تری قاتل سے سرور

رباعیات ص ۲۲۵ :

سوا کی توفیق میں کھلتی ہے — عزت مری خوش قدسیں کھلتی ہے
 کہ وہ کہ ملک گوش برآوردہ رہیں — مہاجر ویر کی زبان کھلتی ہے
 علم مہم زیر ، بالا تو ہے — محبوب جلیہ حق تعالیٰ تو ہے
 گرد لب بلا میں لعل ہے حسن — اس کشی کا پد کرے وہا تو ہے
 مجھ کو نہیں چاہتے کسی کا سایہ — انہاں کا ، ملک کا ، ڈاہری کا سایہ
 سایہ نہ تھا جن کے تو علم کے لئے — میرے سر پر رہے اسی کا سایہ
 ہے کہ نام مخلص سوا میں ہے — حضرت پیغمبر کا سرے لئے وہا میں ہے
 میں مشغوب غبار ہوں وسیلہ مجھ کو — دلائل رسول مصطفیٰ کا میں ہے
 کیوں مشر میں انشہر ہے وہ ہوگا — سر پر سرے دلائل محمد ﷺ ہوگا
 انہوں کا کہ سے جب میں انکلام ہو — دل میں احمد اور نبی پہ احمد ﷺ ہوگا

میر و سدا سے انیسویں صدی کے فارغ و رن میں تخلیق کردہ ایک شکل ہے۔ اس عمل میں کسی روپ سے پہلے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ فارسی شاعری روایت کا ٹکس کس نوعیت سے ہے۔ جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہے کہ کئی ادوار میں فارسی روایت اور کئی روایت کے اور مہمان ایک شکل کی صورت میں۔ اس کے یہاں ہندی روایت کا رنگ غالب ہے اور کسی کے یہاں فارسی روایت کا۔ نونی شاعر دوں مختلف روپ اختیار کرتا ہے۔ وہ کسی شعر و روپ میں ہندی عادات و اثرات کے اسباب معلوم کر بھی دیتا ہے۔ تاہم ہندی کے عہد تک آتے آتے دو متوفی رنگ بہت حد تک پہنچ چکا تھا۔ اور دیکھ کر رنگ الہی اور شیخ ابوالفتح نے ان کے اسرار یا پھر صورت کے ساتھ ہی فارسی روایت کا رنگ و صورت و عناصر کے ساتھ دیکھ کر آئی اور تیری سے دونوں میں پہنچنے سے اور قرینہ و قلم سے اظہار ہوئے تھے۔ ان کا انداز اپنی تاہم نوری رنگ و صورت میں کی طرح ظنی کا پہلا شکل ہند کے شعر و روپ میں ایک ہی سر ہے۔ وہی فارسی و ہندی کے تمام سارہ ماں اپنے دامن میں رکھتا تھا۔ وہ شمال ہند میں جس کا پہلا نونی مرکز وہی تھا۔ وہ شعر و روپ میں رکھتے تھے جو خود اہل عربی و عربی کے یہاں بھی رکھتے تھے۔ اس کے بعد بعد از ان کے وقت کے دوسرے اسباب کے تحت میں آتے تھے اس نے ان شعر کا تہذیبی و ادبی رنگ و صورت میں شعر کہتے تھے اس سے قدرتی طور پر ایک جہتی عمل کے تحت وہ خواہ فارسی روایت کے ماننے میں آتے تھے۔ سو سب سوں نے رنگ میں شاعری شاعری کو، ہندی روایت کو، جوہی کی فارسی شاعری سے اثرات تھے۔ خود وہ ایک فطری عادت کے طور پر وہی روایت فارسی میں مقبول تھی۔ فارسی شاعری کو سب سے سب سے ہند کے لئے خود وہ ایک ذہنی ماحول اور فطری ماحول تھا۔ یہ سب سب میں کہ یہ شعر فارسی (فارسی) صورت و روپ سے مخصوص و مایہ کو وہاں کے فطری ماحول کی اشیا کو وہاں کی تہذیبی زندگی کے سارے سارے ماحول سے ہر شے متاثر ہو کر اپنی تمام رنگ و صورت کا ہے۔

قاری کے الفاظ، ترجمہ، تفسیر، استدلالت، اداری محاورات کا اردو ترجمہ۔ دہلی میں تصانیف و مصانیف میں بہت شاعری کا
ملی انعام ہے۔

[illegible]

”نصر جدید“ یعنی ۱۸۵۷ء سے تشکیل پاکستان تک کی حمد و نعت گوئی کا سیاسی اور معاشرتی پس منظر

ایک تاریخ ساز قوم ۱۸۵۷ء میں ایک جبر جی مد نے کی زد میں تھی۔ اس مد نے کے دوزخ میں کچھ سپاہیوں نے بھی فراہم کئے تھے۔ اس مد نے پر وہ طرح کا دھمکا دیا کہ ایک تو یہی کہ نہ ہم میں ہی کھنڈہ نہ کرو۔ میں عمر بھر بھارتی تاریخ کی ہوائے بند میں غبار پریشان تھا تھا۔ ہندی آئل جی قوم کو رکھ کا امیر تھا تھا۔ سلیک ہے، نسبت انہی کی تھی۔ وہ دھمکا کہ ہم ایک زندہ قوم ہیں، عیبہ لڑو اور حرمہ زول کا سلسلہ ہادی عہد ہوتا ہے سولہ ہمیں ہی راتوں فطوں کی تشکیل کرن ہے۔ بے غبار پریشان کو سربہ منظم کرنا ہے اور اپنے ریزہ ریزہ وجود کی شیر تھوڑی کرتی ہے۔ دونوں مثلیہ فیتہ، دھمکا ہو پھلو پھلو ہے۔ فیتہ آئندہ ہنگ آروہی میں ہادی فیتہ کے بعد زیادہ قوت سے ہم پر حملہ کو رہا اس لئے ۱۸۵۷ء سے نکل جو کار آمد صورت تھی اس میں ہند ایک فتوات کے موجود فرنگی استہد کے پادشہ جم تھے لیکن اس بعد کن سرے پر اس کی قوت محکم ہو گئی اور اس کے عہد جو رکاوٹ کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ مسلمانوں پر اس لئے کہ وہ فرنگی جنگ تھے، چھاپے کے بعد اگر ہندوں نے ایسے ایسے مظالم اٹھائے جو ہندوستان میں انہی کی ایجاد تھے۔ اس کا نام یہ ہوا کہ مد نے دینے نے اپنی فریبہ جملہ کے عمل کو ہندو دینی حرمہ رکھے والے فہر لے جملہ یہ فتوات سے تعلق اندوزی کی اور فرنگی مائل کو ہمہ زد کرنے کی ہر ممکن سعی عمل میں لائی گئی۔ اس وقت کے فہر کی حمد و نعت میں یہ ہلو زیادہ غالب ہے۔ سیاسی حق پر یکے بعد دیگرے مختلف تحریکات اٹھتی رہیں۔ ۱۸۵۷ء کے بعد صغیر کے مسلمانوں نے اپنی ہندوستانیوں والی کے آئینہ میں دوسرے ممالک میں سے والے ممالک کے احوال پر بھی نظر ڈالا۔ جنگ عظیم اول، جس کے اثرات کی پیدائش میں کئی ہندوستانی ممالک آئے حتیٰ کہ مرکب وحدت اسلامیہ بھی زد میں آیا، ہمیں خوب ہے جس اور نشہ عظمت سے پیدا کرنے کے لئے ایک جہاز ہمت تھی۔ اس صورت حال کی بدولت کی گونج بھی ہمارے دینی خوب فہر میں سنائی دی۔ سمب فرنگی اور انعام مغربی کا سیلاب ہادی طرف لہا رہا تھا۔ ہمارا خوب یعنی نہ پہلے ہی سرمایہ حق صورت احوال میں ہمارے لئے ہونے نہ ضروری تھا کہ مسلمانوں میں شعور وقت پیدا کرنے کے لئے اس کی فکر کو جانہ خطوط پر دستور کیا جائے اور علم خوب میں عصری مفاہیم کے مطابق دو توانائی اور قوت تار و پیر کی پائے جو اس کے ملت کے قیام و پیش رو باجیات دوڑنے۔

ملی گزہ تحریک اور سرحد کے رفا کے ملی اس کے سبب ہمارے میں مقصدی خوب یہ ہوا جسے ہم قومی خوب بھی کہہ سکتے ہیں جس کا نپودہ حصہ دینی، اسلامی اور اخلاقی ہے۔ اس مد کی قومی شاعری میں ایسی تھیں حق ہیں جو ہم میں خدا اور رسول خدا کے تعلق کو مضبوط کریں، ہم اپنے دینہ تہذیب کے سانچے میں لائیں، انکار مغرب کی موٹہ پلا سے چھن۔ ہم میں فیتہ، حیت اور شجاعت پیدا ہو۔ اس مد کی حمد و نعت میں یہ قومی اجزائے کشکے جاسکتے ہیں۔ حالی، فلی اور سہر نے قومی موضوعات پر عکس نہیں۔ فلی نے سیرت رسول ﷺ اور ہندو اسلام کے واقعات کو حکوم کر کے مسلمانوں میں جوش انگیزی کی۔ کہ نے سنجیدہ شاعری اور مہر و ممت سے حیات ملی کی سعی کی۔ گل سامر فہر لے اعتدالی اور ہندو فہر لے اللہ کی شان، قدرت اور حضور علیہ السلام کی شان، رحمت سے ہمیں تعلق و رواں کیا اور ہم نے اپنی اعانت کے لئے ہاد گامد و ہادی میں استواری کی۔ تحریک خلافت جانے اور ہمارے حساس ملی اور ہندو دینی کو یہ دکر لے کا ایک موثر وسیلہ تھا۔ اس اخلاقی تحریک سے مسلمانوں کے سیاسی افکار کی شیر تھوڑی ہوئی اور حق میں قری اور ملی مرکزیت پیدا ہوئی۔ اس دور میں ہندی حمد و نعت جبر جی اقتدار سے کلی بدولت کے اجتماعی

نعت وہ قصہ سول علیہ السلام جلی تک سب پہنچتی ہے تو وہ محض فرد کی داخلی کیفیات کا منظر ہوتی ہے۔ حال پہلے قصص میں جنہوں نے اپنے ہمہ اضطراب کے عناصر میں اسے اجتماعی لی آئوب کا فریاد دیا ہے۔ حال سے قبل نعت آرا اجتماعی احوال کو پیش کرتی تھی تو وہ ایک فرد کی جانے کی ناز کو مرکز داشت ہوتی تھی نہ کہ لی اجتماعی کا منظر۔ اس کی ایک سالہ وجہ تو یہ ہے کہ سب سلیبر میں سلطان الفید کے ظہور ہونے پر نعت میں اجتماعی قصہ دار قومیت کا احساس ہوا گیا ہے۔ لیکن اس کی صورت کے اندر آئی خود حاصل دار نقوش اکرے۔ یہ ہمیں شرطہ لولیت جلی کی کو حاصل ہے کہ انہوں نے نعت کو داخلی خصوصیات و لوازمات کے ساتھ ساتھ لی آئوب کا آئینہ دار حاصل دار میں طرح کیا کہ یہ قصہ دار استعدا کا جزو نعت کے حوالہ میں شامل ہو جس کے بعد نعت میں لی آئوب نگاری کی روایت کو بہت سوں نے قبول کیا جن میں ظفر علی خاں اور انہال کے ہم لولوں پر۔

حال کی ہوا وسط ہوا واسطے فطین تو دل فیروز دل ریز کے صدق ہیں۔ من کے یہاں غزل، مسدس، قصیدہ، سہامی و غیرہ سب میں نعت کوئی کے گونے لی جاتے ہیں۔ یہ سب ایک نعت عقیدت، مساوی اور بے تکلی کے ساتھ تحقیق ہو رہے ہیں اس لئے نہایت سوز اور دلچسپی ہے۔

ڈاکٹر فریدان جہاڑی کے مطابق "حال کے یہ نعتیہ اشعار ہر قسم کے تلف سے پاک ہیں۔ ان میں نہ تو گراخیلی کی چھوٹہ کھانے کی کوشش کی گئی ہے نہ کسی قسم کے مبالغہ یا فکلی انتہا سے کام لیا گیا ہے نہ غیر ضروری معنی آفرینی کو چکروں کی ہے نہ الفاظ کی قصیدہ نگاری کو شاعری کا طرہ فقہار سمجھا گیا ہے۔ نہ بے دلیل کے جاری غلو، نہ بیستوی کی ہے اور نہ کشمیل کی ہے جتنوں میں نظر آتی ہے۔ حال نے جو کچھ کہا ہے وہ درود اکرے دل کے ساتھ ہے اور ہر صمیم، سادہ و سادہ سادہ سادہ بیان میں کہہ دیا ہے صاف انداز ہو تا ہے کہ سولانا جو کچھ کہہ رہے ہیں اول کی گرائیوں کے ساتھ کہہ رہے ہیں۔" (۶۸)

ڈاکٹر صاحب نے یہ رائے حالی کے مسدس کے اس شعر سے دی ہے جو "وہیں میں رخت قصہ سادہ" سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس شعر کے اسلوب جلی کی عمومی شاعری میں خصوصاً سادہ انداز و عمدہ نعت پر ہوتا ہے۔

حالی کی جو یہ نعتیہ شاعری کا آغاز قدسی کی ایک قصیدہ سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک نعتیہ قصیدہ لکھا ہے جس میں صاحب سلطان "وہیں کے لئے" اور "من کا دوسرا قصیدہ" میں بھی میں حسن طبع پر طرور "راج"۔

اس قصیدہ جلی کے تزیینات و سادہ انداز و جزا اسلام (مسدس جلی) شائع ہونے کی ایک مناسبت "سراور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کی مناسبت میں" شہرہ آفاق ہے اور عقیدت و محبت اور عظمت گروہن کا یکساں مٹل نمونہ ہے۔

سب ہم ایک ترہیب خاص کے ساتھ حالی کی عروقت کی شائیکہ دینا کہتے ہیں۔ ہمارے ہیں نظر کیفیات نظم حال ہے۔

نعت : غزلوں سے

دنیائے گروہن تو رخت اسٹی تر	—	لاطمعوا عجب ہے حال من موند کا
جنت ہوا دلوں پر کیا اور اس سے سوا حیرا	—	ایک ہوا دلوں ہے جو سرا حیرا
کو سب سے مقدم ہے حق حیرا اور کر	—	مے سے کر ہو گا حق کیے کر لیا حیرا
حرم بھی ہے میا ہی جیسا کہ ہے نامحرم	—	ہم کہ نہ سنا جس پر ہم کہہ کھلا حیرا
چی نہیں نظروں میں ہیں طبع سلطانی	—	کل میں گم اپنی رہتا ہے گوا حیرا
عظمت دی مانے نہ کہ نہ نہیں آتی ہیں	—	ہیں غمزدہ سر کل بھی دم مہرے سوا حیرا
تو ہی فکر آتا ہے ہر شے میں عبادت کو	—	جو دیکھ و مصیبت میں کرتے ہیں گوا حیرا
نئے میں "اسلام" کے سر شد ہیں اور داد	—	نہ فکر میں کرتے نعت "وہیں" حیرا

کال ہے جو دل سے ہے کل میرا	—	بانی ہے جو لب تک ہے حال میرا
ہے ہر طرف کو جرح نہ مٹوں کو تک	—	ہر دل پہ چھا رہا ہے رعب حال میرا
کہ غم میرے لاکھوں پاؤں لگے رہے ہیں	—	لیکن کلا د دل سے ہرگز نہیں میرا
دل ہو کہ ہن۔ تھو سے کہوں کہ عز رکھے	—	دل ہے سوچ میری۔ ہاں ہے سہل میرا
حق نے اصل میں دیکھ کر میں نے کڑی میں کی	—	” عطا کرتا رہا ہر میں عطا کرتا رہا
ہدیب رعب ہے عطا نہیں نصیب اپنے پاس	—	رکھتے ہیں ماضی کند صوبہ نظری اپنے پاس
کہتے ہیں جس کو جنت ہو اک تک ہے میری	—	سب اپنی دامنوں کی دھمکیاں ہیں

قطعات و رباعیات سر :

کالا ہے ہر اک نگر میں اٹکا میرا	—	مگر ہے ہر اک کٹھن میں لٹکا میرا
یہ نہیں جس نے تھو کو ہٹا ہے خرد	—	بکھے ہوئے دل میں بھی ہے کٹکا میرا
ہفتہ نے ستم میں ملو پلا میرا	—	آتش پہ مٹا ہے راک کا میرا
دہری نے کیا دہر سے تعمیر تھے	—	بہر کسی سے حق نہ گنا میرا
طرحوں میں ہے جب جود پکر کھاتا	—	جب قافہ دہری میں ہے سر کھاتا
اسباب کا آئرا ہے جب اٹھ ہاتا	—	وہاں میرے سوا کوئی نہیں پڑا
سوئی نے یہ کی عرض کہ اے بار خدا	—	حمل ترا کون ہے بھلا میں سوا
ارشاد ہوا خدا خدا ” ہے	—	مجھے لے کے خدا نے دی کا دہا
دہا سے الہا کے لہجہ بند رسا	—	دھن ہر خاک کو پھلا
دائے کو کیا قلہ تھو تو نے	—	پانی ج سے ہلک تک پھلا

مثنوی برکھارت : (جودی سر)

گرمی کی تپن بھانے دلی	—	سردی کا پیچ بھانے دلی
قدرت کے پھانے کی کان	—	مرد کے لئے کتب مران
وہ سبے برس کی جان رسات	—	وہ کون؟ خدا کی شان رسات
— گنگوڑ گنگوڑی چھاری ہیں	—	جنت کی بوائیں آ رہی ہیں
کوسوں ہے جہم تھو ہاتی	—	قدرت ہے تھر خدا کی کئی
سب فتن کرم سے حق کے ہیں میر	—	پانی میں مگر ، پکھڑ میں شیر

مہر میں ہے دمِ ایلو تفری — ا سب کا دلا دیا
 سند میں ہے ہر کوئی و کت — کہا ہوئی تیری نیچے رہا

بہنوں کی نظموں سے : (خدا کی شان)

اے زمیں آسمان کے مالک — ساری دنیا جہان کے مالک
 میرے لیے میں سب خدا ہی ہے — تیرے ہی واسطے دلائی ہے
 تو ہی ہے سب کا پالنے والا — کام سب کے کھانے والا
 ہرک میں تو ہمیں کھاتا ہے — پانی میں تو ہمیں پلاتا ہے
 آگہ دی تو نے دیکھنے کے لئے — کام کرے کہ ہاتھ پاس دے
 بات کے سننے کو دے دو کان — بات کہنے کو تو نے جلی نہا
 دن ملنا کھائی کرنے کو — رات دی تو نے نیند میرے کو
 — تو مجھے رات پہ رات دے رہا — یوں ہی دنیا کا کام چلا رہا
 نہیں سدا تو نے — حلقیں آسمان
 تیری شکل کھائی کے قربان

مناجاتِ پیورہ سے :

اے سب سے بڑا اور — جہاں تیرا حاضر نہ ہو
 اے سب والدوں سے والا — مادے کوادوں سے توان
 اے انہوں کی آگہ کے ہرے — اے شکرے لوگوں کے سدا
 ہر جہاں کی کھینچا والے — دکھ بھی تسلی دے دلائے
 جنت ہے تیری بل اور قتل میں — جہاں ہے تیری پھول اور پھل میں
 جہاں میں دل بھالنے والا — جہاں میں رو آنے والا
 ہے آسمان کی آس ہے تو ہی — ہاتھ سوتے پانی ہے تو ہی
 دکھا رکھی جیم اور — تیرے ہی ہاتھ ان سب کا کھدا

نعت : (غزلوں سے)

ا کی صفات . ا بڑی اتنی — ایک دلیلو مل ایک غیر ہمدنی
 تجھے ہوئی زندہ عشق جیسے بدلی سے خاک — ملک صوب الہی ، ملک ہی نورانی
 روحی روشن ترا صوب ہے زند — صورت و سیرت تری صدق پہ میرے گوا
 کل ترا اور ہل تو وصت میں چر — روزِ صفا حیرا خدا ، اور بھوکا خدا

- قیب سے بھکا جے ، دانا میرا قاجب — دشت میں بھکا ہوا قاقہ ہے رہا
 انا چاہیے کہ تو میں ضرورت کے وقت — جیسے کہ بیگم لداچے سے لڑے گا
 کہ بنی سدا کا جب کہ چاتا تھا تو — کہ قوم جیسے سوپ بگی جی تھا
 تو نے کہا ترغن مارف و عالی پہ قاش — ایک کو سمجھا دیا ، ایک تو دکھا دیا
 مجھے آتش کدے ، بجھ گئے مت کدے — ہو گئی حبشہ مات اور عویت کا
 تھم پہ صلوہ و سلام رہا ہوا ت سے — روز و شب ، صبح ، شام قدر ملی و صبی

قطعات سر :

- بھائے عرب کو محرم تو نے کیا — اور امیوں کو حیرام تو نے کیا
 اسلام نے ایک کر دیا دم و دہ — جھوٹے ہوئے لکے کو کیم تو نے کیا
 زہار کو تو نے عجمیہ کیا — عشاق کو مسخ لالت دیا کیا
 طاعت میں ہانہ حق کی ساجی کوئی — توحید کو تو نے آکے توحید کیا
 بھگا کو ہوا حیری ولادت سے شرف — عذاب کو عا حیری اقامت سے شرف
 لولاد ہی کو ظرفیں بکھرتے تھے — کیا کو بھی ہے حیری موت پہ شرف

قصیدہ نعتیہ سے :

- بے ہیں مدحہ سلطان وہ جہاں کے لئے — غن نہیں کے لئے اور نہیں دہاں کے لئے
 وہ شاد جس کا درد چیتے جی بنم میں — دولت اس کی بزدلیہ الم ہاں کے لئے
 وہ شاد جس کا لب و لہجہ میں دم — محبت اس کی حصار صحن لہاں کے لئے
 کمر اس کا سورو قرآن و سہد جہاں — در اس کا کعبہ عقود الماں ہاں کے لئے
 اگر غصہ ہو غصہ میں ہاں کے شربت مرگ — بھیا نہ تپ بکا مر ہاں کے لئے
 اگر قلع میں کز ہر زمیں میر آئے — کروں نہ طول اہل روہاں ہاں کے لئے
 حجب لہو و حجب زمیں غن حال — کہاں سے لایے املاں ہاں کے لئے
 نی کا نام ہو در لہاں رہے جب تک — غن لہاں کے لئے اور نہیں دہاں کے لئے

قصیدہ نعتیہ : (گریز کا شعر)

- لوں غامک سے دلو صحن کام — گر لکھوں لہجہ سرور ہر دور
 وہ شہنشاہ ، امی جس کا — ہاں غمناک اور وہی منظور
 وہ خدوہ خدوہ جس کا — ہاں سبک سدا اور وہاں ہر دور
 لہو شیریں کام سے اس کے — دوست بھی شاد ، غیر بھی سرور

اے ترانہ ہنس سے ریز — اے ترانہ مرثیہ سے مسطور
 میں ترے در پہ سن کے قیاموں — ہم حیرا شفیق مدد نشور
 کہ نہیں زانو روا اپنے ہیں — مگر فتوہ علم سے یہ غفور
 فی الملک ہے مری سلفی — چہے رنگ کا ہم یہ کافور
 ہیں مگر کہ امید بدعتی ہے — جیسے زمرے میں گر ہوا عبور
 جب ترے کدو میں جا پہنچا — ہر دم باہر ظلم کشتی دور
 دوری آستین والا سے — ہے بہت تنگ حالتی مجبور
 اب دعا یہ ہے اے شفیق ام — اس کہ ہے آپ ہے دل رنجور
 ہا گئے تیرے در پہ کشتی "عمر — جب کروں ہر زندگی سے عبور
 چیتے گی دل میں وہ ہر جوی — مرتے دم لب پہ ہو ترانہ ذکر

تضمین : (در تصنیف قدی)

مرحبا قیام دو سہ مال نسبی — مرحبا صاحب اور مجب شہادت ظلی
 مرحبا سرور دنیا ، دلی و عقلی — مرحبا سید کی دلی ہر ملی
 دل و جان ہر فدائیت چاہی خوش فلی
 ہر گناہ خود ہے سب و توں اور ہے دم — اب نظر جس نے ترے اور کا دیکھا عالم
 کمال کاش نے سب کی تری تصور رقم — من بول چہ بول تو جب ہر نام
 اندہ اندہ چہ محاسن ہر نامی و نامی

"عرض مال جب سرور کا نہایت طبع افضل معلوم بعد اکل الخیات" کے عنوان سے مثنوی کی یہ نعت ہر دم میں ایک جڑو ہے یہ "غن کا آقا ہے

نور اس سے ہر نعت میں ایمانی آئینہ نگاری کی ہر دیت کی ہر چہ دی ہے یہ ترانہ اشعار ہر مشکل ہے۔

اے غلام خاصان رسل و صلہ دعا ہے — امت پہ تری آ کے جب وقت پڑا ہے
 جو دین لای قیام سے لگا قیام و امن سے — ہر دین میں وہ کئی طرحی اظہار ہے
 وہ دین ہوئی ہم جہاں جس سے چاہاں — لب اس کی پاس میں نہ ہتی نہ دلا ہے
 جو کرتے انہم کے کمالی حلالے — اس دین میں لب ترقی خور آ کے پڑا ہے
 عالم ہے سب سے حق ہے ، پہل ہے سرفروشی — شہم ہے ہر طرف ہے ، مطلق ہو گدا ہے
 جس قوم میں نور دین میں ہو علم نہ دولت — اس قوم کی نور دین کی پانی چاہا ہے
 اور ہے کہیں چہ ہم بھی صفت جانے نہ اگر — صفت سے اسے دور نہاں صفت ہوا ہے
 فریاد ہے اسے کشتی "امت کے کھیلوں — بڑا ہے جہاں کے قریب گن کا ہے
 کر حق سے دعا سب مردم کے حق میں — غلوں میں صفت جس کا جہاں آ کے گمراہ ہے

ہم ایک ہیں اور ہیں بے آخر ہیں سدا سے بہت بہت اچھی ہے اگر مانی را ہے
 تمہرے سنبھلنے کی امان ہے نہیں کوئی ہاں ایک امان ہے جس کی کہ قبول خدا ہے
 خواہ وہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہی ہر فکر ترے بن کی عزت کی سدا ہے
 عزت کی بہت دیکھ نہیں دیا میں یہاں یہ دیکھ لیں یہ بھی کہ جو عزت میں حرا ہے
 ہاں مانی گشتار نہ لادہ نہ کوپ سے ہاں سے پھٹا ترے لب صاف گدا ہے
 ہے یہ بھی خبر تھو کہ کہ ہے کون طالب
 ہاں نہیں لب خارج تو آہنگ گدا ہے

درجہ اسلام (مسند میں مانی ایک زمرہ ہادی اولی کا نام ہے۔ اس کی ضرورت کو ذوال فہم پر ہر حد میں قبول اور زبان ذوال فہم و عام
 رہی ہے۔ تعلیمی نصاب اس سے حل اور عالم کا نقل اس سے منورہ سوز و غش ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ بعض عرب کے حوالے سے محبوبانیت
 وہ اس کے بعد قہور قدسی سے ایک عظیم الشان جبریل اور تہذیبی انتہا کی۔ نہ تھی۔ اس کے بعد مجدد رسالت کی روکاتہ سدا اور آخر میں
 مسلمانوں کے خروج و زوال کی داستان جس دور و منہ کی دلی گہر تر ہے اور قوی تر ہے کے ساتھ نہایت سدا اول تعلیمی اسلوب میں بیان کی ہے اس کی مثال
 کہیں نہیں ملتی۔ اس مسند میں لکھ کے چند اہل کلام کا نقل عام ہیں۔ منورہ یہ مسند جو اسلام کی سیرت حبیبہ والا لاقی حنہ۔ تعلیمات بہت اور
 دعوت اسلام کو جس طرح اچھے میں لکھا ہے اس کی تائید کو بھی ذوال فہم۔

درجہ اسلام سے چند منتخبے

ایک ہادی غیرت حق کو حرکت ہاں بہت و جیس ہر رحمت
 لدا خاک مٹانے کی پہلے آتے تھے جس کی دیکھ شدت
 ہادی پہلوئے سے ہوا
 دمانے خلی لہو سبھا
 ہوائے حر عالم سے آہر علق کہ خراج ہوا نام و برج سعادت
 نہ کھلی مگر ہادی ایک رحمت کہ قرا اور میں ماہیت رسالت
 : ہادیوں میں صفت خدا سے
 کیا چاہتے تھے قیامت ہر حرا سے
 وہ فیوں میں رحمت لقب پائے والا سرور ہر چیز کی ہر لائے والا
 محبوب میں فیروں کے کا آئے والا وہ اپنے پرائے کا فلم کھالے والا
 قیروں کا قیروں کا لدا
 قیروں کا قیروں کا سدا
 غلام کہ سے دو گزر کرنے والا نہ بنے دل میں مگر کرنے والا
 غلام کا زہر و لہ کرنے والا تباہی کو شیر و ہر کرنے والا

ہر کر دیا سے سوائے قوم آ
 ہر ایک نوا کیا ساتھ لیا
 مس کا نام کہ جس نے کندن طیار — کرا اور کھڑا لگ کر دکھایا
 عرب جس پہ قزوں سے تو جس چہر — پت دی مس ایک تھن میں اس کی کیا
 رہا اور نہ پڑے کہ سوچ کا
 دوسرے کو ہر یہ کیا مٹا ہوا کا
 وہ فر عرب و عرب و عرب — قوم طوا کہ کہ عرب نے کر
 کیا ایک دن سب فرماں دہ — سوائے دشت اور چاند نے کو اس کا
 یہ قلم سب سے کہ اسے اہل تاب
 کچھ یہ تم مجھ کو صدق کہ کلاب
 کیا سب نے قول تھا تک کوئی چرا — کبھی ہم نے جھوٹا اور نہ دیکھا
 کیا کہ کچھ یہ تم مجھ کو کیا — تو ہمارا لڑے اگر میں کہوں کا
 کہ فوج گروں ہاتھ کوہ گروں کا
 ڈی ہے کہ لہلہ تھیں گلاب پا کر
 کیا میری ہر بات کا وہاں تھیں ہے — کہ گنگ سے صدق ہے تو اور انہی ہے
 کیا کہ میری بات یہ دل تھیں ہے — تو میں وہاں اس میں اسے تھیں ہے
 کہ سب کھل رہا ہے ہے ہاتھ دہا
 اور اس سے یہ وقت ہے آئے دہا
 وہ محل کا کڑا تھا یا صوبہ ہادی — عرب کی نہیں جس نے مادی ہادی
 ہی ایک گھن سب کے دل میں لادی — ایک تود میں سولی ہستی ہادی
 چاہا ہر طرف لعل یہ عجم حق سے
 کہ گنج الہی دشت و عجم نام حق سے
 جب است کو سب لعل حق کی تحت — برا کہ ہنگی لرض ہنگی و مانت
 دہی حق پہ ہائی نہ ہدی کی تحت — ہی جتنے نے کہا لعل سے لعل و ملت
 تو اسلام کی دشت ایک قوم پھڑی
 کہ دیا میں جس کی حاکم ہی تھادی

آخری بند:

دہی حق رسول دہی — ہر ایک فرد میں کا تھا ہر کہ مادی

میں وہ نزدیک تھے سب گراں — دروغ کی دہنگی و شای
 نریوں کو ساتھ اپنے جس نے لیا
 وہاں کا پیشہ وہ جس نے چا
 عقل اس کا اور اس کی عزت کا دارب — کچھ ہندو اس کی امت کا دارب
 اک برہمن پہ کھچی اپنی رحمت کا دارب — سہ اس سے جو دعویٰ ذات کا دارب
 کہ ملت کہ ہے تک ہستی سے اس کی
 ہوا پست اسلام ہستی سے اس کی

(۱۱)

اکبر الہ آبادی (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) اس مہذب و متمدن کے شاعر اور مفکر ہیں جب یہ صلیبوں کو چرخی و ہاست کے ایک عظیم
 دور سے گزرنے کا آثار ہو اور ایک ملت آزاد و روشن کے تمام اہل حقہ کو ان کے اندر کی کینوں سے آشنا ہوئی۔ تہذیب و تمدن اور ان کے
 اثرات و عین دول کو جلا کرنے لگے۔ عین تہذیب اسلامی، جو ان فہر مسلمانوں کے علوم و فنون سب نئی زندگی زد میں آئے۔ ایسے درجہ حالات میں
 ہندوئی مسئلہ یہ تھا کہ تہذیب افیاد کے مثالی اثرات کی مدالعت کی جائے۔ ان خیالات و بدعات کا رد کیا جائے جو مسلمانوں کے مقام مسئلہ میں تکفیر
 کا کٹ پیر کرنے کے و رہے تھے۔ مسلمانوں کی شکست و نراں حالی کا رد کیا جائے ان کی عزیت و حوصلہ مندی کو بحال کیا جائے۔ کلا اور
 معانی اسلام اور انگریزات کی مزاحمت کی جائے مسلمانوں کو ان کے دین اور تہذیب سے دلچسپی رکھ جائے اور وہ اور سورہ فہادیہ اسلام کی محبت اور
 اقامت کے مرکز سے ان کا ہوا و ہستی قائم ہو۔ اس دور میں بعض اسلامی تحریکیں بھی شروع ہوئیں جن کا مقصد غیر دینی رسوم و رواجات و عادات کا رد
 پھیل اور مسلمانوں کا فکری حفظ تھا۔ اکبر نے کہیں سنجیدہ نگاری کے ساتھ اور کہیں ظہر و عرفیت کے واسطے سے ان کے اندر کو عام کیا جو اس عہد کی
 ضرورت اور متقاضی تھے۔

اکبر کے زمانہ دور استعداد و ترقی ہے البتہ انما بعد جو وہی کی صورت میں، نیز مثالی تصنیف و تکرار کے خلاف جو مکر بنیاد کی چاہ
 سے شعرا پڑھتے، بالواسطہ حمد کے مضامین تکلف شعری اصناف خصوصاً مازنل، قطعہ، رباعی اور نظم میں بطور اجزا و جڑاں سرہانے جاتے ہیں نیز غزل کی
 مقلدہ و قیادت، اس کی کبریا، اجمال اور قعود عظمت کے اندر بھی ان کے یہاں و شہاب ہیں۔ ان کے اندر ان کے خاطر میں وہ عہد و مہر و دہے کے دہنے کا
 انتظام ہمارے ہیں اور مرکز و قصبہ سے مسلمانوں کے ارادہ حکم کے والی ہیں۔ اکبر کے اسلوب میں جو ایک صداقت، حق گوئی، لیے کا شہساز و ہر بلت کی
 کام ہے، خصوصاً ان کے یہ اپنے ظہر و عرفیت میں جو ایک ہے سائنس پنا ہے۔ انہیں اپنے عہد کے شعرا میں منفرد و مستند کرتا ہے۔

اکبر کے یہاں نعت کے حاصر بھی ملتے ہیں، جی جڑی نعت بارہائی نعت، لیکن یہاں بھی ان کے یہاں ہے پیما جذبہ عقیدت کے ساتھ
 ساتھ وہی تکرار و تکرار ہے کہ مسلمان دہر سال اور قیامت نبوت کو اپنا مرکز و محور بنائے، انہیں کہہ کہ اسی میں ان کی فکری و فکری کے مرکزی کا دروا
 ہے اور لیکن کے حروج آنکھ کی طاعت

خلاصہ: (فرضوں سے)

کو، کرے کا طاعت سری، خدا میرا — رہوں جو حق پہ، طاعت کریں گے کیا میرا
 ظہر انہیں ہے تو مجھ کو بھی ہے اکبر — خدا کے سب ان کا ہے اور خدا میرا

- مطالعہ حق قتال فہم مگر میں نہیں آئے — ”کہتا ہے کہ کیا کچھ نہ ہو؟ ہے خدا ہوا؟“
- کیا مرے اک دل کو خوش کرتے پہ وہ قادر نہیں — ایک کن سے ”جہاں کو جس نے پیدا کر دیا“
- تصور اس کا جب بدعا تو ہر نظر میں کیا رہا — نہ صبحِ ہین و آں دی ، نہ شورِ ماسوا رہا
- عظیمِ مذہبی کا غلام بھی تو ہے — سب ل گیا اسے جسے اللہ ل گیا
- کیا پھولوں نے جنم سے دھوئیں گھٹن میں — صدائے حق بلبلِ اعلیٰ باکبِ قوس ہو کر
- ہوائے عشق میں شاہیں جھکیں خالق کے کھدے کو — ہوئی فصیح میں سرورِ ہر پتی نہیں ہو کر
- کسں ہو ، ابھی تجرہ دیا کا نہیں ہے — تم خود ہی کچھ ہو گے خدا بھی ہے کوئی چیز
- تیرا سدا راست ہو آتی نہیں اکبر — انسان کی طاقت کے سوا بھی ہے کوئی چیز
- قلب کو صحت کے اندر خدا ملتا نہیں — اور کہ سلجھا رہا ہے نورِ سراپا نہیں
- دہن میں جو گھر رہا ، لا اکتا کیونکر ہوا — جو کچھ میں آ گیا پھر ”خدا کیونکر ہوا“
- نیا جلوس جس کے دوشِ نظر سبحان اللہ سبحان اللہ — یہ فرض و بنا یہ غش و قر سبحان اللہ سبحان اللہ
- ہر گن کا ہر اک رنگ بنا ، ہر رنگ کی ہر اک شان چرا — وحدت کا شجر ، کثرت کے ثمر سبحان اللہ سبحان اللہ
- میں چلے گی اس میں سانس تری ، ہو جائے گا تو پاکیزہ غش — دن رات گنا کر لے اکبر سبحان اللہ سبحان اللہ
- کہ طاعتِ خدا کی جس وصلِ مہربانہ حق ہے — اسی کی شانِ پیکائی جہاں میں اظہار ہے
- خدا کے باب میں یہ نور کیا ہے — خدا کیا ہے ، خدا ہے نور کیا ہے
- اللہ ہے ، دے ہی کو چہ کر میں کجا — اللہ اللہ کا نور ماسوا نہ
- رباعیات و قطعات سر :**
- دلچاہے دلی کی یہ ہوس چاہے ” — گھٹی ہو اگر تو خدا و خس چاہے ”
- ہم کے ہیر گھر کی مدق ہی نہیں — اللہ کو اپنے دل میں بس چاہے ”
- سکھن گدا ہو یا ہو شانِ دلی ہوا — مدد دی دوست سے کہاں ، کس کو پتہ
- آ ہی ہوا ہے زندگی میں اک وقت — کرنا ہوا ہے سب کو اللہ اللہ
- نچ رہتا ہے دل گر نہ پلے — رنگِ ہین کی سے گھبراہ ہے
- کسی ہے قہم آ کے رازِ غمراہ — شے ہی پیامِ دوست کھل چاہے
- نعت : (فرزٹوں سے)**
- درِ قطب لے تری قہروں کو دیا کردیا — دل کو مدفن کردیا ، آنکھوں کو پیا کردیا

خود نہ تھے مگر راجہ، لہروں کے ہادی بن گئے — کہا نظر تھی جس نے مردوں کو مسما کر دیا
 نصیبِ امیر پہنچنے پہ عملِ امیر تھی ضرور — رہا حق ہوئی میں اے اکبر عطا ہی چڑا
 رسولِ اکرم کی ہنسی کو چہرہ تو دل سے چہرہ آکر — وہ آپ صحت کرے گی اپنا عظیم ہونہ، محب اپنا
 پہلی ٹھوٹھو رہا دور دور تک — لیکن نہ جا سکی کبھی لوحِ حضور تک
 خوب حق، نصیبِ امیر کو نہ پہنچا اے اکبر — مگر ہے انہی وہ لکھنوں میں مارا اسلام
 جوں جوں ملت اس فرشتہ کے لئے — کہ عالم اس کے لئے اور وہ خدا کے لئے

دلا لے جل ہمیں سوتے ہو — دکھا دے جنت کوئے ہو —
 ہمیں فرما ہے ہر لفظ اس کا ہے گل — لہا ہر گل میں ہے لائے ہو —
 مقام ہیں مسرور رہا ہے — نہ ہے سردائے تہوئے ہو —
 یہ شہرِ ظہرِ عالم رہا — ہماری رحمت سے ہے طوئے ہو —
 دور اس پر ہر گاہک پہنچے ہیں — قہر جس کی ہو سوتے ہو —
 ہوئی زائل جوں سے ظہرِ کفر — پڑا پت پت ہوئے ہو —
 خدا کا پیر ہے اس دل پہ اکبر — کشش جس دل کی ہو سوتے ہو —

ترجیع بندہ :

ذکرِ رسول پاک ہے فرماںِ افسر، جن — دور کو اس سے ہے سرور، کعب ہے اس سے مطمئن
 دولتِ دل جوی، وقتِ حاضر من — سنئے اگر ہوشِ ہوش، دور ملک ہے رات دن
 صلِ حقِ محمد — صلِ حقِ محمد —
 رہنے دے، آہیں اگر قہر سے ہے ہر جفا — سوت ہو دل قہر سے ہے دولت و جاہ اگر خفا
 مسئلہ مستحکم ہے، پھر نہ تو رہ مٹا — سوت ہو دل قہر سے ہے رات دن
 صلِ حقِ محمد — صلِ حقِ محمد —

(۱۰۰)

شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۳ء) علامہ شبلی نعمانی نے سیرۃ ابی سلی اللہ علیہ وسلم نیز میں نامی۔ انہوں نے اپنی مسلائی اور سیرتِ نبوی میں حضور علیہ السلام کے مذہبِ اخلاقی کا ذکر کر کے ایک طرح سے مکتوم سیرتِ محمدی کے نقوش بھی مرتب کیے۔ شبلی کوئی ہاتھ نہ دلا
 نصیبِ امیر نہیں ہیں لیکن ان کی ان تھکوں کے حوالے سے نصیبِ رسول ﷺ کے خدا خال اکر رہے ہیں۔ ان تھکوں کا مقصد وہ خطا سیرتِ طیب کے
 نقوش کے مظاہر سے نصیبِ رسول کے اخلاقی کی تہجد اصلاح ہے۔ شبلی جس حد میں تھے وہ حد اپنے سیاسی تاثر میں۔ سیرت کے مسلمانوں کے لئے
 استفادہ آسان تھا کہ وہ قومِ دل فکشی اور زبوں حال کے عالم میں تھی اور ایک سیاسی انتھاب نے ان کی سلطنت، آزادی اور ملی شخصیت میں براہِ حق کے
 اثرات ان کے اخلاقی پر بھی مرتب ہو رہے تھے اور وہ ایک مجبور و محروم قوم کے طور پر سلطنتِ اخلاقی کی گرفت میں آئے تھے۔ اس حد کے منظر میں

اور طوائف یہ نامہ داری محسوس کی کہ اس سے پہلے وہ ہی کے عالم میں فن کے حوصلہ و محنت کو حمل کیا ہے۔ فطی کی اس فنی کی شاعری کا یہی مقصود
فرد فطی نے وہی نسبت کی جائے افلاقی اور ہر بنی نفس گہ کر مسلمانوں کے سوال کو بند کیا۔ یہ نفس مسعود و لالت پر مبنی ہیں اور فن میں فطی کی
بند پر داری کی جائے طاق کا کتر ہم ہے وائے فطی میں اعلیٰ درجے کی فطری طرز فطی کا خاصہ ہے۔ فن فطی میں ہر جہد رسول ﷺ کے فہم و
مستبرک فطی نے زبان عربی کی لطافت اور دینی جوش و ہوش منہ کی ساتھ پیش کیا اور مسلمانوں میں فنی زندگی کو دلچسپ و دلدار کیا۔

جناب خاطر ہم اس کے ساتھ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہیں اور ایک اس نے کہ بہت بڑی ہوئی ہیں یہ دعا است کر ہی جو بدل کا

مطرح ہے اور یہ افلاقی کا کتر کا ہے اس کے سب اقداس سے لڑ رہا ہے

نظم : (مکہ رسول ﷺ کا اختتام)

لڑا یہ ہوا کہ فرہاں ہے دشمن — جن کا کہ صلا نبوی میں تمام فن
میں فن کے عرصہ سے قاری نہیں ہوا — ہر چہ اس میں غامض ہے احرام فن
ہر جو پیشیں کہ لب فن پر گزرتی ہیں — میں فن کا دم دار ہوں یہ میرا کام فن
کہ تم سے بھی نبیہم ہے فن کا فن — جن کو کہ ہرک پاس سے سوا حرم فن

نظم : (تعمیر مسجد نبوی ﷺ میں خلق محمدی کی شان دیکھئے)

اندر پاک اور صبر ہے جس قدر — حرمہ فن کے کھڑا کا یہ کام فن
ایک اور قس پاک میں فن سب کا خاریک — ہر آپ و گم کے فطی میں بھی خدا کام فن
کہ حرمہ پہ اپنے اور کے ہاتھ خاک و عشت — یہ وہ خاک سے سب کو کام فن
کے کہ آپ کن فن کا شریک مال — یہ خود اور پاک رسول تمام فن
ہر وہی کہ حرمہ پاک و عشت ہے — جس کا کہ ہر نکل میں دلی تمام فن
ملاو مل انجی و صوبہ انکرم — میں نظم فطر کا یہ ملک تمام فن

نظم : (ایک کی اعلیٰ ترین نظیر) (پس منظر)

ایک بعد میں سرور کائنات کی شہادت کی خبر دینے پہنچ ہے۔ سب پر چنانہ فطری ہو کر گمروں سے نکل آتے ہیں ایک اندازہ ان
کو پہلے پہلے خبر فطی ہے کہ اس کا پہلی باب اور شور سب عید ہو گئے۔ یہ سن کر وہ فطی جس قیل اور ایام کے ساتھ حکم ہوئی ہے اور
سید رسول پاک ﷺ کا جس جہد میں امداد کرتی ہے اسے فطی کی ہمدردی کے اسلوب میں دیکھئے

اس فطی نے یہ سن کر ہر کہا تو یہ کہا — یہ تو خدا کو کیسے ہیں شہنام ام
سب نے وہی میں کائنات کے سلامت ہیں صبر — کہچہ دلی ہے سرور و ہمد و علم
خدا کے اس نے ریا اقدس کو جو دیکھا تھا — تو سلامت ہے تو ہر چاہے سب دیکھا، الم

میں بھی اور باب میں، شور بھی اور بھی خدا

اسے ہم دینے کہ ہوتے ہوتے کیا جہ ہیں ہم

مفردات میں دو قصبے ہیں جو مثل کے ذوق، شوق، جذب و عقیدت اور مہر و رسول جتنے کا استیلائی مظہر ہند میں اور انہیں جو اسطے نصرت کا
اصلی ترین نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہلم کی مدح کی، مہاسیوں کی دستوں کھنسی — مجھے ہندے عظیم آسمان غیر ہوا تھا
مگر لب کہ وہ ہوں بے ریت مہم خاتم — خدا کا شکر ہے ہوں خانہ بالخیر ہوا تھا
فرشتوں میں وہ نہ جاتا ہے کہ صلب سرور عالم — نہ پرچہ نکلتا ہا کہ خود روح عالمی نکلتے
صدایہ ہر گاہ عالم قدموں سے آتی — کہ وہ ہے لوری بیکہ چڑ نکلتے تو ہمیں نکلتے

(۱۰۱)

مولانا محمد اسماعیل میر تقی (۱۸۳۳ء تا ۱۹۱۱ء) — میل میر تقی میر وقت اور قمر کی صف میں تو شامل ہو کر نہیں ہوتے لیکن میر
کی ایک خاص اہمیت ہے کہ انہوں نے ساحر معرّت، شبانے کا نکت، موسوں، بیجاات اور اخلاقی نکتوں کے ذریعہ ہر ایک شان جھلکتی اور قدرت کا
اگر کہا ہے اور صنعت سے صلح اور خلق سے خالق تک، ساری کا شعور دیا ہے۔ انہوں نے اکثر نظمیں آسمان، سہل اور عام فہم لہجہ میں کہیں اور عوام کی
ذاتی سچائی سامنے رکھا۔ جو عقائد، خیالات اور نظریات جن میں ذہن و دل کا حصہ ملتا ہے جائیں ان کی جڑیں بہت گہری ہوتی ہیں اور لوگوں کو اس
سے انسان کی شخصیت خاص سا چمچ میں داخل کر تعمیر ہونے لگتی ہے۔ دین و اخلاق کے حق نیچے اور معصوم انسانوں میں کاشت کر دینے ہائیں تو ان کی
بانیہ گی اور احکام میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ غیر اکبر آبادی نے بھی خمیں کہیں۔ کتب و موضوعات دونوں کے درمیان مشترک ہیں۔ لیکن ایک تو تعمیر کے
پہلو کہیں کہیں خصوصاً عرفان کا رنگ ہے اور ان کی ایک نکتوں کی تعلیم ہر سطح پر ممکن نہیں جبکہ اسماعیل کے یہاں یہ اور سمت دینی اور اخلاقی نکتوں
کی مکتوبات و تہذیب کی تعلیم کے لئے ایف آسمان دار یہ منفی چیز دوسرے نظیر کے یہاں عوامی موضوعات و مضامین کے سبب ایسی زبان بہت مشکل
ہوتے ہیں جو عوام کے سب طبقوں کے لئے اپنی فہم ہوں اس لئے ان کی یہاں سلیخت بہت ہے حتیٰ کہ ان کے یہاں بہت سی عوامی سطح کے اظہار کی
کڑت ہے اس کے مقابلے میں اسماعیل میر تقی نے سنائی زبان و بیان کا خیال رکھا اور شاعری کو محض اس سطح پر رکھا جو عوامی ہونے کے باوجود لوگوں کی
خاصت اور بات کی بلکہ مندی سے مراد عاری۔ موضوعات کا چناؤ اور کلام کی دل نشینی مولانا کے یہاں استہد ہے کہ جہاں ہے ممکن کہ بات اولیٰ کلمہ
لیجے ہیں وہاں ہے ممکن ان کی شاعری سے اپنے ادبی کی تسکین کر سکتے ہیں۔

حیات و کلیات اسماعیل میں مشروبات، قصائد، نعتات، غزلیات، مہمات، مفردات، لہجہ ابلیجی بیکہ موجود ہے آئیے ہم مولانا کی کلمات
سے مہم وقت کے لئے ذیل کریں

حد و نعت : منافع افی

دلایا نہیں کوئی میرے سوا — اگر تو نہ ہو تو ہو ہی کا
نصرت دہی زلت کا ہے حال — کے پوئیت اور کہیں پوئیت
نصرت میں اتنی منفی کہیں — فکر کو ایسی رسائی کہیں
یہاں محض جاتی ہے تل ہوتی — نظریں پوئیت ہے پھانسی ہوئی
نصرت کے چلتے ہیں یہ اس جگہ — نصرت کا کتنا ہے مر اس جگہ
کسی کی یہاں دل جھنکی نہیں — کسی کی یہاں ہال پھنکی نہیں
نہ نصرت کوئی ہا اس سوچ میں — نہ پھانسی کوئی میر اس سوچ میں

ہلا اس ہوا میں نہ کوئی چرخ — پریشاں ہوئے دل ، تھکے سب دماغ
 جو ہوتی مثلاً ترے کوئی چیز — تو کچھ کام کرتی سمجھو فیروز
 — مائی ہے تو نے یہ کیا خوب بھت — کہ ہے سارے عالم کی اس میں کھبت
 یہ سب کھن ہے ابھی تک غی — سے دیکھتے یوں ہی دنیا مکی
 کھپ ہے یہ پھر رس ہے نہ کھپ — کیش سلا ہے ہے رفت و روپ
 نہ وہ ہے نہ نظر نہ کوئی شکاف — احر سے احر تک ہے میدان صاف
 بھر کا نہ کڑکی نہ وہ ہے نہ چید — جب تیری قدرت ، جب تیرے لمحہ
 کہیں جواز ہے وہ نہ جواز ہے — ہر دم دیکھتے اس طرف وہ ہے
 مٹا ہے کیا رسو قدرت نے گول — برس ہے نہ بھری ، نہ سلوت نہ بھول
 جب قدرتی شایستہ ہے یہ — نھر کی پہنچ کا ٹھکانہ ہے یہ
 یہ تیرے جو ہیں آتے جاتے ہوئے — چلتے ہوئے ، جھگڑتے ہوئے
 چرخ ایسے روشن جو من تل ہیں — جب تیری قدرت ، جب کھیل ہیں
 یہ لعل ، مگر جو ہیں بھرے چلے — زمیں سے بھی ہیں من میں اکڑے
 کوئی من میں سورج ، کوئی من میں چاند — کہ یہ وہ نور سائے جن کے ہاتھ
 یہ عالم ہیں تیری ہی قدر سے — جیسے ہیں ہم خفہ زنجیر سے
 وہ زنجیر کیا ہے کشش باہمی — نہ اس میں غلج ہو نہ وحشی کی
 لئے میں اطاعت کے سب چور ہیں — کہ قانون قدرت سے بھور ہیں

خدا کی صنعت :

جو چیز خدا نے ہے مائی — اس میں ظاہر ہے طوفانی
 روشن چیزیں مائی اس نے — ابھی حلقیں دکھائیں اس نے
 مٹی کہاں چمک رہی ہیں — پہولی چڑی بھڑک رہی ہیں
 اس کی قدرت سے پھول کئے — پھولوں کا ہر آ کے چمکے
 چڑیوں کی ہے بھت بھت قوت — پھولوں کا ہوا ہوا ہے انداز
 ٹکڑیوں میں ابھر ہیں یہ کرم — ہے وہ پ کڑا قریب باق
 روزی دونوں کو دی خدا نے — سمندر ہیں قدرتی توانے
 گائیں ہمیں جب مائی — کیا دودھ کی مٹی ہمیں
 پیدا کئے کونڈ ، دہل ، گھوڑے — ہر شے کے مادے ہیں جڑے
 مدھن ہمیں مائی وہ — قدرت کی ہمار دیکھتے کہ
 وہ ہونٹ دیتے کہ من سے نہیں — شکر اس کا کریں ، زبان کھولیں

ہر شے اس نے بنائی اور
جسے ہے خدا قوی و قادر

رحمة العالمین :

ہم خداوندی و قدیم — شہر و کیم و مسیح و صبر
وہی ہے مولا و مراد و سہاں — دوائے خیال و مدد و قیاس
مثلا ہے جس نے ظہم جہاں — یہ فانی زمیں و ٹیل گوں تہاں
..... ہر گز عالم نہیں سرسری — ہے استہ عالم کی ہاد و گری
کسی تلخ ہے مگر یہ ظہم — کسی جان کے واسطے ہے یہ جم
ہے اس بحر میں کوئی درہنہم — کہ ہے جس کی خاطر ہے ہر و ہم
ہے اس حق میں کوئی سلطان ضرور — کہ ہے ہم قدم کا یہ جس کے عہد
خبر ہے وہ تابدان حدی — در نبوت و رسول خدا
عمر و خیر و رؤف و رحیم — زمین و شعلی و صہب و کریم
وہی مہمان گراں ہے جہاں — اسی کے لئے ہے یہ ہم جہاں
جہاں الہی کا منکر ہے وہ — کمال خدائی کا منکر ہے وہ
اسی کی بدولت ہے یہ سب نمود
کمال کا عدم اور کمال کا وجود

نظم : (ہوا علی) ہوا کے اثرات بیان کرنے کے بعد :

جہاں کو چاہئے کہ کریں مددگی اور — اس کی کہ جس کے علم سے ہوا ہے وہاں

نظم : (ہادی گائے)

رب کا شکر روا کر بھائی — جس نے ہادی گائے بھائی
اس ملک کو کیوں دے پادریں — جس نے پائیں دودھ کی دھاریں
دودھ میں بھی بولی میری — اس کے کرم نے حق میری
دودھ وہی اور پلکا سکا — دے نہ خدا تو کس کے اس کا
گائے کو دی کیا اچھی صورت — خوبی کی ہے، گویا صورت

مختصر : (جودس پر مشتمل ہے)

ہے ہمیشہ مری خدا پہ نگر — راحت ہو، دن ہو، شام ہو کہ صبر
نہ اہلے میں ہے کسی کا دار — نہ اندھیرے میں کوئی خوف و خطر
کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

لشکریں کی جہاں چڑھائی ہو — شہ سواروں نے ہانگ اٹھائی ہو
 اور گھمسان کی لڑائی ہو — وہی بھی جیت نہ بچے چھائی ہو
 کیونکہ میرا خدا ہے میرے ساتھ

ترجیع بند : (ملت درود محمود) آخری بند

وہ لڑ کر قوم ، لڑائی عالم — اکتا ہو کر رسول اکرم
 عید اعظم ، ذیہب الم — رقی عرم شہ مسلم
 عرب کے اندر وہی معظم — علم کے اندر وہی مکرم
 ناک کے قوم سے تا پہ ایں دم — غور اس کا ہے ہر قوم
 وجود اس کا مگر مقدم — وہ نور حق تھا دے جسم
 کیا دیکھ کر سبز و غم — درود محمود کبچ عظیم
 صلوات اس پر ، سلام اس پر — نور اس کے سب آل ہامنا
 نور اس کی اسلم بادشاہ — نور اس کے اہلبیہ امتنا

غزلیات :

تربیت اس خدا کی جس نے جہاں بنایا — کسی زمین بنائی کیا آسمان بنایا
 پہاڑ سے پہاڑ کیا خوب ترش خاک — اور سر پہ لاجوردی اک سماں بنایا
 مٹی سے بنی ہالے کیا طوشا کلائے — پتہ کے ہیز طلعت حق کو جہاں بنایا
 خوشترش نور طوشہ گل پھول میں کلائے — اس خاک کے کھڑ کو کیا گھٹیاں بنایا
 میرے کلائے کیا کیا طوش دانہ ریلے — بکھڑے سے جن کے بچہ کو شیریں دہاں بنایا
 سورج سے ہم نے ہائی کر ہی بھی روشنی بھی — کیا خوب چہرہ تو نے لے میراں بنایا
 سورج ہمارے تو نے رات جہاں کو طغی — رہنے کو یہ ہمارے اپنا مکان بنایا
 پہاڑ زمین کے منہ میں چہرہ کا چہرہ پائی — اور ہادوں کو تو نے چہرہ کا نکلاں بنایا
 یہ بادی بادی چہاں بکرتی ہیں جو چٹکی — قدرت نے میری ان کو کھج طوائف بنایا
 بکھڑا ہوا کر گائیں کہاں کہاں سے — کس طوہرتی سے پھر آئیں بنایا
 لوہی آئیں ہوا میں ، جہاں کو یہ نہ بھولیں — جن بنے پہاڑ کا حق کو روزی رساں بنایا
 کیا درود دیکھا دہل گائیں ہائیں تو نے — پڑھنے کو میرے گھوڑا کیا طوش سماں بنایا
 رحمت سے میری کیا کیا ہیں نصیب میر — ان نصیبوں کا کچھ کہ ہے قدرت بنایا
 کب دعا کے غور بکلی ہائی تو نے — بکلی کے حیرنے کو کب رساں بنایا

اس جہ سے ہے میری گدی گری جیتی

یہ کارخانہ تو نے کب راکھاں بنایا

علامہ محمد اقبال (۱۸۷۵ء تا ۱۹۳۸ء) محبوبِ ملی کے ہر شعرائے غری گو میں اقبال کے فکر و فن اور حمد و نصرت و شاعت سے گما ہانکا ہے یہاں (اور حمد و نصرت کے خیال میں اس کا احوال ذکر کیا جاتا ہے۔ اقبال مسلح اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے داعی اور مبلغ ہیں۔ ان کے تصور میں ملت کے ماضی کا شکوہ، عظمت، اس کی فخر میں ملت کے جلی کی زبانی اور ان کے خوابوں، آرزوؤں اور امیدوں میں ملت کا ایک جھلک مستقبل ہے۔ اسی احساس پر انہوں نے فرد کے ترقی و ترقی اور اجتماع کی فکری باہد کی و دعا و نصرت کو اپنی شاعری کا خصوصیت و مسلح اسلام کے عظیم الشان مستقبل کی قہر ماضی کے فکر و کردار و اقتدار پر کرنا چاہتے ہیں۔ ماضی ان کے لئے ایک تہذیب اور ہر جہتی آئینہ ہے جس میں وہ ملت کو فردانہ طور کے جلال و جلال و مزاحمت و مسرات کے جھلک، نقوش اور فکر و فنی کی راست روی کے شراعت و نکات کے مظاہر دکھانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے ذہن میں یہ حقیقت راجح کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے قاصر و غنی، روحانی، فنی، تہذیبی اور مادی کاموں کی اساس تو عید و ملت کے مرکز سے ان کی دہائی فنی ہے۔ جب تک یہ رہد، محکم رہد، ایک تہذیب آفریں اور ہر جہتی ساز قوم کے طور پر غالب رہد، جو جب یہ رہد، گزردہ نہ گیا تو وہ جلیل و ذلیل کی کرنت میں آہلی جب بھی اسے اپنے زبیاں کا احساس ہو گا، وہ اپنے مرکز کی جانب پھٹے گی اور دوبارہ قیادت و امامت کے منصب پر فائز ہوگی۔ اقبال کے تمام کام فکری اساس تو حید و رسالت کے مشق و لطافت پر استوار ہے۔ اقبال کا نظریہ خودی، اس کا شق و عمل، اس کا تصور و حد و تنوع، اس کا نظریہ ہر جہتی فنی اس کے ساتھ موضوعات و مضامین ہی خود کے گرد گھومتے ہیں۔

دلی اور نقیدی حمد و نصرت اقبال کے یہاں نہیں ہے اس کی تو شاعری کے ایک ایک مصرع میں یہ مشق و لطافت کا عزم و توفیق کی طرح ہادی و مدنی ہے۔ اس کی فکر و شعور کا مرکز و بندہ دنیا کی پیٹام ہے۔

توحید مٹای اور توحید پرستی سے تصور یہ ہے کہ مہد الہی اسی ایک ذات کو کار ساز حقیقی کہے۔ اسی کے سامنے سر نہ ہو جائے۔ دوسری تمام باطل قوتوں کے مقابل اس کی گردن بلند رہے۔ جہو و معبودان باطل سے متصادم ہو کر ان کو سدوم کر دے۔ توحید سے دہائی مسلمان کے قلب میں انقلاب کا خطر اور جنت ندرتوں کا قہم ہونے اور اس کا کردار مصرت و نصرت اور فخر و غیرت کا مظہر ہو۔ مسلمان کی تمام تر زندگی تو فنی ہے گما ہے اور انیس و بائیس نافذ کرنے میں صرف ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت اور ان کی اطاعت مسلمان کو ترقی و فتنس اور ہیکڑی فکر و عمل کے سامنے میں داخل دے اور وہ تعلیمات و فنی کا حامل اور مبلغین کر غالب و حیرت کو محبت، اس اور عمل کا گور و مدد ہے۔

اقبال کے یہاں فخر و فخریہ حاکم کا مسلحہ جسکے ساتھ ہے کہ اقبال نے یہ حصہ نصرت کے دیے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک فخر عمل اور فخر انتخاب، ایک مہمن کا نکات اور ایک ہادی اور ہر عالم کے طور پر پیش کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ اور میرت اللہ کی کے اقبال کا پیٹام ہے۔ تاکہ اس اہل کی بدست سے وہ گلشن، قہر و فخر و نصیر کا فرض ادا کرے جس کے لئے قدرت نے اسے داعی و ہدایت کی ہے۔ اس طرح اقبال کی نصرت میں وہیے اور روایت کے طور پر سامنے آتی ہے جسے میرت نگاری کہتے ہیں اور اردو میں جس کا باقاعدہ آغاز حالی اور فن کے سامنے سے ہو اور اقبال نے اس روایت میں اسلئے کمال پیدا کیا۔ حمد و نصرت کے معاملے میں اقبال کا ایک لہجہ خاص ہے اور ایک اسلوب بیکرانہ و افشاد ہے جسکے وہ اپنے جذبہ کیف کے تمام تر اہلاندہ بن کے ساتھ شعر کہتا ہے لیکن امتیاز پسندی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ بیکرانہ اسلوب کے دیکھنے سے اقبال قوم کے مسائل کا ہر و حاشی کرتا ہے اور فتنس بلند اور حسد بار سوں چٹکتے کی دعویت دیتا ہے۔ اکثر فنی حق پرستی اقبال کی حمد و نصرت کے حوالے سے کہتے ہیں۔ "کسی طرح ان کا سارا کلام تو حید و رسالت کے پاکیزہ تصورات اور بیکرانہ نکات کا مظہر ہے۔" (۱۰۳)

پروفیسر افتخار کی رائے میں "اقبال کی تعلیمات کا مرکز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ وہ آپ کی میرت میں حیات و انسانی کے لئے عمل نمونہ دیکھتے ہیں۔ حق کی شاعری گزندگی کی فہر ہے تو حقیقت میں وہ زندگی کی اسوۂ حسنہ ہے۔" (۱۰۴)

ریاض مجید کے مطابق "اں نے نزدیک تحقیق کائنات کی فرض و غایت ذات مصطفیٰ ہے۔ اور سارا عالم اسی ایک محور کے گرد گھوم رہا ہے۔ انہوں نے محدود وقت کوئی کو قریب و بے وقت دی۔ وقت کے موضوع کو قوم و ملک کی بنیاد و تہذیب، زندگی سے ہم آہنگ کر کے اسے ایک بنیاد پر دیا۔ وقت کے پرانے اسیر اور معروف شکلوں کو نئے رنگ کے جدید لباسوں اور مادیات کو وقت کے موضوع کا مشعل بنایا۔" (۱۰۵)

کلام اقبال میں حسن :

گنج لال جو حسن ہوا دلہن عشق	—	آواز کن ہوئی تپش آموز ہاں عشق
چشم لعل مگر کا یہ سارا قصور ہے	—	عالم تمام ہوئے ذوق شعور ہے
زباں سے مگر کیا تو سید کا دعویٰ تو کیا حاصل	—	بلا ہے مع پندار کو اپنا خدا تو نے
ہوئی جو چشم مظاہر پرست و آخر	—	تو بلا خدا دل میں اسے کہیں میں نے
جنہیں میں دھوئے تھا تہاں میں ریموں میں	—	اے نگے میرے قلعت غنہ دل کے کینوں میں
جہرے میں "قرمیں وہ سوہ" بحر میں وہ	—	چشم غلہ میں نہ تو سرمد اقبال دے
ہلک جھری مہاں جلی میں آتش میں شرارے میں	—	بھٹک جھری ہو یا پند میں سورج میں جہرے میں
سروری دینا نظر اس ذات ہے بہتا کو ہے	—	خبریں ہے اک ہی ، باقی تپان آوری
— مکی اے حقیقہ خنجر نگر آہاں ہر میں	—	کہ ہر مردوں بھڑے تپ رہے ہیں مری جھکی ہر میں
— تو ہے ہوا خنجر ، میں ہوں ذرا سی تیر	—	اے مجھے بھٹک کر ، اے مجھے ہے کنار کر
— ملا بلا مرے سانی نے عالم من و تو	—	پا کے مجھ کو سے لا الہ الا ہو
— قلندر جہاز وہ حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا	—	قہر ہر کاروں ہے غلت ہائے جہازی کا
— اپنے رازوں کو نہ بچائے تو محتاج ملوک	—	نور بچائے تو ہیں جہرے گدا دلا و جم
— وہاں ہے جگ کو مٹی کی جھڑکی میں کون	—	کون دیباؤں کی موجوں سے اٹھتا ہے سحاب
— کون لانا کھینچ کر پتھم سے ہار سازگار	—	خاک پر کس کی ہے ، کس کا ہے پور آفتاب
— کس نے گھردی موتیوں سے غول گندم کی جیب	—	موسموں کو کس نے سکھائی ہے غول آفتاب

خودی کا سر لیا لا الہ الا اللہ	—	خودی ہے کل ، طوں لا الہ الا اللہ
پہ نظر فصل گل و لالہ کا نہیں پائے	—	یہاں ہو کہ طوں لا الہ الا اللہ
اگرچہ مت ہیں حمایت کی آستینوں میں	—	مجھے ہے ہم طوں لا الہ الا اللہ

— مقام لکھ ہے عینک زلف و مہاں	—	مقام ذکر ہے سبحان ربی - اعلیٰ
— میں نے اے میرے تری پر دیکھی ہے	—	قل ہو اللہ کی شہیر سے غلہ ہیں تمام

- یہ ایک جہود ہے تو کس کی ہے — ہزار جہود سے دیا ہے کوئی کو نہات
 - باطل کوئی پس ہے ، حق کا شریک ہے — شرکت مباح حق و باطل نہ کر قبول
 - وہ ہے کا تو ہی جہاں میں پکارت نکلتا — جہاں جو ترے دل میں کا شریک نہ
 - لا دلی ، لا یحیی ، کس پچ میں الہا تو — دلو ہے طغیوں کا لا غالب الا وہ
 - خود دیکھے اگر دل کی نگہ سے — جہاں روشن ہے نور لا الہ سے

محمد میں فریاد و استغاثہ کا جو آغاز ماضی سے ہو ہمارا آشوب ملت کی آئینہ دہری کی گئی ، اس دور و سند لائے کو اقبال نے پھر تر کیا۔ ان کی نظم شکوہ جروب شکوہ اس اسلوب کا ایک دلور منفرد تجربہ ہے۔ گھ مندی کی جہاں اس پائنتیت نور چاہت کے روحانیہ شے پر ہے جس کی رو سے اللہ کی رحمت سے زیادہ کوئی ہے دل کا ہار و ساز نہیں۔ جو قرعہ رگب جاں ہے اور جس کی رحمت و رحمت سے انسان کے ہر درد کا دلور ہوتا ہے۔ حکایت کے اس و اللہ کے لیے کے پردے میں اقبال کو اصطلاح امت مقصود ہے۔ یہ نظم صاحب اسلام کے ہاتھ میں آئینہ انصاف ہے کہ وہ اپنے چہرہ عمل کے دے دیکھیں۔ مکانات عمل کے لطری قانون کی ماحول سمجھیں۔ غور کریں کہ اس تمام تر نرس ماضی کی تمام تر افسانہ دہری خواہن پر ہے جس دن دوبارہ توحید و ملت کے مرکز سے اٹھ کر ہو گئے ، اپنے کرد عمل کو سنبھالی اور مثبت انداز حیات سے دشت ہا ہو گئے اسی دن سے دوبارہ عالم کب عروج ہو جائیں گے۔ شکوہ کا مراد اسلوب نگہ آہر ہونے کے باوجود اسلوب مر کے زمرے میں آتا ہے۔ اور اسی سرچشمہ محمد سے اسوای نصعد و دل ہوتی ہیں۔ جب اللہ فرماتا ہے۔

کی عمر چٹختے سے دیا تو نے تو ہم نیرے ہیں — یہ جہاں چڑ ہے کیا ، نوح و قلم میرے ہیں

شکوہ (بالواسطہ محمد کے چندہ) :

حق تو موجود ازل ہی سے نری ذات قدیم — بھول کا نعب میں ، یہ نہ پریشان حقیم
 شرط انصاف ہے اسے صاحب مداف حقیم — ہائے گل گلی کس طرح ہو ہوتی نہ نیم
 ہم کو شمع خاطر یہ پریشانی حقیم —
 وہ امت سے محبوب کی دہائی حقیم ؟
 ہم سے پہلے قادیان جہاں کا مھر — کہیں سجد تھے پتھر ، کہیں مجبور شمر
 حرم بیکر محسوس حقیم انہی کی نظر — راتا ہر کوئی حق دیکھے خدا کو کہ مگر
 حق کو معلوم ہے لہذا قادیان نام ترا ؟
 قوت باندھے مسلم نے کیا کام ترا
 کون سی قوم لٹا حیرت خدا ہوئی — اور تیرے لئے زحمت کش ہیکار ہوئی
 کس کی شمشیر جہاگیر جہاں ہوئی — کس کی بھیر سے دنیا قری بیاد ہوئی
 کس کی دیت سے منم سے ہوئے رچے تھے
 من کے بل مگر کے حواد امہ کتنے تھے

لطعات سر :

ترے شیشے میں سے باقی نہیں ہے — کیا تو مرا ساتی نہیں ہے

منور سے لے جایے کو جنم — — — ظلم ہے ، یہ رزاق نہیں ہے
 دلوں کو مرکز سرور کا کر — — — رسم کبریا سے آئینہ کر
 جسے حق جری حقی ہے تو لے — — — اسے ہڈیے منور بھی مٹا کر
 رزاق توں منور سے نا آئینا ہے — — — لب کیا کہ جری دریا ہے
 تو ہے منور سے غرور ہے حق — — — خدائے زعماء زعموں کا خدا ہے

نعت :

خدائے وہ سر پہا ہر حق جری — — — کسی کو دیکھتے رہتا لڑ حق جری
 اسی قول سے ترے عشق کا رزاق — — — لڑ اس کے خدائے کا ایک پندہ ہی
 خوشاد وقت کہ طرب مقام قیاس کا — — — خوشاد وہ کہ دہرہ عام قیاس کا

(باز)

اے تجھ سے وہاں نہ دالم فرما گیر — — — اے جری ذات باری عکس روزگار
 پھانے کو چرا ہے ہلکے کو پھل میں — — — صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول میں

(صدیق)

سالار کاروں ہے میر ہر لہا — — — اس نام سے ہے ہائی کریم ہیں ہر

وہ نہیں ہے تو مگر اسے طرب نام مستفی — — — وہ ہے کیجے کہ جری راج اکبر سے سوا
 خاتم ہستی میں تو کہاں ہے میر تکیں — — — اپنی طاعت کی دولت کا حق جری میں
 تجھ میں راحت اس شہنشاہ مستم کو ملی — — — جس کے راس میں لہا اقوام عالم کو ملی
 ہم لہا جس کے شاہد عالم کے ہوئے — — — جاغیس قیصر کے دولت خیر نام کے ہوئے
 تو غریب نہیں ہے مسلم کا تو رہا ہے تو — — — تختہ ہرپ ہر کی شہاں کا ہے تو
 وہ ملک ہائی ہے تو دنیا میں ہائی ہم بھی ہیں — — — راج ہے تو اس میں میں گھر جنم بھی ہیں

(خدا و ملازم)

لیکن ہلال ، خدا جی رولہا حیر — — — نظرت حق جس کی نور نعت سے میر
 جس کا اسی قول سے ہوا سید ہلال — — — حکم اس صدا کے ہیں شہادہ و تیر
 ہوتا ہے جس سے نور و ہر میں اعتقاد — — — کرتی ہے جو طرب کو ہم پلوتے میر
 ہے خدا راج تک وہ لہا ہے مگر گود — — — صدیق سے ہی ہوا ہے جسے کوئی چراغ
 اقبال کس کے عشق کا نہ فیض عام ہے — — — روی کا ہوا ، پہلی کو نام ہے

(باز)

کر ہے و عربہ کلمہ کزے جس مگر کرم — وہ گدا کہ تو نے ملا کیا ہے جنہیں دماغ نکھڑی
 لب کیا، گرم و پریں مرے بچے ہا نہیں — کہ برقرار صاحب دولتی ہستم سر خود ،
 وہ دلائے سب، فتح ہر مسل، مولائے کل جس نے — خوار رو کو حنا فروغ دلائی بنا
 ۱۵ مثل و مستی میں وہی دل و عش آفر — وہی قرآن ، وہی فریسی ، وہی لیس ، وہی ط

(خیر عانی کے مزل پر)

— سچ ملا ہے یہ صراج مستحق سے مجھے — کہ عالم حریت کی دہ میں ہے گردوں
 — تو اے مولائے یثرب آپ میری پارہ سازی کر — مری دانش ہے ازگی ، مرا ایلا ہے نہدی
 ترا مجھ پر ہے لوری ، پاک ہے تو — ذوال رجا ، انارک ہے تو
 نہ صید ہوں ، افشہ و حور
 کہ شہنشاہ و نورک ہے تو

اولیٰ، عشق انسانی ایک ایسی عتیقہ نظر ہے جس کا ہر شعر عشقِ رسوں کے طیف و صادق ہواں کا تینہ دار ہے۔ رول کر سول شہنشاہ کی
 زیارت کا لہجہ، دروازہ اعلیٰ جبر و حقی کی دروازہ گیزیں، ہر شوق آمیز ہیں، اس تھم میں سیتے ٹیڈ موثر اندر میں ہیں، ہولی ہیں۔ ضابطہ اسطاس کے
 انجیل الوبار کا کرنا ہے، ہر کاروں کے دل سے اس میں رہاں کے چلے کا ہواں ختم سے فکر سے فرق و مجبور، نہ عشق و حضور کی تہاں اس کا
 اس سے ضرورت انصار کس نہیں بلکہ اس علم میں ایک واسطہ اور یہ رہی عتیقہ نہ آگیا ہے

روح بھی تو، تمھیں تو، حیرت و حیرت — کہ تیرے رنگ تیرے عید میں حباب
 ماب آج و خاک میں تیرے غمور سے حور — دریا رنگ کو آیا تو نے طوفان آفتاب
 شہید و شہید و سلیم حیرتے جمال کی حور — کر بندہ و با جید حیرتے جمال ہے نقب
 عشق حور اگر نہ ہو میری فلا کا نام — ہر قیام ہی حباب ، میرا نکور ہی حباب
 میری نکور جہ سے دونوں مراد پا گئے — مثل نہاب و جنتو ، عشق حضور و اضطراب
 تیرا و تار ہے جہاں گرا ٹپ آفتاب سے — مع رنگ تار کر جلا ہے حباب سے

(اولیٰ عشق)

جانا ہوں میں یہ امت حامل قرآن نہیں — ہے اسی سرمایہ دہری ہوا موس کا دہری
 صبر حاضر کے نکاحوں سے ہے لیکن یہ خوف — ہو نہ چلے آشکارا شرع و خیر کس
 لہذا آئینہ و خیر سے سو بار لہذا — ملا موسیٰ بن ، مرد آقا ، مرد آفریں
 صبر کا پیغام ہے لوحِ خدی کے لئے — نے کوئی لغو ، غافل ، لے غیر وہ نہیں
 کہ ہے دولت کو ہر تہو کی سے پاک صاف — سموں کو بل و دولت کا ملتا ہے میں
 اس سے بڑھ کر ہر گناہ و فعل کا انکسار — ہر شاہوں کی نہیں ، لہذا کی ہے یہ نہیں

(ابن سائے طغیر وں سے)

ابہذا رافت کا وہ رنگ، کچھے مس میں مت کا آشوب جھٹکتا ہے اور لڑاوا شہادت کی کیفیت ہے

کل ایک شہید و مارگاہی جھٹکتے میں رو رہا کے کہہ رہا تھا ۔۔۔ کہ مس و ہوا میں سے مسم ہمارے ملت مٹا رہے ہیں
 و از ان رسم طرب ہزار رہا میں تارے ۔۔۔ کہیں بھلا میں سے دلتہ کیا نہ تھو سے کا آشوب ہے میں
 طرب ہیں یہ مہندہ خود میں سے تری قوم کا چہ ۔۔۔ کہ نہ تھو سے مسوں و یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں
 (نقد)

شیرازہ ہوا طرب مرحوم کا اجر ۔۔۔ اب تو ہی بنا حیرا مسلوں کہہ رہا ہے
 .. نکت آشوب نہیں کر رہا میں ۔۔۔ ہائیدہ رہا ہے مجھ میں وہ طوقان کہہ رہا ہے
 ہر چند ہے یہ کابل و رطل و زلہ ۔۔۔ اس کو وہ پہلاں سے جدی طوان کہہ رہا ہے
 اس دور کو اب قاش کر اسے روح محمد ﷺ ۔۔۔ نجات اٹھی کا تمہاں کہہ رہا ہے
 (اسے روح محمد ﷺ)

میں حضور نے اسے حسیب رہا عجز ۔۔۔ کل کل ہے تری گرمی تو اسے کہہ رہا
 کل کے مارے جوں سے رنگ ہوا تھا ۔۔۔ ہرے واسطے کیا تھو لے کے تو گرا
 حضور ﷺ دہر میں آسوں میں حق ۔۔۔ عرش مس کی ہے وہ دہ کی نہیں ملتی
 مگر میں نہ کہ کتب تہجد رہا ہوں ۔۔۔ ہو پیر اس میں ہے بہت میں ہی میں ملتی
 جھٹکتی ہے تری امت کی تہہ اس میں
 طربوں کے عہدوں کا ہے لہو اس میں

(حضور رسالت ﷺ میں)

اب ہم آخر میں جو بھوکہ کے نتیجہ میں پیش کرتے ہیں جو قہر کے گروہ کا جوہر ہیں اور جو اس مرکزی جذبہ راجعت کی نشان دہی
 کرتے ہیں، جس سے وہ اپنی گہری ملی بھوکہ لڑاوا شہادت کی کیفیت ہے

ملو و فید ہے فیچے میں ۔۔۔ پریشاں ہو جا ۔۔۔ رفت و روش ہوائے چنستان ہو جا
 ہے لک مار تو اسے سے پہلاں ہو جا ۔۔۔ لہو موج سے ہلکے طوقاں ہو جا
 قوت خلق سے ہر پست کو ہلا کر دے
 دہر میں ام محمد ﷺ سے اہلا کر دے
 سو نہ یہ پھول تو بیل کا ترلہ بھی نہ ہو ۔۔۔ بلکہ دہر میں گلیں کا مجسم بھی نہ ہو
 یہ نہ ساتی ہو تو پیر سے بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو ۔۔۔ دم توہید بھی دہا میں نہ ہو ، تم بھی نہ ہو
 غیر ملک کا مسجد اسی نام سے ہے
 جس اسی پیش آمدہ اسی نام سے ہے

ہمارے ایک سوشل سائنس دان نے اپنی شاعری میں بھی یہ ہے اور زبان بیان میں بھی اس صورت حال کو ظاہر کیا ہے کہ میرے قاصد
 عوام میں جن سے اپنی شاعری میں دل کو پہنچانے کے لیے ان کے دل کو پہنچانے کے لیے ان کے دل کو پہنچانے کے لیے ان کے دل کو پہنچانے کے لیے
 طبع لعل، خوب کی مدد پر ہندی اور حسن اثر کے لوازمات سے پر ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین اعظمی کے قلم میں کلام میں اللہ کے نام کی عزت ہے۔ اسلام کی حکمت کے مطابق اس سے ان کا کام ہند ہے۔ ہر وہ
 چیز جسے اسلام سے مراد ہے ہم بھی لگاؤ ہے انہیں عزت ہے۔ مولانا نے حضور علیہ السلام کے عقل کو منسلک بیان کیے ہیں۔ اس لئے کلام میں ہمارا اثر
 اور حدیث کی سمجھات ملتی ہیں۔ انہوں نے ایک جوش اور دلائے سے دلوں کو گرہ لیا کہ کار حیات کے لئے حضور علیہ السلام کے ہم لیا اسرفہ ملی کی
 حقانے کراہیں اور آپ کا ہم لے کر پیچ کی جائے آپ کے ہم پر مرنے کی تپ اور جذبہ ہے اگر یہ۔" (۱۰۸)

حضور علیہ السلام سے واللہ محبت کا اندازہ جذبہ شوق کی مولیٰ کیفیتیں۔ شاپے ہوئے دل کی کرہوں کو سرفہ ملی لائے کا اصل،
 جوش انگیزی اور اثر آفرینی مولانا کے مذہبی کام اور حدیث کی خصوصیات ہیں۔

میں نے مولانا کی نصیحت کو اپنی طرح سمجھ کر لے لیا۔

حدیث میں قوی سطح پر اندازہ عالیہ کی فنکارانہ اسلوب فکر علی بند کی مطالبہ ہے۔ جو مدد ملے گا کہ ہر کے مسلمانوں کی چھوٹی آوازوں میں
 مولانا کے جوش و خروش کی ترجمانی کرتی ہے۔ نیز ان کی تفسیر شاعری معاشرہ میں سیاسی واقعات اور تحریروں کا عکس لئے ہوئے ہے۔"

(۱۰۹)

ان کے شعری مجموعے ہرستان، چمنستان اور نگارستان کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔

حدیث و نصیحت :

میں نے اپنی حکمت سے زمین و آسمان تو لے — دکھائے اپنی صورت سے میں کیا کیا نکال تو لے
 نہیں موقوف عاقبت تری اس ایک دنیا ہے — کہے ہیں ایسے ایسے بیکروں پیدا ہواں تو لے
 دلوں کو صورت کے نور سے تو نے کیا روشن — دکھایا ہے نکال ہو کر میں اپنا نکال تو لے
 جو پہنچے صفی کی رحمت اللہ علی سے — دعائی بارب اپنے لطف اور احسان کی شان تو لے
 سے لافطوا کے لئے میں سرشار رہتا ہوں — یہ مستوں کو عقل ہے حیات ہواں تو لے
 اہی برقی غیرت کی غیب محو کا عطا کر دے — بھ آتش نیر پاک کو ساتھ ہی آتش نوا کر دے
 بتاؤں گا کہ خاک ہر یوں اکسیر حق ہے — مری پکوں کو ہادی حرم صفی کر دے

عرض حال بدرگاہ و رب العزت بتوسط حضور خواجہ دوپہاں علیہ السلام :

اے کہ ترا ہواں ہے نعب فکر حیات — دونوں جہاں کی روئیں ہیں ترے من کی راکہ
 جی نہیں سے آئندہ ہر جو ذلت کا فردا — اور ترے کہے کا بعد مراد، علم کائنات
 بہرہ اللہ سے حق دینے کے لئے — سب کئی ضرورت، سب حق قبولیات
 چہرہ کلا کرم ترا ہواں سے آہ لیرہاں — لطف ترا کر شہ رخ کہے سے آہ سلامت
 میرے سلام کے لئے گلشن قدس کے حیر — محوم رہے ہیں اہل ذل، مجوم رہے ہیں ذلت بات

سر پہ تیری ریت ہے، مگر مٹی ہے لہو میں جا - سورج پڑا ہے خاک میں، وہ ہے ساحلِ نہایت
 - قلم کے پتہ غزل کا، کر یہ لب سے لہجہ - اسے کہ ہے مبداءِ لہجہ ایک فقط تری ہی ذات
 مے سے نکلتے ہیں دانے تو ہے اسے لہو کریم - لہجہ ہو کیوں کریم کا سلسلہ، خود نشات
 سورج لطفِ خاص ہے کسی سے نہی یہ قرب
 ہم سے لہرا ہوا ہے کیوں گوشہ، غمِ انکسار

فریادِ بحضورِ سرورِ کونین:

اے خدارِ ہزار کے رشید، آفتاب - کجا لزل ہے تیری جگہ سے لہجہ واپ
 ہوا ہے قدموں نے ترے آستانے کو - خلی ہے آسمان نے جگہ کر تری رکاب
 شاہیں ہے تجھ کو سرورِ کونین کا قرب - ہاں ہے تجھ پہ روضہ درین کا خطاب
 دہا ہے شرق و غرب پہ ہر کرم ترا - قوم کی نسل پر ترے احساں ہیں بے حساب
 پیدا ہوئی نہ تیری سوانح کی نظم - آیا نہ کوئی تیری مہاشات کا جواب
 خیر البشر ہے تو، تو ہے خیر الامم وہ قوم - جس کو ہے تیری ذات گرامی سے استجاب
 مغرب کی دست برد سے مشرق ہوا جہد - ایساں کا خاکِ کلم کے ہاتھوں ہوا لڑب
 اے قبلہ، وہ عالم، اے کعبہ، وہ کون - تیری دعا ہے حضرتِ ہادی میں مستجاب
 مغرب کے سبز پارسے سے باہر نکال کر - دونوں دعا کے ہاتھ بند کرپ، اسطرب

حق سے یہ عرض کر کہ ترے ہوا نظام

جنگل میں سرگرداں تو دنیا میں کامیاب

وہ شمعِ لہجہ جس نے کیا چالیں دس تک عماروں میں - ایک روز جھٹکتے ادا تھی سب دنیا کے دیباہوں میں
 مگر لہجہ و ساقیِ محفل میں لولاک لہا کا شور نہ ہو - یہ رنگ - ہو گزراہوں میں، یہ نور نہ ہو پہاڑوں میں
 جو فلسفوں سے کل و مکا، جو کتبہ دروں سے مل نہ ہوا - دو روز ایک کئی دالے نے مظلوم چہر اٹھاہوں میں
 وہ ہمیں نہیں ایمان دتے آئیں دکھن کھنڈ سے - احوط سے لے کی ماقص کو یہ قرعہ کے پہاڑوں میں

دل جس سے زخم ہے وہ قنا تھی تو ہو - ہم جس میں ہیں رہے ہیں وہ دلا تھی تو ہو
 پہرہ جو سینہ، شبِ سیم است سے - اتنا قومِ لیلیٰ کا اہلِ تھی تو ہو
 سب کچھ قمارے واسطے پیدا کیا گیا - سب فاقہ کی فاقہ دلی تھی تو ہو
 دہا میں روضہ وہ جہاں وہ کون ہے - جس کی نہیں نظیر وہ تھا تھی تو ہو
 مگرے ہوں کہ قلم لیا جس کے ہاتھ نے - اسے تاجِ ہرپ و ہنر تھی تو ہو

اتمامِ نور: (تم)

نور تھا ہے کلم کی حرکت پہ خندہ زں - ہوگوں سے یہ چراغِ محیا نہ جانے کا

نعت :

دلو کیا جود و کرم سے و بطحا حیرا نہیں سننا ہی نہیں مانگتے دلا
 نہیں ہے و حقیقہ نسیم زلال حیرا آپ جہاں کے جنس میں ہے دلا حیرا
 فرش ولے زری شوکت کا جلو کیا جانیں خروا عرش پہ آتا ہے بحر حیرا
 میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہوا مالک کے حبیب یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا حیرا
 ایک میں کیا ، سرے صدیوں کی حقیقت تھی مجھ سے سوا کہ کو کافی ہے دلا حیرا

بہد ملے کو قرب حیرتہ حیرا لک ہاٹن میں گئے ہوا غار کیا
 تیری مرضی پا گیا ، سورج میرا اگلے قدم تیری اہل اہل گئی ۔ ۔ کا کیا چر کیا
 لاہ چلی میری دنیا ، اندیر دلا سے اہل کل کیا گیسو ترا ، رحمت کا بدل گھر کیا
 وہ کہ اس در کا ہوا ، عین خدا اس کی ہوئی وہ کہ اس در سے بکرا ، عین اس سے ہر کیا
 میں ترے ہاتھوں کے صدف ، کیسی نگریں نہیں جن سے اسے کاروں کا دھڑلہ نہ ہر کیا
 لو کہیں کہاتے میرا گئے ان کے در پر چارو وہ کہ تو اے رضا دل ، کیا آکر کیا

نعتیہ ہاشا جس وقت وہ دیکھیں کیا ساتھ ہی جلی رحمت کا قلعہ کیا
 لے غیر جلد کہ فیروں کی طرف دھین کیا میرے حوا سرے آکا ترے قرب کیا
 افسانہ چاہا ، اسیں لہ ، و رکھا غیر سے کام نہ افسانہ میں دلا سے سلطان کیا
 ہاتھ دول ، ہوش و خروش تو دے دینے پہنچے تم نہیں چلے رضا سارا تو سلطان کیا

نہم۔ عزت و اقتدار محمد ﷺ کہ ہے عرش عزت نام ہائے محمد ﷺ
 یہاں عرش ان کا ۔ ۔ ملک فرش ان کا ملک خادان سرا ہے محمد ﷺ
 خدا کی رضا ہاجے ہیں وہ عالم خدا ہا ہا ہے رضا محمد ﷺ
 دم خراج ہادی ہو میری زبان محمد ﷺ محمد ﷺ ، خدائے محمد ﷺ
 خدا ان کو کس بدل سے دیکھا ہے جو آئیں ہیں ، عہد کا محمد ﷺ
 رضا کی سے اب وہ کرتے گزریے کہ ہے رہب علم ہدائے محمد ﷺ

مرقاہم ہے کن سلطان زمین ہول لب ہول ، دین ہول ، دکن ہول ، چون ہول
 نکا بھی ہلے تو ہلے نہیں ہلا تم ہا ہوا تو ہو جائے اکی کوہ کن ہول
 دل اپنا بھی شیدائی ہے میں ہاتھ پا کا اٹک بھی ہو تو پہنچے اے چرخ کن ہول

وہ سوئے لال زور ہلے ہیں تیرے دن اے ہمارے ہلے ہیں
 اس گل کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے ہمارے ہلے ہیں

تائب سر مشرتا پوٹے نہ شہ نور کا
 انہما ہوتا ہیں تو باطل ہے جملہ نور کا
 چاند چمک جاتا جدھر انگلی نکلتے منہ میں
 اسے رضا ہے اور نوری کا فیض نور ہے

(۱۹۸ اشعار)

مصطفیٰ جانِ رحمت چ لاکھوں سلام --- شمعِ یومِ ہدایت چ لاکھوں سلام
 سر پرشِ نبوت یہ روشن دروا --- گلِ باغِ رسالت چ لاکھوں سلام
 شریکِ ابدِ جاہدِ حرم --- نایابِ شفاعت چ لاکھوں سلام
 نقطہٴ سرِ رحمت چ لاکھوں سلام --- مرکبِ دورِ کثرت چ لاکھوں سلام
 اصلِ ہر دور و دورِ غم و جور --- قائمِ کثرِ نعمت چ لاکھوں سلام
 فتحِ بابِ نبوت چ لاکھوں سلام --- قائمِ دورِ رسالت چ لاکھوں سلام
 سرِ قیاسِ جبریت چ لاکھوں سلام --- مظهرِ جبریت چ لاکھوں سلام
 بادِ نبوتِ خلوت چ لاکھوں سلام --- شمعِ ہوسِ جلوت چ لاکھوں سلام
 پرچمِ ابدِ دولتِ ابد چ لاکھوں سلام --- مطلعِ ہر سیدت چ لاکھوں سلام
 خلق کے دل و دہر سب کے فریادوں --- تائبِ دورِ معیبت چ لاکھوں سلام
 مجھ سے شکر کی دولت چ لاکھوں سلام --- محبت سے اس کی قوت چ لاکھوں سلام
 ہم غریبوں کے حق چ لاکھوں سلام --- ہم فقیروں کی ثروت چ لاکھوں سلام
 وصف جس کا ہے آئینِ حقِ خا --- اس خدا سازِ طاعت چ لاکھوں سلام
 جس کے آگے سرِ سرورِ غم و دہی --- اس سرِ حاجتِ رخصت چ لاکھوں سلام
 وہ کرم کی گنتا گیسوئے مشک سا --- کہ لبِ دولت چ لاکھوں سلام
 لیلۃ القدر میں مطلعِ انجمنِ حق --- ملک کی استقامت چ لاکھوں سلام
 دور و نزدیک کی سننے والے وہ کان --- کانِ علوٰی کرامت چ لاکھوں سلام
 جن کے ماتھے شفاعت کا سرا رہا --- اس جہنمِ سعادت چ لاکھوں سلام
 جس طرف انہ کی دم میں دم آگیا --- ان نبیوں کی کائنات چ لاکھوں سلام
 نجی آنکھوں کی شرم و حیا چ لاکھوں سلام --- انجمنِ مبینی کی رخصت چ لاکھوں سلام
 جس سے تاریک دل چمکاتے گئے --- اس چمکِ اولیٰ رحمت چ لاکھوں سلام
 چاند سے منہ چ سدا درخشاں دور --- ملک آگاہیِ صباوت چ لاکھوں سلام

یہی ایک مکہ قدس کی چھل	—	من لوں کی زانگت چ لاکوں سلام
وہ دین جس کی ہر بات وحی خدا	—	بشر سلم و عت چ لاکوں سلام
وہ نہیں جس کو سب حق کی کجی کہیں	—	حق کی ہند حکومت چ لاکوں سلام
اس کی پوری فصاحت چ — — —	—	حق کی دکن طاقت چ لاکوں سلام
اس کی باتوں کی لذت چ لاکوں سلام	—	حق کے غلبے کی قوت چ لاکوں سلام
جس کی تسکین سے رات — — —	—	حق کی عبادت چ لاکوں سلام
ہاتھ جس سے ہوا لپکی کر دیا	—	سورج ہر صاف چ لاکوں سلام
جس کو ہمارے عالم کی پروا نہیں	—	ایسے ہزار کی قوت چ لاکوں سلام
اور کے غلبے لڑائیں دیا نہیں	—	انبیاء کی کرامت چ لاکوں سلام
کل جہاں ملک اور ہر کی رولی خدا	—	اس قسم کی قیامت چ لاکوں سلام
جو کہ حرم خلافت چ کھنچ کر رہی	—	اس سر کی جماعت چ لاکوں سلام
انہما — کریں رات اس کے حضور	—	دانوں کی وہابت چ لاکوں سلام
جس سبائی گزری چکا حبیب کا ہاتھ	—	اس دل المرور سامت چ لاکوں سلام
نصیب بددلی شب چ ہے نہ دور	—	مالم خولہ راض چ لاکوں سلام
جس کے آگے گیلی گراہیں جب گھنٹا	—	اس قدور شوکت چ لاکوں سلام
الارض من کے ہر ص چ لاکوں سلام	—	ان کی ہر خود خلعت چ لاکوں سلام
ان کے ہر نام و بہت چ نامی دور	—	ان کے ہر وقت و حالت چ لاکوں سلام
اک میرا حق رحمت چ دینی نہیں	—	شاہ کی ساری امت چ لاکوں سلام
کاش عشر میں جب ان کی آمد ہو اور	—	ہمیں سب ان کی شوکت چ لاکوں سلام
مجھ سے خدمت کہ قدی کہیں ہیں رضا	—	مصلحت جان رحمت چ لاکوں سلام

معراج نظم نذر گدا ب حضور سلطان الانبیا علیہ الفضل الصلوٰۃ والثناء : (۱۶ اشعار)

وہ سرور مشور رسالت جو عرش پر ہوا کر رہے تھے — سے زانے طرف کے سلاں رب کے صحن کے لئے تھے
 وہی ملک پر یہاں زمیں میں رہتی تھی شدی پئی تھیں وحش — دوسرے ہوا رہنے آئے ، دوسرے ملکات اللہ رہے تھے
 یہ بھوت پانی تھی انکے دماغ کی کہ عرش تک پہنچتی تھی پہنکی — وہ رات کیا جھکا رہی تھی جگہ جگہ صوب آئے تھے
 اندر کر ان کے دماغ کا صدق یہ نور کا صف رہا تھا بڑا — کہ ہاتھ سورج کیل کیل کر نہیں کی خیرات مانگتے تھے
 فقی حق کا سر چ سرا ، صلوٰۃ و تنہیم کی لہار — وہ وہی قدی پر ، بنا کر سلائی کے واسطے کھڑے تھے
 نیانیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قدیس جماعتیں — حضور خورشید کیا چکے ، چرخہ اٹا دیکھتے تھے
 میرا مرکز میں لڑق مشکل ، رہے نہ قائل خلوت واصل — کانیں حیرت میں سر جھکائے ، چپ پکر میں دہرے تھے

وہی ہے اول ، وہی ہے آخر ، وہی ہے ، ملن ، اور ہے ص : ی ۔ جو اب ای ۔ ٹ ۔ اسی سے انکی طرف گئے تھے
کہان لکھن کے جھوٹے قطر قم اول آخر ۔ پیس میں ہو ۔ مہدائی پہل سے تو پھر کدھر سے آئے کدھر گئے تھے
لبان کو انتقاد گھنٹن تو کرائی کہ حسرت شنید ۔ یہاں جو کہن تھا کہ لایا تھا ، وہ بات سنی تھی من پئے تھے
نہا کی قدرت کہ ہمارے حق کے کدوؤں میں ملو کر کے ۔ ابھی نہ جہاں کی چھایں دلی کہ نور کے تڑکے آئے تھے
نہی ، رحمت ، شفیع امت ، رضا پہ نہ ، رعایت ۔ اسے بھی من ظنوں سے حد جو خاص رحمت سے وہی ہے تھے

عاجہ تو ششہ کا راز ، بھو ۔ ۔ تب تو دیکھ چکے ، کیجے کا کہہ دیکھو
تیب دھرم تو کیا ، خوب بھائی پیاہیں ۔ ۔ آؤ جو وہ کوڑ کا بھی دریا دیکھو
خوب آنکھوں سے لکھا ہے ظاف کہہ ۔ ۔ قمر محبوب کے ہارے کا بھی جلا دیکھو

سب سے اولی و اعلیٰ جہاں بی ۔ ۔ ب سے بلا ، والا جہاں بی
جس کو شکاں ہے عرفی خدا ، جہاں ۔ ۔ سے ، سلطان والا جہاں بی
جس کے نکوہ کا احوال ہے تب حیات ۔ ۔ سے ، رحمت کا دریا جہاں بی
جس کی وہ عہد ہیں کوڑ و طہیں ۔ ۔ ہے ، رحمت کا دریا جہاں بی
سارے اچھوں میں اچھا بگھنے لئے ۔ ۔ سے اس ایسے سے اچھا جہاں بی
غزوں کو رضا مزہ دینے کہ ہے ۔ ۔ دھوں کا سدا جہاں بی

لہ میں عشق رخ کا دل لے کے چلے ۔ ۔ اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

(۱۱۳)

حسن رضا خاں حسن بریلوی (م ۱۳۱۷ھ) نعت کوئی بھی اس کے یہیں بھی دی گاسن ، خصوصیات نظر آتی ہیں جو مولاناؒ اور مولاناؒ
بریلوی کا خاصہ نعت کوئی ہیں۔ زبان میں ۔ ۔ اس امر پر خیال ، خصوصیات کی وہ مثالی اور نہایت کوئے واضح سے کہنے کی خوبی ، شعر کوئی
طبی قدر اور لولی معیار۔ صانع پر کج سے استال میں خلف پندی سے گرجا۔ والے کے سے طرہ سخن کی کائنات و الہی ۔ نعت میں تو قیہ نہایت
کے حوالے ، پہاں میرت اور دیگر حقیقتات نعت میں میں نہ دانتہر طوط خاطر رکھتے ہیں۔ اس کے نعتہ سلام میں بھی مولاناؒ جس خوبی ۔
مطالعات موجود ہیں۔

مباحث مجید کے قول : ”والعلیٰ اقدار سے آپ کی نعت کوئی کا متہم سمجھ رہے۔ مثلاً زمینوں ، صانع ہاں اور دوسرے خدائی گاسن نعت
کے ہر صف کی نعتوں میں عشق و حول کی نعت یہ نعت و دوات کے ذکر سے محبت و نہایت کے حاضر تھے ہیں۔“ (۱۱۵)
حسن رضا خاں کے یہاں نہ ۔ ۔ ہر سہارا پرانہ کی قدرت کے مقابہ کا منزلہ نہ ہاں سے اولین علیٰ خیر ہاں کی کار مادی سے ، ایسے
نست ایہ روئی حوال کی سوزی و تہ ۔ ۔ است ، اس دور اس سے مظہر طلی ، اس کی تہیہ کاری میں اپنے ہر اکھلا کا منزلہ نمایاں ہیں۔
حسن کی نعت کوئی کا مرکز اور حسہ پاک ، جہاں کی جہت سیرت و عہد ہے۔

حصہ :

- بے پاک رجب فکر سے اس بے نیاز کا --- کچھ دھل مٹل مشکل کا ہے نہ کام اقیہہ کا
 شہرگ سے کیوں وصل ہے آنکھوں سے کیوں جواب --- یا کام اس جگہ گرا ہرزا ہجر کا
 بر شے سے ہیں میں سرے صانع کی مستیں --- علم سب آنکھوں میں ہے قینہ سہہ کا
 تو بے حساب عشق کہ ہیں بے شمار جرم --- رجا ہوں واسطہ تجھے شام عجبہ کا
 کیوں کر نہ میرے کام فنی فیس سے حس --- رہا نہیں ہوں تو کیسے دے کار ساز کا
- فکر اسفل ہے مری ، مرجہ افق تجا --- صفت کیا خاک نکسے خاک کا پتہ تیرا
 ہر جگہ ذکر ہے اے ولہد یکے تجا --- ان کی برم میں روشن عین کا تیرا
 چار اشدو کی کس طرح گردہ بانہ می سے --- تاجی مٹل سے نکلتا نہیں مقدمہ تیرا
 آفریں گل محبت کے دلوں کو لے دوست --- یہ کورے میں نئے پٹھے ہیں دریا تیرا

نعت :

- تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو --- اللہ کو معلوم ہے کیا جاننے کیا نہ
 یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو --- وہ دو کہ بیٹھ سرے گھر گھر کا کھلا ہو
 لوٹے ہوئے دم ، جوش پہ طوفان سماوی --- دامن نہ سے ان کا تو کیا جانے کیا ہو
 ملی نہ ہو جوار بھی سرگ انہی --- جب خاک اڑے میری ، دہنے کی ہوا ہو
 قدرت نے ازا میں یہ نکھان کی جبین پر --- جو ان کی دسا ہو وہی خالق کی رضا ہو
 ہر وقت کرم مدد نوازی پہ حلا ہے --- کچھ کام نہیں اس سے برا ہو کہ کھلا ہو
 دل درد سے ہسلی کی طرح لوت رہا ہو --- سینے پہ قتل کو ترا ہاتھ دھرا ہو
 گر دعب اجل سر تری چڑکھٹ پہ جھکا ہو --- جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں لوا ہو
 دے میں کو دم نزع اگر حور بھی ساغر --- منہ پھیر لے جو تخت دیدار ترا ہو
 دے ڈالے اپنے لبہا جہا عشق کا صدق --- اے چارہ دل ' درد حسن کی بھی دوا ہو
 کلام لطف کے اسرار ہم بھی ہیں --- لئے ہوئے یہ بے قرار ہم بھی ہیں
 جہاے دست تمنا کی لانج بھی رکھا --- ترے قہقروں میں اے شہید ہم بھی ہیں
 بوجہ بھی تو کیا قدم کے وہ قدم جلوے --- تسادی رلا میں مشقت طہر ہم بھی ہیں
 جو سر پہ رکھنے کو مل جائے غلہ پاک حضور --- تو پھر کیسے گے کہ ہاں عاجل ہم بھی ہیں
 کہ کس شیشہ والا کا صدق بتا ہے --- کہ خسروں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں
 حسن ہے جن کی سہوت کی دھرم عالم میں --- انہی کے تم بھی ہو اک ریزہ نور ہم بھی ہیں

ہوتی، مگر وہ حضرت مہدی کا حال فرما دیتا ہے۔ وہ صدمہ نہ برداشت کر سکتا ہے کہ انہیں ہیں لیکن ان کا شمار کبیر شمع میں ہو چکا ہے اور
 ہر چہ وہ ان کے ذکر کے بغیر ناقص رہتا ہے۔ ان لوگوں نے قرآن ہی میں معرفت ہی اور حقیقت حصول کے مطابق لڑائے ہیں اور ہندوہ فکر
 کی ایک خاص نظائیر لکھی ہے۔ ان کے محالہ دو لفظ قرآن سے جزوی طور پر مدد و نعت کے شعور سامنے آئے ہیں جو کشش اثر دیتے ہیں۔ ہم اہل اقتصاد
 ان کا ذکر نہ کر سکتے ہیں۔

قرآنی پیدائش: قرآن کے بارے میں ایسے میں عقلی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں ساریک روش اور عقیدہ فکر کی آمیزش ہے۔ ہر
 دوسرے کلمہ چمکا رہا ہے۔

نعت میں غزل کے یہاں حب رسول صفت مضامین میں جلوہ فرما ہوتی ہے۔ وہ حضور کی ذات گرامی اپنے جلال و کمال کے تمام مظاہر کے
 ساتھ جلوہ فرما رہی ہے۔

حصہ :

وہ ہے مسکن کے جلوہ کی پہ کائنات سے مثل	—	ان کے ہر ذرے میں عالم ہے پوری خالق کا
نشان مر ہے ہر ذرہ، عرف مر نہیں	—	لڑا کہیں نہ لڑا اور کہیں خدا نہ لڑا
ماصل م مصل جمل کا رقص ہوا	—	ہر مصل سے سیکھا کہہ رہی ہوا
چھایا دم ہیں مظاہر کتب و کتب	—	نوریت سے لپٹا ہوا بھی خوب کا
نہ ہے غلہ، چراغ کے سوا اسے قتل	—	نوریت سے لپٹا ہوا بھی خوب کا
نہ لہا کی خبر ہے نہ اٹھا معلوم	—	نوریت سے لپٹا ہوا بھی خوب کا
ایسا نہیں نہیں ہے تو کشتی کی کے دیکھ	—	اک تو ہی ہذا نہیں عالم، خدا بھی ہے
دم کو بھی را نہیں د لڑا	—	ہر سالی ہی ہر سالی ہے

نعت :

فضل میرا خلیع طاعت و ذمہ — رسول ماسی نور و صبر ہوش

(۱۷)

احقر گوئی (ولادت ۱۸۸۴ء) قرآن میں صرف ہر قسم کا خروج، مقررانہ ہر عکس لہو، جو جلوہ کے نگرے کا عکس قرآن کے
 ہر ذرہ میں بھی اسلوب کی محنت ہے۔ یہ ایک شاعری ہے جو ہر ذرہ میں ہی قرآن کے عکس ہیں۔
 تو یہ درمات کے بیان میں ہوا، ان مضمون اور روحانی طرح کی اس اعلیٰ خداوندی اور حسیہ درمات طے اسطرح ہے جو قرآن کے
 یہاں جو اسطرح سے روحانیت کرتی ہے اور عکس وہی حراہوت ہیں۔

حصہ :

کو پہ مثل سے مجھ سے نہ سزا ہستی کو	—	ہر ایک پادے میں ہے نور " عروج و
ہر طرحوں میں تو ہی سب یکہ ہے	—	ہر یکہ کا تو ذرا حسن ہو گیا ہے

تری رحمت غنا غفل و غلا پوش — مری برکت غناکار و غلا کوش
 جو مصلحت منہر یہ کسی کو خبر نہیں — ایسا بھی من ہے جو نظر نہیں
 سر عشر ہم ایسے حاصل کا اور کیا ہوگا — اور جنت نہ دیکھا ہوگا، اور رحمت تو دیکھا
 من کی یہ نمود عیم کیا — ہو حسن تم فکر تو بحر ہم کیا
 حیرا غنا ترا نہیں غنا — اور جنت ہے کیا جنت کیا
 کثرت میں بھی رحمت کا تمام نظر آیا — جس رنگ میں دیکھا تجھے یکنظر آیا

نعت :

— — — — —
 تو کج بل آئے جس میں بھی — اس سل علی صورت سلطان مدینہ
 ان نہ شک و خدش جلوہ — اسے طلعت قمر طلعت سلطان مدینہ
 ہے جہان مدینہ تریوں کے تصدیق — تو غلہ ہے تو جنت سلطان مدینہ
 اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروف مہارت — دیکھوں میں اور دولت سلطان مدینہ
 اسے عالم تحریر تو ہے اسرار حقیقت — نقد یک آفت سلطان مدینہ
 اس لبت حامی سے نہ مل بھیجہ خدا — ہر کہ ہے بہت میرت سلطان مدینہ
 کچھ ہم کو نہیں کام ہر کہ کسی سے — کافی ہے اس آفت سلطان مدینہ

(۱۱۹)

حسرت موہانی : کلیات حسرت موہانی میں جو دو بیان اور ایک ضمیر شامل ہیں۔ اس کہین غزل میں حمد و نعت کے گروائے مجدد چمکتے نظر آتے ہیں۔

حسرت کا رنگ غزل اپنے مد کا قبول ترین رنگ قلم سادگی اور دلکشی کے جو اپنے میں عشق بھڑکی کے معاملات، کبھی کبھار کبھی کیفیت اور کبھی کشادگی کا سلسلہ والی رنگ کی شاعری اور جذبہ کی متور سائوں کا ہیں۔ لیکن ان کی غزل کا ایک علامتی اور معاشرتی پہلو یہ ہے کہ اس میں اپنے دور کے سیاسی اور سماجی مسائل، احوال میں تغیر کی علامتوں کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ نیز تحریک آزادی جس کے قافلے میں وہ شامل تھے، کے قافلے میں ان کی غزلیات کا بآواز اختار ہیں۔ ان میں بلوچان میں حسرت موہانی کے اس کثیر دواؤں کی تہ و عمدہ نعت کے حفری اشعار کا بار ہے ہیں۔ جو ان میں یہ تصور ہے کہ مظلوم اس کا اعادہ میں کر سکتے اس کی شاہ برائی کے گناہوں مظاہر انسان کو حشر کرتے ہیں اور اس میں فکر و مہارت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ اس کی رحمت و مغفرت ہی بھی مد اور غزل کا لہجہ ہے۔

حسرت کی نعت میں فضائل نبوت، احکام رسول کی حجت، و میرت حبیب کا اتباع، پھر مدینہ الرسول کی زیارت کے ارمان تو ہے ہیں۔ عشق و محبت کا جذبہ کبھی کبھار میں ظاہر ہوتا ہے۔

حمد :

لاؤں کہاں سے حوصلہ آرزوئے پہاں کا — بلکہ صفت یار میں دغل نہ ہو قیاس کا

لفظ و معنی ہر کی عام ہیں مگر شریعتیں — قلب مکہ گھر میں ہم نہیں جہاں کا
 دل کو ہر جگہ سے واسطہ قلب پہ ہوا ماضی — وقت جب آئے اے خدا خانہ عویں کا
 دہر اس کی لفظ پاشی پہ کیوں باز نگہاری — نشان نشان رستہ میں گیا دل پہ کاری
 دیکھ لے مری بھی یاد شرم مکہ گہری — ہے ہوا پاشی صباں رزم غور حیرا
 اہل ایسا دیکھتے ہیں کاش پہ نوازے جتوں — شان کاخلف عظیم شہداء کاخون
 میں بھی مسیحا ہوں بارگاہ عظیم کا — نذر مکہ مکہ ہوں کہے کریم کا

نعت :

کھ میں نہیں ہے دل شہداء مدینہ — کب دیکھئے ہر آئے قتلانہ مدینہ
 خوشبوئے رسالت سے ہے لڑنے سطر — ہر ارادہ آبادی و صرائے مدینہ
 اے وہ کہ سرور ہدی کا ہے طلبہ — بی ماطر دل سے ملے جہانے مدینہ
 اور قلب اللہ اسے نہ حسرت کہ ہے نزدیک — لڑائی مدینہ سے والائے مدینہ
 مولیٰ دیکھیں درود شریف — راجہ عاشق درود شریف
 غالبان اہل کو ہر دم — چاہئے ہر لہجہ درود شریف
 یہ بھی اک لفظ عشق ہے درود — ہم کہاں اور کہاں درود شریف
 جب دور سے وہ کعبہ غمرا نظر آیا — اللہ کی قدرت کا نشانہ نظر آیا
 اللہ جو مردم سکون قد دل حسرت — آخر وہ عین آئے قلبہا نظر آیا
 ہر آنے لکھیں شرم حبت کی ہوائیں — ہر دوش نظر ہو گئیں جنت کی نعمائیں
 اے قافلے داد کس وہ کعبہ غمرا — ہر آنے نظر ہو کہ تم کو بھی دکھائیں
 ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقشہ قدم کی
 سر پہ بھی دیکھیں بھی آنکھوں سے ٹائیں

(۱۲۰)

اقبال سہیل اعظم گڑھی (م ۱۳۶۵ھ) نہایت تحقیق و خرد کے ساتھ نعت کہنے دار و شاعر، جس کے یہاں حقیقت کا طراز ہے اور قرآن و حدیث کے التزام کے ساتھ لفظانہ و سیرت نبوی کا بیان ہے۔ فن کی نقویں کامرکز و محور سیرت حضور علیہ السلام کا بیان، تعلیمات و رسالت کی تبلیغ اور نظام شرعی کا فیضان ہے سہیل کی نعت گوئی میں تمام روایات سے پاک ہے جو میر مستند ہیں۔ وہ حضور علیہ السلام کے تذکار میں حد درجہ احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ سیرت حبیب کے ساتھ ساتھ ہر باب اسلام کے واقعات سے بھی دینی نعت کو مزین کرتے ہیں۔
 توحید کا بیان ہو یا ذکر و رسالت فن کا ہر بیان ظہور کی آمیزش سے پاک اور حقیقت و صداقت کا آئینہ مصفا ہے۔ سہیل کے نعتیہ قصائد واللہ بکثرت و بھرپور موشگافانہ انہیوں کا گونہ ہیں۔

ہن کا ایک قصیدہ جس میں فی حاکم کے حادہ سیرت رسول کے نقوش جہان کی چمک اور اسرارِ سولہ کی تصدیق کا پیغام موجود ہے وہ یہاں
انتخابِ رباعیہ کا ہے

اہو چنگی سرسل . فر دہانہ . صل تہ حید وسلم — عہد سولہ . سرسل خاتم سلی اللہ علیہ وسلم
طبعہ چمکی سب سے طہر . جہت چمکی سب سے سوخ — جہت جس کی سب سے عظم سلی اللہ علیہ وسلم
محمودے ہوئے گئے کو حیا . سل و امن کا فرق مینہ — رو نہ کیا تہم تفرق ہام سلی اللہ علیہ وسلم
دہم کی ہر زنجیر کو توڑا . رشتہ ایک خد سے جڑا — شکر کی محفل زردی برہم سلی اللہ علیہ وسلم
رو میں کائے جس نے بھائے . کمال ہی پھر نہ مانے — اس پر چہر کی چہر کی شہم سلی اللہ علیہ وسلم
یہ بھٹی . قہر صادق . وردہ دہی . صحت ہلق
دراز کیرتی . آئیہ حکم سلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲۱)

اکبر دارلثانی میر تقی (۱۹۵۲ء) پہلی کتاب، زبانِ روزِ اکبر، بیاضِ آسہ، نگار اکبر، مکتبہ آبرہہ کے نعتیہ مجموعے ہیں۔ میلاد اکبروں
کی خاص تصنیف ہے جو سوود شریک کی محنتوں میں پڑھنے کے لئے تھی ہے۔ وہ حوام کے ذہن و ذوق کی آسوی کے لہال سے تصنیف کی ہے۔
میلاد اکبر تہذیب و تمدنوں میں ہے۔ ہولہ اذکار میں سوود شہیدی کے بعد میلاد شہب کی کتابوں میں جو قہال عام میلاد اکبر کو نصیب ہو لو کہ دوسری
کتاب کو نہ (۱۲۲)

میلاد اکبر کی اکلاستیں اور سلام زبانِ روزِ آسہ ہیں۔ اکبر کی نعتیہ شاعری میں خیال سے بہان تک اور ہنہ سے اظہار تک سلام کی رہ
ہے اور کہیں بھی تلف و تصنیف کا ناہنہ تک نہیں۔ لیکن اس سلام کی میں قہریت کا ہر احسن موجود ہے۔ اکبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت
باسلامت کا ذکر کریں، ایمان کی برکت طہر کا بیان کریں ایمان کے مہا کی نصیر، بیان زبان میں ایک ایسی مٹاس اور دلچسپی ہے کہ وہ دونوں میں ترہاتی
ہے۔ ہم ہم اس قدر کہ سامعین ان قصوں کو سننے میں اور وہ میں نہیں وہی سیرت کی مٹاس کو اپنے ذہن و عقل کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ سیرت کو اس
طریقہ حسین زبان میں اور حوام کے لئے لکھنا کیرتی کا حصہ ہے۔

میلاد اکبر کی یہ نعتیں اور سلام جن فاتحہ ایک قصہ درج ہے، حوام کے ہنہ میں مٹو کا ہیں اور ان کے لئے چرلہا دلہیت ہیں۔ ایک ہلو
میلاد اکبر کا یہ ہے کہ اسے زبانِ مٹاس میں آسہ ہے۔ اور ان کے اشد ہنہ نعتوں کی فکر کو مٹو اور سیرت کو بھنا کرتے ہیں۔

نعت :

جو خیال آیا تو غلبہ میں وہ مٹا اپنا دکھ گئے — وہ ملک تک بھی لہاس میں کہ مٹان سدا امان گئے
جہاں ترا کوئین کی مٹو میں نہیں ہے — مٹا ہے کہ مٹا یہ بھی مٹو میں نہیں ہے
تہم مٹو سے ہے پورا ہنہ مٹو مٹو — آئی ہر طرف مٹو کا مٹو مٹو

ان کا متبول ترین سلام دیکھئے :

۱ مٹو مٹو — ۱ رسول مٹو مٹو

۱۔ صیب ملام حیک — صلاۃ اللہ علیک

من کے دیوان کی کوئی بھی غزل پڑھئے ان کی محبت رسول کا انسانی منظر ہے اور ہر پور تاثر رکھتی ہے :

دل میں ، مری آنکھوں میں جا جائے محمد ﷺ — ہر صفت نظر آئے تجھ لائے محمد ﷺ
آنکھوں میں نگاروں ، اسے پتی میں اٹھا لوں — ہے مایہ دلہ - خاک کتب پائے محمد ﷺ
گر پوچھا کبیر بن نے ، امت میں ہے اس کی — اندھ بھٹوں کا پڑھتا ہوا سونے محمد ﷺ

(۱۶۳)

بلندی پر ہے پایہ عرش سے محبوب ایاز کا — کہ جبریل امیں قلام ہے دوبار محمد ﷺ کا
لایا صل ملی چہ کر جو ہم نے عام ہمار کا — تو فورا کھل گیا جانا در بخش حمد کا
سر امت پہ روز عرشین کر لہر آئے گا — جہاں سے ہو گیا ہے اس لئے مایہ ترے قد کا
خدا کے واسطے لیتا خبر اسے ہنسا آ کر — جہاں لب انگاتا ہے ہمارے جرم ہے وہ کا
ہمارے کی شکل طوطی دروغ کہتی گرد ہمارے کے — مری آنکھوں میں غنچہ کھینچ دو اس ہر گنہ کا
وفا ہے بڑا افسی پاک ہو ہمارے گنہوں سے — دم آخر چمے ہر سونے تن کل محمد ﷺ کا

(۱۶۴) (۱۔ غزلہ وندہ انکر ص ۲)

آخر میں حد الہی کہ چند اشعار پیش ہیں :

اے بے نیاز مالک ، مالک ہے نام میرا — مجھ کو ہے باز تجھ پر ، میں ہوں غلام میرا
میں ہوں ضعیف مدد تو مالک قوی ہے — حسیں ہے فعل میرا ، عشق ہے کام میرا
کیا کیا ملہ تھی جس اللہ اکبر اس میں — میں ہے ذکر میرا ، شیریں ہے نام میرا
ہر عرش ہمارے حیرتی تسبیح پڑھ رہا ہے — ہر رنگ کی تہاں سے مست ہوں نام میرا
ہوگا دے دلوں کا ہنگامہ روز عرش
اکبر قبول ہوگا میرے تمام میرا

امجد حیدر آبادی (م ۱۳۵۰ھ) اللہ کی حمد میں ہر اوست تحریر کاغذ ہے۔ خدا کے سر اور معارف میں حد کا قصد و غرضت کیا ہے؟
ہر سطر کے گلے نائے سے ایسی کیستائی پر تراشیں ہے۔ حد کے بارے میں امجد کا دوسرا موضوع اس کی گہرائی کے سامنے اپنے غرور و اعتدال اور
اس کی رحمت سے استغاثت ہے۔ امجد کے اندھ میں قصوف اور غنیف کے آمیزش سے عرفانی مضامین گہری کے لئے سکھیں ذاتی بھی ہیں اور
و عصبہ فکر بھی۔ ان کی لغت گوئی میں حسن اعتبار اس توہیدی ہے۔ فضائل کا یاں اور برکت طیبہ کا ذکر بجا گاہ رحمت میں عرضہ و الحمد اور استغاثہ کا
دانشیں اور موثر انداز بھی پایا جاتا ہے۔ انسانیات پر حضور علیہ السلام کی رحمت سعادتیں ، انوش و رکات بھی ان کے لغتہ کام کا جزا ہے ان کی لغتہ شاعری
محل ریاض مجید - مصنفہ و عارفانہ مسائل ، ادبی و فنی مشیت اور اس میں واثق ہے۔ صیب گراں قدر ہے۔ انہوں نے لغتہ موضوعات کو کچھ آخری
سے گھمہد کیا ہے اور اللہ رسول اکرم ﷺ سے اعتدار مقبولت بہت ہے ۔۔۔ فی حق حق تغیر ، استوار کنیہ و میر و کو استعمال کیا۔" (۱۶۵)

امجد نے مختلف اصناف اور جنسوں میں کاغذ کتابوں کے شعری مجموعوں اور خطی امجد و غیرہ اور خزانہ امجد میں نعت کے مضامین ملتے ہیں۔ لیکن ان کا اہم اور خاص اس کی روای کوئی ہے۔ مہابی میں جو نعت سہ قدیمت مردن ہے۔ فارسی شعر کے یہاں یہ ایک اہم منقہ ہے جس میں وہ مختلف موضوعات و مسائل کو اخصار اور جامعیت کے ساتھ بیان کرتے رہے ہیں۔ اردو میں جو فی ہند اور شمال ہند میں جو نعت کے لئے مہابی مردن دیا ہے لیکن یہاں کے یہاں روای کو محض قدیم لونی اور اب نئی ہیئت سے نئے نئے فنی بلند مندی، اسلوب کی دنیاوی اور مضامین سے نوح کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس سے ظہور کہ ہم اس کا محض قدیم لونی اور اب نئی ہیئت سے نئے نئے فنی بلند مندی، اسلوب کی دنیاوی اور مضامین سے نوح کے لئے اپنے کام میں ہندی حاضر کے استعمال کا تجربہ کیا ہے۔ "تہ پند کی جو گئی" سے بہت سے نمونے لے سکتے ہیں کہ انہوں نے اس کا کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ عورت کی زبان سے ہمارے دکھ اور اپنے حیم کے کھن میں دشت نور دن کا مضمون اس طرح میں ہندی و کشی، ہندی پھر کے حاضر اور ادبی کیفیت اخصار کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ یہ فارسی شعری روایت سے ایک جزو کی گرا ہے جس سے فارسی روایت کے تسلسل اور اثر اندازی میں کوئی خلل نہیں آتا اس نظم میں مہابی کی رو

"مطلوبہ دعا حق مطلوب دعا حق" میں اس کی قدر ہے کہ ہم نے فارسی روایت کے قعر کا درجہ کمال کر ایک نمونے کے لئے اپنا بھانا ہے اور پھر اس فقر کی، سمجھوں اور لغتوں میں غلطی ہو گئے ہیں۔

حصہ :

دعوت ی کہ ہے درام ہائی قالی	—	غیرم کہ ہے قیام ہائی قالی
کئے کہ زمین و آسمان سب یکہ ہے	—	ہائی ہے اس کا نام ہائی قالی
ہر ذرے پہ نفس کہہ رہا ہے	—	کہ انہوں دن میں کیا سے کیا رہا ہے
انعام دی نہیں سے یہ کہتے ہیں	—	وہ چاہے تو پھر بھی تھا رہا ہے
محتاج فرما نہ سردوشی کو مری	—	مٹی میں لانا نہ گرم جوشی کو مری
آپا ہوں گفتن چمن کے سے رب ظہور	—	دوب نہ لگے سلیہ ہاشمی کو مری
ہر دم میں کی غلطی تازہ ہے	—	اس کی رحمت و ہیر انعام ہے
میتا لیکن یہ کھٹکتے جلا	—	یہ دست دعا تھا کا دروازہ ہے
دعوت ہوں نہ دل ہے نہ رہیت	—	نہ سے کیا پوچھا ہے کیا لانا ہے
یہ رب تری رحمت کے ہر دست امجد	—	کہ کہے جوں ہی چلا آئی ہے
اس چنے میں کائنات رکھ لی میں سے	—	ہاں ذکر صفات و ذات رکھ لی میں نے
خاتم مہی . چلن مہی . ہون مہی	—	سب یکہ مہی . تیری بات رکھ لی میں نے

نعت :

دعا سر ہے . قد خدا شعی کی طرح . — کہ "امت میں ہے دعا کی طرف
اس خاتم الانبیاء کا حق میں سمجھو — سے صبر و اجر مہابی کی طرح

مہود کی شان محمد میں پاتا ہوں — حرم سے تشریف کی سمت آتا ہوں
 آئے میں خدا کے بند ہے نام نہی چھٹے — سے سے اپنے کی طرف ہاتا ہوں

(۱۲۶)

ہم رحمت جبری ہمارے اہم — ہمارے ہیں کیوں فریبوں پر نگر
 جبری مرضی ہم کو چاہتے کر — ایک تو ہے رجب عالم لوح
 ا رسول اللہ انکر حالہ
 ا رسول اللہ اصبح کائنات

(۱۲۷)

ہیدم وارثی (۱۸۷۱ء تا ۱۹۳۶ء) ملت نے مقبول ترین شاعر ہیں جو اپنے محاسن شاعری کے سبب خواصہ عام میں مقبول ہیں۔ ان کی
 شاعری محاسن و محافل اور قومی کے جیسوں میں اذوقہ شوق سے سنی جاتی ہیں۔ رسول میں جب کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ حسب و رسول کا سوز و گداز ان کی شعروں
 کا اچھا نمونہ ہے۔ اکثر طرز میں پوری کہتے ہیں۔ "مقبول عام کے قہار سے اور دوسرے نظیر کبر تباری ہیں۔ نظیر اکبر قبوی انسان کی خارجی
 زندگی اور اس کے ماحول کی تبدیلی کے سبب شہرت رکھتے ہیں۔ ہیدم وارثی کو انسان کی داخلی زندگی کی عکاسی اور اس کی عشقیہ جذبات کی ترجمانی میں
 کمال حاصل ہے۔" (۱۲۸)

بیخود مہمانی کے ہوں — آپ ہر جگہ میں دور ہیں مگر مضامین تصوف و مستحکات سے آپ کا دین ماحول ہے معرفت کے سرور ایسی
 سادگی سے بیان کر رہے ہیں کہ دل حیرت لگتا ہے اور روح جود کرتی ہے۔" (۱۲۹)

عالم لکھنوی کہتے ہیں: "حضرت شہداء وارثی خاں و معارف کے حسن فکر آتھانے راز ہیں وہ جانتے والے بھی جانتے ہیں۔ مگر ان کا
 معاملہ خاں وارثی کو بھی دور جتنی قدر ہے اس حقیقت کا حقائق ہر آدمی کو ہے۔" (۱۳۰)

محبوبہ میں شوق و محاورہ کی تم طراز ہیں — آپ کا دین سوری و صوفی نوعان سے گزرتا ہے۔ ظاہری و باطنی کی طرح باطنی
 مسند و مہمانی سے گزرتا ہے۔ جذبات کی تصویریں و فیات کا مرقع اور حاکمیت کا آئینہ ماسما کسی اور نہیں ہے۔" (۱۳۱)

: حصہ :

دیکھا اس کو اس دلی آفتد حال میں — جو آئے دہم میں — آئے طیل میں
 لب ہروں اپنے آپ کو آئے نہیں ہوں میں — لہو اب گم ہوا ہوں کسی کے طیل میں
 نام کو کاماب کرتے والے — قہرے کو ذوق خواب کرنے والے —
 ہدم کی بھی قسمت کا ستارہ چکا — سے ذرے کو آفتاب کرنے والے —

(۱۳۲)

: نعت :

و لائی ہے دستِ کمال محمد ﷺ — کہ سے عرش زہد لعل محمد ﷺ

- ہوا بد دل سے خیل مر جھٹکتے — نہیں ہے وہ کھل و کال مر جھٹکتے
- ہم سے کال ہے ہستی میں شروع رسول — کمال کمال ہے برکتی ہے ہستی رسول
- حاشی کمال محمد ہائے سخی جھٹکتے کی قسم — پتے ہیں آنکھوں سے ذرات خاک کوئے رسول
- پاکیں لوں غری اسے چاہ شوق و مس علی — کہ آج دامن دل بھٹکتے ہا ہے سوئے رسول
- جب کہو جو میدان مشر میں ہدم — کہ سب میں دل نہ اور میں روئے رسول
- قلہ و کعبہ ایمن رسول مرل — وہ جہاں آپ پہ قربان رسول مرل
- ہائے جو تم تو دستان صفہ جڑے ہیں — سب ہی دل ہیں تو تم ہاں رسول مرل
- کوئی بھر ہے تو بھر سے بھی بھر تو ہے — سب سے اعلیٰ ہے نری شان رسول مرل
- ہیرا دل اور مرل ہاں جڑے والے — تم پہ سو ہاں سے قربان جڑے والے
- کعبہ خیمہ جگہ سب کہ کے پکاری ہدم — ہی دھکی مرل جہاں جڑے والے
- شوق دہر میں لب لبی پہ سرے تن ہیں — مرل انت جیسی قوم کی دل
- کیوں و دوشے کو ترے نور حق نور کہوں — جو نور ہے ہمارے حساب حق
- سوئی دامن مہر کی ہنگ ہ صدفے — سب دھکیا ہے قربان جیسی یعنی
- سب کی سنتے ہیں تو میری بھی شیں کے ہدم — راجاں ہا نہیں کھن پہ بھی غرہ زلی
- سما پہنچے ہو گری ہمار سخی — خود کہ وہ ہے ہیں آ کے غرہ سخی
- دل ہے مرا غرہ " سرور سخی — آنکھیں ہیں دلوں دوزخ دوزخ سخی
- کعبہ ہوا ہے ہاں طرف دامن کعبہ — اور کہ وہی ہے دامن دوزخ سخی
- سکھاتا ہے مرل سخی کو ہے شرف — مدح کلامی ہیں ماحیہ ہمار سخی
- ہدم نہ آؤں ہا کے دیار رسول جھٹکتے سے
- نہت ہو نہت مایہ " دوزخ سخی

غور کے مجال میں انور کا ترجمہ، معراج نبی ﷺ کلیاتِ روح و انوار آپ کی رحمت المہمانی کی بارگاہ میں عرضِ علم کرنے اور صاحبِ مہم کی محکم کریمہ کی طب آپ کی نسبت کا ایک اہم موضوع ہے یہ سب کچھ قیودِ تقدیری کے بعد حسنِ عقول کے جو ایسے میں نظر آتا ہے عشقِ حقیقت کی جگہ پہنچی کے بعد جو قیود و ضربت کی پادشاہی آپ کے عیانِ شعری میں ہے۔

آپ کے مجموعہ "نعت" "تجلیاتِ نعت" سے آغاز میں موادِ حسنِ نظری ملتے ہیں
"شاعرانہ اور انور" ہے۔ خیالات میں انوکھا پن ہے۔ ہر شعر میں رنگ کی کئی کئی تہاں ہے۔ بعد میں لہجہ کے گہرے رنگ کے ساتھ پوری شاعرانہ پافتی بھی ہے۔

زاہد ہندو کی تحریک اور انہ نہیں کی نہ رات ایک تنہا ہی شان رکھتی ہے۔" (۱۳۳)

حمد :

اللہ اللہ ہے عظیمہ عجب حق نگاہ کا — لکھ رہا ہے سر پہ جھوٹا کے ہم اللہ کا
ملتِ اہمِ خلق کی طرف سے جا — جان ہے سر پہ گم کے ہم اللہ کا
معمود و محنت سب سے عام ہے میرا کرم — تجویزِ حجابِ رخ ہے پار پہ گہرا و خدا کا
وے لیا کو درویشِ ایمانِ خدا کے دوا لعل — نور سے معصوم کر ال بدو درگاہ کا

نعت :

حسیرِ صحتِ رخِ نیا کرے کوئی — قرآن کو خطِ نور میں لکھا کرے کوئی
اچارِ جہل لبِ ہاں عشقِ دیکھ کر — کیوں فرائضِ دعا سے مبرا کرے کوئی
کر دیکھا ہے صاحبِ اعظمی کا جلال — روشن چراغِ طور تجلی کرے کوئی
جہد نہ ہو مدد تو رہا نہیں — کہ تاکہ جہدِ جہاں کعبہ کرے کوئی

ہاؤں پروردگار دیکھنے کو میں گیا

تو کہ طلب تو جہاں میں کعبہ کرے کوئی

(۱۳۴)

یہز لو لکھتوی : یہز صاحب کا اللہ نے نعت کوئی کی اعلیٰ استعداد کے ساتھ طویل و پختہ کی نعت میں صلا کی ساز و دل سے جو نظر آئے عشقِ جلتے ہیں، انیس اپنے لب و دہن سے لوار کا گواہ اور اپنے جذبہ سر "میں سے کب نہ لے کے حروف ہے فن کی نعتوں میں داخل کیجئے کھڑا اور قلب ہے حب و دل میں کامیابی ہو کر دیکھا گیا ہے وہ لکھی جلتے ہے عشق کی حیرت انگیز ہے جس تک پہنچا ہوا عشق کا نصیب نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ لو کہ یہ سہولتِ عشق نے غزل کی ہے۔ فن کے بعد غزل کا نام لے رہے ہیں جس میں اعلیٰ کر نعتِ امجدی جاتی ہے۔ تمام فن کا یہ اشتراک فی العشق انیس صاحب سے مراد لکھا ہے۔ ہاں کہتے کہ حقیقت اور حقیقت، دونوں عناصر کی آمیزش سے ہر دلی نعت نگاہیں پاتی ہے۔ یہ لو کی نعتوں میں بی انکرم کے لٹا کر شہرِ زبانِ عیون کے ساتھ ساتھ ہے اقدار کا حسنِ نقیب، سنویت کا حسن اور سرشاری شور کا طراز انیس صاحب سے مراد لکھتے ہیں۔

فن کے نقشہ مجموعے، نظر کار، کیف سرور، مومن غور، اور چراغِ حور سب مقبول ہیں اس کے علاوہ "ناتے صیب" اور "نورِ انیس" سے

شائع ہو۔

یہ لوگ قصویٰ کے سوانح (مختصر) کی ایک مجموعہ سوانح نور کے نام سے طبع ہو اہمیت کی غرض سے ان کے سوانح لکھی گئی کہ ان کا ایک نیا ہی ہے

حصہ ہے مثلاً :

ہم تو ہمیں بڑب بڑی

یہاں ہند میں ہے بڑی دو سری

وہاں رونے والے ہوتے ہیں

وہاں دل گن کے دھتے ہیں

وہاں دوسرے سوانح ہوتے ہیں

کب تک ہے یہ بڑی بڑی

ہم تو ہمیں بڑب بڑی

حصہ :

ہم یہ اس وقت بھی کے لئے — — — — —

وہ عالم ہے جو وقت لائیک — — — — —

وہ جس کا دگر جس کی، جس کا نام — — — — —

وہ اس کی کہا تو ہو — — — — —

(۱۳۵)

نعت :

تو ہی بڑب ہے ہیں دلوں جان والے — — — — —

بہری نوادر سے ہزار ہا ہے ہیں — — — — —

بہرے ہی آستان، سر کو جھکا ہے ہیں — — — — —

کاہر کیا بھی لے کیے کی حکمتوں کو — — — — —

یہ وہ بہری آنکھیں دلی ہیں لکھو سر

ہوتے ہیں جب سے بدست خان والے

(۱۳۶)

ماہر القادری :- ماہر القادری اس مقصدی باب کے سلسلے کی ایک کڑی تھی جو سر سید لورین کے وقت کے عہد میں جو میں آیا تھا اور جس

نے اسلام میں پہلی بار لکھی تھی کہ ماہر کے شعر و ادب کا یہ سوانح اور اخلاقی اسلامی کے فرد سے حقیقت ہے جو وقت اس کی

ایک اہم جزو ہے۔ اسوں نے ہر وقت کو ہی اور روایتی مضامین سے نکال کر حیات فردی کے مقصد سے ہم آہنگ کیا تھا اسے جوں جوں عہد

کے صحت مند مقامات کا زمین بلیہ جیسا ہے اجتماعی فساد فساد کے لئے بھی صرف یہ۔ مرد و نعت میں اس کا ایک اہم رویہ یہ رہا کہ انہوں نے اسے تو حیدر خاص کے بلال اور مصعب بنوت کے حقیقی اور ان کا سید بنایا اور ایسے تمام انکار و مفہومین سے اس صنف کو نکالا جن میں اختلاف و مناظر سے کام لیا جاتا تھا۔ طوبیت اور رسالت کے قصور میں خط تیار کھینچا اور خیال کی ہے، اور وہی کاسہ باب باب باہر کی حمد و نعت میں غیر اسلامی عقائد کا اہل اور بدعات کا رد ہے۔ ان طرح انہوں نے مرد و نعت میں حقیقت، صداقت اور راستی عقیدہ و فکر تاریک پیدا کیا۔ باہر کی شاعری کا ایک اور دور رہا ہے جب ان کے یہاں نظم و غزل میں روایتی رویے کا نہ تھا، لیکن ان کی فطرت سلیس نے بہت جلد غیر اس کی راہی سے نکال کر راستی و حقیقت پر استقامت عطا کی اس صورت حال پر ان کا ایک غزل فہرہ دیکھئے

ساقی بھی ہے، شرب بھی، بدن گھرے ہوئے --- اور میر، حال یہ کہ میں توبہ کئے ہوئے

ان کا خاص قول ان کے مرید و اختیار اسلوب میں کام آیا، انہوں نے ریں و بیان کی راہوں اور جذب و خیال کی طاقتوں کے ساتھ حمد و نعت کے اشعار کہ کہن میں ہلاکی و نکستی اور اثر تفریق پیدا دی۔ انہوں نے طبع اسلوب نہایت عمدہ و اعلیٰ حد میں اور نعتیں کیں اور لطیف و متعصبیت انہیں تحریک اصلاح کی صورت میں پیش کیا۔ پتی حمد و نعت کی اس منفرد روش اور ان کے یہ منظر کا کردہ "ذکر جمیل" میں کرتے ہیں۔ مکتبہ نقاشی نے مجھے ایک ایسے مسلمان گھرانے میں یہ انکشاف حاصل ہوا کہ وہ نعت کا اکثر ذکر کرتا تھا۔ میر سے کائنات میں سب سے پہلے حمد و نعت اور منقبت کی ہی توقعیں آئیں۔ اور کئی تک ان کی بازگشت میں رہا ہوں۔ میں یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ میر کی شاعری کی نعت و حمد و نعت سے ہوئی اور انشاء اللہ خاتمہ بھی ایسی ہو گا۔ یہ کہتے ہوئے مجھے دکھ محسوس ہوتا ہے کہ شاعری کا تاریک پہلو نعت و منقبت میں بھی نمایاں ہو کر رہا۔ یہ نعت و منقبت اور بے مرد و با تہم شاعری کی بدولت مسلمانوں میں پھیل گئیں۔ عقیدت و محبت کے غیر غلط ادب میں اس قسم کے تمام نظموں کو لوگ گوارا کرتے تھے۔ یہی تک کہ ان نظموں نے مستقل مواضع کی صورت اختیار کر لی۔ اس حقیقت کو نظر میں رکھ کر دیکھا کہ محبت و عقیدت اور پرستش میں بہت بڑک فرق ہے۔ غیر غلط عقیدت پرستش بن جاتی ہے۔ میں نے بڑی حد تک کوشش کی ہے کہ حد رسول ﷺ کو اس قسم کی رنج و آمیزگی سے دور رکھا جائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ ہے ہم نہیں کہا۔ یہ شاعر نے رحمت خیال، توحید کے جذبہ کی تصویر سے کھرائی ہے۔" (۱۳۷)

نظریہ کہ باہر صاحب نے اصلاح نعت بھی کی اور نعت سے اصلاح بھی کی۔

باہر صاحب کی حمدوں میں اللہ کی توحید کا قرار اور اس قرار کی وجہ سے مہبت کا ل کے سانچے میں ڈھنسنے کا بیجا مقام ہے۔ وہ ایک بدعت و خدا کی یہ بدعت داری سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی پوری کی پوری زندگی تعظیم و احترام میں گزاری اور کلی طور پر دینی و اخلاقی دیکھ کر لوگوں کے لئے نمونہ تقلید ہوئے ہم سب اللہ کے کرم کے محتاج ہیں۔ وہی اور انکار و منافق ہے، اس کے ساتھ کسی اور کا سہرا دیا جائے۔ وہ کیلئے پکارا خلاف عقیدہ توحید ہے۔ نعت میں باہر صاحب نے جہاں غزل کی صنعت میں شاعری کا حق ادا کیا ہے وہیں خلف منوعات سے نعت نہیں کر کر میرت رسول علیہ السلام کے متوجہ پہلوؤں کو مدح و انتساب کیلئے پیش کیا ہے۔ اس کے چند منوعات یہ ہیں

امیر فن بدیع، تصور تدبیر، حمیت کاملہ، اسطیع، عظیم، جانوروں سے جس سوک، قابل رسول علیہ السلام و غیرہ۔ باہر صاحب کی نعتوں میں جہاں ایک عاشق رسول علیہ السلام کے جذبہ شوق کی داستانیں رقم ہیں، وہیں اس نعتوں کے مقاصد میں سیرت نگاری اور اس کے وسیلے سے فرد اور اجتماعات کے جلاوت و تہذیب کے چرلہ رہا ہے۔

حکم :

خدا کے نام سے ہر نعت لے کر کریں --- اسی کی راہ میں ہر چیز کو نذر کریں

میں تو دل کی سعادت ہے ، غفلت کی معرکے — خدا کا ذکر کریں اور بار بار کرتے
 مسرت میں ہوں تو صبر خدا کا نہیں — ہمیشہ ہوں تو ہم صبر اللہ کرتے
 ہر ایک بھول چکن کا خدا کی آیت ہے — اسی لہذا ہے اللہ کا عباد کرتے
 خدا کا ہم سدا سے ہر کسی کے لئے — خدا کا ذکر ہی تمہیں ہے زندگی کے لئے
 دل و نظر کو ضرورت نہیں ہر ان کی — انہیں کی حاجت سب کچھ ہے مددنی کے لئے
 نہیں چاہتے وہ الہ ہے ہر — کیا عقیدہ ہے ایمان کی جدی کے لئے

(۱۳۸)

نعت :

میں کی پہلے ایمان محبت صلی اللہ علیہ وسلم — سر کا پاؤں صحت صلی اللہ علیہ وسلم
 جسے اللہ میں رکھا ہر عالم میں فرق مراد — ترک کے دشمن ، مانی "ہمت صلی اللہ علیہ وسلم
 لہذا تم قبر کو میری عہدہ کہ ہرگز نہ ملا — اللہ اللہ پاس شریعت صلی اللہ علیہ وسلم
 خون کے پائے دشمن کو بھی پھونک دیا تو جنت پا کر — درم نظر و صبر و صحت صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنے کپڑے خود دھو لہا ، خاک کے سوز و سرما — سدا سدا ایک طبیعت صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۳۹)

میں کی ایک نعت "عسود قدی" جو ترجمہ اشعار میں منسلک ہے ، اجمالی صورت اور تنویریت کی بناء پر اب تک پہلی اس میں اللہ صحت
 اور عسود قدی کی اعلیٰ ترین مقررہ ماحول لکھی کے بعد اسے درود سلام کے درجہ بہت پر ختم کیا ہے۔ اس سلام کے چند اشعار اختتامی جزو سے
 ذریعہ کے ہاتھ ہیں :

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں پانہی قبیح نہ سوا — سلام اس پر کہ لہذا سدا جس کا بھلا تھا
 سلام اس پر جو امت کے لئے راتوں کو دعا تھا — سلام اس پر جو قرطی خاک پر پڑے میں سوا تھا
 سلام اس پر کہ جس نے طفل کے سوتی بھرے ہیں — سلام اس پر وہاں کو جس نے لہلا۔ یہ میرے ہیں
 سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شہر ال — انت دہتے ہیں محبت قیامت ، لوح و لہائی
 سلام اس پر کہ جس کے نام بخیر مانے میں — سدا دہتے ہیں کھوا سر فروغی کے فساتے میں

درود اس پر کہ جس کی نام میں قسمت نہیں سوتی

درود اس پر کہ جس کے ذکر سے میری نہیں سوتی

(۱۴۰)

سیدنا اکبر آبادی : سیدنا کے شعری مجموعے "سماز ہزار" کے آغاز میں اکثر فرماں فرمائی کا میر کا افراد مقدمہ ہے۔ اس سے چند
 لائنات قبضہ کے ہاتھ ہیں :

میں کی نعت شاعری مولانا مہدی ، مولانا غفر علی خان اور صدر اقبال کی نعت شاعری سے سماجی اور نعت کو شعرا کی نام

اگر سے بہت مختلف ہے۔ یہاں نے نعت کی سطح میں صرف حضور اکرم ﷺ کے فلسفہ و فہم و خدا پر مام عقائد و معجزات ہی کو سب پر نہیں ہا، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر آئندہ سے نئے اصل پیغام کی عاقبت، اثرات اور کردار کی خصوصیات، میراث اور میراث کے حامی اور موثراتی سو اثرات اور انہیں کی ترقی و ترقی کے خلاف کو پیش نظر رکھا ہے چنانچہ یہاں کی نعت شاعری کا رشتہ اپنے صدی کی قوی و ملی زندگی سے اسی طرح استوار ہے جس طرح اس کی مام غرضوں اور فکروں کا۔

اگے مل کر اس کی نعت شاعری کے پیرے میں کہتے ہیں

- جسکی فکر کے لئے اسے اس کا رخ تخیل کی نظم کی جملہ چیزوں پر پیدا ہے اور مستوی لگا سے عود کی ہے یعنی اس میں عقل و فہم کی گہرے اور دہری گہرے " (۱۳۱)

یہاں ہمارے لوگ کی ایک حد سے دور اور ہمارے صدی کی ایک لوگ آریں نصیب ہیں۔ انوں نے اپنی عروقت میں ہی تراکیب و تخیلات اور زبان و بیان کے تمام تر حسن سے کام لیا ہے۔ کہیں کہیں حرو و ایں کے بدلی شاعری میں ہر پانہ گاراج ہے ان کے اسلوب میں شریعت اور عقل کی جملہ لڑائی ہے۔

نعت : (احسان مل جلال)

عروہی لغت شری لکھوں چہ چھا رہا ہے خوب حیرا - حیف ہواں سے بھن رہا ہے بھل زہر خراب حیرا
ہے عم کر ایں مسلسل تو اپنے جلوں کی روشنی میں - کہ آتہ ہاتھ حیرا ، اک آتہ آتاپ حیرا
میری رسائی سے دور ہے تو مگر ابھی تم کو پہنچا - کہ میں نے انہیں کی راہوں میں الٹ دیا تھا خراب حیرا

نعت :

ہم لال سے ہر ماہ دیتے سے - کہ دھتوں کی اٹھی ہے کٹھ دیتے سے
ابھی کوئی تو مل جائے ہر گز دیا - ہرے دور نی تو دے دے دے سے
ملا کھا ، مگر ہر گز ہے دور - اب آئی جبر میں لٹھی ہر دے سے
میں تو غنہ لڑی کا اک لکنا ہے - ہوں کل ال دور آتہ دے سے
لڑنے بھگوں لے چہ اور جاتے ہیں - بہت قریب ہے رتہ خدا دے سے
نہ آئی ہا کے ہوا سے کیا فن ہے - دے ہا کے - لے لے خدا دے سے

حلیہ جالندھری : حلیہ جالندھری کا اثر نعت پر عموماً ہے جس کی نعت گرائی کا نثر کر کے شاعر اسلام (ہر چند جلد ہے اس کی نہیں عموماً حرم عروہ) بچے بچے فکروں اور فنی لے میں ہوتی ہیں۔ شاعر اسلام کے لئے انوں نے ایک پر فکروں ، مضامین مضامین مضامین مضامین اسلام کی ہے جس میں انہوں نے مضامین میں کرنے کی محاکمات نکلی ہے۔

فنا ہے کہ اس دہائی میں کوئی کام کر ہاں - اگر چہ ہر گز تو لہذا اسلام کر ہاں

شاہ نامہ اسلام سے مختلف شعری اجزا :

—	اس کے دم سے آواز ہے اس شاہ نامے کا	—	یہ جس کے اور پر مر جتا رہتا ہے قاصد کا
—	اس نے ایک حرف کہنے سے پیدا کر دیا عالم	—	کائنات کی عدالت ہاؤس سے پھر دیا عالم
—	یہ سرد و گرم و خشک و تر ، اہلا اور باریکی	—	نظر آتی ہے سب میں شان اسی ایک ذات باری کی
—	وہی ہے کائنات اور اس کی مخلوقات کا خالق	—	ہدایت ، عدالت اور حیوانات کا خالق
—	وہی خالق ہے دل کا اور دل کے ایک لہروں کا	—	وہی بانگ ہوا اور ہمارے باپ دلوں کا
—	پھر کہ غرض اسلام پر پیدا کیا جس نے	—	پھر مصطفیٰ کے دم پر پیدا کیا جس نے

نست

—	پھر مصطفیٰ ، محبوب داور ، سرد ، عالم	—	وہ جس کے دم سے مہمور طائفہ بن گیا قوم
—	— لکھوں کو سرزمین سلطنت پر جس نے خطابہ	—	نبیوں کے سروں پر کر دیا اسلام کا سایہ
—	وہ جس نے تختِ نبوت سے کر دئے شاہانِ بدر کے	—	دعائے مرتبے دیا میں ہر انسانِ صلہ کے
—	پھر مصطفیٰ مہمور ہوا لہجہ عرفانی	—	لی جس کے سبب ہدایتِ ذروں کو درخشانی
—	وہ جس کا ذکر ہوتا ہے زمینوں ، آسمانوں میں	—	فرشتوں کی دعاؤں میں ، سدا کی دعاؤں میں
—	وہ نورِ لم یال جو پھوٹتا ہے عالم ہے	—	خدا کے بعد جس کا اسم اعظم اسم اعظم ہے
نماؤں جس کا قریں ہے ، خا ہے جس کی قریں میں			
اسی پر میرا ایمان ہے ، وہی ہے میرے ایمان میں			

ولادتِ باسعادت کی مناسبت سے جو سرِ مشکور کیا گیا ہے وہ مردِ نسیبِ نبیؐ کا ایک شاہکارِ تخلیق ہے۔ اور اس قدر مردِ نسیبِ نبیؐ ہے کہ اس کی مثال پوری جہاں ہے ہمارے چنے اور سینے ، ہماری ہی اصل و اجتماعات اس عدم سے خور ہیں اور اس میں لائے ہوئے اللہ و ملائکہ کی برکات کا سلسلہ پڑی ہے۔

سلام کہ چند اشعار : ولادتِ باسعادت (سلام ۱۹۹۷ اشعار پر مشتمل ہے)

—	یہ کس کی جنت میں سرِ مہتاب ہوتا تھا	—	دل کے دروازے بے تاب تھا ، بے طوطا ہوتا تھا
—	یہ کس کی گزند میں پاتہ نے تختی کس برسوں	—	نہیں پر چاندنی برباد ، کلوڑ وہی برسوں
—	یہ کس کے عشق میں چراگئی آنکھیں سہروں کی	—	دیں ، عینت عینت آنکھیں آنکھیں سہروں کی
—	یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی امید کی خاطر	—	یہ مدنی کا نہیں تھیں ایک صبحِ صبح کی خاطر
—	فرشتوں کی ملائی دینے والی فوج کا قہر تھی	—	جنتِ آمینِ شہنشاہ تھی ، یہ کلوڑ آتی تھی
—	سلام اے آج کے دل ، اے محبوبِ بہانی	—	سلام اے فرسودہ دولت ، فرسودہ انسانیت
—	ترے آنے سے روتی آنکھیں گزرا ہستی میں	—	شریکِ مال قسمت ہو گیا پھر لعلِ بہانی

لے کے دربار میں حاضر ہوا۔ دربار میں سید کا آگے آنا

دربار حضور کے ساتھ ساتھ دوسری سلاخوں اور کھوکھڑوں کا ہے۔

حرم کی ان حسیں اللہ اللہ یہ نکلتے وہ آفریں اللہ اللہ

ہر اک سجدہ صراج ہے بے گئی کی — در سید المرسلین اللہ اللہ

پھر وہی کے لہجوں کی کیفیت اور وہ مکرر کی تھی۔

دربار مجھے تفریق ہیں انوار حرم اور — تو ہمارے قیوم ہے، اک بار کرم اور

اس طرح کیف و سرشاری کے عالم میں ایک عاشق صادق محبوب خدا، ممدوح کائنات خود ہی یہ اہدائی میرا ہے اور ہمارے کو بھی

مسلک رکھتا ہے۔

جلیلہ دوسرے لہجے مجھ سے کہہ دے میں ایک شعر جلاؤ گا میں دینے ہے

میں دینا طویل کیا چٹکتا، خوف آخرت میرا ہے — نہایت کو میرے کمن میں رکھ دینے

آخر میں اصلاحی اشعار کے ساتھ ساتھ کلام کے حوالے سے کلام حافظ کے بارے میں

”میں نے پاکستان میں بہت کم لوگ حافظ مکرر الدین صاحب جیسے رفیق نقیب نور عاشق رسول دیکھے ہیں۔ اور دیکھا

ہائے قنوت کا حق عاشق رسول کی پانچاٹ، دوش کلاموں میں کہ قیوم اور ہمارے بچوں پر بول لگا ہے۔“ (۱۴۳)

میراجی کاظمی : میراجی کاظمی ان اساتذہ میں شامل ہیں جن کا وہن، فہم دینی اور ملی شاعری کے لئے وقف رہا اور جنہوں نے حمد و نعت کو تخلیق

حریکہ ساز بنایا۔ ان کے مجموعے کا نام ”فراں گاہ“ ہے جس کے حروف سے سالِ طاعت ۱۳۷۹ء لکھا گیا ہے۔ حمد کے نعت، حمد و رب العالمین،

ذکر حق، اچھے اور قصور، غیر و منونات ہیں۔ جب آواز نعت کے تحت عبادات، ششہزار سال، گل رتنے و رسالت، طویل اور رسالت، جنتی

اور قنوت، خوش اراد کا نقشہ پیش کیا، آخر قنوت، غیر و منونات ہیں۔ نعت کی ترتیب حرف جہی کے اقتدار سے ہے۔ فق کاظمی کے یہاں حمد و نعت میں

شعر، نظم کا احراز ہے۔ ان کا سلوب سادہ ہے جس کے تحت مضامین، انبیاء میں حمد الہی اور نعتی جوت کا بیان محبت و طاعت کے سرچشمے کی

اسواریوں پر کردار اور اس کا ہے۔ ان کے یہاں ملی اصطلاح کا قصور غالب ہے۔ حمد و نعت کی خوشبو سے بھی نہیں بھر سکتے۔ فق کاظمی کی بعض حمدیں

اور نعتیں قصیدے جیسی طوالت اور شکوہ کرتی ہیں۔

حمد :

ہا میں گئے خدائے مجیں کا — اللہ آئے خار میں جو ہر جہان کی

ہستی میں تھی اعلیٰ نہیں بلکہ، قال کا — ن رستے میں تک ہے عذاب و عذاب کا

— کہ مجھ کو میرے شہو مقصد سے ہمارا — اللہ صدق اپنے محبوب جلیل کا

نعت : (طویل اور رسالت)

کا نام جہاں میں روشن ہے — نعت کا نور ہر گئی ہے

مدنی دین ہے ہر نور — مہلک سے کہ جہنم دہی ہے
 کون بھڑ ہے یہ عالم کی — کون قرش زمین ان دہی ہے
 شیور رجم آہوں سے کہوں — کون شد ہر ایک آدمی ہے
 کون ہزار سے ہجر میں ہوا — مہرئی کے گل میں کھلی ہے
 دہا میر سے ان دن کی تہ — انکا جس کے سے ہی ہے
 ہاں " ہے کلمہ کز غلی — مقام کن انکا دہی ہے
 " ہر علوم و فضل و انعام — تہذیب و ادب کا مشرقی ہے
 " قاطع معہ نظامی — تہذیبی عام جس نے دل ہے
 مدہ شرابی کہ تو جہاں میں — اس کاغذ و رسم کا تہی ہے

(۱۳۲)

سید محمد عبدالعزیز شرقی
 میں اس کا منتقل کیا۔ جس نے اس کی نقیصہ مشاہدات اور تفسیر وادرات کا تذکرہ کیا۔ اور اپنے "درش" اور "دعائی" اور "ہدایہ" کے حصوں و نظموں
 رکھتی ہیں۔

پیش کشاں ہوا ۱۳۴۱ھ کی دورانی فرماتے ہیں۔ "جس وقت انیس سالہ ہوا۔ ہر تہذیب و تمدن کی تہذیب و تمدن کی ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے اسی وقت
 سے فن کے اندر شعر کا چشمہ چھوٹ نکلا اور مشن نور سوساں پہنچنے لگا۔ ایک طرح کی نئی نئی دنیا سے ایک عکس نکلا۔ نئی نئی دنیا میں کابو
 شعر محبت کی گرمی سے مگر ہوا ہے۔ انہوں نے نیرتہ حرمین کے ہر محلے اور ہر صوبہ کے ہر مقام پر ہوائی ہوش بھیس لگی ہیں۔
 دیباچہ میں ہوا انہوں نے لکھی ہیں۔ ان کے پہلو میں یہ ہیں اور وہ دل ہے جو مطلقاً رسول اللہ ﷺ سے معمور اور کھڑے ہوئے انہوں نے
 اسی سوزوں و غیبتوں کی تہ کتبہ انہوں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔

کلام :

مدینہ کی زمیں ہر دین معلوم ہوتی ہے — جو ہی ہوا تو اس سے بھی نہیں معلوم ہوتی ہے
 نماز کی ریتوں وقت اتری ہے علم و کمال — مگر یہ سرزمین قرش دین معلوم ہوتی ہے
 ہر کا دن نور ہے شبہ و دہلیز — ہر کی رات زلف قرش معلوم ہوتی ہے
 جام رحمت و شفقت مسلسل بن رہا ہوا — سم جہاں فرا دہا میں معلوم ہوتی ہے

(۱۳۳)

اسد حقانی
 اور سے عرب سے ہوا نور سوساں پہنچنے لگا۔ " (۱۳۴) میں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔
 عجیب و غریب، تہذیب و ادب، دینی و دنیوی، سوساں پہنچنے لگا۔ انہوں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔
 من کے نقیصہ ہر دین معلوم ہوتی ہے۔ انہوں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔
 دہرمن کتب سے انہوں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں۔

روح و فکر بچے کے قدموں ہی نام ہے — پتے پہل پہل قدم تو جو ٹھٹھکیں تو یہ
 کیا پہنچے وہ میری قلم ، میں یا کہوں — بدو لڑکھریں قلم قلم تو یہ
 قدموں سے سر لگاؤ نہ اچھے کا نصیب کا — قبل قلم ، ظہیر کا کلمہ قلم تو یہ

احسان دانش : احسان دانش شاعر فطرت ہیں کہانت ہیں شاعر حرور ، کلمے فطرت سے ان کا، لہذا فطرت ہی اور سحر فطرت ہی کا پہلا ماحول
 شاعر حرور ہونے کے لئے ان میں فکر کا اور خیال کا مادہ ہوتا ہے۔ فطرت کی مدد کی میں نقاب ، ماحول معاشرے میں بدل ، مساوات کا نظام
 یہ اگر ہے تو بھر ہے کہ یہ فطرت میں فکر میں خود انتخاب کرتے ہو اور اپنی شاعری اور شعور سا نظر کوئی کی صورت میں اندازت گرائی ہی کے پیغام
 کو عام کرنا ہے جو فطرت میں فکر میں خود انتخاب کرتے ہو اور جس نے کائنات میں شاعری کو بدل ، اخلاق کے جوہر سے کلمہ کہتا۔ فطرت کی یہی صلاحیت
 احسان دانش کو عطا ہوئی اور ان کے حلقے میں فکر کی پہل نہیں کرتے فطرت ہی میں ہوتا ہے اور فطرت کے وسیع سے ہی اسطاعت فکر کو عام کہتا
 احسان دانش کی ایک لہجہ فطرت ہی اسلوب فکر کا ماحول ہے جس میں خود فطرت کوئی اور شاعر رسالت سے جد امت کی سے لگتی ، کج روی اور فطرت
 پسندی کو بدل سکتا ہے اور انہیں اپنے اچانک سے سحر سال کے چرخ کی تصویر ہی ہے۔

نارین کہ چند بندہ : (حر)

اللہ میری قدرت کامل ہو کیا ہیں ہرے میں یہ مہل یہ جرات لگا کہیں
 یہ آہیں یہ ہانہ ہرے یہ کھٹکیں میں سر سر خدا کے مندر کی بیبیوں
 مشرق سے روز صبح آتی ہے نقاب
 مغرب کی سحر شام کو زحمت ہے نقاب

نعت :

فری روانے قلب و نظر رعب تمام — مرور جلیل ، صبر حل ، والی اہم
 تو نے جلیل ، ذہن کو حنا ہے ماحول — جہان کی جہیں کے سحرے ترے لہام
 تو نے حب کے اہم جہان کو دم دیا
 پناہوں کو صبر گدوں ختم دیا
 اشیا کی ہایت ہے ترے دل پہ آکر — فی کمال جو ہے تج کی ماحول کا دم
 تو نے کو گل ملتا ہے انہی نے دہر — تو پشت دہن پہ حسیہ صریح تھا سور
 تو دہن میں جہن ، فطرتی ملک ہے
 ہرگز کر رہی فطرتی آہن ہے

احوال امت :

توہیں قدرتی ماحول پہ چا گئی — نوروں میں فطرت کی دہنیں ماحول
 شامیں قدرے یاد حوروں کو کھا گئی — مگنی قدرے آہم ماحول ماحول
 دہنوں کی سمت سر کر رہے ہو تم
 یہ سمت قلم دہن کی ہر رہے ہو تم

کارایہ ہو جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ فن "انتراعات" کے علاوہ دوسری کتابوں میں اپنے شعری اظہار کے لئے پند کرتے ہیں اور قاری کے حقیقتہً حوانات کو اپنے شعری ذہن میں سمیٹ کر رکھتے ہیں تو ان کی باطنیات ہوتا ہے کہ وہ اسی گھٹن کی گھٹاؤں میں گھوپتہ ہیں، اہمیت بھی کھار پر دہری کوئی نئی سمت اختیار کر لیتے ہیں لیکن وہ بدوہ دہری روایت کی تشریح نقل نہیں اپنی طرف تھکی جاتی ہے۔ اور اگر ہم "مختصر غلام" کو دہری روایت سے متفرق بھی قرار دیں۔ جب بھی پر ایک حقیقت ہے کہ فن کی اہمیت پند نہ دہش کا اظہار نہیں کیا گیا اس لئے وہ اس روایت گرج دہش کے مہر بھی ہیں اور خاتم بھی۔

فن کے نقب بچھو گئے سے حرارت کے نمونے، فارغ

میں طرف دہش ہوں تو سخت سا ہے	میں مائوس کا سماں تو صبح ہوا ہے
شہنشاہ لولاک و مولائے سورہ	ویرے تھیں سے بھی لہرا ہے
تری ذات فرہنگی نور اسی	سل طلیہ طلیہ خدا ہے
سنی ہم صبح سے شریف تین	معدتھ سے تیرے نو بی ہوتا ہے
وصیت "لستہ" ہیو دعب	سے کیا اثران و فلا ہے
میں شہر کی چابی، میں چوٹی کی دای	زی جیو بھ کو صبح و صا ہے
نپے کھل، نین بکرا لے تھے	بپا کر نظر دل تھے دیکھا ہے
میں جوگی مردگن میں کھلی کینی	نہ سرخا سرا، سرا دھوا ہے
وہ میرا عدلنا، پرہو، گمانیں	ہونا ہے، کھلا ہے، ساڑا ہے
تو ایک، میں کامل، تو اریں میں سیر	میں کائب تو پرکھت کی لالا ہے

(۱۵۰)

منہ جانا :

سراج کوم و اہم، سراج کوم و اہم	میرے چھٹے ہی محبوب کھلا صلح
میرے چھٹے کی نکاح کا مہر تھیں	میرے چھٹے میرے آہلی و سرور عالم
وہ مہر وہ رسول وہ اسرار	کتاب و علم، نبوت کا خاتم و خاتم
ہے جس کا وصل، چوں کان خدا قرآن	نہ ہر جہت سے ہے محم و معظم و اعظم

(۱۵۱)

جسٹایا :

غریب و درد مند و سادہ جاں پار رسول اللہ	میں غلام ہوں تو اللہ کی شادی رسول اللہ
خون میرا عطوں ہاں میں شہد عدلی ہا	ہام شہد ہاں ہاں ہاں ہاں رسول اللہ
تلا تو لے میری جان کو ہاتھ کی سے	سے تلا بہ لعل تیرا اسی رسول اللہ
ہو میرا شہر سداق کعبہ قیہ من دہش	ہے چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ

(۱۵۲)

ماہ نامہ :

تو ہے مری حیل اٹھیں ، تو عروۃ الوثقی مر اسے من انسانیت اسے دگر مدق و عطا
اسے مظهر لطف و عطا اسے مصدر جود و عطا کان مینا ، جان وفا ، شکن عطا ، آن و لا
رجب القدری ، شانی العدوی ، طیف القدی
غوث ، الورعی ، نجم اللعدی

روح و روان جزو عقل
مر دگر جمع و عقل
اسے صاحب فیر نزل
شیع سبیل ، حق برسل
معین تمام و عقل کل

(۱۵۳)

قصیدہ :

ہے بے نیاز حاکم وہ ذات بے ہمت صفات و اوصاف میں نکر ضرر و بیکار
قام مر و ستائش ہی کو ہے ایسا وہ جس نے گن سے کیا کائنات کو پیدا
جو جس نے دے کے دتی فکس کیا کعبہ فہر کو سونے غلطو اٹھا
بدی ارض و سما لا لا لا الہ الا
اسی کے فیض سے لڑی زمیں ہے طہ آما فطانت گلشن ایمان ہے نکلا اٹھا
اسی کا نام ہے درد بیان سون ہوا اسی کا تذکرہ کرتے ہیں اہل نقل و روا
صہو ذاتی نرم ، فیر نور مرا بیٹ پڑھنے میں جہان ولی ادا علی
اسی کا حق ہے لا الہ الا اللہ
وہ صیب انس و جان ہے جل جلالہ جہان ، مستعان ہے جل جلالہ
بے کلم و کم انان کا کان کے واسطے روز بس کی نور شان ہے جل جلالہ

(۱۵۴)

حقیقت نامہ : حیدرآباد نے جلیلی عہد کی دور قحطی ، تین سال پروردگار محمد نعت کو ایک گری قدر سرمایہ کم پہنچایا ہے۔ ان کے تبرے ،
ہارے ، پیش نظر ہو جائے اور پیشوائیں جو گفت شعرا کے دو تین اور شعری تسایف میں شامل ہیں معاصر مرہ نعت کے مختلف واسطے اور شاہد کہنے
کے لئے مستعد و سلیہ ہیں۔ ان کی ہمارے نعت جو پاکستانی شعرا کی نعتوں کا انتخاب ہے۔ اپنے مدبر انتخاب اور سلیہ ترتیب سے کلی سرمایہ نعت کا ایک مرہ
ہارے جو ایک طرح سے ادبی نعت کے سز کا مشاہدہ بھی ہے۔ اس طرح قلیسا ان کی حسینہ نعت کی ایک جہر علی اور نعت علی مستعد ہے۔
حیدرآباد شریف حدین مرہ کا ہر سے باطن تک ایک سرمایہ صداقت کا دوسرا نام ہے۔ ان کی شخصیت اور ان کا فن ، دونوں ایک دوسرے کا آئینہ و عکس

حصہ :

آرا حرا مجھے کیا کم ہے — صریح تو ہے تو کہ کیا کم ہے
 مجھ سے ماضی کا محرم ہے تجھ سے — شائع نقیہ میں تجھ سے کم ہے
 ہے سزاوار مہلات تو ہی — تجربہ دیدار میں ہر سر کم ہے
 مجھ کا فلاح ہوں میرے سرو — ہنر میں میری جہاں تک دم ہے
 تجھ سے دور ہے ہے ہوائی خانہ — جس کو سو طرح کا رونا کم ہے

نعت :

ہم نمانے سے نہ رنگ ٹارکتے ہیں — علم مہجوری طیبہ کا ہر رکھتے ہیں
 اپنا ہر لکھ حظوری میں سر ہوتا ہے — سر گواہی سائے طیبہ کی لکھ رکھتے ہیں
 جو لکھا ہوتا ہے تا مضر سکون کی شامیں — شہر طیبہ میں تہائے نقد رکھتے ہیں
 قریب سرکار چنگیزی لذت سے جو سرشار ہے — دل میں یہ کی تکلف اللہ رکھتے ہیں
 قول ہے ہدای اعظم کا بھرت فرور — صاحب عقل ہیں جو حوت لکھ رکھتے ہیں
 مضر نے دور ہے عشق کا وسیلہ ہو کی — دولت الہیہ کو دامن میں پہن رکھتے ہیں
 ہم کو انہ نے عقلی سے سعادت خانہ
 شعر میں طرز ہی ، غزل بنا رکھتے ہیں

(۱۶۳)

خانقاہ صہبائی کو حمد و نعت میں بعض امور میں رویت ماضی ہے۔ انہوں نے رائی ہر رسالہ لکھا، جس کی کئی کئی غیر کتب میں شامل ہے۔ اس طرح میری معلومات کو یہ اعتبار حاصل ہوئی۔ نہیں شرف رویت ان امور میں ہے۔

- ۱۔ تین جہزہ جو سے صرف خانقاہ صاحب کے شائع ہوئے ہیں۔
- ۲۔ چند ضمیمہ کے انہیں ڈالے گئے۔
- ۳۔ نقد تعلیمات کئی محل میں شائع ہوئے۔
- ۴۔ نقد رباعیات کئی صورت میں شائع ہوئیں۔
- ۵۔ نقیہ سبلی ہر انہی کا شائع ہوا (نقشہ صفحہ ۱۴ تا ۱۵)
- ۶۔ جہزہ سبلی ہر جہزہ ایک سوا صدیہ مضطرب ہے۔ (ذوالجلال والا کریم میں)
- ۷۔ انفرادہ نقیہ دین و ماضی کے بکثرت تہذبات قلمی ہیں۔

رائخ عرفانی : رائخ عرفانی جدید نعت گوئی میں ایک نہیں ہم ہے۔ ان کے ہر جہزہ و نعت غزل کے آئینے سے جلوہ دار ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے جہزہ اور نقیہ کام میں جہزہ کا عنصر بہت زیادہ ہے اور ان کے جہزہ نعت ان کے علمی محسوسات اور بیعت کو دیکھتی اور دل کشی کے ساتھ شعور عقلی ہے۔ رائخ عرفانی کے یہاں فن کا کلاسیک رہا نظر آتا ہے لیکن جدیدیت کا رنگ ان کے یہاں سامان کیف و طبع فراہم کر رہا ہے۔ وہ اپنی شعور

سے میری ہر ہر بات میں لے کر وہ مصر حاضر ہے۔ یہ آتش کا دل اس اخلاقی انداز میں بات ہے کہ حضور علیہ السلام کی میری سب سے زیادہ بات ہے۔

دراکڑ وید قریشی کہتے ہیں۔ "رائع اسلام نے اس دنیا میں نہیں آئی بلکہ اس میں وہیں سے آئی اور اس کے علاوہ اور حاضر کی ہجری کا اس کا بھی اسلام ہی کو چاہتے ہیں۔ اس کا یہی جذبہ لکری ہوئی کا حال ہے اور یہی نوپوں کے سیاسی قصورات میں بھی جاگزیں ہے۔" (۱۶۳)

نعت :

نعت لکھوں کہ در میر و داغ باز کروں — ہر حقانے کا ترے ہم سے آقا کروں
کر کے منسوب تری ذات سے کچھ لکھتے — اپنے دلچیز حوالوں کو ہر احوال کروں
یہ تحلیل کی ترائیں بھی ہیں عشق تیری — ہر صراحت کو مگر ہر پیرا کروں
سنگ کے پست میں لکھ کر کو پار تو — ہر قلم بند ترے صف کے اندر کروں
میر ہند اتنا کہ مجھ سے فردا ہے کو — ہر سب سے ملنا بھی وہاں پہ تری باز کروں

(۱۶۵)

نعت :

عالم تخیل کے شہر سے — ہر احوال کو شہر سے
ہر صراحت کو ہر احوال سے — ہر احوال کو شہر سے
بہر پیرا کو ہر احوال سے — ہر احوال کو شہر سے
ہر صراحت کو ہر احوال سے — ہر احوال کو شہر سے
نعت رائے بکمل ہی ہے — کو ہر احوال کو شہر سے

(۱۶۶)

اعظم چشتی : "قرآن درجہ ایک ہے۔ میر اعظم کے معنی اعظم چشتی ہیں۔ نعت خوالی میں حضرت کے چہرے میں نعت کوئی میں میر نور
میر نور ہیں۔ نعت خوالی میں ملک کے واسطے سے نعت خوالی میں سے ہر احوال سے۔ واسطے فیض باب سے ہے۔ اور اس فن نے فن کی سر پرستی میں
سب سے نورانی نعت کوئی میر نور ہیں۔ نعت خوالی میں سے ہر احوال سے۔ واسطے فیض باب سے ہے۔ اور اس فن نے فن کی سر پرستی میں
واسطے فن کے ہر احوال سے ہے۔

ایک ایسا شاعر جو نعت کہتا ہے۔ اور اسے فن سے بھی لگا کر چہرہ نعت کی اثر آفرینی کے حوالہ دے گا۔ اور اس کے چہرے سے اسے چہرہ تر
سب سے نورانی نعت کوئی میر نور ہیں۔ نعت خوالی میں سے ہر احوال سے۔ واسطے فیض باب سے ہے۔ اور اس فن نے فن کی سر پرستی میں
فن کے ہر احوال سے ہے۔ اور اسے فن سے بھی لگا کر چہرہ نعت کی اثر آفرینی کے حوالہ دے گا۔ اور اس کے چہرے سے اسے چہرہ تر
آتش جو نور آتش کا نعت، بھی شامل ہیں۔

نعت چہرہ نعت ہیں۔ نعت میں میر اعظم چشتی کی نعتی روحانی ہر نعت کا ذکر کیا جائے۔ فن کی نعت میں ہر احوال سے ہے۔

موجود ہے۔ حوائی ہدایت کی توفیق بھی ہوئی ہے۔ سو ایسا در فسیحان میں کہیں نہ ملتا۔ یہ توفیق اللہ رب العزت کی جھک بھی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ
رسالت مآب ﷺ سے پہلے کچھ شراکات و بتات کے میں ہوا۔ پھر ان کی منہ کشی ہوئی۔ روایت مورخ ہدیہ کا ایسا ذکر ہے کہ ان کو کرساتے آئی ہے جسے وہ
آنکھوں میں بھی نہیں دیکھتا جانتے کہ۔" (۱۶۷)

حکم :

اے خدا کے رسول و نبیؐ — — — — —
تو کہیں ہے، کہیں نہیں ہے تو — — — — —
سب میں موجود اور سب سے جدا — — — — —
پرو پروردگارِ مہربان — — — — —

(۱۶۸)

نعت :

کامیاب شاہِ سلطانی ہے — — — — —
اس کا سایہ پہنچا لیا حق نے — — — — —
کوئی پہنچا وہاں نہ پہنچے گا — — — — —
ہم غیبی نے کر دیا پیغام — — — — —
تیری رحمت نے یا رسول اللہ — — — — —
جو دل پہ گرا نہ اے اعظم — — — — —

(۱۶۹)

راز کا شکاری : راز کا شکاری اسلام میں نہ ملے گا۔ یہ تو اس غنائی تصویر ہے جو دین اسلام کا تصور دکھاتا ہے۔ یہی اسلوب
ان کی نعت کا ہے۔ وہ خود شریعت محمدی کے تابع تھے اور ان کی فضاں سے بھی یہی نظام مترشح ہے۔ ان کی نعت کے مشرقی موضوعات ہیں لیکن جمل
مذہب :

"مشرقِ مقدس، ہدایت کا بابِ حیدر، کائناتِ مقدس کی نور کا یہ راز محمدی نعت کا محبوب موضوع تھا۔"

راز کی حمد و نعت کا اسلوب سادہ و سادہ نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے اہلکار محمدی کے لئے ہوا، اس کی نعت اختیار کی ہے۔ ان کے مجموعے کا
نام ہے "مشرق بھی تو ہم بھی تو"

حکم :

ارض و سما میں محمدؐ را ربِ ذوالجلال — — — — —
بر دل میں محمدی شانِ طاعت کا اعتراف — — — — —
ماضی ہے و رقبہ ہے چو دعائے کرم لئے — — — — —

نعت :

لعل دم مصطفیٰ ہوا — گل ہوا میں جامہ لڑا ہوا
 روح میں چاکن کی عیاں بھی تھیں — آنکھ میں مدوں بھی لڑا ہوا
 وہ لڑائی کے لئے ہر موزے — اسود خیر البشر آگے ہوا
 دلا تھائی میں ان کا ہر خیر — رنگ و خوشبو و نور ہوا ہوا ہوا

(۱۶۰)

امیر حسین خاں نقیر لہ حیوانوی : مصطفیٰ کی لعل نور، اللہ علم و شعور سے بالکل شاعر نقیر لہ حیوانوی کے محمود لعل
 "کلیہ" کے دیباچے میں مرزا کا منور قلم طرہاں

"ان کا نعت نگاری میں شہت گہی اور لعل کا تیند ہے حضرت علیؑ کے کام میں امن سلام پر دعا فرما، مسلمانوں کے ساتھ صلہ
 ہمدردی اور مسلمانوں کی تکلیف پر پہاگ انعام حسنہ جو ہے اس امر کا کہ شاعر کو حضور نبی اکرم علیہ السلام کے ساتھ دل چاہیوت ہے اور اسلام
 مسلم اقوام اور مسلمانوں کے حضور نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے مرزا ہے حضرت نقیر کی یہ روش سوانا حاملہ، حشر کا قہر، سوانا اظہار علی خدیوہ
 علامہ اقبال کی ہوش ہے۔"

نقیر لہ حیوانوی کی حمد نعت جوں ہی آپ کے فرمائے کا گھر تھاک ہے وہیں ہمارے قوی اور ملی سراپے کی بھی پیش لیست دلت ہے۔

نعت :

کس سے یہ عرض مل جیڑے ہوا — کس سے کچھ سوال تیرے ہوا
 کر کے کون اے خداے کریم — زلم کا اٹھل جیڑے ہوا
 ماحول کا جس قیامت میں — کوئی پرسان مل جیڑے ہوا
 بے کسوں پر جب آئی ہے آفت — کون دیا ہے مل جیڑے ہوا

نعت :

اے خاتمہ "خدا" رسول و صلہ دعا ہے — امت تری خلق مرعات دعا ہے
 ظلم ہے وہ نور تو ہے رحمت عالم — دلوں سے محبت ہمیں امید خوا ہے
 گناہ سے تھے کتنے ہیں مدد تو جس سب — تو صدق و لعل میں رہیں لانا ہے
 ہے سر پر تیرے بیج و لعل کدک — کب اور کسی شخص کو یہ وجہ دعا ہے
 تو لیب پر کھڑے نہیں اور لیب کا شہد — تو لڑائی پر اور کئی نظر عروشی ہے
 ناشوئی ظہر نور نہ دے طول علی کو — انکوں نے تو اور ہم دیکھ لیا ہے

(۱۶۱)

ذات حرم حبیبہ صدیقی : ان کی نقیر ایک جائیداد رسول کے بھی محسوسات اور باقی چیزوں کی ترکان ہیں۔ کیفہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارت میں
 لڑائی ہوئی اور جنگ لڑائی سے لہجہ ہیں انھوں نے کلام لڑائی لڑا ہے۔ یہ کیفہ نکاحیما سے ہے یہ صرف حبیبہ رسول ﷺ کا ہوا رسول ﷺ

اور اگر رسول ﷺ میں کو مستغرق ہیں۔ صبرِ جہدہ کی نعت گوئی میں سورہ مدثر، مطلق اور جذبہ و حال کی کیفیت نے ان کی نعتوں میں ایک شانِ انظرِ حریت پیدا کر دی ہے۔ ان کا مجموعہ منجانبِ حریت ہے جس کے پیشِ نظر میں

عہدِ انہماج اور پہلائی کہتے ہیں۔ "ہر میں عہدِ ازل اور گفتِ ازل صاف و سادہ، مفہوم میں انحراف و غلو سے پاک، کلامِ جاندار، ناک گویا صفا کاغذ پر چھپا ہوا نسخہ، زندہ اور انسانی شاعری، زبان سے ترجمہ سے بھی کم اور دہانت اور دل کا شوق لیا ہے کہ لہجہ پڑتا ہے۔"

سید سلیمان ندوی تحریر کیا کرتے ہیں۔ "نکتہ کی لطافت و صاف باجمہ چلتا ہو شیر کی راز گو ہے۔ اس لئے ان کے پورے کلام میں ایک شعر بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں عہدِ ادب کا چھوٹی طرح احرامِ حرمت نہ رہا ہو۔"

سید محمد علی کے یہاں غزل کے طرز میں ہمکنش ہوئی مضرعیتیں ہیں۔ اکثر نعتوں میں حضور کی کیفیت، حرم میں شریکین کے ماحرور و مہمان کے ساتھ آئینِ قرین کی شکل ملاتی ہیں۔

نعت :

پلے ہیں چاہِ مرضِ دمِ لرزہ لرزہ	—	مردِ اسطیغی خفاں اور ہمِ لعلِ لعل
ہر دمِ رنگِ رخسار ہے، مشکبلمِ لعلِ لعل	—	نظرِ دوزخ، دوزخ، قدمِ طریقہ، طریقہ
سکونِ کعب کی لہروں سے یہ محسوس ہوتا ہے	—	کوئی ہے باطلِ عجب و کرمِ پاشیدہ پاشیدہ
عجب طرہ و رنگ ہے، انوارِ خلعت سب کے چروں پر	—	جسے دیکھو وہی ہاتھِ تم لعلِ لعل
عیدِ اک خاص کیفیت میں ہے جو فزلِ خوالی	—	لئے ہاتھوں میں گھاگھو حرمِ لعل، لعل
جو دیکھتا جاوے وہی دیکھ رہا ہے	—	یعنی حرمِ پاک نئی شگفتہ دیکھ رہا ہے
یکہ نور، لعل، ایک جلوہ ہے رنگ	—	نظر ہے کبھی اور کبھی دیکھ رہا ہے
خدا حق کی مکر چاتی ہے اب دیکھتے کس پر	—	ہاں دیکھنے والے تو کبھی دیکھ رہا ہے
اسی ما ہوتا ہے چپختہ حق حرم میں	—	یہی کہ رسولِ عربی دیکھ رہا ہے

(۱۷۴)

احمد ندیم قاسمی : محمد نام قاسمی صبری جبریت کا جو دراصل دینی طور پر قبول کرتے ہیں اسے ایک درود مند اور عبادت کی صورت میں ہدایت کا اور رسول ﷺ میں پیش کر دیتے ہیں۔ دولت و اقتدار پر قابض جو قبیلہ اپنی نعت کے متنی استیصال سے موافق اس خاص و عام حقوق رکھ گئی سے محروم کر کے کمزور کی تعداد میں آتا ہے۔ اس نکتہ پر نئی نعتوں کی منظوم و نثری انشائیہ کے ساتھ منسوب سے دیکھو اور دیکھو شامل ہوتے ہیں۔ قاسمی کی نعت اسی اجمالی دیکھ کا اظہار ہے۔ شاعر کا خیال ہے کہ عہد ہے اور محنتِ قلب اس کی جو آواز سنائی گئی اور کر سکتی ہے۔ کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقتِ عظمیٰ کے لئے قاسمی صاحب نے عہدِ گزشتہ کا نوجو اختیار کیا ہے۔

قاسمی صاحب کے نقطہ نظر پر عقیدہ ایمانی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور سوا اس میں انسانیت کے لئے منشاءِ حلالہ اس نہایت ہے اور حضور ﷺ کی نگاہِ کرم پر ہمارے ساتھ دنیا و آخرت کا درود ہے۔ قاسمی صاحب کے یہی فنی اور معنوی خاص سے کرامتِ نعت، انسانی موصوفاً مہمساں و اسبابِ امتیاز میں سمیت کر اور درودِ نعت کے لیے جس میں ہوا نعت گوئی کے طرز کی ایک درجہ حرارت سے گواہی دیتی ہے۔

حصہ :

اے خدا

میری دعا ہے

کہ میں بسبب تجھ کو پہچانوں

تو میری رات کے آنے پہ

ترے نام کا سورج

دیکھے

اے خدا

میری دعا ہے

کہ تو لاکھ سے اکسہد

میں کس قدر تر

میرے سحر آگیا ہے

اوس میں بھیج دے ہزار نورست کی مانند

میری یہ نظر تک

نکے

نعت :

- ہوں تو ہر دور مکتبی میری تیرے لاد ...
 تو جب گیا تو مٹی روح و بدن کی تفریق —
 جن کو خدا کے صدفوں کی غریب کے لہد —
 لہر سر سے شستہ لے کر دم فرود —
 کتنا اعلان ہے انسان پہ حیرا کہ اسے —
 مرے حضور! سلام و درود کے مرود —
 مرے حضور میں کج و نیک میں جس —
 میں کشتوں میں گل کی بسبب وہی ہوں —
 قہارے ہم کا تھا جیسے سدا تھا —
 مرے حضور اسی نور کے سلسلے ہ —
 شہیدوں کے قہارے کھوں تو کیسے کھوں —
 مجھے خبر ہے قہارے تھ ہے مجھ پر —
- نہر پیام مگر خواب نہ ملے ہلا
 تو نے انہی کے خیالوں میں سو دھلا
 ان خداوندی کو سونے کی طرح چلا
 تیری کیا کو جو دیکھا تو بہت شرملا
 اپنی گتہ کو کر دہ ملا
 کی گے بھی کروں گا کہ درد مند ہوں میں
 مری بیک پہ دیکھتے ہیں لوگ اچھے
 تو میرے سر پہ دست ہیں آگلی ہمدے
 قہارے ہم پہ لئے گئے چاہے ہمدے
 میں میر کی میں الجھ کر بھی سکران ہوں
 دوس لہوں ہ قہارے ہی ہم ہلا ہوں
 اسی لئے تو میں قہاروں میں غیر ہلا ہوں

نعت :

حق سجدہ اور سجدہ صورت
 ہر دو سجدہ اول و آخر
 آپ ہی منزلِ قرب مراد
 بیشک " کثرت " چرا اہدیت
 حق سجدہ اور سجدہ صورت
 صاحبِ عالم ، حمد و نعت
 رحمہ میں خلی ، ہائے فرحت
 بیوں کے اندر اس کا مستند
 دلوں کے بحرے اس کا لعل
 اس کا میل ، میرا دلفین
 اس کی محبت میری عبادت
 حق سجدہ اور سجدہ صورت

(۱۷۶)

ایک یہ ہم کو اعزاز لب لی ہائے — کاش حراجِ عبیر کا لب لی ہائے
 میری پہچان کسی دورِ حوالے سے نہ ہو — اقتدارِ در سلطانِ عرب لی ہائے
 لب تو گھر میں بھی سہاگ کی طرح رہتا ہوں — کیا غیر حقِ عسکری گھر کب لی ہائے
 تو اگر چھاپ لکھی کی لگا دے گھر پر — گھرِ قلندر کو چاہو لب لی ہائے

(۱۷۷)

راغب مرلوگپوری : راغب مرلوگپوری کے شعر و لب میں جو سہ طبع، حق و میرت اور ذاتی ایہدیت ہے گل کھاتی ہے اور چری کہ
 لعلِ لعل کی میر کرتی ہے۔ موضوعات کا غرض اور اللہ جل جلالہ کی اہست و است کے دلانِ لب میں جاہلی ہے جب نہ کوئی اور جہدِ تجلی نصیب میں
 عن کی تحریر نہیں۔ غزل، نظم، مہاجی، غزل، غرض ہر صنف میں شعر کہتے ہیں۔ قرینہ و جہد، میرت، جہد اور دوسرے طومر انہیں میر ہے۔
 جس آیت قرآنی اور احادیثِ مبارکہ کا حکم زیرِ گرد ہے۔

حق کی شاعری میں خیال کی پاکیزگی، سجدہ و شہیں اسلوب، زبان کی سلاست، حدیث کی روحانی لہجہ جو دولت میں بھی ان کی کھڑی
 لائقِ تمجید ہیں اور اپنی سلی و زبان سے انہوں نے فنِ لعل میں معنوی اضافہ کیا ہے۔ اسلامی روح اور حق و سولِ مصطفیٰ کی لعل سے نہ اے
 انہیں تو ہے۔

حرفِ لعل میں حق کا شہرہ سارایہ ہر چار تصانیف پر مشتمل ہے۔ صفتِ غیر البصر (۱۹۷۱ء)، اور حرمِ سول (۱۹۷۱ء)، حضورِ قائم الانوار
 (۱۹۷۱ء) اور رحمتی (۱۹۷۱ء)

مدحت خیر البشر میں رافضی صاحب نے غائب فی قریں کی میزوں پر پیش کی ہیں۔ غائب کے مصرعوں کی تفصیل نہیں کی، صرف ان کی زمیوں کو رد کیا ہے اور اس انوکھے اور مردہ خوب کے مدحت سے محبت کوئی میں یہ کیا اضافہ کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں قرآن و حدیث کے حوالے موجود ہیں۔ بعض اشعار میں تباہی و بربادی کی تصویر کشی کی ہے۔

خیر البشر جلتی کی مدحت میں ڈاکٹر کاظمی نے کئی اشعار پیش کیے ہیں جن میں سے ہیں "تو دھند دھند ہو رہا مام نہایت پر حضور علیہ السلام کے اصناف کا ذکر کرتے ہوئے اپنا اسوۂ حسنہ کے فوٹو دکھاتے ہوئے فرمایا کہ میں میں پائے کرتے ہیں۔

مدحت خیر البشر سے نونہ نعت :

سیرت خیر الہدی سے اکچہ سے "مدد خال" — جس کے دل میں شوق ہو قریں کی تعمیر کا
 عقل انسانی اصل نہ کر سیں سخی کبھی — دینی اسرار کے احسان عالم گیر کا
 جن کے دل میں سر ہے، سب دھڑکتے جاگ — مرد و عورتیں پر اللہ وہ نہیں گئے کیا

(۱۷۸)

مدحت خیر البشر میں رافضی صاحب کا ایک اور غرض ہے کہ میں چاہیں نہیں اور تمہیں عقیدہ ہو میں مسرت خیر موقوف ہیں۔ اس مشکل کو اپنے کو پروردگار سے — جو در اعلیٰ صاحب کی مدحت شعری یہ مراحل پر ترنگی ہے۔ رافضی صاحب کے اس حیرت انگیز لکھائی پر اسے خیر کا عقیدہ کرتے ہوئے اسے نبی کریم ﷺ کے ذکر کی ایک ذمہ داری سمجھتے ہوئے فرمودہ ہے۔

شان الحق مقلی کہتے ہیں رافضی صاحب کا ہر الجھوٹ علی طور سے ہوا ہے۔ نہیں نہیں اور حشر ہیں اور بعض ایسی کہ وہ وہ ہیں ہو جائید (۱۷۹)

نونہ کلام :

محمد ﷺ اسما ہی وہ عالم عام — لام عام و رسول اسلام
 محمد ﷺ سب صبر ہیں اس — محمد ﷺ صبر و عزم و عزم
 وہ عالم کا دل اور دل تو محمد ﷺ — ہمارا محمد ﷺ ہمارا محمد ﷺ
 مطاع و مدکار و مسلح و محرم — مسلسل کرم کا وہ واحد محمد ﷺ
 وہ عام کا مالک و مدد اور مصور — ہوا رافضی اس کا دلدار محمد ﷺ

(۱۸۰)

حضور خاتم الانبیاء میں تین مقام اور آخر میں سلسلہ توحید ہے۔ جو سلسلہ "اسلام میں" سے شروع ہوا ہے ۱۲۱۳ھ میں مکمل ہے۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر جمیل جالبی رقم طراز ہیں "یہ اہم کیا ہے۔ قرآن و حدیث و سیرت کی کتب سے سلسلہ توحید میں وہ سارے پہلو اور ساری صفات صمدی ہیں جن سے حضور ﷺ کی ذات و اصناف اور فکر و فعل کی روشنی پڑھنے والوں کے دل و دماغ کو منور اور اخلاص و عقیدت کی روشنی دین کو سطر کرتی ہے۔ اس میں ہمہ جہت مل کر ایک ایسی وحدت بن گئے ہیں کہ تمام میں توحید کا بارود جاگ اٹھا ہے۔

اسلام ان پر کہ ہم تمام ہے وحدانہ جس کا — صمد میں ہر مقام توحید ہے وحدانہ کے جس کا

سلام اس پر جسے اللہ نے مبعوث فرمایا سلام اس پر کہ جس نے پریم توہمہ سرور
سلام اس پر جو آقا مرثیہ طیبہ کی ہر سلام اس پر جو آقا درد منہ انیس و جاں ہر

(۱۸۱)

مدد ملی میں غزلیہ بیت میں سز نفیس شامل ہیں۔ ہر حسب، رسل، بیات و سیرت طیبہ اور پیغام رسالت سے معمور ہیں۔ وہ یہاں
بہايات شامل کی گئی ہیں۔

شاد میں کی جب اک نظر ہو گئی مری تمام غم کی سر ہو گئی
وہ رنگی قصہ ہے ہر دلی چٹکتے میں سر ہو گئی
شعاع ام کی سر مشر بھی صفا سے مری مل ہو گئی
میں دھڑے پان کے رہا جب تو کیا مری قریبی ہضم ہو گئی
جہ کرم مجھ پر سرکار کی مری عرض سے ویشتر ہو گئی
ہوں صبح کی میں نے رات ہی تو اک صحت غیر ملش چٹکتے ہو گئی

(۱۸۲)

ڈاکٹر وحید قریشی اکڑ صاحب یہ صاحب تحقیق، خدا اور عقل شخصیت ہیں۔ یہ ۱۲ جنوں میں ان کے صراحتی کافیش جاری ہے
اور اس سر ہائے غم و دانش سے مل کر صاحب اشتادہ تر ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک مدد پر صاحب اور شاعر ہیں۔ ان کی ادبی شعری کیفیت تکہ ہر
ظہور شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں موسومات و مضامین کے نوع کے علاوہ محبوب کا شہ، کی صفت نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے یہاں ائمہ میں مدد کی
ہے لیکن یہ مدد کی نہیں انہوں کے محسوس کا تین ہے۔ ہندو کی طاقت، دیوی، مری بہ، کی اور موسوع میں شائع ہوا ہے۔ حیثیت کا نکلت کے کامل
اور ان کے ساتھ ساتھ استاد اور دانشی میں سے جو ان کی امر کا کشف کرتی ہے اور جس سے ملک خاکی کی گلی کا رہتا ہے۔ اور حیدر رسالت سے ہر دہا
دلی درد مانی ملے گی۔ حقیقی عمل و سرکار ہر دہا ہے۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب کا مجموعی کام اور علم صاحب و کثرت ہیں خود کار کو ہزار کا سرور
سرگزشتی ہے۔ جن میں لی شعری قہ نہیں کے لئے عقیدت انہوں اور ہر حاضر و حالی کا سہہ ملتی ہے۔

مارک عبدالحق کی رائے میں ڈاکٹر وحید قریشی کی شاعری آسان شعر ہے۔ ایک قدرتی دھنگ کے متقاضی ہے جس میں روح و وطن،
ملت، افس، آفتق، جہل اور انہر کو ان ساتدہ گوں کا اعتراف حاصل ہے۔ جن سے ہر شعر آواز و رنگ مل گیا ہوگی ہے۔ روح اس حلقہ الی ہاس کا
تین کرتی ہے جسے تو حیدر رسالت سے اسحق و میر آیت اور جو ملک کے ہم آواز کی رسالت سے بھی اپنے وجود کیسی اور راک حلقی ہے۔

کلام : محمد

سب و ہے میرا کرم اور ہے قلب سب سے رب، اے عربے وطن کے رب
میری رحمت و شفقت و دریا کو حیدر دولت و دریا سے ہوا میری قلب

نظم : لاد گیا خدا (دوسرا حصہ)

اے مری کے لوگ

تم لے رہا

خود مشکل سے ملتی ہے مگر پہنچنے کی خدائی کی — شے تو وہاں میں ہر کوئی مشکل میں ہوتی
 محنت میں ہی پہنچنے کی غیرت وہاں بھی شامل ہے — یہ غیرت غیر کے اور ہر بھی مالک میں ہوتی
 کرم جس کو قریب ہو گیا حاصل محنت کا — کوئی بھی چیز اس کی راہ میں مالک میں ہوتی

(۱۹۵)

یزدانی چاندھری : جدہ کی سنتوں میں دلی اور کاکلی آشوب کا اظہار، حضور سے رست میں اور استقامت کے مضمون کو شہرہ
 حیثیت حاصل ہے۔ حضور کے خلق عظیم کا ذکر نہیں ہو سکتا۔ اور احوال مسطورہ ہر اسلام کے مصائب کا بیان بھی ان کے حالات و احوال میں ہے
 ان تینوں طرح کی نصیحت میں ہیں لیکن ان کی حقیقت اور فنی شعور نے ان میں تو صبر و سہولت کی ہر چہ اور غلطی پیدا کر دی ہے۔
 ان کو اور مدد دینا ہے

”یزدانی چاندھری کی نصیحت کا سب سے دامن شعور اس وقت ہے۔ انسانیت کے اس اعلیٰ ترین معیار کے حوالے سے
 ان کی نصیحت کا عمر کی کے ساتھ بہت گہرا ربط پیدا ہو گیا ہے۔“

نصیحت :

اسے دہرہ تم عشق پیہر میں ہو نہ ہو — سلطان کرم ہو گا اسی طرح حکم ہو
 ہے جو دھوکا میں ہو شہرہ حاتم — لیکن جو کونین کی ہے شان کرم ہو
 اسے لاف و مبالغہ اور اہل توڑنے والے — امت نے قریبی کئی ڈالے ہیں قسم ہو
 سخت کے ہیں عورت ہیں قرآن کے حامل — لب فکر و فکر ہو ہیں دل ہو حرم ہو
 یوں نکلے دل چھوڑ کے اسے عزم نیابت — دو مائے دیار ہے ۔ دو ہار قدم ہو
 میں مدد ”مرکار“ پہ پہنچوں تو اہل آئے
 اسے صاحبو اگر ہم میں لگا ما کرم ہو

(۱۹۶)

راجا شہید محمود : رہا صاحب کی جہد و نصیحت کے سلسلے میں نصیحت کی جہد میں جہد فرد و نصیحت کے لئے ان کا رسالہ ”نصیحت“ کی
 سال سے قریب جہد و نصیحت کو پسند کر رہا ہے۔ ”نصیحت نکلت“ اور ”پاکستان میں نصیحت“ میں سلسلے میں ان کی مصائی کا ایک حاصل پھر ہوا ہے۔
 ”دہرہ لکھ کر کر“ اور ”صوبہ شرقی“ کے دو نصیحت مجموعے جہد و نصیحت، تنقید اور تحقیق کے موضوعات پر ان کے مقالات و مضامین
 اس کے علاوہ جہد و مقام صحفی کے علاوہ صحفیوں کے مضمون بہت مستند و معتبر ہیں۔ ان کی نصیحت گوئی کا ایک سلسلہ لگتی ہے۔ دوسرا ان کی سوانح و حوالوں
 سے وہ حضور علیہ السلام کی بدگاہ کرم میں اسلام کو کرتے ہیں۔ ان کی خیریت کا حاصل مطالعہ ہے کہ ہم انہیں قرآن و حدیث میں حضور علیہ السلام کی
 برتہ محکوم کہہ سکتے ہیں۔ ”صوبہ شرقی“ کے آخر میں اصل دانشوروں کی آمد و رواج ہیں جن سے ہم رہا صاحب کی جہد و نصیحت کی تفہیم کر سکتے ہیں
 احمد ندیم کاشی : ”چند عرصے میں جہد و نصیحت کی جہد و نصیحت میں جن اہل فن نے خود نصیحت میں لافانی لٹائے گئے ہیں ان میں
 رہا شہید محمود کا نام جہد و نصیحت کے سلسلے میں ہے۔“

احمد دانش : ”رہا شہید محمود جہد و نصیحت کے حوالہ اقامت کا بکثرت ہے اور عصر حاضر کے و عکاسات پر بھی اس کی

خاصی تشریح :-

ڈاکٹر سید محمد نے محمود کی نعت کوئی کام نہ لڑا اسلام آباد شہر سے۔

صدر مجلسین شیخ لہ جہاڑی بہار، مفتی رحمت اللہ علیہ سے جو ہیں، ان میں سے ایک سے انگوڑی سے ایک نعتیں کہتے ہیں۔

نعت :

لب ہے دل کے حرم کا دروازہ — در شہر اہم کا دروازہ
 دل میں پار کیا وہ آئی ہے — دا ہوا چشمِ نیم کا دروازہ
 در آکا خدا کی خوشنودی — پار عیبِ حرم کا دروازہ
 تا دمِ مرگ میں نہ بھڑاں گ — سردہ کفنم کا دروازہ
 صحنِ دل کی طرف کو کھلتا ہے — شوق کے ٹپکے و سک کا دروازہ
 مے بہ رنج و غم کا جہر دوراں — جو کھویرِ نرم کا دروازہ
 واسطے ہر اک کے واسطے محراب — و در نرم کا دروازہ

(۱۸۷)

جعفر بلوچ، مثل اردو جاری ہیں، وہاں تکیہ نے جو پرے سعیت اور مدنی نعتیں اور انہاں کی ملاحات کو مگر ایوں کی تحریریں ان سب کا رد ان سب کی قلم معدومیت نے تہ صرف ایک دفعہ، کدے جو حضور مایہ السلام نے آفتابِ شریعت سے طوع ہوتی تہہ نظر لائی کہ سب کوئی کلام صرف اسی مقصد پر ہے جس نے خلیفہ محمد سے جو کلام کو کسی نکتہ میں نہ صاف ہے۔

نعت :

ہر اک کی تہی کی تہی کی تہی — ہر اک کی تہی کی تہی کی تہی
 ہر اک سے تہی سے تہی سے تہی — تہی سے تہی سے تہی سے تہی
 ہر اک سے تہی سے تہی سے تہی — تہی سے تہی سے تہی سے تہی
 ہر اک سے تہی سے تہی سے تہی — تہی سے تہی سے تہی سے تہی
 ہر اک سے تہی سے تہی سے تہی — تہی سے تہی سے تہی سے تہی
 تہی سے تہی سے تہی سے تہی — تہی سے تہی سے تہی سے تہی

حکم :

ہم کو خبر یا تھی کہ نہ تھا ہے کیا پہاڑی ہے — تو نے پیر لکھ تو ہے بہت کچھ میں آئی ہے
 ہم نے جس نے پتے یا یہ بھی نرم فرما ہے — اس صیقلِ صورت میں اک سیدھی دلو کھائی ہے
 سیدھی دلو یا پتے کی توفیق سے فرما ہے کہ

(۱۸۸)

آغا صادق، آغا صادق ایک جامع احکام شخصیت تھے اسوں نے غلب میں اول موصوفات پر کھلے شریں بھی نظمیں بھی وہ علم و عرفی

کے بارہ جے اور اس حصے میں ان کی کتاب جو عمر عروض معروف ہے۔ ان کی شاعری "انداز نیکرونی، علاقہ ہندوستانی ہے۔ ان کی تصنیف "چشمہ کوثر" ان کی حمد و نعت کے علاوہ معتد اسلام اور راجائی منظومات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب پندرہ سو چھ سو سال میں اسلامیہ پریس کوئٹہ سے چھپیں لیکن ۱۹۹۲ء میں گورنمنٹ پبلشرز لاہور سے ان کے چھ ڈاکٹر نوید حسن کے زیرِ مہتمم بارہ گر شائع ہوئی بعد کی عبارت میں سو سو میں کچھ ترمیم و اضافہ کر دیا گیا ہے۔

حلیہ جانب کہتے ہیں "قاصدق پاکستان میں نعت و مقبت و سلام کے اولین صورت گردا میں تھے۔ انہوں نے نعت کو قیام و رفیع مقام کے لئے باہمی نیت قرآنی کو امتثال کیا۔ قاصدق نظم عروض، نظم موسیقی، نظم بیان اور تعمیر و تدریس کے بارہ تھے لیکن ان کے علم، انفس اور مہارت فن نے ان کی شاعری کو مہل شیر ہوئے دینے اس میں یک روئی قضا کی پیدا کردی ہے جسے سخن کی جان کہتے ہیں۔" (۱۸۹)

حصہ :

اے کہ تری ذات ہے زندگی عقل وجود — جلوہ جو دہر ہے حیرے کرم کی نمود
 نور سے ہے رنگ طور اس کی گون و مگال — کس پنہاں جمل آفت بہت و نور
 تیری طرف گامزن سلسلہ "مرگ و زاد" — تیری طرف رہنا قالد "دور و زاد"
 اک روشنی دلیری تیرا برق و طور — اک نظر قہری قصہ عدا و نمود

نعت :

روح ہو کے اصعب خیر الہام سے — آواز ہو گیا ہوں زمانے کے دہم سے
 مقصود ہے یہ سلسلہ "صبح و شام" سے — روشن ہوں عرش و فرش عمر شکستہ کے دہم سے
 جنت سے لے چلو مجھے ہم مدینہ میں — بزار ہو گیا ہوں میں عرش و دہم سے
 صادق پیام جن کا ہے کونین کی لاج — چند اب جہاں ہے انہی کے کام سے

(۱۹۰)

خواجہ عزیز الحسن غوری مجذوب : صاحب تصوف و معرفت تھے، علوم باطنی کے علاوہ علوم ظاہری سے بھی آراستہ تھے۔ دینی و ملی مقولوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی وفات ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔ ان کے مرید و تلمیذ کلام میں روحانی و عرفانی مسلمان کی کھلتے ہیں۔

انعام الرحمن قہرلویش لکھتے ہیں "حضرت اقدس مولانا قہرلویش کے یہاں ان کو وہی درجہ حاصل تھا جو حضرت نظام الدین لولہ کے یہاں حضرت امیر خسرو، امیر خسرو مرغابا، شاعر و ماہر زبان کہتے ہیں۔"

حصہ :

ظاہر مطلع و باطن ذکر ہم حیرا — زندہ رہوں اقی ہو کر تمام حیرا
 سینے میں ہو منش و لب کتاب تیری — ہار کی رہے نہیں ہر دم کلام حیرا
 دونوں جہاں میں مجھ کو مطلب تری تو ہو — ہو پختہ کار وحدت ہوا یہ تمام حیرا

نعت :

سارا بدن حضور پہنچے کا جب نور ہو گیا — بحر نور کیا ہے ساحل اگر دور ہو گیا
 کیا جو سامنے دین مسور ہو گیا — زہر کمر کوڑ کے ذوالنور ہو گیا

مفق تصور دماغ نہ اور جب ہوگی — میں سر سے لے کے تاج قدم نور ہو گیا
 کہ جسے اولین دور مگر ہو سکے قریب — ہا ہل تھا قریب مگر دور ہو گیا
 لب بعد نعت ہر نہ سرائی کا تہ نہیں — جذوب شعر کہنے سے مفق ہو گیا

(۱۹۱)

حافظ محمد افضل فقیر۔ معروف اور مقبول شخصیت جسوں نے ملی نگاری اور دور بخابل حمد و نعت کے وسیلے سے پہاڑیوں میں حمد و نعت کو ترغیب و ترغیب ملی۔ اس کی شاعری ہم گیر اثرات سے عبارت ہے۔ سنوں میں دریا اور صورتی کی کیفیات، مہینہ دور و دور سال اور گنبد شعر کی تجلیات اور اسے سرشاری کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ نعت میں یہ شاعری کا انداز ہے۔ مضامین و افکار میں وسعت ہے۔ اسلوب میں علمی انداز اور دور و دور دور مندی ہے۔

نعت :

مفق حرم پاک میں نعتیں ہیں قدم تیز — دشواری حزن ہے یہی عزم کو صمیم
 اس شعر کو نعت ہے رسول مری سے — اس شعر کا ہر ذرہ ہے پہلی عشق و دل توجہ
 اس کو کہے جراتیہ افسانہ تھا — جب گنبد سرکار ہو آنکھوں میں فیاض
 گلاب ضروری سے رزق ہیں دل وہاں — جذوب و کتاب ہے سینے میں سبک خیر
 وہ مہین کرم مرزبان ہستی پہ جو رہے — یہ نقش ہیں ستارے مہین طرب انگیز

(۱۹۲)

حفظ صدیقی۔ نعتیہ مجموعہ لازوال حقیقت صدیقی کی لازوال فہرست و مقبولیت کا سبب ہے۔ ان کے بحرے میں نعت کے لئے فزل کی جستجو استعمال کی گئی ہے اور غزلوں اور شعریت کا معیار قرار رکھ کر نعتیں لکھی ہیں۔ فزل میں محبوب بھڑی کے لئے جو پیر و گی کا ایک افسانہ بندہ ہوتا ہے نعت تک پہنچنے پہنچنے اور دل بندہ عقیدت میں داخل کیا ہے۔ ان کے یہی الفاظ کے چمکناور شعر کے دروست میں ان کی ترتیب ملی کے نکتے کو طرہ دکھ کر کی گئی ہے۔ ان کی نعتوں میں چٹائی ہے اور مندی ہے اور وہ عقیدت ہے جس کے وسیلے سے وہ اپنی تقدیر کا لائی، ہمد ستاری اور دھن نوازی کے لئے ہر دست الامکان کو پہارتے ہیں جس کے دور سے ہر سائل کا دل ان طلب بھر تا ہے اور کوئی غفلت نہیں جاتا۔

حصہ :

مفات انت سے باز ، پہ ذات میں تھا — نزل سے تا پہاڑ میری ذلت ہے یکا
 میں ایک ذرہ ناچنے میری ہی حقوق — مری مٹا سے پھر ہے میری حمد و ثناء
 مجلس نہ جازاں کہیں دکھ کی دھوپ میں پار — تھی رہے سر پہ ترے کرم کی روا

نعت :

ترا ہمد ہے تمام ملک میں گمراہی — سر کی دکھ نگر اس پہ بھی ہو میرا خدا سائیں
 ترے جیسا کوئی ہمد و دھن ہو نہیں سکتا — انوں پر کیوں کسی سے اپنے دل کا ماہرا سائیں
 جہاں میں بھی کام میں ہوں، کام میں ہوں میری رحمت سے — جہاں تک میں ہوں وہاں پر ہے میں میری خطا سائیں

نعت :

ہمیں پرست وہ حیوان تھا جس کو — شہر طہر انہوں عطا کیا تو نے
 نصیب اول دی ہے جسے انہوں — سراغِ جادۂ جہاں عطا کیا تو نے
 دیبا کے روپ میں قرآنِ فتح پانچواں — گل کے روپ میں قرآن عطا کیا تو نے
 محبوبِ درد سکونِ عشق تیرے در سے ملا — ہزار درد کا دریاں عطا کیا تو نے

(۱۹۶)

عشر رسولِ مکرری : فقر کو نین، عشر کا ایک طویل مسدس ہے جس میں چار فقر اسلام کو منظم کرنے کی جگہ صرف آنحضرت ﷺ کی
 حیات مبارکہ اور سیرت مقدسہ کو فقر کی تیسرا ہے اور جزئیات کے ساتھ اور مستند انداز میں۔ جس میں قرآن و حدیث سے استفادہ ہے۔ اتنی طویل نظم
 میں سادگی، زبان، روانی، بیباں اور محسن کلام کے علامات موجود ہیں۔ شب رسول کا قیام ہونے کے باوجود امام ابن کرم اور قلمِ درد و لوب میں رہے ہیں۔
 فقر کو نین، منظوم سیرت مبارکہ ہے جو اردو لوب کا طویل ترین مسدس ہے۔ اس سے تین جیسے ہیں جو علی الترتیب ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸ اور ۱۹۹ میں
 شائع ہوئے۔

صد اول کے دیباچے میں مختصر مدحی کہتے ہیں

”فقر کو نین، رحمتِ ظاہر اور محکمِ مہمیں دونوں کا سرپا ہے اور علی دے مثال ہے۔“

صد دوم کے دیباچے میں ڈاکٹر فرماں فرماری لکھتے ہیں

”صحت، اوقات اور تاریخی ربط کے لحاظ سے اسے منظوم سیرت ہی کا ہم دین تو ہے حال۔ ہو گا۔ برحق اور مر خیال کے

حلقے میں شاعر نے قرآن و حدیث اور سیرت و تاریخ کے مستند مباحث سے استفادہ کیا ہے۔

صد سوم میں پیش حرف کے طور پر مولانا قاسم رسول صریح فرماتے ہیں

”زبان سادہ بنے سمجھ لینا کسی کے لئے بھی مشکل نہیں۔ شعر محو اور درد و سوز سے بھر، مطالب تاریخی اعتبار سے

مستند اور ہر نوع کے مبالغے سے کام لیا گیا۔“

نمونہ کلام : ظہور قدسی

ہے نور حق کا منظرِ اول نبی کا نور — جس سے ہوا ہے الفس و افلاک کا عبور

انہیں کو بھگی کا اسی سے ط شعور — مومن اسی کے عشق میں رہتا ہے ماسرور

روزِ ازل یہ نور ہی مقصود کل ہوا

خیر ابھر ہوا بھی قسمِ ارض ہوا

آدم کی پھر جہیں میں ہوا منتقل یہ نور — نور و ضیاء میں تھا اسی نور کا عبور

پلا اسی سے حضرت محبوب نے سرور — ہمیں ہوئی اسی سے حدیثِ حکیم و طور

سب مادیات حق میں ہی کا ظہور تھا

ہر ایک کی بیس میں عمر و نور حق
 جیسا کہ نوبہ کے آئے ہیں — پرچم تمام ہو گئے دنیا کے سر — تم
 خیر و شرع و دین کا ہوا حق پر — صدیوں سے مدد پاؤ اعلیٰ قسمت پر
 سبیت پر — اور حق پر ہو گیا
 ایک اور نو کا حق سے تیار ہو گیا
 اسے تھکا ہوا ہڈیوں سے کام لے — ساقی کے ہاتھ سے نئے مٹاؤں پہ لے
 اندر اور دامن میں لولاک تمام لے — ہر کام پر نہایت عمر کا کام لے
 ہر تیرے حضور کی نثر حیات ہے
 اشدیت کی آبی اسی میں نہات ہے

(۱۹۷)

مختصر ایوانی : مختصر ایوانی کی مجموعی شاعری کا سب سے علاوہ صنف یہ ہے کہ دو سہایت سادہ بیان میں تخلیق ہوئی ہے اور قاری پر اس کی تفہیم
 اس طرح ہوتی ہے کہ :

میں نے یہ جانا کہ گویا جو بھی میرے اس میں ہے
 اصل لوگات ان کے اشعار میں محسوس ہوتے ہیں جیسے دوسری میں باتیں کر رہے ہیں۔ یہی سب ہے کہ ان کے بعض اشعار زبان زد خاص و عام ہیں۔
 مختصر ایوانی کی یہ سادہ گوئی اس لیے اندر دوس کٹی ہوئی درد سہائی کے سوا سالہ رکتی ہے۔ سوسالے زیادہ تر فرس کی لہر، سہا سوں نے نمد و ست کا درخ
 کہا تو اس موضوع پر ان کے ظہور و لکری تجربے ہمارے سامنے آئے۔ مختصر ایوانی اپنی گلیات کے دہیلے سے اندر حیات کی بھڑکی اور بلوری کے
 آواز سے ہیں۔ وہ حقیقت نگاری کے دہیلے سے اپنے دل کی بچی کلیات کو قاری کے حوالے سے کر دیتے ہیں۔ معاشرے میں ان کا شاہد و جو کچھ دیکھتے ہو
 ان کا عجب جو کچھ محسوس کرتا ہے وہ جانا کہ کاست قاری کو اس سادہ سے واقفیت پر اپنا اثر یکساں پانتے ہیں۔

نثر اندری "حرف کا" کے بارے میں دیکھ کر لڑا ہیں

"صرف عقیدت ہی نہیں، اندر حیات کا ایک پختہ شعور بھی ملتا ہے جو کوئی کو بہر انسان نے کی ترسیدہ ہے

ہے۔"

"حرف کا" میں ہر کے علاوہ فقیر ہیں جو نثر کی لذت میں ہیں۔ اور "نثر" کے عنوان سے ایک طویل مسدس کے چندے شامل ہیں۔ اس

کے علاوہ منتخبہ سلام بھی ہیں۔

حصہ :

مرے وہ لے وہ کون وہاں — تری جو جو لہجہ سے کہے ہیں
 نہ تو میری زبان بھروسہ کی نہی — نہ میں نہ وہی کہ ہوں نہ حشرہ طری
 نہ شفق، نہ افق، نہ زمیں، نہ آسمان — مرے وہ لے وہ کون وہاں
 تری جو جو لہجہ سے کہے ہیں

نعت :

دن سرکہ ہے من کے مٹا میں — آپ کی مہربانی تو ہیں قرین میں
 اس کو کہتے ہیں حقیقی انسانیت — رہی اہمیاں آپ انسان میں
 " جسم فریضہ ، سراپا یقین — ہوتی آتھیں غلی غلیان میں
 ہم نبی کی محبت سے باہر نکلا — یہ محبت تو مثال ہے ایمان میں
 فریضہ سے " اکی ہے زندگی — جسے ہی مسافر پہلے میں
 دیکھ محو " جنم دکھا ہوا اٹھی — دھوا کیسی جنس ہے ہرمن میں

وہ ایک دولت چاہوں ہوا زمانے میں — سراپا ہی ہو گئی مثال دے جانے میں
 لئے ہر لمحہ کائنات حضور آئے کہ آپ — نہیں کا حرف نہ قناعت کے لئے میں
 جو سلام دور دور کہ نہ میں سے بنا — جب کون ہے نصیب کی ستارے میں

(۱۵۸)

رفیع الدین دکن کی قریشی : من کے اب تک آخر نقیب جو ہے شائع ہو چکے ہیں، جن کی ترتیب یہ ہے

خوشید خورشید عہدیت، نور اہمت، حرف ہذا، حقون حق، سرور میں، نور رحمت اور دانش نعت

من کے تمام مجموعوں میں نقیب ہی نقیب ہیں جو، موسم غزل کی فنی دست میں لگی ہیں، حرا و ہوا و فضا و عمار میں انہیں ہوا کا کہا ہے۔
 قناعت بھی غالب تھا ہیں ایک قصیدہ بھی فقر سے گزرا، مگر میرے کے نام، میں ہندو میں ہیں، دکن کی قریشی کا سبب فقری روایت کے کائنات سے
 ہے، یہ ہے کہ شوق میں اپنے گھر ہے نہیں کرتے جو نصیب کی صورت کو، عند انہی، شری میں ہوا کا مین و لول کی صدیوں سے جس فضا کی
 آہنگ اور صورت و فضا اور اسلوب کے جس فنی اور معنوی من کا ذکر ہو گیا ہے، ہاں اس میں خیمے کے قافلے ہیں چہرہ من کے پہلی زبان، پہن کی
 سلاست و لطافت ہے، ساقی اور لہلا فی ملاہیت اور نازک ہذاں اور لطیف خیالات کو اور کرتے کی اسناد اور ہر چار طور پر مقرر ہو رہی ہے۔

دکن کی نقیبیں اس عہد پر حق میں جبکہ ہمارا لہلا و فضا سے گزرا ہے، جبکہ اندازے ہاں میں ہمہ تفلیک سرکار ہے چہرہ اور
 لہلا سے آگے کی نقیب میں آگے کر کے آگے کی نقیب اور ہے ہیں، ہمیں اس کہے کی نقیب پھرتی ہیں جو اندازے پہنچے نہ گیا ہے۔
 یہ نقیبہ سولہ اکرام نقیب کے ایک حلقہ و ملحق کی رحمت و شوق و اہمت ہیں۔

حصہ :

لے لہلائے پاک، رز نور من کا کائنات — سے کہ ہے شوق و لہلا اور پختہ ہماری دولت
 قائم و دائم ہے تو، ہے ہماری ہستی لا ہوا — دہر کی اک ایک لے ہے اظہار دے ہاں
 اگر حرا و فضا میں کہ ہے رنگ دے ہر روی — ہماری ہستی کا پتہ دیتی ہیں دل کی ہر دولت
 کائنات لے لہلائے پاک، " یقیناً صدق و یقین — تو دے جو نقیب دل میں ہے فضا و رحمت

(۱۵۹)

نعت : (مدینہ منورہ سے واپسی پر)

طیب نے شب بد ڈالنے سے بچا ہوں --- اب دولت میدا کر گھر لے کے چلا ہوں
 غروب میں پہلے ۲۰ ہوائی لپٹ ہے --- آج نہیں آنکھوں میں گرہے کے چلا ہوں
 پہلو میں مدینہ کی قرب ہے متوازی --- تین چاندز دگر لے کے چلا ہوں
 چکن سے اٹھا لایا ہوں ناک اور اقدس --- آنکھیں نہیں میں کیسے زارے کے چلا ہوں
 توجہ دین صرف حرم تک نہیں کوئی --- اس گونج کو قلب و جگر لے کے چلا ہوں

شرق طیب میں جو گھر سے چلے --- پاؤں تھک جائیں تو سر سے چلے
 ایک شئی کو ہے دکان کرم --- آپ اسی روہ تر سے چلے
 اپنی منزل ہے مدینہ یاد --- اب کسی دلو گزر سے چلے
 یہ زمیں کوئے نیا ہے چلن --- اس جگہ پائے نظر سے چلے

(۲۰۸)

خلیل ہوشیار پوری : ہمارے مدینہ ایک نامور اور متاثر کر چن صوبے۔ غمناک غزل کے محو عوا کے علاوہ ایک اہم اور وسیع مجموعہ
 محو نصرت و محبوب ہوں کے نام سے بہ کار چھوڑا ہے۔ خلیل ہوشیار پوری شاعری شعریہ اولیٰ روایت کے ایک اہم فرد ہیں۔ وہ ن غزلیں دو تمام فنی اور
 معنوی خصوصیات رکھتے ہیں جن سے ہمارے غزل ہمارے سے۔ ان کے یہاں روایت سے اس استحکام کے ساتھ ساتھ عصرت پوری کا قدر سادہوں کے
 جلو میں موجود ہے۔ جب اپنی خوبصورت غزلیں پائندہ ہند کے دلے مٹ کر ان میں ترنم کے ساتھ بہتے تھے تو سامعین خلیل پر سر کر رہے تھے۔

خلیل ہوشیار پوری نے نعتوں کی صورت میں اپنا اور بہت کچھ کہہ چکے ہیں۔ ان کے لئے ملازم اندوی اور ملازم طاہریت کا سامان
 کر کے۔ خلیل کی شعری حکم میں جو شے کا ذکر کا جزا اعظم ہے، وہ ان کا سو سکتی شے ہونا ہے جس کے جب وہ شعر میں لطافت کے جملہ سادہ سامان
 بھر دیتے ہیں اور ایک ایک لفظ کو فطرتی شکل نظر سے جان کر پڑے شعر کو فن کا ایک سادہ نظر آفریں دیتے ہیں۔ یہ فطرتی شعور جب روح کے پردوں
 سے جلجلا رہا ہے تو وہ نصرت کے مرالائی اور وہ الائی نئے اس سے بہت ہوتے ہیں۔ خلیل ہوشیار پوری کی نعتوں میں عشق رسول ﷺ کی دلچسپی
 سرشاری اور لب کی اور افراد کی لکھنے والی کام کو دیکھ کر دیتی ہیں۔ انہوں نے جس نعتوں کو ہندی لکھا اور تازیاب کے سانچوں پر اعلیٰ
 کر یا نہیں ہندی لکھتوں کی شکل دے کر ان کے حسن معنی کو ہمارے ہاں لکھا ہے۔ انہوں نے ان کر نوں کو اس نئے افق سے ہمارے ہاں لکھا ہے۔ انہوں میں اس
 طرح ہمارے ہاں ہے کہ ہمارے ہاں لکھا ہے۔

ابو محمد کا کہتے ہیں :

"خلیل ہوشیار پوری کی نصرت ہر پہلو سے نکل ہوئی، تک تک سے اور مست، خوبصورت اور دل آویز ہے۔" (۲۰۹)

دائرہ مدینہ قریشیہ کی طرح ہیں :

"ان کے نظریہ کام کا دوسرا اہم ہندی لکھا اور تازیاب کا سامان سے جسے عموماً بھٹکی رن کے شاعر نے اپنایا تھا۔
 خلیل نے اس کو لبس تجرید کا اور ایک، وہوں کی صورت میں کیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ اس "مقاہت" میں اس کی
 دولت کو مرکان کی دولت ملتی ہے۔" (۲۱۰)

مسی کے ہاتھ نے مجھ کو سزا دے دیا اورت — کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ
 دھبے ہمارے ہم کچے ، تھکی مسی کو کہتے ہیں -- دا پاکیزہ پاکیزہ ، نقلا عجیبہ عجیبہ
 بہارت کھو گئی ، لیکن میرے تو سلامت ہے -- ہم نے دیکھا ہے مگر ہمارے ۱۹۵۰
 صد فکر اتنا غم میری بیٹم تر میں ہے --- دیکھے بغیر سارا دھبہ نظر میں ہے
 پلا نظر دھبے کا میں کیسے بھول ہواں --- سارا وجود میرا اگلی عکس سطر میں ہے
 تھوڑی سی خاک پاسے دھبہ ہے میرے پاس --- بھول ہوں میں کہ دولت کو نہیں فکر میں ہے

(۲۱۳)

خالد جوی : خالد جوی اس کا وہ شوق کا پر عزیت مسافر ہے جو نعت کو علی قدر اور رافع متا مد سے بھرا میں صرف کرتا ہے جب
 رسول اور اطاعت رسول ﷺ کا دل تیرا اور جانی نہایت سے مشورہ امت کی تعلیم تبلیغ جانی کی نعت کا مرکزی نقطہ ہے۔ جہلی کا اسلوب بھی ہے۔
 منکر اور امکانہ انداز غالب ہے۔ نہیں کسی حدت سے عظمت شمع کا پام نہیں اتنا سوراغھر علی میں کی طرح شکل نور جاننا۔ سحر کے قرائی کو
 اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ وہ حضور میں جب ہو جاتے ہیں۔ زبان دیباں نمود سادہ و دلکش اور عمدہ نعت میں معنوی شکوہ و خیال موجود ہوتا ہے۔
 جہلی نعت گوئی کو اپنے ایمان کی حقیقت کا سیدہ سمجھتے ہیں۔

اکثر طور مدح کے سلطان

اس کی نعت نگاری میں غیر مسلم اور حتیٰ پند شمر کی طرح محض فیشن پرستی و شعری عکاسی کی حقیقت صبر بصرہ میں
 کے ایمان کا بڑا ہے۔" (۲۱۳)

حاصل :

اے خدا رحم کر ، رحم فرما --- وہ دل سے ہر ایک لم فرما
 دنیا اسلام کی خواہش کر --- کر د ہاں کو کادرم فرما
 ہر برائی کا خاتمہ کر دے --- حق کی صورت قدم قدم فرما
 قوم مسلم ہے تیرے کا دہ --- اس کے شیر قوس کو ہم فرما
 ہم آتے سرکش اور باہی ہیں --- کافروں کے سروں کو ہم فرما
 آپ کے احرام کے صدقے --- قوم مسلم کو محرم فرما

نعت :

مہر ہو ، مدد کر ، کیسا یہ دلکشت --- واضح کیا ہے آپ نے دنیا کا خوب و نشت
 دشت حقیقی کے سلطان مل کر دے --- سرسبز چاہے یہ اگر طاقت کی کشت
 لیکن کے سادہ لوح مسلمان بہار --- این جی سے ہر بدی کی ہے سرشت
 تمام جہان میں عظمت قوم انبی سے ہے --- روشن انبی کے دم سے ہے انسان کی سرشت
 وہی مجھے ہمت کی عطا میں آپ نہیں --- لیکن مرے لئے ہے مدد بھی اک کھشت

(۲۱۵)

اچھا زہر جانی : اچھا زہر سال کی مردانت نگاری اپنے اندر جذبہ فکر اور عموماً ساتھ مشابہت کا بہت سا ذخیرہ رکھتی ہے۔ ان کے یہاں مضامین، اظہار کا ایک غیر مختصر سلسلہ ہے جو خواہ مخواہ زبان اور دانش پران میں داخل کر اچھا فن بن جاتا ہے۔ مبدہ لفظی نے انہیں جن کمالات سے نوازا ہے ان میں حسن صوت بھی شامل ہے جس کے سبب انہوں نے اپنی مردانت کو لفظی آہنگ اور شعری غنایت سے معمور کیا ہے۔ ان کے اشعار میں، مطلق جو نصرت کی اساس ہے، عقیدت و دل نگاہ انجلی جو محبت کا مایہ فیروز ہے، ادراغ ہیں اور قلب پر ہیں اور جوش کر ہیں جس سے نسبت اثر پارہ ہفتی ہے وہ شعور، صبر و اور احتیاط سامانی جو نصرت کے فنی اور معنوی تجربات ہیں، لطیفیات جبر، دیدہ و بندہ میں حاضر کی آواز، وہاں کے مشابہت نگری اور عموماً ساتھ باطنی، سب کچھ ان کے یہاں موجود ہے۔ وہ محبت، رسول کو طاعت، رسول ﷺ کے ساتھ خشک کر کے پیش کرتے ہیں تاکہ مصلحت اس سانچے میں داخل کر اقوام عالم کے سامنے جماعت کے چرخ روغن کریمہ اچھا زہر سال کے کوششہ میں امت کے ان اخلاقی امراض کا ذکر ہے اور ان ہی کی معاشرتی مردانہ زبان سے جو سر کر توجید، رات سے دہریہ کی کڑا درد زانی کی صورت میں ہمیں لاحق ہیں۔ اگر وقت کی تمام نصیب گنجینت کا جو حصہ دیا گیا ہے تو ایک منظم میرت نگار کے طور پر اصرار کرتے ہیں۔

حمد :

صرف اک وہ ہے وہ کے سوا کون ہے — دوستو اور مشکل کشا کون ہے
 دوسے دوسے میں جلوہ نما کون ہے — آئندہ گر ہے کون آئندہ کون ہے
 آگ پانی ہوا کسی نے تخلیق کی — جو ہے طلاق لڑائی و نا کون ہے
 عشق وین مس — اسل کو مصلحتیں — دونوں عالم میں اس سے بڑا کون ہے

نعت :

لہو بکمل رہا قانی کی نہاں سے — دشمن کا حیر کیسے لکھا ممکن سے
 ہمت جائے ان کی ذات اگر درمیان سے — دوسے زمین پہ آگ ابھی آہن سے
 در پافت ہو رہی ہیں ابھی ان کی مصلحتیں — دنیا گزر رہی ہے ابھی اچھن سے
 گردوں صبح و شام ہے ہم رسول کی — یہ کائنات گونج رہی ہے ان سے
 اچھا ایسے لوگ بلاے خوش نصیب ہیں — دوسرے دکھائی دیتے ہیں ان کے مکان سے

(۲۲۰)

جسٹس محمد الیاس : آپ کی مردانت میں جدید موضوعات الہی الم اور بتائی آلاء کو اندر اور رسول ﷺ کی بد مذہب میں پیش کرنا اور محبت طلب کرنا ہے۔ مجرور صنف کے رواج اور مشورہ بیان کے ساتھ ساتھ تہ کی کسی بھی مرد اور کسی بھی نعت میں اسی الم نگاری کے موضوع کا ذکر نہ نظر آتا ہے۔ جسٹس الیاس معاشرے میں کسی بھی فرد کی عروسی حق غلطی کا ذکر اور اس غیر فطری حکام کو قرار دیتے ہیں جو عدل و اخلاق کا توڑن جوئے کے سبب، طبقاتی عدم مساوات کی صورت میں پیدا ہوتا ہے جس کے سبب فرد کے حقوق کی نہ حرمت باقی رہتی ہے نہ تحفظ قائم رہتا ہے۔ جنم اس بڑی کاہنہ، بعض میں اس کس چہری کا طالع اسی سستی کے قیام میں ہے جو چاروں، مرد و عورت، کار و بار، دھرم و ایمان — اس طرح جسٹس صاحب کی مردانہ اعلیٰ اور مردانہ سلیح، حیات و کائنات کا نام لیتا ہے۔ ان کے اسلوب میں سماج کی مرد و عورت اور مرد و عورت کے دکھ کی مناسبت سے لکھ دیکھ کی آمیزش نے ان کے تخلیقی عمل کو تاثر آفریں بنا دیا ہے۔

سمائل بن کی تصانیف کے نام علی الترتیب یہ ہیں
 شکر و کرم، قد برہمیر، الاثر یک، اے مثال، اے وادہ
 ایک اہم عبارت ہے کہ انہوں نے نعتوں کے علاوہ مہم کاری پر بھی خاص توجہ دی ہے چنانچہ "قد برہمیر" اور "اثر یک" اے مثال اور
 "اے وادہ" میں نعتوں کے علاوہ شہادت مہمیں بھی شامل ہیں۔ ان کے بارے میں بعد از یہ ہیں
 اے وادہ مہم کا نام
 "شاعر صرف نعت تصنیف نہیں کر رہا ہے، مبادت کر رہا ہے اور اس مبادت میں مصوری کا اہل اہل ہے۔"

الذیل اہل :

"اس مجموعہ وادہ وادہ میں سرور مہم مذکور ہے جو قومیت کے لوگوں میں آوازوں سے اس پر اسکا رہنے میں کامیاب
 ہو رہا ہے۔"

عین مجلس (۱۹۱۶ء) انکراہدہ اہل

"اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب میں شیخ حق الحق اور مشق رسول ﷺ کے آپ کو آواز ہے۔"
 انکراہدہ قریشی :

"یہ نعتیہ کام نعت کے شعرا کے اسلوب سے متاثر ہے اور ایک لائق بیاد و نعت ہے۔" (۱۹۱۶ء)

حد و نعت :

میرا خدا ہی خالق مجبور، قدیم ہے — میرا ہی خدا کا رسول مجبور ہے
 میرا خدا ہے مالک و رازق قسیم ہے — میرا ہی ہے دست عالم، سلیم ہے
 میرا خدا ہے قادر مطلق، قدیم ہے — میرا ہی ہے نور کا بیک، رجم ہے
 اہل جو بہن دیکھ و کریم ہے — اس کو نہ کوئی مگر ہے لے کوئی دم ہے

(۱۹۱۶ء)

مہم میں نے لفظ قریب — خطر پہن کو قرہ لڑا
 فن کی جگہ پر چاہی تھا، کرم — صفت کیا رنج و غم کا ہر ملو
 کہندوں کی شکایت کھنکھاتی ہے — ہر دست کی لے ہر ملو
 جو کہا نہ جان دست سے — فن کے آگے جو ہاتھ بٹا دیا
 نعت اہل کا اہل ہے — کون کتا ہے "ہے ہے ہر ملو"

(۱۹۱۶ء)

اسلم انصاری : عصر حاضر کے ادب میں جو ایک انقلابی تاثر پڑا جاتا ہے، اسلم انصاری کی شاعری اس کا آئینہ ہے۔ فن کے یہی روایت کی
 دھڑکیں کے ساتھ ساتھ فطرت خوار کی رو ہے جس نے فن کے احساہ نگار سے فن کے خواہے انشا تک ایک حسن پیدا کر دیا ہے۔ اس کا
 لہجہ ہے اور اسلوب میں ذرا تہ امتداد، ترتیب معلی، تشبیہ و استعارہ کی محرومیت اور حریص کا طراز فن کی شاعری کو ظاہری لحاظ سے مشہور

کرتا ہے۔ اس کی اور افادہ دہی سے مراد ہوتی راجہ میں کے اسوج کا وصف ہے۔ اسوں سے عورت ترائی طور پر رکھی سے لیکن اس موضوع پر جو کچھ کہتے ہو اپنے ہر آئینہ کے بعد سے یہ عورت ہے۔ اسوں عورت میں مضمونہ سٹون کی یہ آیت ہے۔

حصہ :

یہاں تیرے ، ہوا تیری ، مجھے تیرے — سوچا وہاں میں سائے ہوئے دستے تیرے
 سب زبہنوں پر اترے ہیں نی پانی پاند — مٹانوں چٹپٹے ہیں سترے تیرے
 ہر داستان قضا میں ہے حیرانہ کور — تائیں تیری ہیں، غمیر تیرے دم تیرے تیرے
 کوس اس درمے حیرت سے گل ستر ہے — اب ستر میں بھی دیکھنے اے تیرے
 وہ ناک وک مٹا، تیری ہی قدرت کا تصور — دو نکا ہو کدو، رنگ ہیں سارے تیرے

نعت :

بھی جو شکوں میں رہا شنی کی گیر چنے
 خیالہ معنی اٹھائے تیرے میں ٹکرائی
 تو میرے دل میں بھی جاگ اٹھی ہیں تیرے زوہ کی انھا میں
 تجو ایسے عیہ بیاب لوں کی رہا شنی میں
 میں سوچتا ہوں
 اگر بھی جس بھار صورت، نگار معنی کی وہم قدم میں بڑا ہوں
 تو کیا نہ ہوں — کس طرف نہ ہوں
 میں اس کے قدموں میں اپنے احساس کے گھر سے گھر سے ہوئے سائیں لہروں
 وہ پھول بن کے سٹیکے ہی انہوں میں تیرے ہی آئیں اس کے گھر سے ہیں
 تیرے دروں
 کسوں کہ جب سے حیرانہ پر تری نظری کرن پڑی ہے
 تیرے ہی قدموں کی بے صدا چاہ تیرے نفوس سے چھو پڑی ہے
 کرن کرن کی قلم توں سے
 کلی کی طلائف میں
 تیرے ہی انھیں کی ملک سے
 کی ملک ہے جو میری جستی کی آواز ہے
 جو میرے نفوس کی آواز ہے۔
 یہ شعر — یہ شاندار کب و جدہ شعر و فن
 یہ زبردست ساز و آواز کی گے، یہ کلمہ کمال انھیں کے

آگ نے جو کہ دامن رحمت میں لے لیا میں دشت پر لباس میں تک و بود تھا
 رنگ شمعیں گل حبیب سے خوشتر یہ ہم بھی میدہ میں ہے نمود تھا
 یہ نگاہ میں جس دو عالم کی دہشتیں ہرے لہو و آثار حبیب سے بود تھا
 رکا ہوا تھا ذکر محمد سے ہر نفس اس انجمن میں کس کو سر مٹکا بود تھا
 جبریل سے سنیں جب امرا کی روافض انوار کے صہر میں چراغ نمود تھا
 اللہ دے رحمت ہمہ لوح و قلم لہا
 تا بام عرش دور سلام و اور تھا

(۴۴۵)

احقر علی شاہ : اہل شاعرانہ کے تجربہ عام میں اور عربی تعلیمات سے عربی زبان پر ایسا اعتماد تک کہ ان کے شعراں رنگ پے میں روئے اور ان کے
 ان کا سلوب مانتے اور ان کے انداز عیب نہ تھا۔ ان کے یہاں عربی قصیدہ گوئی کے واضح اثرات ہیں۔ اس سے ہر جو ایک ملی دکھائی دینا ان کی حمد
 نعت سے نمودار ہے۔

احقر علی شاہ دہلوی اور ہمدانی اعداد و ازیب بھی لات مستمال تھے ہیں ان کی تخلیقات ہندو سے زیادہ لکھنؤ اثر انداز ہوتی ہیں۔
 سحر جنتیہ یا سحر فجر میں کا نعتیہ مجموعہ ہے۔

حصہ :

مدت میں کی کیا ہے محمد کی تعلیم میں میں جس کی ہے نکتہ و داغ جس کا سیر
 کتاب میں ہوا مکتوب وہ غلو و مہول یہ نکتہ نہ صفت انفرادی نہ فکر سیر
 احمد صہ ہے بد کلمہ میں وہ ہے تو خودی کا مربع ہے تیرنی دستہ عظیم
 تری برا کے خزانے پر دامن جنت وشت نہ سرائے قرات پر دامن ملت عظیم

نعت :

یک خدا میں دور و افق ہر خم سے لے وہ چھ پہنچتے ہیں اور اعظم کے لے
 ہر حیل تو ہم چاہتا ذات صمد دے مجھے ہمارے مگر عرش کے موسم کے لے
 غم نہ رہم نہ دامن پائیزہ غم مس کا کہ دشوار و عذاب حرم کے لے
 کمال کمال کمال کمال کمال کمال فخریت صاحب کام عظم کے لے
 عرش صاعدا عرش خفا چہ خدا کا عرش تھا تو ہے وہ کہیں عرش عظم کے لے

(۴۴۶)

ہلال جعفری : ہلال جعفری کو ایک وجہ تھی کہ انہوں نے دینی ماحول میں پلنے پگھلنے کا موقع ملا۔ اس طرح نہ انہوں نے دینی ماحول کی محبت کی جڑیں
 ان کے ذہن و دل میں امانت سے حیات ہی سے رائج ہو گئیں۔ اس کے والدین کے گھر پر تسلسل کے ساتھ ماحول میلہ متعلقہ ہو تیں۔ اور اس سے نعت
 خودی آئے۔ مطلق رسالت حق درجول حرکت آئے۔ الغرض میں تھا میں ہلال جعفری نے نعت گوئی کا آغاز تیلہ اس کی شخصیت ہی قبول موسم

ہے تو تھی جہاں رہا اور رنگ ثابت تھی ذات
جس سے زندہ ہے کائنات عمر ہے وہ روح حیات تھی ذات

نعت :

اورے فکر آج کے فزوں جس وقرے دیکھے تو کوئی خاک عرب میری فکر سے
قدسوں پہ مرے و محل سدوں کی جی ہے تو ہوں ابھی لوت کے طہر کے سفر سے
اے دگر احوال تری ذات سے پہنے ناپ تھا زمانے کا صدف آب مگر سے
جس نور سے روشن ہیں سدوں کی نگاہیں اس نور کو نسبت ہے تری رولہ نور سے
یہ فیض ہے اس رونے منور کی خیا کا بھری ہے چلی جو گرہاں مگر سے

(۴۲۸)

انور جمال : مصری حمد و نعت کے فنی مقامات و روشنی کا شوق تو اپنی تحقیق میں سونے وار شاعر، انور جمال ہے جو مسلمان اور ادب کے
نئے افق تلاش کرتا ہے اور اپنے اس منور ادب کے حاصل کو تحقیق کے حواسہ پر بناتا ہے۔ لولائے ماتنور جمال کا خلیہ مسنون ہے جس میں انہوں
نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق طہیرہ و اسوۂ حسنہ کو موضوع بنایا ہے۔ مسنون میں عرب کے حواسہ سے دنیا کی اخلاقی گمراہیوں اور غفلتوں
کے ذکر کو بھی منظر ماکر طور پر قہر کی کے اثرات و حرکات کو بیان کیا ہے، انمولہ ہیں میں ہر جگہ بروائی، لطافت اور تاثیر موجود ہے۔

”لولائے لسا“ سے دو بیت :

شریف لائے صل طی یافت حجاب قدس کی چوٹیوں سے جہا نور آفتاب
تعدت نے وہ کروچے تارکیوں کے باب بشن طرب مٹانے لگے قاتب و شہاب
داخل رقص کرنے کا ، جھومنے کا
جھک کر شک زمین کا بدن چومنے کا
وہ سرور ایسا ہے ، وہی ”نشد“ حل صدیوں کی دستوں پہ حید اس کا ایک ہل
دیا کی کارہاں میں اس کا ہر اک حل متعلق کی نفسیات کی سہ مشکوں کا حل
اس کا وجود ”نشد“ کن کا جو ہے
وہ رقص کے دائرے کا ارتاز سے

(۴۲۹)

لالہ صحرائی : چوہدری محمد صادق، لالہ صحرائی نے اپنے عارفی سفر کا آغاز تیرہویں سے کیا اور ایک تیرہ بیٹے رہے۔ حید ان کی مصری اشعار
انہری اور انہوں نے ہندو شعر پر قدم رکھا لیکن قدم و لیس ہی پر توفیق انہی نے ان کو شاعر اور حمد و نعت پر محزون کر دیا۔ پھر وہ تین سال کے عرصے میں
ان کے کئی مجموعے ”قلم مجھ سے“ (محمد یہ مجموعہ)، ”لالہ ذار نعت“، ”ہار ان نعت ان“، ”نعت مجھ سے“ میں نور فز واد رحمت
اللہ علیہ (کمل فز واد) تھیں۔ ”قلم مجھ سے“ پر ”وہ“ کے محمد یہ مجموعوں کے ساتھ ساتھ لایا جائے گا۔ نعت سے پہلے میں لالہ صحرائی

کا طبقہ وہ ہے کہ نصیب کوئی کو ذکر رسول جتنے سے مانور نہ ہو من کی طاقت کا حقدار یہ بھی ہوتا ہے۔ محض نعت سرائی کافی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ لطافت کا ہونا ہونا نہایت کیا ہے انکسار عشق، لہجہ عشق، انبساط عشق، ان کی لطافت اور انکسار کا دل کے ہر اہل عشق کے لیے اس کا دل سحر علی نے وحدت و طاقت کو ذمہ و مہم قرار دیا ہے اور اس کا موضوع کو انکسار سے کہا ہے۔ صاحب عشق کے دل پر جو یکایکات ترکتی ہیں جن کی فطرت سے کائنات ہے۔ جن کی سنوں میں تصور جتنے کی توصیف حال اور اس کے انسانی نظیر سے ذکر کے ساتھ ساتھ مقاصد نبوت کا ہیں اسی ملک ہے۔ عالم انسانیت میں بھی اس کے درجہ اور اس کا کم ہو کی وجہ سے تصور جتنے کے اسواحت کا رہا کرے گی۔

”غزوات محمد اللہ تعالیٰ“ کا لہجہ سرائی کا ایک فنِ نعتیہ ہے۔ غزوات نبویؐ نعت دیرت میں کوئی نیا موضوع نہیں ہے۔ غزوات اسے کھینچے گئے ہیں۔ نعت کے ضمن میں ہر ایک موضوع کو بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن غزوات نعت کی شعری روایت کے تسلسل کے ساتھ اس کے ذمہ غزوات کو کلمہ سے تک نظم میں ہوتا ہے۔ اپنا سب سے بڑا لہجہ سرائی ہے۔ اس میں یہ ہے۔ ان تمام سے اس موضوع پر طبعی کو عشق ہے۔ ان غزوات کی بہت سے رائے افادہ بخاری اور مستند معلومات پر مبنی ہے۔ جن کے لیے غزوات جتنے کی یہ نعتوں کے لیے شہرہ رسائی کے لیے ہیں۔ یہ نظمیں شروع سے آخر تک قدرت کا نام اور ذہن موجد ہے۔ اس کے لیے نوید پر سنوں کا آئینہ ہے۔ عمل بھی جنس ہو جائے ہوئی کے عظیم گانہ کی میرت افسانہ ہے۔ اور ہم معلوم کرتے ہیں کہ اس کی طبعی زبان میں ہر کمال کی طرف سے ہوتا ہے اور اس طرح آداب رسالت کی کشش فطری سطور کو اپنے درجہ کو اپنے درجہ سے اترتا ہے۔ صحتی بھی۔

نصوبہ کلام (حدیث) :

تو نے ملنا جو کہ ہے فانی، حشر ہے ہوا، حشر ہے ہوا
اور ملنا ہے، ہے مسلط، حشر ہے ہوا، حشر ہے ہوا
تو نے غلبہ کا خوف ہے لیکن، حشر ہے ہوا، حشر ہے ہوا
سے حشر ہے دل کا یہ حشر، حشر ہے ہوا، حشر ہے ہوا

نعت :

قد مظهر کا ہوا گیا ہے — مجھے فطرت کا ہوا گیا ہے
ہاں اے کان اس شکر قدم پر — قیامت تک جو ہوا گیا ہے
مجھے طاقت کا ہوا گیا ہے — کہ شوق دعا ہوا گیا ہے

(۴۳۰)

”غزوات رحمة للعالمین“ اور ”غزوات بدر“ آخری اشعار :

خ پائل نظر داخل ہے — وہ بے ہوش محبوب سے وعدہ کیا چلا ہوا
بگ ہوا اس دو سے ہے سزا، سزا میں — وہمیں حق و باطل کا پہلا سرکہ
مطمع اسلام کے صحن ہیں سب اصحاب ہوا — جن کے امداد سے نہیں ہو سکتے ہم ہوا
پروسی تھے جن کی ہاں کی افسی جہل فیل — سر ملت کا ہوا ہوا ہوا ہوا
ہوا کمال کے سندھ کا ہوا ہوا ہوا ہوا — ہوا سے پہلائی تم نے سندھ عالم میں ہوا

(۴۳۱)

جانش سردانی : آپ نفث کوئی بھی ایک خاص مرتبہ اور سترہ دیکھتے ہیں۔ یہ اخفہ نمونہ ترنگہ کا "نمب" سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ صرف محبت جناب نہیں مگر یہی مصفہ "مکمل" نہیں ہے اور یہ ہے۔ جانش سردانی کو جو یہ پہچاننے کی محبت کے سطر ہفت سے بھی غور ہے اور درایت اور ماحول کی دیکھ کر۔ یہی ان سے نہیں ہے۔ ان سے نہت کی جانش اور اخفہ روایت سے اپنا جانش کا "نمب" ہے اور روایت کے ایک خاص صورت اسلوب کو لے کر آئے ہیں۔ وہ اپنی تجریت کا ظاہر نہیں ہے اور روایت سے حسن کو بخیر دیا کرتی ہے۔ جانش سردانی نے اپنی نعتوں میں دو سو روایوں اور تارے جمال محمدی کے مظاہر کا بیان اور "نمب" چھٹائی شریعت اور سترہ نمونہ کا ذکر۔

نمونہ کلام (نعت) :

ہر نفس ہے تو ہے کرم کا نور --- ہر جان میں ہے نور کا سرور
مہبت کا ہے آئینہ وہ نہیں --- حسن کو حقیقی ہے تو ہے سرور
تجلی کا ہے نور ہر نور --- دانش و حکمت و عمل ہے سرور

نعت :

ذمے مہبت کہ یہ اختتام ہو جائے --- حرم میں گنج و دہیے میں شام ہو جائے
سر یاز بھی ہو محو ہوگی یا مہبت --- اہل بھی وقت اور نور و نظام ہو جائے
حرم سے لے کر ہے جی وہ جہان کی دولت --- کہ فن کے دار کے فقیروں میں نام ہو جائے
خدا کرے کہ دہیے کی خاک ہو جہنم --- مری حیات کا چار اختتام ہو جائے

(۲۳۱)

غوث مہر لوی : غوث مہر لوی کی نعت کا یہاں سے۔ یہ صرف نمونہ ہے۔ ان کی نعت نے عقلی فی اور معنوی ہر وقت کی ہے۔ ان کی نعت میں امید اور ہے۔ ان کی نعت کا لکھنوی مضمون ہے۔ یہ کی ماضی ہے۔ وہی حاضر ہو کر وہی کی نورانی غلاموں کو اپنی اور وقت بھی کا حصہ بنا۔ یہ ہے مہبت کے یہ مہر لوی کی نعت۔ غوث مہر لوی نے ماضی اور معنوی کی کیلیات کو جس ہذب و سرشاری اور نگاہی اور دلی اور دلی سے ساتھ جس نفس و نور سے قلب میں حاضر ہے، وہی کا حصہ ہے۔ جانش سردانی نے یہ "ان کی نعتوں کا موضوع اور حل مقولہ کا موضوع اور تعلیمات میں اور موضوع کی اور دکائی سے ان کی نفس رسول شہرہ کے ہے مہبت اور مہبت کا یہاں سے رسولوں کو جان کی حرارت اور مہبت کی سرشاری سے ہمکنار کرتی ہے۔"

ان کے مہبت "نعت" "بلاوا" سے حصہ :

یہ نہیں ہے آہل و پانی، ہر ایک بھی نہیں --- تو ہی تو ہے ہر ملک سے ہر ایک بھی نہیں
تو لے رہا تھا تو لے لے رہا --- اور جب تو لے لے رہا تھا بھی نہیں
حرم سے لے کر ہے جی وہ جہان کی دولت --- سے بہت نقصان لیکن کا حصہ بھی نہیں
ہر اگر عقل چائے غل خدائی عقل سے --- اس نے غم کو غم کو جو بھی دیا، ایک بھی نہیں

نعت :

کیا ہے فوٹے سے جب سے سفر دینے کا — کار میں ہے یہ وقت کمر دینے کا
 نظر میں ایک تصور اہم کے قیام ہے — دو اک خیال بہت متوجہ دینے کا
 پیہم گا جہاں آخری حضور کی ہے — وہی مقام ہے لوگوں کے دینے کا
 دکائی دی تھی ہمک لوہ خوب میں وہ بھی — خیال آج رہا نہ کر دینے کا
 اور پاری تری قسمت کی غوث ، ممکن ہے — کچھ ایسا نہ ہو سے سر دینے کا

(۲۳۲)

سافر شمسد کی : ”تانی“ کے ہم سے فن کا جذبہ مسکن شام ہو چکا ہے۔ اس مسکن میں وہ عروہ طاہرہ نظر سے حیات و انسانی کا ایک ایسا
 سلسلہ ہے۔ اس ایک سلسلے میں وہ عقلی فلسفے میں ایک مہم قدم توں ٹروں نہیں ہو جاتی بلکہ عصر و ماضی کی تہ سے ماضی و ہر کی
 اور جب یہ مصریہ اپنی وسوسوں میں سرگرداں رہنے لگا تو اس سے پہلے ان کی تہ میں — پختی ہے تو اس کے بعد نئے اپنے آخری جہ
 پر پہنچ کر دوبارہ عصر و ماضی کی تہ پر قائم رہتی ہے۔ حیات سلسلے میں انسانی تہ کی تہ کے سے انہیہ پیہم نساج آئے اور تہ میں ماضی و ماضی
 حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ ان مقام سے مسکن میں توصیف و مراثی کا مقام نہایت اور پیہم شریعت کے مضامین کا ذکر کیا ہے۔ ”تانی“ تہ یہ
 لیے کی گئی ہے اور نعت میں ایک حد شہرہ ساز

تصور عینیت کی بعثت :

آؤں سے ہر مکی جو میں سادہ ہوئی — رہی گئے رہی کی ، کہوت کو دہرائی
 کعبہ رگب حیات میں وہ قوم — بھیں کی کمال اور حیرتوں میں کھ گئی
 وہ جن چرخ جس کے بھی دل میں ہے دین کا
 ن جان لوگ — بھیں ہے شاہ مہین کا
 اترے پر نہ سحر سے شام رہن ہر — جن کی چمک سے پھول کھلے آہن ہر
 کہیں کو ہے لائے شہر ہر — قربان کبریائی ہوئی جس کی تہ ہر
 سستی سے رگ جس کے قدم چمکنے گئے
 اظہار میں جس کی مرض و ما بھرنے گئے

(۲۳۳)

بیش شہنشاہ آبادی : فرہنگ کے علاوہ موصوعات پر اطلاق آموزہ اور بھلائی کی انکی نکلیں جن کا شگفتگی سر پایہ ہیں۔ عہد نعت ہر
 ”خوشہوائے نا“ بیش صاحب کا ذخیرہ سعادت ہے۔ بیش صاحب قدر انکار مٹا کر ہیں۔ طویل عمر میں اور بھیں کہتے ہیں اور آخر تک عہد و کلامی پہنچو ہر
 دکھائی ہے۔ ان کے یہاں بیش کا دور آگے اور انصاف کا اعلان ہے۔ وہ پہنچے ہیں کہ مسلمان حضور ﷺ کی مہمت اور اطاعت کا دیکھ کر ان جانیں اور ان کی
 مذہبی انکار احوال میں داخل ہائے جو محض انکی اور مصلحت نہ ہوت ہیں۔

حد :

ادوں کے زہر میں ، رگبت کے جندوں پر عید جندوں نے رات کی ظلمت میں جہوں پر عید
پہننے والوں کی ایک ٹیمیں روا میں موجزن — آہیں کے گائے جہوں کی فطرت پر عید
ماجن ہنہ ہیں تیری اطاعت میں دور - بشیر ز سے پیش کی فتنہ ادوں پر عید

نعت :

در بلی ، در تقدی پہ بر بھی ہے را آیا - نوت کی نثر نے قن میں ہاست کی خوشبو میں
جینے ، ہزار ، رومی ، نہیں ، رہد ، ظو - مٹھوں و عورت مسہانے عادت کی خوشبو میں
مور ، نجل بھی مٹھ سے نور نورات بھی نہ حق - نور اتم رسل قرآن کی رگبت کی خوشبو میں

(۲۳۵)

سید قمر زیدی ۱۹۱۰ء سے ۱۹۹۶ء تک قریزی کے چوتھے شری محوے کی ترمیم و ادارہ ، انعامت ، تجدید ، ہاشم ، میراث کو لکھنے سے ہم
سے شائع ہو چکے ہیں۔ شروع ہی سے نہیں دین سے ایک نکل کا ہے کہ ان مجھوں کا نہ مونا عمر ، مرل در قطعہ بکری کی اسٹاک سے متعلق ہیں۔
حسن آواز و نعت سے ہوا ہے۔ اگرچہ یہ تمام ترجمانی طور پر ہیں لیکن توقع ہے کہ جلد ان کے مور نعت کے کل مجھ سے سامنے آئیں گے۔ جب
قریزی فضا کے محو میں قدم رکھتے ہیں ان کو نعت میں داخل ہوتے ہیں تو اسے ہی برن کی نظر داخل میں ہے ، بکرم اتم بر کر مشور ، اختصار ، مجرا
اکھلا لود و لب و لہزہ کا ہون سے آئینہ محو میں یہ ہو ہا ہے۔ من کے میں محو کی کا ساں ہے بلکہ ان پر مقابلہ مسوری کا جندہ غالب ہے۔
جبر لوکی ان سے یہاں کر یہ اکان صورت یہ ان میں رہی بعد عالم بحر میں بھی میں پر شکلا یہ کا ایک تصویر ملی ان میں بہت ہے۔ ان سے یہاں نہاد
مطابق کا تعلق ہے۔ یہی ماضی سے ہے اور اس ضمن میں ان کے یہاں مارک لود لیلیف ہڈے مشور رنگ میں حضور آرتے ہیں۔ نعت کے تمام ہی
موضوعات ان کے یہاں آتے ہیں تاہم جہاں کوئی فن اور لہزہ کا اظہار ہے ہے اور توفیق ملے گا۔ یہاں لکھی ہے
جہاں تک محو کا تعلق ہے ان میں اس طرف کبرلی اور شہر ، دوست سے عہد کے ہاں ساتھ اطاعت و مہریت کا ذکر یہ بھی ملتا ہے۔ ان
کے یہاں مہریت کا طرز ہو ، مگر توفیق ہے۔

حد :

مہر لکھنے کا نری جب بھی چیل آیا ہے مری کم ، کی فن کا سول آیا ہے
ت " الفاظ زہاں میں ، نہ ادب میں " مثال مری مہر میں " نابل آیا ہے
میری توصیف فر سے ، تیری توفیق ہر برکے کی ، یہ میں دل سے نکال آیا ہے
آگہ میں نیک نعت نے حاضر ہے قر نعت سے نری رگبت کی مثال آیا ہے

نعت :

تم چراغ ، سیاہی کا نور ہو جا مہم مصطفیٰ کا شعور ہو جا
کلیں ہے کہ بھر نعت کا چیل آئے نور زہاں پہ نہیں کا مہر ہو جا

نعت :

ما دل سے علم زور سطر نہت نہت — غور میں چہ جبہ مگر نہت نہت
 نہا کو تاب کوپائی نہیں دیتی دینے میں — صدا دیتی ہے جیہی علم تر نہت نہت
 اہری روح کی سخی میں جلوں کی دھنک اس نے — نمکسہ لب پہ ہو پیسے سر نہت نہت
 بہت کا سلف دے دیا وحشی قہر کو — مہ صدیوں کی راہنمائی کا از آست نہت
 مہا ان کی نادر تو کہ جسے عرف کی مٹتی — کرے سورج کی باب ٹے سطر نہت نہت

(۲۳۱)

ظاہر سلطانی : ظاہر سلطانی مہادت کی تخلیق سے مہادت کا نام رکھ کر مہادت میں ہیں انہوں نے خود کو دین کی مہادت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ "تہذیبِ محمدی" کی صورت میں انہوں نے سچائی محمدی کو دیا ہے اور یہ سچائی انتخاب، مظهرِ عام پر ہے۔ جس کا نکتہ مجموعہ "نعتِ محمدی" کی سچائی ہے جو نعت کی غلطیوں میں ایک اور عقیدت کی کوئی ہے۔ اس کی کوئی میں اندہ ضلالت کی، انتہا صفت اس کے غلطیات اگر لکھ اس کے حکام حکمت سے ساتھ ساتھ معبود، مہادت کے باہمی، رشتہ کی وضاحت یا مہادت کے فضل کی تعبیر و تشریح میں ملتی ہے۔ ظاہر سلطانی کی حمد میں مجاز و تصریح اور مہادت کا جزا بھی ہے نعت کوئی میں غلوں اور مہادت کی اور تہذیب کے ساتھ ساتھ فی اور معنوی تہذیبات بھی نظر آتے ہیں۔

تاجِ دہلی کے مہاں

سویکی نصیحتِ تاجِ محمد سے لبرِ دل و دل و روح کی مہادت کا سبب ہیں۔

محمد انصاری کی رائے میں

"ظاہر سلطانی نے نعت کوئی کے تازیانوں پر خصوصی توجہ دی ہے۔"

نعت :

ہر کس نہ سے گروں ملک و سولی میرا — ایک اک جانی ہے بے مافق مجھ میرا
 ہمدان ملک میں کیزے کو عطا دینی کیا — نہ فرما ہے یہ انداز انوکھا میرا
 میرا وہ میرا ہے فکر و غلوں کو — ہر وہ قیب سے ظاہر جو ہے ہوا میرا
 ایک نہیں ہے سرے دل میں سرے رہ ظاہر — نہ کرتا ہی رہے ظاہر لولی میرا

نعت :

مجھے ہیں دل کو حبیب کے مہاں ملک و نور — ہیں مہاں محمد کے حاضر ملک و نور
 قہر کر، صبر، مدد کی طرف ہر وقت کر — میری آنکھوں میں تر آئیں گے غار ملک و نور
 مہاں حبیب ہو قری میں غم پر تاج میری — بیہم دل سے دیکھنا حبیب کے دار ملک و نور
 قہر جب نعت ہی کہنے کا میں نے کر لیا — اپنے اندر ہوں دیکھ کر، ہیں ظاہر ملک و نور

(۲۴۰)

ڈاکٹر ریاض مجید : ڈاکٹر ریاض مجید "اردو میں نعت گوئی" بھی اہم و فاضل تصنیف کے جب ایک انبارِ خاص رکھتے ہیں۔ اس تصنیف میں ۱۹۹۷ء تک تخلیق ہوئے والے نعتیہ شعروادب کی تحقیق نہایت باغ و بستان نثری بصیرت اور مدد و اعتبار کے تعاون کے ساتھ ہی کی ہے۔ یہ تصنیف آئندہ اہل تحقیق کے لئے دور تک موردِ توجہ رہے گی۔ ڈاکٹر صاحب تخلیق کی اعلیٰ استعداد بھی رکھتے ہیں۔ جہاں یقین ہے کہ کوئی شخص اپنا اندازِ محقق نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس صاحبِ تخلیق نہ ہو اس لئے کہ تحقیق اور تحقیق کا موردِ مراکز تحقیقی ادب ہی ہو چاہے ایک نکل اور محقق جب تک خود تخلیق کی منزل سے نہ گزرتے۔ وہ کسی کے تحقیق پارے پر نقد و تحقیق کا حق نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر صاحب کو تاکہ خود بخود بخود شعروادب تخلیق کرتے ہیں اس لئے ان کا تجزیہ اور تحقیقی کام بھی ناقص استفادہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب فروغِ نعت اور ارتقاءِ نعت کے سلسلے میں بھی مختلف اداروں میں کوششیں کر رہے ہیں۔ اردو پہلی اور اردو کے نہایت معتبر و ممتاز شاعر ہیں اور نعت گوئی ان کے کستانِ شاعری کا کل رہا ہے۔ اردو میں "النظم صل علی محمد بنی" کا نعتیہ مجموعہ ہے جس میں ان کے فن اور ان کی نعتیات کے بہت سے تحقیقی مضامین اور اوراقِ ادب انظر کہتے ہیں۔ سو فی محمد افضل نعتیہ "تقدیم" میں فرماتے ہیں :

"جی نثر مجموعہ نعت" النظم صل علی محمد "یادگارِ نبوی میں ریاض مجید کا نذرانہِ ارادت ہے۔ مسلمات امر میں سے ہے کہ مجھے مصطفیٰ کا کمال اور ان کے فخرِ حجازی سے۔ یہ مجموعہ نعت مسکراتِ نعت کے عرفان کی جانب ایک مبارک اقدام ہے۔"

حیاتِ حبیب لہ شد فرماتے ہیں :

"انہوں نے نعت کے ادب پر عرفانِ ہدایت کی دولت عام کرنے کی سعی کی ہے۔"

حصہ :

جہیں حیرت کی ۲۲ ایک ہی میں کھول ہے --- نثر آتا نہیں یہ دھڑکنوں میں De ہے
سلسلِ حیات ہے احمد زندگی " --- ۳ میں بدھنی سانسوں میں کھٹکھٹا ہے
کریم حیاتِ حش سے رسمِ منظر سے --- ہدی خاکِ حیات ہے کہ قوت ہے
مراقبِ حبیب ہیں ہوتا ہے ریاض اس کی دہلی --- اور اس حیرت اس کی ہوا میں کھول ہے

نعت :

جہں کی طرح مسکا ہے کہ نعت --- ملتے میں جلتا ہے کلبہ نعت
سمیت لائے ہیں آنکھوں میں سطرِ رخصت --- اب آنسوؤں میں جلتا ہے گنبد نعت
دفرِ جذب میں کہ اس کے برہم عسوں --- دلوں کے ساتھ دھڑکن ہے گنبد نعت
کسی مکان میں بھی ایسا نہیں ہوگا --- اس اللہ میں کیا ہے گنبد نعت
وہ جو مانگتے ہیں آپ کے ایسے ت --- بنیلیوں پہ چلتا ہے گنبد نعت
مکان سے دیکھتے تو خانم زمیں میں رہتے --- کہیں کی طرح دھڑکتا ہے گنبد نعت

عاصی کرنا لی میرے تین نعتیہ مجموعے مدت، نحتوں کے گلاب و درخشاں شہر میں اور ایک نعت، سلام کا مجموعہ "جلد اول" شائع ہو چکے ہیں۔ "نحتوں کے گلاب" پر قوی ہیرت کا طر نس مسند و ۱۹۸۹ء میں سداوتی یار انجمنی "نعت" ہوا ہے۔ تاہم ایک ماحراج رسول کے لئے سب سے بلا انعام قویہ ہے کہ اس کا ذرا نہ عقیدت دار کا در سات تاب نہ جھٹکتے میں شرف قبول کیا ہے۔ یہ نعتیہ مجموعہ میرے مقصد و نہ کی اپنے لوہ کی تکمیل ہے جو حسن، خیر اور صداقت کا میل ہو۔ جو نعت میرے لئے جہاں علی قرشیب ائندہ ہوا بیت، دوران، مثنی، عقیدت ہے، "وہیں ایک وسیلہ ہے جس سے میرت مہار کی نہ صرف تبلیغ کی جائے بلکہ پھر خود اس سانچے میں ذہل کر دوسروں کے لئے ایک نمونہ جس سے نعت کوئی (نعتیہ علم) میں میں نے اسی حقیقت کا ائندہ کیا ہے۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں

ہے لوہ آفریں حضور کی اات — اپنی داخل کو من کا سامنے
دل کی چائوں کو شعر میں اعلیٰ — صدق سے مدد اعلیٰ کر
رود میں قول فرمائیں — ایسے سکے علی کا کمل کر
درع ہیرت جو کی تو دور کو بھی — واد اوہ ہائے کال کر
یعنی جب نعت کر چکے حلقی
نعت کو اپنے دل پہ بدل کر

میں اپنے قسیمہ نعت کے تحقیقی عمل کے بارے میں خود کیا رائے اسے نکاتوں۔ چند تراجمی کی باقی ہیں

مہار نجد سالک فرماتے ہیں

"عاصی از سر تا پایک سلطان شاعر ہے۔ جو مدت کو مجموعہ بنجئے۔ باقی کام بھی سلام۔ عاصی کے کام میں عمل انگیر اور
حیات افروز طیالات کی افراط ہے۔" (۲۴۶)

ماہر القادری کا ارشاد ہے

"عاصی کرنا لی من متار شعر میں مد مقام رکھتے ہیں جنہوں نے سداوتی کے کچھ کیر و قر شعر و لوہ کو حسین سب اور زہلی
کو نہ رستہ راہی دی ہے۔ عاصی کے کام میں متارن قر، عقیدت اور عمل، مدت کی تہ پہلی مانی ہے۔" (۲۴۳)
خلیفہ چہ کی رائے

"عاصی کرنا لی کے اس مجموعے (نحتوں کے گلاب) کے ویلے سے رد نعت اور فتا کی نئی منزلوں میں داخل ہو رہی ہے۔
انہوں نے نعتیہ مضامین کو کچھ مزید وسعت، شمع نور، جمل حکایا ہے۔ انہوں نے نعت میں طوہیت و رسالت کے
امتیاز، کبریائی و معطلی کے تعلق، شرک و توحید میں حد، حاصل، رسالت محمدی ﷺ کی جامعیت و ہدایت،
جملہ شیعہ ہائے زندگی میں آپ کی راہروی، آپ کی پرورد قہدت اور کتاب و سنت کی روکات، میرت اصر کے
خدا و خال، حق و باطل کے شرات، دھرم و فحاشی، خواہش کی کائنات میں حق و باطل کی، انہوں کے ستر ارتقا میں
حضور حب السلام کی برتری، آشوب مصر، حوال امت اور حسب، مدت تک زندگی کے ہر موضوع کو جس، خبری،
جس شوق، جس حسن نگاہی، جس انظر ویت اور جس کمال فن سے بیان کیا ہے، اور اور نعت کی روایت کو واقعہ طور
رفیق تماگے ہیں۔" (۲۴۴)

ڈاکٹر ریاض امجد نے اپنی تحقیقی کتاب میں، قلم معروف کے بارے میں یہ، لکھا ہے

”خاص کر اہل قبیلہ نعت کے ان شعراء سے تعلق رکھتے ہیں جو احکام و روایات سے قطعاً غافل تھے۔ ان کی نعت کا طوطا املائی و مقصدی ہے۔ نعت ان کے نزدیک ایک مقدس عبادت ہے جس کے واسطے وہ زندگی کے اعلیٰ و ارفع مقاصد اور دنیا و آخرت کی سرخروئی کے سبب گذر جاتے ہیں۔ ان کی نعت میں ان نعت کی رائےوں کا پورا ”تمام نعت“ نام ہے۔ تحقیقی، شوق کی لہرانی کے باوجود حضور آرام سے لکھنے کے وہ درمیں سے درجہ اعلیٰ ان کی فن صفت شاعری نہ دیکھ سکتے ہیں۔ جدید طرز و اظہار نے ان کی نعتوں کو دور دوری دل کو پہنچا دیا ہے۔“ (۲۳۵)

ان مقدمہ شخصیات کے سوا علماء و فنکاروں پر میں سراپا ہوں۔ یہ عقائد تھے جس کی وجہ سے جس کا اظہار ان کی ذہن و ادبی اور کرم مستری سے ہوا ہے۔

حکمت و نعت : ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے اپنی تصنیف ”لہو کی نعتیہ شاعری“ میں اور لوگوں کو شایع ”ایک سلام شال“ فرمایا ہے۔ اس سلام کے چند اشعار درج ہیں :

سلام اس پر جو غفلت میں مثال تھا۔	—	سلام اس پر رش کو نہیں پر جس سے شباب آتا
سلام اس پر جو رویوں کے انداز سے	—	سلام اس پر جو مال و من کے اٹھ کو افسانے سے
سلام اس پر کہ جس کی ہر نظر بھائی بہتی تھی	—	سلام اس پر کہ جس کی ہر لہو قرآنِ مہدی تھی
سلام اس پر کہ جس نے کائنات والے طوق پہاں کے	—	سلام اس پر کہ آنسو جس نے ہاتھ درو مددوں کے
سلام اس پر کہ جس نے سورگ و شان بنیاد دی	—	سلام اس پر کہ ہر قطرے کو جس نے بس حوٹاں دی
سلام اس پر کہ جس کی ہر صراحت آدم سے	—	سلام اس پر کہ جس کا ہر سلطان دو عالم ہے

سلام اس پر ہر بحر کا ہوا ہوا جس نے
سلام اس پر جس کی لہو لہو لہو جس نے

(۲۳۶)

نعت :

آنری نہت کے ایک ایک سے	—	سے شہر ازل ملوث، من محبت لہ پناہ
اے مرادِ نام کن تیرے سب مال پر	—	دستِ مہر میں کیا حدت کیا لکھا
طوطا کعبہ خیراں کا طبعِ حق	—	تھے کعبہ گردوں میں و شام ہیں گردوں
اس مکان سے آگے لایکھ جتنے ہیں	—	ہر جگہ ہلکا ہے ہوا ہوا تپا
اس زمان سے آگے زمان جتنے ہیں	—	سب گردوں کی صورت ہیں میرے وقت میں لکھا
کتنے ہاتھ دور سورج خاک پر پھر جائیں	—	میری ہر فریاد جہاں سے اگر دلی
ہے تری لہو میں کھلائی لاکھوں ہیں	—	سب فرات ہیں میرا اے شہوہ دوری

مالین بنتے ہیں تو ہے سب کا ظہر جگہ نہ ہو مہر نہ فرما
تجہ کی شرع ہے ہند سب توں ماسی ۔
تیرن بیٹن مشور نہ ہو ۔ سب سے مدد

حمد کہ چند اشعار :

مشق کل ہوں وہ کرام وادعا سے مجھے دل نہ کھلاؤں ہوا دیا ہے مجھے
آپ ہی رکھتا ہے میرے ماسے سرور یہ نہ تو لہجہ ملک و مہر دیا ہے مجھے
شب کے بادے میں مجھے آتا ہے راتوں نہ ہی صدمہ اک یا آگاہ دیا ہے مجھے
ہب میں لوٹ آتا ہوں دشت ہار سو پھولوں تر نہ ہی صدمہ ہوتا ہے نور توڑوں ہے مجھے
وہ دکھتا ہے وہ دہا سہی مجھ سے ساری باتیں
وہ کریم اجلا ہے اجلا دیا ہے مجھے

(۲۳۷)

ڈاکٹر عرش صدیقی : عرب و شام، عقل و روحانی حیثیت سے ہندوستان کی زبان نور شعری کلاں کے مصنف ہیں شاعری میں
روایت جنوں سے مغرب و روایہ خرافہ و ذہنی کے پرہیزگار۔ کام میں صدیقی بیست و شعری روایہ و انداز و گفت کی ہے۔ انہی میں بدلتے کے ہے
سے وہ ہے طبع ہوئے ہیں۔

وہوں میں خوب کا وقت رہا ہوا ہے اور وہ اور سو نہ سے محبت پہنچی اور سنو آہر و ایمان پن کا رنگ چھو رہا ہے۔ عرش نے بہ
نے بدل لہجہ کے ہم سے اس کے کے ہیں۔

حمد :

بدول صفت شور بچائے ہوا ہے شجرت رات سے اختر نہ لہجہ ہے مجھے ہیں لوگ
میرے ہاں طالع ہے اس کا سوا حقیر کی حالت فانی نکلی کوڑھ کو مارے ، نکلی میں بدلت

نعت :

بدول میرا فخر مجتہد ، لہو ، لہو ، لہو میرا فخر حقائق صدمہ گری کبر ہوا
میرا فخر وہ صبر و ہمت جس سے بدلت نہ تو فہمیں وہی ہوئی وہی اک صحت
(۲۳۸)

محمد اسلم بیگ : خوب صورت لہجے کے شاعر و لہجہ بانی ہیں۔ ان کی قیاد و انداز میں ہیں۔ انہی میں کلاں کی کلاں
کے صنف چہ نعت کے موضوع پر "نکل و بکرا" سے ہے اپنی موضوعات سے صنف ہیں۔

حمد :

میرا دھرم جب سے تیرا ہوں میں سے نہ بدلت و طبعوں میں سے

امان سوچا ہے کہ عدالت سے اور آپ - میرا سکون ملی انکی دیر لکھا میں سے
اس کا پختہ دانا - اپنے دانا - تو صحت میں اور نہ طاعتوں میں سے
اعظم کی نظر سے ہے میں یہ - کھول اس کی جتنی بھی آسانیوں میں سے

نقصت :

میری جوت پر قتل اور اس کا ت - مجھے تو فیصل میرا دم من کا ت
میں تو کس - میں اس کا ت - ہے مٹی دیکھ جو انہی غلام من کا ت
یہ اس کا ہے غصت میں دور کی حالت - کام جو ہے لہا کا پام من کا ت
نہ اسوں میں لعل - اس کا ت - ہوا ہی نرم - عالم کام من کا ت
میں پر مٹ میں اسم نے کیوں لکھا ہو
ہو چہ مٹ مٹ مٹ و نام من کا ت

(۱۴۹)

ڈاکٹر محمد امین - میرا وہب، خوار غار، غفلت، یہاں ترسوں میں کہتے ہیں۔ بیکہ کے دریا میں من کا یہ حد ہے۔ پہلے بالکے کو کھاتنی
حرف میں اعلان ہوا اس نے غصہ کر مضامین و موضوعات میں وقت بیکہ ہوا۔ ہاں نہ یہ کھاتنی ان تصویریات میں ہے۔ جو غصہ کی گئے ہیں۔ جو کا
اسلوب کشیدہ نہ مقرر ہے جبکہ غصہ میں حضور حقیقت کے اندر نکل کا اکر، تصویر میں "عالم من تو" سے مقرر کی غصہ کا یہاں اور انکی کلمات کے
انکسار میں غصہ کی ماضی کی آواز کا ذکر ہو تا ہے۔

جنت :

دھنیں جنت سے سب غصہ کرے گئے - غافل حرف وہاں سب دھنیں جنت سے گئے
تو کہ لا کھو ہے وہ انکسار میں جنت ہے - برصہ انکسار تک سب دھنیں جنت سے گئے
حل جنت ہے کہ کیا ہے کام کا ت - اسے حکم ہے دل سب دھنیں جنت سے گئے
میں میرا عورت کات ہوں میرے خدا - جو کہ طوری اکت ہے وہ سب دھنیں جنت سے گئے
دل سب جنت سے گئے، لکھ سب جنت سے گئے - صورت انکسار کی سب صورتیں جنت سے گئے

(۲۵۰)

نقصت :

میں جنت کی دھنیں وہاں ہے - کہ ذکر صفت میں کہ جو کتا ہے
کاتا ہے کہ کہ انکسار کا - حکم کا تب دم دم سے دھنیں
مجھے دھنیں دھنیں میں - دھنیں دھنیں کی دھنیں میں ہے
لی آدم کو غصہ میں ہے - نہ کہ یہ مٹ مٹ مٹ وہاں ہے
مجھے انکسار میں ہے کہ - دھنیں دھنیں کی دھنیں ہے

(۲۵۱)

اقبال ارشد : مصرعہ حضرت نبویؐ، حجازی اور مشرقی مسائل کے شاعر میں مصرعے ہیں۔ خیال میں لطیف ہندوں کا اظہار اور قصوں میں فکر انگیزی۔ خیال کش، طرز و اسوہ۔

مردانیت میں ہندو فکر کا خوب صورت استرخان ہے اشعار کو اردو شکر کے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔

حمد :

یا خدا ، یا خدا ، یا خدا ، یا خدا ، یا خدا ، یا خدا ،
 ہم نے جہنم میں ہیں ، ہم کو دست دینا
 آسمان میں تو ہے زمینوں میں تو
 جہنم میں تو ، کہہ میں ، ملیں تو
 کوہ و صحرا کے سارے غزینوں میں تو
 ہم نے حکم کے تختہ ہیں کھڑے
 تیری مرضی پہ راضی ہیں ہم نے
 یا خدا ، یا خدا ، یا خدا ، یا خدا ، یا خدا

نعت :

روحانی کو اعتماد بیشہ کر سے دینا — دیکھتے دلو مدینہ بنیم تر سے دینا
 یہ اللہ کی عکسہ فتنوں کے میں — میں گزہ جہاں کا دشت پر نظر سے دینا
 نظم ہے کہیں کے سرور پہ امدت کی بہار — ہر کسی کو لطف و رحمت کی نظر سے دینا
 اس کے روئے کا لڑتے کیسے رتے ہیں طواف — تمام تک ارشد یہ کلام عر سے دینا

(۲۵۲)

ڈاکٹر طاہر تونسوی : ڈاکٹر صاحب حقیق، تنقید اور تحقیق کے حوالے سے ایک اہم شخصیت ہیں۔ مختلف موضوعات پر آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ آپ ایک باہر پایہ شاعر بھی ہیں۔ آپ کی شاعری میں روایت کا صحن بھی ہے اور جدت کا جواں بھی۔ طرز و اسوہ دلکش ہے۔ زبان و بیان کی طاقتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ دور مصری مسائل کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ آپ نے عربی ادبی حوزہ نعت میں ہے۔ آپ کے علمی عقیدے کی اساس مسودہ ماحول ہے۔ اس میں آپ کے لکری سفر کا نقطہ آغاز ہیں۔ لوری منہر۔ آپ کے لکھنے سے تمام ماحول کی بارگاہ سے لگتی، محسوس اور وہانی رہا۔ اور آپ کے اہم کمال کی ترزا ڈاکٹر طاہر تونسوی کی فتنوں کا ماحول ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے غزلیہ نعت کے علاوہ کثیر نظم کے مختلف پیکروں میں بھی نعت کی ہے۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ ان دونوں زمرہ میں ہے۔

نمونہ کلام :

نبوت کا اسم اوّل

دور میں ہیں پر ہلکا ہوا تاج
 مرقعہ، ہر وقت وہ لہو کی قد

مگر ہنس کی جھلک سے پہلے
 ہنس انسانیت کا فخر سنبھال کر
 قلب سے جب لڑائی میں ہے
 کلب بھی کی سراب نہ دیکھ کر
 نہایت کھواہم ازل
 لٹا اپنی مسک کی خوشی کی خاطر
 سراپا دعا تھا
 مگر میں تو عاجز نہ رہا
 نہ مست ہے نہ کو جھٹکے
 اسی کی شناخت اسی کی سلاش اسی کی رضا چاہتا ہوں
 کہ وہ میرا مول
 وہی میرا آقا
 کرم کی نظر مجھ پر کر دے
 تو کچھ بھی نہیں ہے اس ہاں میں
 اور پھر افس جہاں میں
 یہی تیرا ہے
 کہ ہنس کھلے اسے دے دے چاکر
 میں ہنس ہر گندہ دیکھوں
 میں ہنس ہر کو بیادوں
 کہ جس در پہ آئے کی خاطر
 فرشتے خدا سے دعا لگتے ہیں

نعت :

- | | | |
|---|---|-------------------------------------|
| اپنے ہونے کا مجھے ہی اک حوالہ ہے | — | کوچہ " شہرِ حرم " کا اہل ہے |
| میں یہ خواہی ہے کہ میرے شہر میں رہا ہوں | — | تو میں اس کے حوالے سے رہا ہوں |
| ہر گندہ ہی ہے میری نظر کے سامنے | — | اور ہر گندہ کا سری آنکھوں کو ہلا ہے |
| آپ آنے کا یہ ہے بیانیہ | — | اور نہ خدا میں رہنے کا فریاد سیکھا |
| لفظ زندہ دے دے دے دے دے دے | — | فر دے افسان کی دنیا پہ مجھ آیا |
| ریگ صحرا میں بلی و شہد و چاہت کی ہوا | — | ہر سو میل کئی حق و صداقت کی ہوا |
| کھدے دہائی و سان بھی نہیں ہے کہ جہاں | — | شب صبح بلایا گیا انساں کو رہا |

رنگ ہیں دے، عشق میں تھے — مع نے تجھ سے نیا پائی ہے
 آپہ نظر سے میں ہے قلم پناہ — اورے میں دشت کی پستی ہے
 دل کی دھڑکن میں، مرے اشکوں میں — سورت مرے نظر آئی ہے
 تمرا عارف پہ کرم ہے کبر
 نظر میں عجب دلوائی ہے

مظہر الدہلی کا مجموعہ ”لکھنؤ“ نام سے ہے اور یہ ہماری مریدانہ خدمت اور مناجاتوں پر مشتمل ہے۔ انگریز عہد نامہ فرماتے ہیں۔
 ”مظہر الدہلی سادہ ہے مجموعہ ”لکھنؤ“ کو اپنی دہشت کی صورت میں مانا جاسکتا ہے۔ پہلی تک مجھے معلوم ہے آج تک
 شری یاروں سے کسی شاعر نے خالص مریدانہ موضوع پر منظومات کا کوئی مجموعہ پیش نہیں کیا۔ شری یاروں میں
 عہد نامہ اردو کی ایک کتاب مناجات۔ کے نام سے موجود ہے جس کے کئی نثری قطعات ہدائی سے تراش جاتے
 ہیں مگر سارے قطعات مریدانہ نہیں۔ ان میں اصلاحات و بدعات کے معارف ہیں۔ وہ صحت بالآخر مریدوں کا
 بھی بیکار ہے۔ خالص با صوفیہ مریدوں میں بھی نہیں۔ ”دہلی نامہ“ میں پروردگار کی قدرتوں اور نعمتوں کا ذکر
 کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے قرآن مجید کی سورۃ الرحمن کا مضمون ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان کی محض تکیس مریدانہ
 اظہار سے بہت دور ہیں۔ مثلاً ”لا ادری، اللہ تعالیٰ علم“ میں ہے، ”اللہ تعالیٰ علم“ میں جو حقیقت خدا کا کلمات
 دینی ہیں۔“ (۲۵۹)

مظہر الدہلی کا سب سے پہلی کیفیت و بلاغت کے اعتبار سے سب سے سزا و مستند ہے۔ ان کے پہلی سہارے اور شعریت کے استخراج سے
 ایک نئی و جدید نظریں نمایاں ہوتی ہے۔ اس کے پس منظر اور فکرت ساریب کا خوب ملتا ہے۔ اشکوں کی طاعت اور معنوی حوالیات نے اس کی حمدوں کو
 ہرگز اور ہر ذہن تکسار کر دیا ہے۔

حصہ :

کوئی تو ہے جو حکام پہنچ چلا، وہاں ہے وہی خدا ہے
 دکھائی بھی جو نہ دے، نظر بھی جو توہا ہے وہی خدا ہے
 وہی ہے مشرق، وہی ہے مغرب، ستر گریں سب ان کی ہاتھ
 ہر آنے میں جو کس اپنا دکھا رہا ہے وہی خدا ہے
 تلاش اس کی نہ کروں میں، وہ ہے بدلتی ہوئی راتوں میں
 جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے وہی خدا ہے
 سفید اس کا سیاہ اس کا، شمس غمسا ہے گولہ اس کا
 جو شدہ پہاڑ بنا رہا ہے، تمہارا رہا ہے وہی خدا ہے

اپنے در کا مجھے گدا دکھا — مجھ پہ باب کرم کھلا رکھا
 اسے خدا مجھ میں اور شبھوں میں — فصل فرق غرب کا دکھا

جنت اراکامینہ اور وہی مہر چو شامی میں اپنا ترہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تبارک، اسے صفائی کو روایت قرار دے کر مہر چو صفائی کے لئے ہیں اور اپنا کارنامہ، جامہ دیا ہے جو اب تک امر میں تحقیق میں نہیں آیا قدر جس کی پڑا ہستہ معنویت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی اسم صفائی کے حوالے سے اس۔ امر میں اصل کی ترزا، نصیب اپنی نگاہ ایک لائق تہ شامی ہے۔

ڈاکٹر ابو الخیر شمل فرماتے ہیں

”اسلام اصلی میں روایت کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ مگر یہ نامعلوم غرض ہے لیکن لطف اڑے اسے ممکن بنا دیا ہے۔ مجھے مہر میں اسلئے ذات اور اس کی کثرت میں نے تعالیٰ کی کثرت شامی و شامی کیا ہے۔“ (۲۵۷)

نمونہ حمد :

مجھ کو اپنا پاک تر ہے مہم — — — دل میں پاک تر ہے مہم
میں بھی پہچانوں دین کی قدریں — — — مہم کو سر کے تر ہے مہم
مہم ہے مجھ کو میری حالت کا — — — بڑی بڑی پاک تر ہے مہم
نکل میری سے مجھ سے — — — مجھے پاک تر ہے مہم
تیرا مدد ہے اور کیا ہے اثر — — — مہم میں پاک تر ہے مہم

لطف اڑے مجھے مہر کے بعد ”مجھے نعت“ کہتی ہیں۔ اس میں حضور ﷺ کے نام۔ تعالیٰ کو روایت قرار دے کر مہر مہر ناموں کی صورت کی توضیح کی ہے۔

”کلمہ مجھ سے“ اور سرانی کا مہر ہے جو طرز و سنت میں ۱۰۰ ناموں کا مجموعہ ہے۔ کلمہ مجھ سے میں اللہ تعالیٰ کے جلال و جلالت کمال کے مظاہر کی تصویریں ہیں۔ اس کی دعوت، غایت، قدرت اور عہد اور نہایت کی قدرت کے نقوش اور عظمت، کائنات اور حیات کے ممکنات میں اس کی شہنشاہی اور حسن نظم و تدبیر کی نگاہ کاوی ہے۔ مہر سے مہر کے واسطے ہی مہر ہیں۔ اسے مہر و مہریت کے ساتھ ساتھ ساتھ اور عظمت کے مظاہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مکمل فرمان اور قرآنی حقیقت مہریت کے مہر ہیں۔

نمونہ حمد :

مہر خدائے پاک کی توفیق پاؤں میں — — — نئے مہریت کے شب و روز گاؤں میں
تفہیم و انحراف کے جنگ اہل کر — — — ایمان کی، جنت کی ہستی میں
ہو جائیں اس میں فرق نہ رہے مہر تو — — — مہر رب کا نکل اک مہر میں
گر ہائیں نہ کے بل بھی مہر روں کے مہر — — — حق کے مہر سے مہر کاوی لکوں میں
مہر خدا کی ذات کا پاؤں کا بائیں — — — مہر صفائی کی ذات کا مہر میں

اسی طرح بلکہ متیب مہر یہ مجموعہ کی کیفیت ہے کہ وہ مہر افی کے ترانوں کی انی صدائیں ہیں جو ایک طرف تو مہر میں گونج پید کرتی ہیں اور دوسری طرف دلہ بان کی دلویا میں مت و اعانت لئی کی روشنی پیدا کرتی ہیں۔ ان میں فی مہریت بھی ہے اور اللہ مہریت کی روشنی بھی ہے تمام مجموعے اس لئے وضع اور لائق حرام ہیں کہ اس کے سبب مہر کو نکال کر مہر کے دونوں کا آغاز ہوا ہے جو مہر کے حق پر انہوں سے نئے مہر ہیں اور مہر یہ مجموعہ کی تحقیق کے عمل میں حیران کنی اور حق کی شہادت کی تحریک میں اضافہ ہو سکے۔

عصر حاضر میں پچاس سالہ نعت کا جائزہ

برآگاز میں کچھ اہم شہرہ پیش کرتے ہیں جس سے فائدہ نعت کی بہتری ممکن ہو سکے گی۔

نعت نمبر ۱۸۴۳ میں نعت مکتبہ پاکستان، کراچی شہر ۱۹۹۳ء مرتبہ نعت نمبر ۱۸۴۳ کے مطابق

۱۹۴۳ء تا ۱۹۹۳ء، نعت سے متعلق مسائل نمبر

۱۱	محمد مصباحی کے مجموعے
۱۳	محمد مصباحی کے انتخاب
۱۷۶	نعتیہ مجموعے
۲۸۳	نعتیہ انتخاب
۱	نعتیہ انتخاب نمبر ۱۸۴۳
۲۰	مقالات اور نکتے
۱۷	نعتیہ شریعت اور ہائے
۲۲	رسائل و جرائد کے نعت نمبر

”پاکستان میں نعت“ تصنیف راجہ رشید محمود مطبوعہ ۱۹۹۳ء کے مطابق

مطبوعہ مجموعہ ہائے نعت ۱۹۴۸ء تا ۱۹۹۳ء، نیز ۱۹۹۹ء تا ۲۰۱۳ء

نیز جن کتب پر سال اشاعت درج ہیں

انتخاب نعت (۱۹۵۵ء تا ۱۹۹۳ء)

جرائد نعت نمبر (۱۹۶۱ء تا ۱۹۹۳ء)

رسائل و جرائد کے رسول نمبر ۱۹۴۹ء تا ۱۹۹۲ء نیز ۱۹۹۹ء تا ۲۰۱۱ء جن میں کئی قوی رسائل و خدمات کے علاوہ پندرہ سینوں اور

قلبی ناولوں کے میگزین بھی شامل ہیں، ان سب نے خاص خاص نمبر اور خاص خاص نمبر سے شائع کئے جن کے نام یہ ہیں

میدان نمبر، میرت نمبر، محرق نمبر، سولی نمبر، منتخب رسالت نمبر، رندہ جامعہ بین نمبر

سلسلہ خاتمہ، حدیث اتقی نمبر، مجلہ نظر انمبر، حضور قدسی نمبر، انوار نبوت نمبر،

ہدی شہادت نمبر، خیر البشر نمبر، فخر نبوت نمبر اور غیرہ

رسائل و جرائد کے نام : (کراہی سے)

دارالافتاء خاتون پاکستان، صبر، ادوارث، ترجمان الہ سنت، رندہ جامعہ بین، طہار افق، رحمت و احسان،

جنگ، انجاء، حریت، جہاد، پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ریسرچ، انداز، ایم اے، روحانی، عکس، والدہ رحمت،

مجلہ حضرت عثمان غنی، آستان، المصوم، میرت، عید، میو، نیلی، ریح، نور، غیرہ

(لاہور سے):

اشعنان، رضوان، ایشیا، آئینہ، سواد اعظم، ترجمان القرآن، مسکن، ذیاب، الاملح، استند پات، سپرد و اجست،
مریٹ، شہد، بحر، ایمان، حرفات، معارف اسلام، مرداد، اقرا، پیام عمل، راوی، طویل، محفل، نقش،
امروز، آہستہ، نیا پیام، ترجمان الحدیث، نعت، القول السہل، قولی، عمت، محدث، غیر۔

(اسلام آباد اور راولپنڈی سے):

فیض الاسلام، سانک، ہلال، فکر و نظر، کاف، نیلاب

دوسرے شہروں سے:

ماہیہ، سیالکوٹ، قیہ، منت کوثر، انوار، نیا سے، حر، بھیر، جامعہ، شمس، سلام بھیر، صوبہ، طور، ملتان
منت کوثر، انوار، بورا، الحیب، بھیر، در، سلطان، اللہ، فیض، ضلع، کوثر، انوار، شاہیں، بکرات، الہام، بدل، پور،
انوار، الطریح، ساہیوال، کاشی، سیالکوٹ، احسان، ملتان

اس اعداد و شمار میں دو سو نھر میں رہنے چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ یہ فہرست ۱۹۹۵ء پر قائم ہوئی ہے۔ اس کے بعد ۱۹۹۹ء تک تین سال کے
عرصے میں اس میں اضافہ ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ معلوم اعداد و شمار ہیں۔ لیکن مطبوعات جن تک رسائی نہیں ہو سکی اور ان کے نام فہرست میں
شامل نہیں۔ نیز دو تحقیقی کام ہیں جو تین سو تین جلدوں میں شائع ہیں، ان کو بھی فہرست میں رکھا جائے تو درج شدہ اعداد و شمار میں حیرت انگیز اضافہ
غیر متوقع ہوگا۔

پچاس سال پر مشتمل اس عرصہ میں امت کی تخلیق و تحقیق اور اس کے فروغ و اشاعت کے متعدد اسباب ہیں۔ پہلے ادوار میں شعر، اہم و نعت کو
پاکستان کے بانی و رہبر کی پاسداری میں رہا۔ شعراء کہ ان کے فروغ و اشاعت کے لیے کوشش کرتے تھے۔ جو شعر و نعت کوئی شخص بھی کہتے ہیں، ان کے
یہاں بھی حمد و نعت کی صنف کو ہیچ و حیثیت سے محض کر کے "فروغ و ادب کا قاعدہ" تصور نہ تھا۔ اس طرح یہ صنف اپنے قیام کے ساتھ نمودار
نہ ہو سکی۔ ہمارے کوئی سو سال کا دورہ نہ کر سکا۔ اس لیے اس کے وجود و قیام کو دور خوارق سمجھا اور شعرائے حمد و نعت کو اپنی تار بکوں اور تاروں
میں محض طور پر جگہ نہ دی۔ یہاں سے نہ ہی نقطہ نظر سے حصول ثواب یا پند و موعظت کے طور پر لکھا، نہ حال اور سابقہ تار۔ مختصر یہ کہ یہ صنف اعلیٰ
تخلیقی معیاری ادب کے طور پر نمایاں نہ ہو سکی۔ لیکن وجہ ہے کہ یہاں سے دور سے نقل، ان شعرائے بھی، جنہوں نے اپنی توجہ اس طرف مبذول
کی، حمد و نعت کو عقلی مقدار میں تخلیق کیا۔

حاضر میں شعر اور نعت کے لیے ایک صنف سمجھ کر ہمارے اس کا حق ادا کیا اور اس کی مقدار، تعداد اور معیار میں اضافہ ہو اور اسے تخلیقی
طور پر ادب میں ایک مقام مرحوم و منزلت عطا کی۔ اس کا اثر و نتیجہ یہ ہو گا کہ حمد اور نعت صنف میں ایک مجموعے تصنیف کرنے کی روایت کا آغاز ہوا
اور ہماری روایت اتنی تیزی سے چلی کہ اس کا ایک جائزہ لاپ نہ کرنا ہو گا۔

حاضر میں فروغ کے لیے نمایاں اسباب ہیں

(۱) ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات میں مختلف نہ کی ہو مگر شامل ہیں جن کے سبب حمد و نعت کو فروغ مل رہا ہے۔ سینار، مشاعرے،
نہ ان کے، قدیم اور موجودہ شعرائے نعت کا نشر، نعت خوانی و بھر سے نعت فروغ بھی پوری ہے اور مقبول بھی ہو رہی ہے۔

اپنے مقالے کے موضوع کی مناسبت سے مجھے یہ سرچشیں کرنا پڑیں کہ موجودہ دور پر محکموں میں بھی جاری شعری روایت کی اثر پذیری کیسے
 دلی مراد پر غور ہوئی۔ اور ہمیں اپنی قلمی موضوعات، مطالعات، جو ہم اپنی سے گفتگو میں درجہ جاری شاعری میں تصانیف ہیں۔ اور وہ دوروں میں
 اسی طرح ہر دور عصری مسائل کا اضافہ ہے جس طرح جاری میں ہر دور ہر دور مسائل کا تقاضا کرتا ہے جن کے خواص سے وہاں مناہاتہ استعارہ
 رواج پذیر ہے۔ اسی طرح ہر دور ہر دور کی فکر، ادب، ادب، ادب ہی ہے اور ہے۔

اردو شاعرات کی حمد و نعت گوئی

عقیدے کی بات یہ ہے کہ جو مسلمان سے، جو دوسرا، خواہ عورت اور شاعر ہی کیوں ہو، وہ یقیناً نہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور طاعت کے جذبات کو شعر کی صورت میں اظہار کا، یا اپنے مستقل طور پر نہ کسی اور سے علی طور پر نہ کسی اور نمایاں جزاء حمد و نعت کے اشعار کہنا اپنے انصار عقیدت کے لئے اور اپنی دہانہ آخرت کی بھلائی کے لئے ضرور ہے گا۔ اس لئے میں نے اپنی کی کوئی وجہ نہیں کہ اوٹا عزت حسوں سے اہم و غریب کی یہ عقیدہ تو سہی، حمد و نعت کے دو پار، پانچ سات شعر نہ سے ہوں۔ آگے بات کہتی ہے ان کے اشعار کے اہم تک راہ جو نے لی۔ تو ہر سائی کا ایک سبب تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی، سیل لانا، انصار، ساسے، ریاض، غنیمہ پڑن کے اریے سے نہ آئے ہوں، اور یہ ہے کہ وہ کتابی شکل میں طبع ہوئے ہوں۔ یعنی ان کا، خود تو ہو، حضور نہ ہو۔ ایسا بھی ہو تا وہ گا کہ کوئی شاعر وہی حمد یا نعت ہی شناسائی کے طے میں ہو کسی مکمل، مجلس میں پڑھ دیتی ہو اور وہ ہیں تک حمد و نعت دہاتی ہو، چہ ایک اہم مذہبی معاشرتی اسٹ ہے ہو سکتا ہے کہ ہمارے یہاں خواہش کے لئے کتنی محوش ہے کہ وہ اپنی تقلیدت کو منصفہ شہود پر مائیں۔ جو خواب کی بات ہے کہ بعض شاعر خواہش ہو تیں ریڈیو یا بی بی آر پڑھ دیتی ہیں۔ نہیں یہ وسیلہ بھی پہلے کہاں دستیاب تھا تو اب بھی اس دستیاب سے جیسے استفادے کے لئے کتنے سرواپنی شاعر خواہش کو اپنی حمد و نعت سے باہر نکل کر اپنے تئیں ایسے کے استعمال کی عبارت دیتے ہیں۔ اغرض اس قسم کی حمدوں اور واہوں کے سبب شاعر خواہش کا شعری اور ادبی انحصار موع ہو سکتا ہے، جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ شعر نیز حمد و نعت نہ کہتی ہوں۔ اس کا بھی ثبوت گزرتا ہے کہ دور ماضی میں یا بعد گزراں میں "میں خواہش سے شے حمد و نعت میں اس صنف پر قصہ انصاف ہو دور میں کا یہ تخلیق سرمایہ مرا کی بے نیازی اور عدم اہمیت کے سبب غبار گمانی اور گرد و غبار میں نہ ہو گیا ہو، سو۔ آئی نکل مردوں کے شعر کی نمونے اور دیگر تصانیف و حواہ جزاء، اور اس میں آ رہے ہیں نیکس اس میں صورتوں کے تخلیقی عمل کا انتخاب کتاب ہے۔ نعت کی ہر رویت کتابیں چھپ رہی ہیں جو قرب قریب سب کی سب مردوں کی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہی تلخ حقیقت ہے کہ مرد حضرات اولیٰ تا کرے کھڑے ہیں۔ تنقیدی اور تحقیقی کتابیں حمد و نعت کے بارے میں تصنیف کر رہے ہیں۔ حمد و نعت کے انتخاب مرتب کر رہے ہیں، ان میں صورتوں کا کردار اس لئے کام کا بندھ لگتا ہے۔ نہیں کہی نے سو دوسرے مردوں کا کر رہے کرتے آیت و خواہش پر بھی کھدیا، چٹنے شک شلی ہوئی۔

محمد جمیل احمد ریڈی کا کاتہ کرہ شاعرات مطبوعہ ۱۹۳۷ء، شبنم ریڈی کا کاتہ کرہ شاعرات پاکستان مطبوعہ ۱۹۷۷ء، سمانہ شاعرات پوری کا اردو نعت گو شاعرات پر ایک تہ کرہ مشتمل ۱۱۲ صفحات (مطبوعہ ۱۹۸۳ء) میں تمام دستیاب، دستیاب تحریری اساتذہ خواہش کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں وہ بھی تفصیل میں ہے کہ ان کے علاوہ تحقیقی کتب جس میں اکا کاتہ کرہ شاعری ہے

اس سلسلے میں ناقد طبع کا ایک مقدار شاہ و سحر کے نعت نمبر ۱ (پوری فروری ۱۹۷۷ء) میں شائع ہوا ہے جو اس سلسلے میں جلی مکتفہ کاوش اور بھی ریاضت ہے۔ انہوں نے اس مقالے کی تسوید میں ریڈی و نعتی کتب پر حصار کیا ہے۔ ہم بھی آپ ان مضمون "نچھے" میں ریڈی و قرانی کے جمع کردہ حقائق پر انحصار کریں گے اور نعتی کی معلومات سے انحصار کے ساتھ مکتفہ کریں گے۔ ہم یہاں سے کہ اس سلسلے میں کون جو نورسی الگ ایک تحقیقی مقالے کا (انگریزی میں ستمبر) اہتمام کرے تاکہ یہ نقشہ کوٹ نکلیں یہ ہو سکے۔

اردو شاعرات

نواب اختر محل اختر : خاتون تہذیب و دانش۔ ۱۸۷۹ء تکلیفیات تھیں۔

قدسی کی نعت پر ایک تفسیر : (ایکدم)

مخبر سے خبریں کی جب حقائق — سرخس آئے گی سے و کرم کوئی بات
انہما س تجھے مرادیں گے رنجات — مرادیں ہانپم و قوی تب حیات
تھ لڑا کہ نہ جہ می گزرد تھ لئی

امت الکریم : ادارت ۱۹۵۷ء، پیدائش سہارن پور، والدہ شہر نواب کا محلہ رتھی تھیں۔

نعت کا ایک بند :

کن سے عالم آمد میں ایک — وہ ہم حکم و باب نہیں مجھ کا
ہاکی تب کی مت پر میں سب ظلم — بے شک سنے رہیں آگے و پور و وفا
آج اسلام کا جو حال ہے دکھیں آ کر
میں سر جڑ جو تھا کسے کہ ہے سر جھا کر

ام حشاق پروین : ادارت ۱۹۵۷ء، دل۔ یہ قریب فی رہیں۔ ۱۹۵۵ء تک۔ آپ کی تھیں یادگار ہیں۔ ان سے دہلی کا کام
سرمون لکھتے تھے۔

نعت :

ایک دنیا و دیں ہو نہ — دیوانے سر ملیں ہو نہ —

حضرت ملی فی پٹنوالہ، روشن : سوانہ احمد مہدائی صاحبہ زری تھیں۔ معروف غزل سے غزلیہ تھیں۔

نعت :

کما کہوں فرقہ میں کہا میں لپکا ہوا ہے — روز ان اکلوں کا جہاں ایک دہکا ہوا ہے

شمس النساء حکیم، شرم : نوچ و زہر لکھنؤ کے شاعرہ حکیم قرالہ بین کی صاحبزادی تھیں۔ شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتی تھیں۔ دہلی کا کام
سرمون لکھتے تھے۔

نعت :

بھی نہ حرفِ محبت پہ آئے گا اسے شرم — کد ہے دل کے تھینے پر ہم صرط کا

شفیقہ الہی : جہوں سے خلق ہے۔ وہ کاروں میں آلودگی غرضی بھی رہنے لگوا۔ ۱۳۳۷ھ میں پیدا۔
نعت :

مر اپنی جو ہے میں ہر سو جاتی -- سب تو یہ ہے کہ جنت میں مگر ہو جاتی

نواب شاہجہاں شکر شیریں : از دت ۱۳۸۰ھ۔ نواب سید محمد علی، دست بویں کی صاحبزادی تھیں۔ کئی علوم و فنون میں
دستگاہ رکھتی تھیں۔ ۱۳۹۰ھ میں مطلق النکاح کا پورا سے شہنشاہ بنے۔
نعت :

یک کرتا ہے انجم میرا اب کریم -- ہر مژدگان و قدر علی و لکن مطلق

شرک النساء نکم، ضرورت تیموری خاندان کے ایک شہزادے امیر محمد بن مراد کو چاہوں کی اہلیہ تھیں۔
نعت :

دست میں کروں قرآن و دعاں سے -- غم سے لکھا جائے ہے کب و صفا نہی کا

فرخ لاہوری : شیر علی قہاٹ (م ۱۸۹۲ء) کی صاحبزادی تھیں۔ نگارگری کا فن بھی سیکھ لیا۔
نعت :

کھلے چہرے سے منہ صفا ملنے کو -- دیکھ لی جب کہ نہ ہوئی کشتہ دانی

کنیز محو خانم : حیدر آباد ضلع کی رکنہ صاحبزادی تھیں۔
نعت رباعی :

ہے اس قدر نام نہاد -- میں میر کے قصوں پانے نہ تھیری نگاہ
تیری ہو کنیز میر کی دست نکر -- حلقہ ، قوت الی اللہ

کنیز فاطمہ کنیز : حالات معلوم نہیں۔ ۱۸۱۰ء میں پھر لالی پور میں رہتی تھیں۔
نعت :

اس دل کو کنیز مل رہا کہتے ہیں بھر -- جس دل میں دلانے شہر ہو جس ہے

کشتی : تیموری خاندان کی ایک فنکارانہ دولت کل ۱۸۵۷ء۔

قدی کی نعت ہر دم سے ان کی ہفتہ گائی جا رہی ہے۔ یہ

مہیا راجہ قدس آپ کی ذات والا -- درجہ اعظم اور ذات پر کئے مطلق

عظمت درجہ والا ہو ان کی سے شہ -- سچے نبوت ذات تو ہستی آدم را
درت لا آدم و عالم تو پہ ہلی نہیں

محبوب : دوہون (مکین نمبر ۱۳۸۸)

نعت :

نورِ دہرہ نورِ دہرہ دھل دھل کر گویا بجھتی ہیں — کہ نورِ کبک 'محب' کے کا پار ہے میرا

میرا انشاء حضرت علیؑ کی پہلواری :

نعت :

کرتی ہیں رات دن میں بہت رسول کی — بھرتی ہے اپنی آنکھوں میں صورتِ رسول کی

دور حاضر کی شاعرات

اختر حیدر آبادی : ولادت ۱۹۱۸ء، حیدر آباد، مکن۔ اس صنف کی پہلی شاعرہ

نعت :

مجم مجھ سے محب نہ کیا کئے — بڑی دھڑ میں ای اور چہ حرم کے لئے

لوا جعفری : ولادت ۱۹۲۳ء، ایدہ ایڑ۔ مشہور شاعرہ

شعری مجموعے : میں سدا سحرانی رہی، ضرور، فراتان تم توقف ہو،

نعت :

احسان و اجیدل ، ا عام وقار ہیں — ہر جن کے ہیں وہ محبوب اور دلگیر ہیں

انیسہ ہارون شردانیہ : ولادت ۱۹۱۰ء، حیدر آباد کے دارالاسلامیہ میں اللہ علیٰ خدیوہی میں بڑی علوم اسلامیہ کے ایک مخلصہ اور محترمہ

پیدا ان کا مجموعہ شعری "تہیات" ہے (مطبوعہ حیدر آباد مکن)۔ ان کا کلام سحری کا فن ہے۔

نعت :

کچھ پہنیں کہ مجھ سے نہا، محبوب — میں نہیں، بہت نہیں، شوہر و شوہر نہیں

بشیر النساء بیگم بشیر : ولادت ۱۹۱۵ء، مکن

نعت :

در رست کلا ، ہا ریح اللہ میں تو — جوں میں تل ہوا، محبوب وہ اللہ کی آقا

خیر النساء بہر : مکن ، ایدہ ایڑ۔ "مکن رحمت" کے صنف سدا سحرانی کی تاج۔ مولانا سید محمد الحسن عسکری کی امداد مگرانی۔

زہرہ حیدر آبادی : داکٹر عبدالحق حیدر آبادی کی مدح۔

نعت :

اور ہے ہم سے حظ، ہم پر غبارِ بیل — — — نے ب پنے سلیمنے کی نہیں کوئی بیل
کام کرنا ہے بہت دور وقت ہے بانگل تھیں — — — تیرے چے ہو رہے ہیں سارے عالم میر ڈیل
کیا نہیں اے قبلہ عالم تجھے جوں کی لاق

سردار بانو الوری : ولادت ۱۳۱۷ء اور من کی نعت شاعری قدیم سوپ خن نور دولت کی پائے ہے۔

نعت :

جس نے علت کدے سے کالا ہمیں — — — ایسے سہر نبوت پہ لاکھوں سلام

ش۔ ل۔ شمیم جالندھری : تین مجھ سے ہیں۔ شک میں۔ سوزِ جگر۔ نونے سروش

نعت :

شراب نہیں سے ہر دہچے مرے سوا — — — اسی امید پہ خال یہ جام لائی ہوں

ظاہرہ سعید : حیدر آباد کن کی کند مشق شاعر۔

نعت :

خیر اللہ پہ کرتے ہیں ہر دور۔ افسوس — — — وہ جو تھے صاحبِ قرآن حسینہ دانی

طلعت علویہ :

نعت :

مجھے میرے پیر اپنے دامن میں پھپھائیں گے — — — نہیں کچھ خوف اے جمعت مجھے روزِ قیامت کا

عفت مظفر گری :

نعت :

ہری آنکھ میں سکرا " ع " — — — غلب آئے کو ہلا " ع "

علیا حضرت الحسن پاشا : دکن کی دوسری ملک جنوں نے درہ شہر کے۔

نعت :

میرا سوا در آقا پہ مجھے دیا ہے — — — آج کیا اتر طالع نے شرک پلا ہے

محمودہ پھلواری : دکن۔ مکتب خن محمودہ

نعت :

نی کی نعت میں سر ہیز ہے اک اک خن میرا — — — ہلا میرا ہے اقصیٰ معانی میں یمن میرا

سید و کتاباں عالیہ کی : ایک سہ کو اسے کی نظر سے توبہ دین و تشری سے ماحولی کی پارودہ عالم ، افضل اور شاعرہ ، جن کے تین شعری مجموعوں میں ایک حمد و سلام و محنت سے مخصوص ہے اس مجموعے کا نام "ملوہ آباد" ہے۔ کتاباں عالیہ کی حمد و نعت میں دین و انبی کی فضیلت اور اسلامی انداز فکر کی بحالگی حمد میں حد کی شمار جتنا آئینہ الیاد ، احاطت سے ملاحظہ سے اس کی معرفت بالحد ، جزو و ملحقات کے لیے میں

اس سے رحمت و مغفرت کی آرزو۔ نعت کے مضامین حسب الملامت سے معذور ہیں۔

نعت :

فطرت چنگ تو صدا آتی ہے جیسا اللہ --- جوں نعل کر تری توصیف بیاں کرتا ہے
 رات اور دن سے میں میرا کمال صنعت --- کہ تری عظمت کو بیاں کرتا ہے
 میرے اعمال تو میری حالت میں نہ توں --- خدا تعالیٰ ہیبت کی طلب گار ہوں میں
 عشق دے میری غلامی تو میرے رب کریم --- تجاری بدلی ہوں یہ غلام کہ گمراہ ہوں میں

نعت :

ہے خاک شکار خاکہ پائے محمد --- ہے رحمت کا سایہ روائے محمد
 مقدور و قوی ہوا تو ننگی کا --- کہ جب دم بہتی میں آئے محمد
 یہ توفیق خالق نے مجھ کو عطا کی --- کہ میں کر سکوں کچھ شائے محمد

(۲۵۹)

نوشاہہ فرنگس : ایک ممتاز شاعر ہیں جو غزل، نظم اور حمد و نعت میں جتنی عمدگی اور قافی کی مکررات کے رکھ رکھاؤ کے ساتھ نستی ہیں۔ ان کے بیاں چاہے طرز احساس ملتا ہے اور وہ مصرعی مسائل کا ادراک رکھتی ہیں اور انہیں اپنی فکر کا حصہ داتی ہیں۔ جدید نظم کو کتب بیسوں میں لکھتے ہیں۔ حسن کاری اور دلکش معنی ایہ انھیں میں استعمال کرتی ہیں۔ ان کا مجموعہ "مصرعی" عرب ہے صد "کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ حمد و نعت میں غزل و نعت کے علاوہ جدید نظم آزاد میں بھی اپنی عقیدت کا اظہار کرتی ہیں۔ ان کے بیاں توصیف و ثنائے مصداقین کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی کار سازی اور حضور ﷺ کی ہمارہ مری کے حواس سے فرد کے ذاتی دکھوں اور ان نیت کے آشوب کا وہ "طہر" نے کاغذ پر لپیٹا ہوا ہے۔

نعت :

دعوت فکر کو اللہ اک بھی نہیں فہم سے --- نے ہی تو تارا ہوا مجھ کو فہم سے
 سر کو آئے نہ میرا جو نہیں الہی --- آنکھوں سے نہ کہ سہا کا مہم فہم سے
 ان کا ہر نقل قدم دہشت کی تقدیر سے --- ان کی جو بات سے جینے کا قرین فہم سے
 پانی دور رہاں یہ تو کچھ درد کی رات --- نون و اہل کو ہی فہم بھی نہیں فہم سے
 دل میں ہے یہ بندوں کا مسافر ہے حبيب --- اب یہ فہم سے تو سر کو نہ مہم فہم سے

(۲۶۰)

شمر یا نوباشی : ہمال نگار، اہلکند نویس اور شاعر ہیں۔ طرز اور شاعری دونوں میں اشتهار و فہم رکھتی ہیں۔ شعری مجموعہ "سود و حجاب میرے ہیں" نظم و غزل سے ملتا ہے، جس کے آثار میں جزدی حمد و نعت شامل ہیں۔ شریانو کے بیاں شاعری میں ملی حیدر کا حسن اور شعر و نثر کا ہر پارہ حلیق موجود ہے۔ جب و فکر کی شاعری کرتی ہیں اور وہ علم و نعت نیز انسانیات کے مسائل و احوال کے صبر میں کا شعر ہی صبر ہیں۔

محمد میں شان و وسعت کا عرفان، غم و اس کی طاعت و مہلت کا رنج نہ۔ ہر بار کی بارگاہ سے رستہ و مغفرت کی حسب کا ہوا نہیں ہے۔

شاعرات کے یہاں قریب قریب دو سبب موضوعات، مضامین اور سائب ہیں جو شعر کے یہاں پائے جاتے ہیں۔ مجروری کی توہپ،
 مجروری کی آرزو، مہینے کے سفر کی کیفیات، نثر، والہی کے سفر کے محسوسات، نظم، ذاتی جذبات کا اظہار، اجتماعی آشوب کے حوالے سے متاثرہ دور،
 فریاد و استغاثہ کے مضامین، فضا کی تبدیلیاں، ولادت، معراج اور دوسرے واقعات کا بیان۔ خاک کوئی، سول جینٹل کے ساتھ ساتھ حضور طیب، اہل بیت
 والسلام کی تعلیمات کا ذکر وغیرہ اس نعت گوئی کے لئے مردودہ لفظ اور کیفیتوں کا استعمال جاری ہے۔ غزلیہ نعت میں نعت گوئی، ٹیپے، مسدس، نظم کی
 مختلف صورتیں، تفصیلی وغیرہ اور یہ سب کچھ فارسی شعری روایت عیا کے دائرے میں گنتیں ہوا ہے۔ جو کلام مطالعے میں آسکے اس میں فارسی کی
 دو اہم قسمیں ہیں اس سے گریز کی کوئی صورت دکھائی نہیں دی۔ نہ لہجہ، نہ بیان میں، نہ اسلوب میں، نہ فارم میں، نہ لہجہ، نہ ان دور کے کلام میں۔ اس طرح ہم
 اس نتیجے پر پہنچے کہ پہلی ہند میں علی الخصوص ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک دور اس کے بعد عصر حاضر میں بھی شعر کے علاوہ شاعرات فارسی شعری روایت
 ہی کی آہدہ ہیں اپنے شعر پائے تخلیق کو گلہ دار اور قریب کر رہی ہیں۔

غیر مسلم شعر کی نعت گوئی

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے صرف وہی اسلام میں بدھ و غیر انسانیات بھی ہیں، جنہیں کہ قرآن نے تمام انسانوں کی بھلائی، امتداد برہمائی اور حمایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ ایک ایسی سبب ہے کہ قدیم زمانہ غوسے آج تک نہ صرف مسلم شعر و تصور ہے اصولاً اسلام کی موعودہ توصیف کر رہے ہیں بدھ ہے شہر اور ان محنت غیر مسلم شعر اہل اپنی زبان سے نعت کے ذکر سے بدھ کر رہے ہیں اور اپنے کلم سے عقیدہ محبت کے پھول بدھ گوارہ سات میں لکھ کر رہے ہیں۔ تاریخ کے لائق جان رہے ہیں کہ خود مسلمانوں میں بدھ شریکوں اور کفار آپ کی تولاہ کرتے تھے، آپ کے اعدائے آریہ کا دم مارتے تھے، اپنے جھگڑے اور حوسے بائیں کر کے "تجارتِ حقیقہ" کی مدافعت سے بچنے قبول کرتے تھے۔ لیبر روم کے ادب میں وہ مسلمانوں کا مکالمہ حضور علیہ السلام کے بارے میں ایک تاریخی احقرانہ مدافعتیہ دلائل میں ہے۔

لیبر روم کے مختلف سوانح کے جواب میں ان لوگوں کے خیالات ہیں۔ "تجارتِ حقیقہ" میں ہے۔ "میں میں کے بھوت کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ انہوں نے اہل تک تو مسلمانوں کی طرف دوزی نہیں کی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک بدھ کی عبادت کر دے کسی کا شریک نہ بنے۔ لہذا بدھ کا کہنا اسی بدھ پاکہ کی اقتدار کر دے۔" (جی۔ لو۔ حلد۔ ۴۴)

یہ وہ سچائی ہیں جو سورج کی طرف روشن ہیں اور کائنات میں ہیں پر وہ اہل کئے اور نذر اور علم میں ان فوجوں کے احقران سے پہلو دیا

تک۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت و توصیف کا یہ سلسلہ ہر صد میں، ہر مہینے میں جاری رہا، ہر دور میں جاری رہا۔ اور قرآن کا یہ واضح اعلان "وہ لوگوں کے ذکر تک" تو ایک مسلم اور غیر مسلم اہل فکر کے وسیع سے بدھ کا کائنات اور بدھ کی انسانیت کی تقریب کے سوا بدھ ہی کلا رہا ہے۔

گ۔

وہ صلیب ہند میں غیر مسلموں کی نعت گوئی کے بعد سے یہی سوانحی اور تہذیبی اسباب اور عوامل نظر آتے ہیں۔ اس خطے میں اسلام صوفیائے کرام کے اہل کردہ و میرت اور صوفی تعلیمات سے پھیلا ہے۔ اندالے علی کاروں نے کہہ دیا اور حقائق سے ہے سرمدانی کی حالت میں اس خطے میں آج اور اپنی محبت اور پیار کا پہلا نظریہ ہے۔ ان کی بدھ گاہوں میں ہر مذہب و ملت کے لوگ آتے اور ان کے رنگ میں آگے جاتے۔ ان کے اثرات و کائنات کو قبول کرتے۔ بڑوں اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن یہ شہر ایسے لوگ بھی ہوتے جو اسلام کو قبول نہ کرتے۔ ان کی محبتوں میں آتے جاتے اور اخلاقی طور پر ان سے متاثر ہوئے۔ وہ جتے۔ ان لوگوں اور صوفیوں کے حوسے ہوئے تو مسلمان اور غیر مسلم بھی شریک ہوتے اور حاضرین سے بچ جاتے۔ مسلم اور غیر مسلم شعر اہل اللہ و ان کے مناقب بھی لکھتے اور حضرت محمد ﷺ کی محبت و عقیدت کے ذرائع بھی بنا کر لے اور نقوش کے پھول بھی لور، قرآن سے پکارتے۔

وہ صلیب میں دیر تک اسلامی سکھ رہے۔ قاری اور پھر اور وہ زبان اور یہ اکملاری۔ مسلمان شعر اہل مختلف شعری اصناف میں اشعار کہے۔ ہر مہینے میں لکھتے۔ یہ مسلمان شعر اہل کے شاعر تھے۔ ان رات کی یہ محبتیں رنگ لاتی اور بدھ سماں فضا ہوتے تھے۔ مسلم، غیر مسلم سب اسلامی سکھوں کے اس زمانے کے صدمے میں لے جاتے تھے۔ اس لئے قدروں کی بات ہے کہ غیر مسلم شعر اہل نعت گوئی میں دیکھی

لے مسلمانوں، جو انکسار و بدھ اور یہ ہوتے تھے۔ ان میں شریک کائنات و شوق بھی شعر گوئی کو تحریک دیا۔

مسلم شعر اہل اپنی حق تعالیٰ خود پر تہیب دینے و آقا کا کام میں اور نعت اور حقیقت کے چند اشعار لکھتے کارون قد اس دلی روایت کی

افسوس کہ اسے نہ سمجھنے میں کیا جتن ہے؟

ہمارے اہل ہے کہ انکی شاعری سلسلوں کے ساتھ مسلسل مہم شری رہا۔ دیکھنے کے جب عمل، ہم کی ہر ایک ہادی رہی اور اس میں دل
شامل نہیں ہے۔ آج کا غالب قوم کے ساتھ رہنے کی صورت میں حیدر، نگہ بے، کن کن، بہرہ وین اور احساس، احمد میں غالب قوت کا
رنگ بھینکتے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ شعر و ادب میں انقلابات اور زبانیں ہمیں اپنی صورتیں بدل دیتے ہیں۔ قلمبند کا ایک شعر وہم کے بدلے میں
رخصت ہوا ادب سے لے کر خدا کا نام — رہا کی حزل اول ہوا کی نام

نہا ہم اپنا سوا ہی طرز گفتار ہے جس کا ایک ہندو شاعر اسے دتا ہے۔ اس نے ہمارے اندر غرو ہے کہ ہندو شعرا کی جو لکھی طرز گفتار ہے،
طرا احساس نہیں دے رہی ہو سکتا ہے کہ جب وہ انکی جو کہتے ہوں تو ان کے اپنے احساسات میں جن کا کوئی دھجیا کوئی اور مرکز طبع نہ پہنچا ہو۔ نہ
اگر یہاں طبعی ہر وہ ہے تو، قصور فرک و فرک سے نکل ہو ہی نہیں سکتا

یہ حال ہے ہندو شعرا کا جو کہتا ہے اس میں ہم نے سوا غنیہ اللہ بن سہلا کے لہجہ سے اختلاف کیا ہے :

پہلیات دیا شکر نسیم :

ہر شمع میں ہے شکر کاری — شمع ہے قلم کا جو ہادی
کر ہے یہ وہ نہیں ہے بکر — جو حق و رخصت و بکر

منشی جگن ناتھ خوشتر :

سب ہے ہر کر وقت حاجات — کہ وہاں ہادی میں حاجات
وہی حاجت رہا ہے وہاں ہے — کہم فرماے عالم ہے کہاں ہے

منشی شیو پرشاد ویسی :

تو ہمارے، غور و فنی و کرم ہے — تو پاک و سچ، میر و ظہیم ہے
تو ہمارے، ظہیم و غور و کرم ہے — تو مانع و حیدر، سچ و ظہیم ہے
وہ ہے تو، تو ہے تو، تو ہے تو، تو ہے تو

منشی دیپتی پرشاد مسر :

ذہن عزوں ہے غمروں عالم تو ہے کا — مطلع دیوں نہ کیوں مطلع ہے تو ہے کا
وہ میں ہے وہ کہے میں ہے، وہ ہے سب کس — ظہیم لہرہ کہ کر ہے ظہیم وہ کا

منشی درگا مسہانہ مسرور :

حاصل دیکھ دس کا ہوتا مسرور — دوہرا کیا ہواں کا پست و پست و پست
دعویٰ کیا تجھے میں اور دیکھ دس — ہم آگ چہ کنگی تو کر کنگی دس

میرا ہے وہ چلا تو وہاں ہواں

میرے ہواں میں دعویٰ میرے ہواں ہواں

منشی جوالا پر شاہ برق :

دنیا میں تصور صبح ہوا ، مگھن ہر کیا کیا جن ہے
خود شید کا غنچہ کھلنے لگا ، اللہ کی قدرت روشن ہے
ہر پھول میں اس کی خوشبو ہے ، اکسیر ہے ولی وئی میں
ہر شاخ میں اس کی فصاحت ، تاثر ہے پتی پتی میں

سورج نرائن مہر دہلوی :

مرات کا ہے موسم ، مگھن چمک رہے ہیں — تاروں کے آہل پر ہیرے دک رہے ہیں
کلیں چمک رہی ہیں ، مگھن جھک رہے ہیں — کول نی ہیں صدائیں ، بلبل جھپ رہے ہیں
سب میں ہے نور تھا ، سب میں نیا ہے تھل
سب کی نیلایا پہ یاب ، لہو و ثا ہے تھی

منشی تلوک چند محروم :

ہر چہ سے میاں ہے یا رب غمور تھا — خود شید میں ، قر میں ، جہوں میں نور تھا
قدرت سے جمی ساکن ، قدرت سے جمی جہاں — قائم ترے سارے ہے کائنات ساری
لوح و سما کے عال جو کام کر رہے ہیں — نیکر تری لیاقت کا دم و دم رہے ہیں
جگن ناتھ آزاد :

ترے شوق میں جس مگر ہر آنکھیں — حلق کے نگاروں سے بزم آنکھیں
بگھتی جس اپنے کو بید آنکھیں — کہ یہ سب چمک جس پر دیدار آنکھیں
جنس میں روئی ہیں سو بار آنکھیں
وہیں ہر بھی محروم دیدار آنکھیں

(۲۶۲)

ہم نے "نور خیں" اور احمد میر خمی کا مطالعہ کیا جس میں انہوں نے تقریباً بیس سو فیصد شعر کا نقیہ کاہ جمع کیا ہے۔ مگر انہوں نے "میر زلی بھر زبوں" کے عنوان سے غیر مسلم شعرا کا ایک نہایت جامع مجموعہ کر دیا ہے۔ وہ بھی مطالعے سے نزاریں جس غیر مسلموں نے اردو میں نعت لکھی۔ (راجہ سرانی کی ہے) انہوں نے بالعموم فارسی شعری روایت کی تائید کی ہے۔ شعوری طور پر کسی کوئی کہش جس ملی کہ انہوں نے ہندی عوام، گیتوں، رنگوں کے نور، ان غیر واضح برائے ہوں ہندی گھر کا کوئی رنگ اپنی حر و منت کو دیا ہو یا زبان وہاں میں فارسی الفاظ یا تراکیب یا تشبیہات استعارات کے مستعمل سے مراد ہے کہ یہ مقام نعت بھی ہے کہ ان کی نقیہ اور حمد یہ حقیقت میں ان کی اپنی (ہندی) زبان، اور اس احساس و اظہار کا کوئی دخل نہیں۔ وہ انتہائی کی ذہن و معانی اور اس کے نظائر کو اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے توصیف انتہائی کی تعلیمات اور سیرت اقدس کی کو بالکل انہی سانچوں اور انہی زبانوں میں بیان کرتے ہیں جو فارسی شعری روایت کا حصہ ہیں اور مسلم نعت گو، مگر مزید شعر انہی کی طرح ان مراحل و سہول کو طے کرتے ہیں۔

مکاتیب

اسمائے گرامی

ڈاکٹر وحید قریشی

ظہیر احمد صدیقی۔ صدر شعبہ فارسی۔ گورنمنٹ کالج، لاہور

ڈاکٹر نجم الاسلام۔ صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی جام شورو

ڈاکٹر جمیل ہالہی۔ صدر نشین مقتدرہ قومی زبان۔ اسلام آباد

محمّد الہی

رفیع الدین ڈکی قریشی

پروفیسر خالد عوی

ڈاکٹر عبدالحق خاں حسرت کاسٹگی

معین تصویر

پروفیسر کرم حیدری

حافظہ حبیبہ عوی

ماہی کرائی ۔
 ۴۵ رت پر کھڑے ہو کر دیکھو
 قمری
 سلام منوں
 ضحیحہ
 آئینہ ہے آپ نہ عاقبت ہوں گے۔ بنو صاحب علم و فضل کی خدمت میں یہ مگر دُشمنانہ
 ارسال کر رہا ہوں۔ آپ میں اس طرحی سبب پر حاضر ہوں اس لئے اچھی شکست پر آمیز ہے مگر
 امتحان کر رہا ہوں۔ یہ تمہارے لئے کہ جو عرصہ پہلے ایچ ڈی کے لئے تھیں مقالہ لکھ رہا تھا۔
 اسکا نام یہ ہے۔

- ۱۔ یا صاحبِ عالم! یا سیدِ عالم! کہو شاعر کا نقطہ ہے!
- ۲۔ سرِ حسیہ لکھ رہا ہوں۔ یہ سببِ اعجازِ اعلیٰ اور قدسِ شہیدی کی پیرِ نورِ قدس کی ہے؟
- ۳۔ دو ادیبِ اہلِ فن و ادب ہیں یہ بات تو ان سے معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ ہیں جن کی آواز پر کون سے خطروں پر
 خدا اور پیرِ عسکریہ اور ان کا کارِ سرور۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نیکو من بردار
- ۴۔ آپ ہے کہ صاحبِ دہان بن (پیدائش) اشتیاقات کے رعبِ فرما نے پر حوالہ آئندہ
 کہ ساتھ ہر سببِ خداوندی ہے۔ آپ کہ ادب و ادب کا پیشوا ہے! ۱
- یاد رہے، صاحبِ کمال

ڈاکٹر جمیل قریشی

فونڈ ۲۵۱ ریڈیو سنٹر
۷۵۶۹۳۹

عزیز من

تسلیم:

گرامی شاہد مل گیا میار کیا گیا شکریہ -
جمعیہ مجلس اور مکتبہ اعلیٰ ہو رہی ہیں ملاقات ہر مہینوں
کا -

دوسرے خط میں آپ نے اعلیٰ اشعار کے بارے
میں پوچھا ہے بہتر ہے کہ آپ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ شاہ صاحب
اولیٰ کمیٹی سندھ یونیورسٹی میڈر آباد سے رجوع فرمائیں
یا ڈاکٹر نجم الاسلام مدرسہ اودھ سندھ یونیورسٹی جاتورو
کو خط لکھیں - ان دونوں صاحبوں سے سن کر پتہ ہو گا کہ
دعا ہو چکا ہے - والسلام

آپ کا
مخلص

جمیل قریشی

(ڈاکٹر و میڈیٹر)

محبت

جناب پروفیسر حامی گرجالی صاحب

۵۰۰ شالیمار کالونی، برمن روڈ

ملتان

مولا محمد جان محمدی دھادی کی نصیب ہے مومن و ایمان اس
 سوخت کا پتہ یہ دیکھ کر ہے متعجب کیا ذکر کی ہے محبت ہے
 اس مشہور سنت آیت سر نصیب تھیں کے محراب سے یہ امرانت کے
 صفت کا نام محبت پر مولا محمدی دھادی دھادی ملکا ہے
 یہ سوخت کہہ دست ہیں ملکا۔

نور پتہ مولا محمدی دھادی دھادی شمس اس کا پس
 نہ کرہ نہ ملتا ہو نہ فرمائی کہ وہ دھادی دھادی شمس پتہ
 اور فرمائی کہ وہ دھادی دھادی شمس پتہ
 یہ سنت محمدی دھادی دھادی دھادی دھادی

یہ سنت کہ ہے دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی
 دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی

دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی
 دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی
 دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی

دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی
 دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی
 دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی
 دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی

دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی
 دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی دھادی

آپ کا ذکر میرے لئے کہ فضل ہے اگر خدا ہے یہ حضرات ہم
آپ کو متنازع ہے -

اسیے آپ یہ ثابت کر دے تاہم رکھ گئے ۔
ادھک جواب ہو تاہم ہوا حلی قدرت پاشا ہوں ۔
آج کل اہم آپ کہ خدا ہے جسی کرنے کا ہونا تو رب ہی اسے
اس سے ماہر ہے خود لیت رہی - اتنا ملنا اُس کے ایسے
حکایت ہو گا ۔

آپ کا بندہ
لکھنؤ
۱۵/۹/۳۵

میں جاری ہیں عارضہ ہوا اور ترجمہ سے خود دو مہینات بعد ہو جائے
لیکن بہرہ انہی و انہی طاعت بنائے ناقص رہا ہے - اگر حضرات کے
دورن غائب ہیں - اسلئے آپ کو قدرت سے یہ پیش کر دوں -
ماہ ذلہ ادارہ ارتقا طاعت کے آخری ہر ایک
ان دنوں اس کے لئے - نام میں ہی ہو جائے
آپ کا دل مجھ میں رہا ہے - یہو بنائے -

تحقیق

شعبہ جاتی
تحقیقی مجلہ

جام شورو

نمبر: شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی، جام شورو۔ ۸۰-۸۱ء (پاکستان)

نمبر: ۱۰.۵.۹۳۔ ۱۰.۵.۹۳۔

نمبر: ۱۰.۵.۹۳۔ ۱۰.۵.۹۳۔

مجموعہ اسلم و آداب
آب کا ایک اسقف (مکتوب گرامی مورخ ۱۳۰۳ھ) نے لکھا کہ
فہم (مسلطہ خان صاحب) کو اس کے لیے ڈاکٹر صاحب نے میرے پاس بھیجا تھا
میرے پاس ہی ایک خط برائے نام علی محمد مراد تھا۔ ہونے پر۔ نعتہ قطع (یاد تریال)
کے ماتم کی بحث کے سلسلے میں رانم کا ایک معقولہ ڈاکٹر دینے پر دینی صاحب
کے عہد مدت میں اور رسل کا لکھنؤ میں (سندھ کسٹل ۱۲۲۹-۱۲۳۰ء) ۱۲۸۲ء
میں چھپا تھا۔ اسے دیکھ لیجیے۔ اس کے اندر ہی کول فرید معلومات ایسی بہت
ہیں جو کسی کو قطع سے جوہل جانے کہ یہ کس کا کیا ہے۔ معقولہ ذکر
کا حاصل یہ ہے کہ جو معلومات حاصل ہیں ان کی روشنی میں اس قطع کو قطعیت
کے ساتھ شاہ عبدالعزیز سے منسوب کرنا درست نہیں اور اس سے بعید دور ہے
لغین جو باقریہ قدسی اور شہر سے منسوب ہیں اور ان کے مشہور دواوین میں
ہیں تو اس سلسلے میں بھی ایسی معلومات بہت کم ہیں کہ کسی شخص پر ہندوستان
ہو جائے؟ اس قطع میں جہاں سے منسوب گفت کو بھی منافی نہ کہے جاسکے۔
بہر کیف، حرمیہ یا ہندو، آب کو منسوخ کریں۔

مخلص
بیم الاسلام

خدمت گرامی
جناب حامی سرنگال صاحب
الفر، ۵۴، شاہین مار کالون، بوسن روڈ، ملتان۔

۱۱۴۵۳۷۸
۸۵۱۳۷۸

ڈاکٹر جمیل جالبی

۱۰۵۱



صدر نشین

شمارچ ۱۵ - اپریل ۱۹۹۲

ممبرین عامی گریٹی صاحبہ، القلاویہ

گرامی سادہ سلا سی کی اسے شکر گزار ہوں۔ خوشی کی بات ہے کہ آپ
”حد و محنت“ کے موضوع پر سی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ اللہ کا واسطہ کرے۔ آپ سے جس
سامان پر بھی ہیں :-

۱۔ سادہ الحال و ہلکا سا سفر کسی سافر کا قطعہ ہے۔

مے سوال ڈکٹر فرمان فتح پوری سے اپنی کتاب ”ارہ و کی مضامین شاعری“
پر بھی اظہار کیا اور ایک مضمون میں ہو چکا کہ مے قطعہ کی کیا
ہے۔ آپ اس موضوع پر کلام کر رہے ہیں۔ ضرور خواہش ہے کہ آپ سے بھی
کلام کو ڈالیں :-

۲۔ ”میرا سدا مکی مدنی سرس“ مے سدا مدنی شاعر کی
میں ہے جگہ جو مضمون کے ایک سافر میں مضمون مدنی کی ہے :-

۳۔ ”میرا سدا مکی مدنی سرس“ مے سدا مدنی شاعر کی
کیا کلام میں ہے لیکن ان سے مضمون ہو گیا ہے۔ مے کوی سرس میں سے
علم میں نہیں ہے :- ان صاحب کو بھی مضمون مضمون اور مضمون مضمون ہے کہ
اپنی سحر کاہن میں بکھار ہوگی :-

امید ہے آپ مضمون و مضمون ہوں گے :-

آپ کا مخلص

جمیل جالبی

۱۵۱۳۷۸ جمیل جالبی

مفت کتب گم

صاحب عامی گریٹی صاحبہ

۲۵ شالیمار کالونی

نومین و ۳

ملتان

محترم ماضی نرمانی علی:

و علیہ السلام۔ محبت نامہ کلمہ میں لفظ مومنون مولا ہے۔ بعدہ دل کی گہرائی سے
ممنون یا احسان ہے اور شکر یہ ادا کرنا اپنا فرض اور کین سمجھنا
شاید یہ واحد تحریر ہے جو ہدایت ہی نہیں بلکہ محبت اور ملامت
میں نکلی گئی ہے۔ میرا خیال تھا کہ کم از کم چھ ماہ تو گزر ہی
جائیں گے۔ لیکن اب بے تو کمال مہی بردی یا۔ اب یہ قدر اسی
جد مجھے ہوئی کہ میرا نصیب ہی نہیں ہوئی۔ اسلئے وہ قدر بھی شکر ہے
ادا کر سکیں گے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ بغیر کسی
تالید اور تامل کے مزید ایسا ہوا۔ بہر حال اظہار تشکر مولا
فرمائیں۔
سوالنامہ جو آپ نے ارسال کیا ہے اسلئے مارے غرض یہ ہے کہ
میں تو بھی مدار سالہ ہوں۔ کئی عذاب سے مشورہ کیا
میں کہ بتوں کے ساتھ جواب نہ مل سکے گا۔ صغیر تا شب
صباح سے فون پر رابطہ نہ ہو سکتا۔ لیکن یہ سوشل
سایہ ان عافوں میں ہے۔ بلکہ تو وہ عمر کے لیے لکھ ہوئے
تھے اب آٹھ ہیں تو والد میں بورا۔ دھڑکی جھپوری
یہ کچھ اسی سال عازم حج ہوئے کا پر ڈرام ہے۔ اور

حصار مقدر لیلے اوامور انا یح یا کاکم طو نے اچھے تھے
 کہ اتنی سے روام ہو جائے اور صفیہ ایہ ابو لاہور سے نہ اپنی
 لیلے روام ہو جائے۔ اس لئے اس کو تو مانی ہو کر آنا
 فرمایا ~~جو کہ اس وقت بہت کم عمر کی تھی~~
 صغیر نے بہت شرف الائنہ الدار اس لیلے دستور ہو گیا
 حسین کی جگہ پر ڈال دیا ظاہر تو نہیں ہے۔ یہ سارا
 ہرگز سارا اعلیٰ ہو رہا

صفحہ

دراں

وہ دغا

نہیں اللہ دلی، شفی

۱۴۰۵

مکتبہ عاصی کربلائی صاحب مسجد سلیم نغون

آپ کا فرزندش نامہ ملکہ - میں نے آپ پر اب تک خوف تین
مہینے تکے ہیں۔ ایک آپ کا نکلون پر جو اردو کا ادبی
رائے میں چھپتا۔ ایک "مدحت" کے حوالے سے آپ کا نغون
پر جو پہلے "خبا ئے حرم" اور بعد "مختار" میں چھپا۔ "مختار" نغون
کے شائبہ تہہ حوالے سے "حاجہ اسلام" میں آیا تھا۔ اور ہر
ذہن میں کڑی بسن۔ اس موقع پر ضلیل بدایونی یاد آتے ہیں
ہر مارچ میں جانب کے جدہ ہو محبت کیا معنی
ان دن تیرے بھی نکلون کو در مسئلہ نہیں دیکھیں
"قلنیم رحمت" کے لیے میں نے راجا رشید محمود صاحب کو فون پر
کہہ دیا ہے، وہ "تلفظ" نامہ کے نائب ایڈیٹر ہیں اور ان کے پاس
میں مسئلہ "مدحت" کو "مدحت" نامہ سے آپ کو پیش کر سکتا۔
سوچو کہ آج کوئی "مدحت" قارئین نہ ہو۔

اردو اب آپ کا مددگار نہ ہو

یا صاحب الجہاں و یا صاحب البشر

یہ "عبد العزیز محمدت و بدوی" کے منسوب ہو کر رہ گیا ہے۔
در اصل یہ "ڈاکٹر کسی تحریر میں شامل ہے۔ اصل شاگرد کا عقیدہ ہیں

حارم ہے، اس لیے تعذیبی نہیں ہو سکتا۔
 "ترجما سید سنی مدنی اللہ تعالیٰ کے علیٰ آب بند جان محمد قدس"
 یہ نام سامنے آیا ہے۔

خدا خود یہ مجلس بدانداز مددگار خسر و !
 "بہر اصل میں نزل ہے، کیونکہ
 ہر من بیکر شاہ اسرو قدس، لایم راف
 سراپا آغوش دل بود

یہ لغت، مشترکہ ہی نہیں تھی۔ خوف متعلق نسبت ہے۔
 اس علیٰ میں خسر و دیوس میں ذہن میں آتے ہیں۔ "وہ قد علم بالعرف"
 اللہ تعالیٰ کہ آپ کی تحقیق و کاشف خدایہ لایم راف کا لفظ ہے۔
 "یہ ہے کہ آپ مجاہد لایم راف لایم راف کا ساتھ بخیریت ہوئے۔
 فنا کتبہ۔

فقط
 ۱۰ مارچ ۱۹۳۳ء
 خالد زئی

راجا صاحب نے یہ آپ کا خط مل گیا ہے
 وہ ایک بار آپ کو ملے۔ کتاب دیکھ کر چکے ہیں
 سب سے وہ دیکھیں خالص ہو گئی ہے، ہر حال۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Dr. Abdul Haque Khan Khattak
M.A. (Udu), M.A. (Eng.), LL. B., Ph. D.

SENIOR SUBJECT SPECIALIST
Sind Football Board Hyderabad.

Total: 11231

11231

137/8-2 Bala B. Lachari,
Hyderabad, Pakistan.

Date: ۱۳۹۳ هجری قمری

جناب ارشدیہ میں کراؤں گا۔
اسم میں

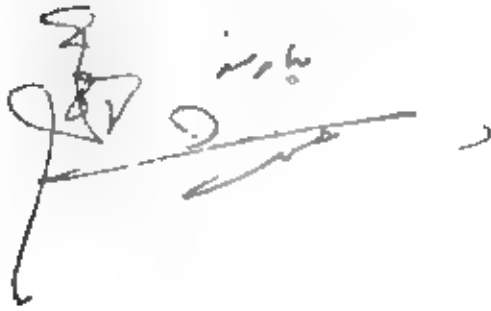
خدا سے نیکو۔

حضرت ارشدیہ میں ۱۲ روزوں سے کیا سنتوں میں سے ایک ہے اس میں خدائے
آپ ۱۵ سچے ہیں خدا کی کہ ہر روز ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔ رجب کے پانچ دن ۱۵ ہجری میں ہوتے ہیں
تسلیں تکھڑا کرنا ہے یہ نہ آئے کہ کب سے لیا کر بات۔

مغزوں کا رشتہ ہے کہ ہر روز ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔ ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔ ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔
کرونا ہے ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔ ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔ ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔
مگر یہ سچے ہوتے ہیں۔ ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔ ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔
آپ کہیں ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔ ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔ ۱۵ سچے ہوتے ہیں۔
حیاتیات میں خدائے کرنا ہے کہ کب سے لیا کر بات۔

آپ نے جو مسودے لکھے ہیں وہ میرے علم میں ہیں میں ان سے کچھ نہیں کہتا۔
۱۔ ڈاکٹر محمد علی احمد صاحب نے میرے علم میں ہیں میں ان سے کچھ نہیں کہتا۔
۲۔ ڈاکٹر محمد علی احمد صاحب نے میرے علم میں ہیں میں ان سے کچھ نہیں کہتا۔
۳۔ ڈاکٹر محمد علی احمد صاحب نے میرے علم میں ہیں میں ان سے کچھ نہیں کہتا۔
۴۔ ڈاکٹر محمد علی احمد صاحب نے میرے علم میں ہیں میں ان سے کچھ نہیں کہتا۔

و انصاف حضرت را در علم ما: اوست علم او در علم ما: اوست معرفت کو گفته است که ما در کجاست رستاریم و اوست
 و ما به آنچه در حقان نیستیم و در دین است که در علم ما نیستیم و علم
 اسرار ما به آنچه در علم ما نیستیم و علم ما به آنچه در علم ما نیستیم.

بیاورند




58234

762115

حافظ لہ فیانوی

بیت الادب 169، بی ملت پتوگہ گلستان کالونی 2 فیصل آباد

تاریخ 25/11/77

ادب و علم کا ہی گرنی دھ

الکلیج! اسی میں وزن ہرگز سٹروں - ریت ریت ریت ریت ریت
روسی کو اچھا - اس کی آواز کے خنجر سے ہے ہر دوست پر و نام کی ہے
نہیں آج کے فنسٹ لہروں کا کہ ہے ہر دوست

... میں ہے ہر دوست کے ... میں نے نہ کیا ... نہ کی ہے ... نہ ...
... میں ہے ...

... میں ہے ...

... میں ہے ...

... میں ہے ...

... میں ہے ...

... میں ہے ...

... میں ہے ...

۱۔ تمام ابواب کی تحقیق کا حاصل

۲۔ نعت نگاری اور حمد نگاری کے روایتی عمل میں نئے ممکنات کا عہد

○ حواشی : ص ۵۰۹ تا ۵۲۳

○ کتابیات : ص ۵۲۵ تا ۵۳۵

○ ضمیمہ : ص ۵۳۶ تا ۶۶۰

- ۳۰۔ صاحب دواؤں کی سرمدین (ابن حنیف) ص ۲۰۶، ۲۰۷
۳۱۔ اسلام کا نصب عالم، الخ۔ صفحات متفرقہ
۳۲۔ ہدیین کیوں؟ (مقالہ) اکثر مجید اللہ، خود بخود، نقوشہ، سال ہجری ۱۳۵۵، ص ۵۳۱
۳۳۔ میر کا علمی سچلے، جلد اول، (شکی لسانی) ص ۱۱
۳۴۔ سرور شاہری کا کافی لفظ (عالم ہمدانی) ص ۲۰۰، ۲۰۱
۳۵۔ دنیا کا قدیم ترین طب (ابن حنیف) ص ۱۵۳، ۱۵۴
۳۶۔ مصر کا قدیم ترین طب (ابن حنیف) ص ۹۰، ۹۱
۳۷۔ مصر کا قدیم طب (ابن حنیف) ص ۷۰، ۷۱
۳۸۔ کدہ (مردی مجید احمد انصاری) ص ۳۹، ۴۰
۳۹۔ مصر کا قدیم طب (ابن حنیف) ص ۷۰، ۷۱
۴۰۔ کدہ (مردی مجید احمد انصاری) ص ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴
۴۱۔ طب عام (ابن حنیف) ص ۹۰، ۹۱
۴۲۔ کدہ (مردی مجید احمد انصاری) ص ۱۰، ۱۱
۴۳۔ اصناف صحت (طیاب بنوری) ص ۴۷
۴۴۔ ہدیین کیوں؟ (مقالہ) نقوشہ، سال ہجری ۱۳۵۵، ص ۵۳۵
۴۵۔ کام مقصدی (مردی مجید احمد انصاری) ص ۱۰، ۱۱
۴۶۔ اصناف صحت (طیاب بنوری) ص ۴۳
۴۷۔ قرعہ، الخ (کافی مجید احمد انصاری) ص ۲۸، ۲۹
۴۸۔ ۵۹۔ ۵۸۔ ۵۷۔ ۵۶۔ ۵۵۔ ۵۴۔ ۵۳۔ ۵۲۔ ۵۱۔ ۵۰۔ ۴۹۔ ۴۸۔ ۴۷۔ ۴۶۔ ۴۵۔ ۴۴۔ ۴۳۔ ۴۲۔ ۴۱۔ ۴۰۔ ۳۹۔ ۳۸۔ ۳۷۔ ۳۶۔ ۳۵۔ ۳۴۔ ۳۳۔ ۳۲۔ ۳۱۔ ۳۰۔ ۲۹۔ ۲۸۔ ۲۷۔ ۲۶۔ ۲۵۔ ۲۴۔ ۲۳۔ ۲۲۔ ۲۱۔ ۲۰۔ ۱۹۔ ۱۸۔ ۱۷۔ ۱۶۔ ۱۵۔ ۱۴۔ ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔
۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔

فرمان روزگار، رنگ کارن مجید، حویہ "کلمہ" ص ۱۰۰، موت و حیات، محمد، در اشعار سعدی، ص ۱۰۰، قوت و قوت، قوت و قوت (رنگ نظام)

۱۱۶۔ شاہد احمد اول، (۱۰۰۰) دی اریہ، جہانگیر، راجہ، ۱۶۰۰ء - ۱۶۰۵ء - ۱۶۰۷ء - ۱۶۰۸ء

۱۱۷۔ دہلی کی تاریخ (مترجم: مصور احمد سلیم) ۱۶۰۷ء - ۱۶۰۸ء

۱۱۸۔ دیباچات حکیم مرخیم (مترجم: محمد علی قزوینی) صفحہ ۱۶۰۸

۱۱۹۔ غازی میں نقشہ کام (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۰۔ دیوان (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۱۔ حیدر علی و شریعت الصمد (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۲۔ مشہور تہذیب (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۳۔ منطق (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۴۔ امر (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۵۔ دیوان (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۶۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۷۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۸۔ قصہ شیریں (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۲۹۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۰۔ غازی میں نقشہ شاعری (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۱۔ غازی میں نقشہ گوئی (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۲۔ غازی میں نقشہ گوئی (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۳۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۴۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۵۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۶۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۷۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۸۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۳۹۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۴۰۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۴۱۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۴۲۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۴۳۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

۱۴۴۔ کلیات (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء) (۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء)

- ۱۷۰۔ روح بن فریاد (طبری) صفحات ۱۱۵
 ۱۷۱۔ اردو کی تہذیب شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۷۲۔ اردو میں نعت گوئی (ڈاکٹر مدد خان مجید) ص ۱۵۳
 ۱۷۳۔ کلیات (عالم آملی) صفحات ۱۴۴
 ۱۷۴۔ روح بن (حسن حسید مہتابی) ص ۱۷۵
 ۱۷۵۔ اردو مہمان نعت (فیض علی) ص ۱۲۲
 ۱۷۶۔ اردو نثر کا سول نمبر (محمد حسین) ص ۱۶۵
 ۱۷۷۔ اردو سہول (ڈاکٹر عبدالحق) صفحات ۱۴۴
 ۱۷۸۔ اردو سہول (ڈاکٹر عبدالحق) ص ۲۱۹
 ۱۷۹۔ اردو سہول (عرب لیلی) صفحات ۱۴۴
 ۱۸۰۔ اردو مہمان نعت (فیض علی) ص ۱۷۵
 ۱۸۱۔ کلیات شاعری (مردانہ) صفحات ۱۴۴
 ۱۸۲۔ کلیات شاعری (مردانہ) صفحات ۱۴۴
 ۱۸۳۔ کلیات شاعری (مردانہ) صفحات ۱۴۴
 ۱۸۴۔ اردو سہول (عرب لیلی) صفحات ۱۴۴
 ۱۸۵۔ اردو سہول (عرب لیلی) صفحات ۱۴۴
 ۱۸۶۔ اردو سہول (عرب لیلی) صفحات ۱۴۴
 ۱۸۷۔ اردو سہول (عرب لیلی) صفحات ۱۴۴
 ۱۸۸۔ اردو سہول (عرب لیلی) صفحات ۱۴۴
 ۱۸۹۔ اردو سہول (عرب لیلی) صفحات ۱۴۴
 ۱۹۰۔ اردو سہول (عرب لیلی) صفحات ۱۴۴

دوسرا باب

- ۱۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر احمد حسین) ص ۸۰، ص ۹۱
 ۲۔ اردو کی تہذیب شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۳۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۴۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۵۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۶۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۷۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۸۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۹۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۰۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۱۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۲۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۳۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۴۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۵۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۶۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۷۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۸۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۱۹۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰
 ۲۰۔ اردو سہول شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۲۰

- ۱۶۔ اردو میں نقیہ شاعری (ڈاکٹر رفیع الدین الشافعی) ص ۱۰
- ۱۷۔ اردو میں نصرت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۳۰
- ۱۸۔ جبرین خوب اردو (ڈاکٹر جمیل جالبی) ص ۱۲۵
- ۱۹۔ جبرین خوب اردو۔ حوالہ (حمود شیرانی) ص ۲۴۱
- ۲۰۔ کلیات محمد قلی قطب شاہ (مترجم نکی الدین قادیوری) شہد صفات صفحہ ۷
- ۲۱۔ قطب مشق (مترجم مولوی عبدالحق) اشعار صفات صفحہ ۷
- ۲۲۔ شہری سیف اللہ کسب الہام (مترجم میر سعادت علی رضوی) ص ۱۳
- ۲۳۔ جبرین خوب اردو (ڈاکٹر جمیل جالبی) ص ۳۷۳
- ۲۴۔ شہری سیف اللہ کسب الہام (مترجم میر سعادت علی رضوی) اشعار صفات صفحہ ۷
- ۲۵۔ پھولیں (مکن شاعری) ص ۱، ص ۳، ص ۵، ص ۶، ص ۷
- ۲۶۔ قصیدے نگار (مترجم عبدالقادر سروری) اشعار صفات صفحہ ۷
- ۲۷۔ جبرین خوب اردو حوالہ چند بہن و بہار (مکن) ص ۲۳۵ ص ۲۳۶
- ۲۸۔ دکن میں اردو حوالہ چند بہن و بہار (نصیر الدین ہاشمی) ص ۱۵۵
- ۲۹۔ دکن میں اردو حوالہ نصرتی (نصیر الدین ہاشمی) ص ۱۰۵
- ۳۰۔ شہری گلشن عشق و بیاض (مولوی عبدالحق) ص ۱۲
- ۳۱۔ جبرین خوب اردو (ڈاکٹر جمیل جالبی) ص ۳۲۵
- ۳۲۔ شہری گلشن عشق (نصرتی) اشعار ص ۱ ص ۷
- ۳۳۔ اردو میں نقیہ شاعری (ڈاکٹر رفیع الدین الشافعی) ص ۱۵۱
- ۳۴۔ دکن میں اردو حوالہ جاتی (نصیر الدین ہاشمی) ص ۱۰۰
- ۳۵۔ اردو میں نقیہ شاعری (ڈاکٹر رفیع الدین الشافعی) ص ۱۵۲
- ۳۶۔ جبرین خوب اردو (ڈاکٹر جمیل جالبی) ص ۵۱۱
- ۳۷۔ دکن میں اردو (نصیر الدین ہاشمی) ص ۱۱۲
- ۳۸۔ اردو میں نصرت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۲۴۶
- ۳۹۔ اردو میں نقیہ شاعری حوالہ بازداشت و آواز (ڈاکٹر رفیع الدین الشافعی) ص ۱۰۲ ص ۱۰۳ ص ۱۰۴
- ۴۰۔ جبرین خوب اردو (ڈاکٹر جمیل جالبی) ص ۵۲۵ ص ۵۳۰
- ۴۱۔ کلیات دل (مقدمہ نور الحسن ہاشمی) ص ۳۱ ص ۳۰
- ۴۲۔ کلیات دل (مترجم احسن مہرولی) اشعار صفات صفحہ ۷
- ۴۳۔ اردو میں نصرت گوئی۔ نشست و نئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۲۳۳
- ۴۴۔ جبرین خوب اردو (ڈاکٹر جمیل جالبی) ص ۵۲۳

- ۷۸۔ گلزار منقزلت (ساجدی) صفحات متفرق
 ۷۹۔ دوح ابن شیدری (کریمت علی شیدری) صفحات متفرق
 ۸۰۔ قدس علی حرمم السیدین دوقتی میر خمی (ص ۱۶)
 ۸۱۔ آتلب دلی (دلی دلی) اشعار صفحات متفرق
 ۸۲۔ مانتابہ دلی (دلی دلی) اشعار صفحات متفرق
 ۸۳۔ میر فتح علی بک لود (دلی دلی) ص ۸۳
 ۸۴۔ تکریمت گوین (سید علی شیدری) ص ۸۴
 ۸۵۔ لود دلی نقیہ شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۸۵
 ۸۶۔ لود دلی نعت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۳۵۶
 ۸۷۔ دوح ابن امیر بیتا (امیر بیتا) اشعار صفحات متفرق
 ۸۸۔ نظم خانہ عشق (امیر بیتا) اشعار صفحات متفرق
 ۸۹۔ علامہ خاتم النبیین (امیر بیتا) اشعار صفحات متفرق
 ۹۰۔ گلزار نعت (امیر بیتا) اشعار صفحات متفرق
 ۹۱۔ غزلیہ صمد (غالب سلطان) ص ۳۶۵
 ۹۲۔ لود دلی نقیہ شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۱۲۹
 ۹۳۔ دوح ابن امیر بیتا (امیر بیتا) صفحات متفرق
 ۹۴۔ کلیات نعت (حسن کاکوروی) مقدمہ نور الحسن ص ۲
 ۹۵۔ چراغ تجلی (حسن کاکوروی) مقدمہ ڈاکٹر محمد نجیر کشنی ص ۵ ص ۶ ص ۷
 ۹۶۔ لود دلی نقیہ شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۷۳
 ۹۷۔ چراغ تجلی (حسن کاکوروی) ص ۱۰
 ۹۸۔ لود دلی نقیہ شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۷۳
 ۹۹۔ کلیات مال (الطاف حسین حالی) اشعار صفحات متفرق
 ۱۰۰۔ کلیات اکبر (اکبر الہ آبادی) اشعار صفحات متفرق
 ۱۰۱۔ کلیات شعلی (شعلی نعمانی) مرتبہ سیدان ندوی۔ ص ۶۸ ص ۷۲ ص ۷۳ ص ۷۴ ص ۷۵
 ۱۰۲۔ کلیات کلیات (اسماعیل میر خمی) اشعار صفحات متفرق
 ۱۰۳۔ لود دلی نقیہ شاعری (ڈاکٹر فرید فتح پوری) ص ۱۰۳
 ۱۰۴۔ لود دلی نقیہ شاعری (ڈاکٹر طبع علی بن شعلی) ص ۴۴۳
 ۱۰۵۔ لود دلی نعت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۴۷
 ۱۰۶۔ کلیات اقبال (علامہ محمد اقبال) اشعار صفحات متفرق

۱۰۷۔ اردو کی نعتیہ شاعری (ڈاکٹر فریدن فتح پوری) ص ۸۳، ص ۸۴

۱۰۸۔ اردو میں نعتیہ شاعری (ڈاکٹر رفیع الدین الشافعی) ص ۳۵۵ - ۳۵۷

۱۰۹۔ اردو میں نعت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۲۳۹، ص ۲۴۱

۱۱۰۔ ہمدستان، ہمدستان، خیالستان (مولانا ظفر علی خاں) اشعار و صفات مشرق

۱۱۱۔ اردو میں نعت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۲۲۰

۱۱۲۔ اردو میں نعتیہ شاعری (ڈاکٹر رفیع الدین الشافعی) ص ۳۸۰

۱۱۳۔ جہان و ضلالت (مولانا محمد رشید یلوی) مرقبہ سرحد ہمد و عشق ص ۲۲

۱۱۴۔ حدائق عشق (مولانا محمد رشید یلوی) اشعار و صفات مشرق

۱۱۵۔ اردو میں نعت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۲۴۳

۱۱۶۔ اردو کی نعت (حسن و صفا یلوی) اشعار و صفات مشرق

۱۱۷۔ حقیقت دلی (عالی مراد آبادی) اشعار و صفات مشرق

۱۱۸۔ عجبت احمد (صبر گوشتی) اشعار و صفات مشرق

۱۱۹۔ طریقت شریعت (صبر گوشتی) اشعار و صفات مشرق

۱۲۰۔ کلیت حسرت (صبر گوشتی) اشعار و صفات مشرق

۱۲۱۔ مرخان نعت (شیخہ یلوی) ص ۱۹۰

۱۲۲۔ اردو کی نعتیہ شاعری (ڈاکٹر فریدن فتح پوری) ص ۹۲

۱۲۳۔ نعت گوئی (صبر گوشتی) ص ۵

۱۲۴۔ نعتیہ اردو (صبر گوشتی) ص ۲

۱۲۵۔ اردو میں نعت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۲۷۸

۱۲۶۔ دیباچات احمد (امجد حیدر آبادی) اشعار و صفات مشرق

۱۲۷۔ دیباچات احمد (امجد حیدر آبادی) ص ۱

۱۲۸۔ اردو کی نعتیہ شاعری (ڈاکٹر فریدن فتح پوری) ص ۸۵

۱۲۹۔ دیباچات احمد (امجد حیدر آبادی) ص ۱

۱۳۰۔ دیباچات احمد (امجد حیدر آبادی) ص ۱۰

۱۳۱۔ اردو میں نعت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید) ص ۲۷۸

۱۳۲۔ نعت گوئی (صبر گوشتی) ص ۱۸۱

۱۳۳۔ دیباچات احمد (امجد حیدر آبادی) ص ۱۰

۱۳۴۔ نعت گوئی (صبر گوشتی) ص ۱۸۲

۱۳۵۔ نعت گوئی (صبر گوشتی) ص ۸

- ۱۳۷۔ ذکر جمیل (نایب القدری) ص ۱۲
 ۱۳۸۔ کلیات نایب (نایب القدری) ص ۳۱، ص ۳۲
 ۱۳۹۔ ذکر جمیل (نایب القدری) ص ۲۴
 ۱۴۰۔ کلیات (نایب القدری) ص ۵، ص ۶، ص ۷
 ۱۴۱۔ ساز مجاز (سیاب کبر آبادی) دیباچہ (اکثر فریق شاعری) ص ۱۴۱
 ۱۴۲۔ شاہینہ اسرار (حیدر خالد خری) ص ۱۰۹، ص ۱۱۳
 ۱۴۳۔ بلبل (مظہر الدین) صفحات متفرق
 ۱۴۴۔ فرداغ خاند (سیراقلی کاظمی) ص ۱۳، ص ۳۹
 ۱۴۵۔ لغز عشق (سید محمد عبد العزیز شرقی) ص ۴۵
 ۱۴۶۔ قصہ حرم (اسد علی) ص ۳۷
 ۱۴۷۔ محرم ظلیل (ظلیل صدیقی) صفحات متفرق
 ۱۴۸۔ دلربا (احمد دانش) صفحات متفرق
 ۱۴۹۔ قریب کعبہ (غابر سلطان) ص ۲۵۴
 ۱۵۰۔ ہارون (عبد العزیز خالد) ص ۱۰، ص ۱۱، ص ۳۵
 ۱۵۱۔ تحریک (عبد العزیز خالد) ص ۹
 ۱۵۲۔ خطبہ (عبد العزیز خالد) ص ۱۹
 ۱۵۳۔ خطبہ (عبد العزیز خالد) ص ۱۵۹
 ۱۵۴۔ حمد و ستائش (مرحب ضیاء محمد ضیاء) ص ۱۶۱، ص ۱۶۲
 ۱۵۵۔ لہر دو میں حمد و نعت گوئی (اکثر فریق مجید) ص ۵۱۳
 ۱۵۶۔ نعت تک شہداء (سید رحمتی) ص ۲۸۴
 ۱۵۷۔ سلوک التلبیہ (حیدر صاحب) ص ۵۱، ص ۱۱۶
 ۱۵۸۔ شہد حضور (حافظہ لہ حیاتی) انارکے مارکانہ زبیر مہدی ص ۱۵
 ۱۵۹۔ شہد حضور (حافظہ لہ حیاتی) انارکے محمد افضل نقیر ص ۲۴
 ۱۶۰۔ شہد حضور (حافظہ لہ حیاتی) ص ۳۶
 ۱۶۱۔ سل علی القی (حافظہ لہ حیاتی) حافظہ مظہر الدین۔ لطیف
 ۱۶۲۔ نعتیہ مہمانی (حافظہ لہ حیاتی) دیباچہ حاسی کرنا۔ ص ۱۲
 ۱۶۳۔ مروج کا نعت (حافظہ لہ حیاتی) ص ۷۰
 ۱۶۴۔ فرداغ خاند (راج عرفانی) ص ۳
 ۱۶۵۔ نسیم سخی (راج عرفانی) ص ۱۳

- ۱۶۶۔ صبحِ روزِ راتِ مر قاتی (ص ۵۱)
 ۱۶۷۔ نعتِ ملکِ شہر ۳ (سبحرِ صبحی اور اس عظمہ بخشی۔ ص ۲۲۸)
 ۱۶۸۔ حیرِ اعظم (اعظم بخشی) ص ۲۳
 ۱۶۹۔ ذرا سے روح (اعظم بخشی) ص ۲۳
 ۱۷۰۔ لوحِ بھی تو کلم بھی تو (روان کا شیری) ص ۵۱، ص ۷۲
 ۱۷۱۔ انقلابِ حرمِ امیرِ حسین خان نظیر لدھیانوی کو بیچا کر زانگہ حشر ص ۷
 ۱۷۲۔ گلہاگِ حرم (زائرِ حرم حیدر علی) ص ۲۰
 ۱۷۳۔ بربال (امیر ندیم کا کی) ص ۷۰، ص ۷۱، ص ۷۲
 ۱۷۴۔ ارور میں نعت کوئی (ریاضِ حیدر) ص ۵۱۸
 ۱۷۵۔ ایابِ حرم (مستقرہ رقی) ص ۱۱۰
 ۱۷۶۔ ایابِ حرم (مستقرہ رقی) ص ۱۸
 ۱۷۷۔ نور ان (مستقرہ رقی) ص ۱۱۰
 ۱۷۸۔ حرمِ خیر البشر (رافق مراد خان) ص ۱۱۰
 ۱۷۹۔ حرمِ رسول (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۰۔ حرمِ رسول (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۱۔ حرمِ خاتم الانبیاء (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۲۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۳۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۴۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۵۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۶۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۷۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۸۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۸۹۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۹۰۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۹۱۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۹۲۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۹۳۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۹۴۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰
 ۱۹۵۔ حرمِ رقی (رافق مراد قادی) ص ۱۱۰

- ۱۹۶۔ نور کی غدیوں اور ان کے تعلیم صحتی (ص ۱۹، ۵۳)
 ۱۹۷۔ غر کا نین (مکثر و سرنگری) صفات متفرق
 ۱۹۸۔ عرفی شلا مکثرہ (جلی) صفات متفرق
 ۱۹۹۔ بدوئی نعت (ربیع الہ یزدکی قریشی) ص ۱۹
 ۲۰۰۔ عنوانی تملہ (ربیع الہ یزدکی قریشی) ص ۵۳
 ۲۰۱۔ جیلہ نور (وزن حاصل پوری) ص ۲۳
 ۲۰۲۔ جیلہ نور (وزن حاصل پوری) ص ۳۱
 ۲۰۳۔ نصیبین (وزن حاصل پوری) ص ۲۱
 ۲۰۴۔ جھریہ رنگ (وزن صحتی) ص ۲۱، ۲۲
 ۲۰۵۔ جھریہ لایم (ضیف اسدی) ص ۳۱
 ۲۰۶۔ گپ سیکھ (ضیف اسدی) ص ۵۳
 ۲۰۷۔ لعتہ رنگ (صیح و معانی) قدیمی مذاکرہ و نظیر مثنوی۔ ص ۶۸
 ۲۰۸۔ قدیمی (۲۱، ۲۲، ۲۳) ص ۲۳
 ۲۰۹۔ رحمت یزدانی (ضیف و شید پوری) لکھنے احمد لایم قاسمی۔ ص ۹
 ۲۱۰۔ رحمت یزدانی (ضیف و شید پوری) لکھنے احمد لایم قاسمی۔ ص ۹
 ۲۱۱۔ رحمت یزدانی (ضیف و شید پوری) ص ۲۰، ۲۱
 ۲۱۲۔ افر (سبب آخر) صفات متفرق
 ۲۱۳۔ قاب قوسین (اقبال عظیم) صفات متفرق
 ۲۱۴۔ شہد کرخت فہرہ (لکھنے احمد لایم قاسمی) ص ۲۲
 ۲۱۵۔ شہری ہائیں کے مائے (خاندانی) ص ۱۳، ۱۴
 ۲۱۶۔ شہرہ نعت (سرور بیکل) صفات متفرق
 ۲۱۷۔ حرہ نور (لکھنے احمد لایم قاسمی) ص ۱۳
 ۲۱۸۔ حرہ اسلام (لکھنے احمد لایم قاسمی) ص ۱۰۲
 ۲۱۹۔ لکھنے احمد لایم قاسمی (لکھنے احمد لایم قاسمی) ص ۱۱۹
 ۲۲۰۔ چراغ صفت (لکھنے احمد لایم قاسمی) ص ۱۸، ۲۰
 ۲۲۱۔ قدیم و نظیر (جسٹس محمد الیاس) لکھنے احمد لایم قاسمی
 ۲۲۲۔ شان و ذکر (جسٹس محمد الیاس) ص ۱۳۰
 ۲۲۳۔ قدیم و نظیر (جسٹس محمد الیاس) ص ۳۹
 ۲۲۴۔ بخش محمد و سبیل (اسلم انصاری) ص ۲۳، ۲۶

- ۲۲۵۔ غنائے محمد مجتبیٰ (ایضاً صدیقی) ص ۲۲
 ۲۲۶۔ محمد مجتبیٰ یا سیرتِ نبوی (صنعتی) ص ۱، ص ۳۹
 ۲۲۷۔ دیوانِ حرم (دیوانِ محفزی) ص ۳۹، ص ۵۰
 ۲۲۸۔ نقدِ میں (مبین سر) ص ۳۳، ص ۳۵
 ۲۲۹۔ ولایتِ نیک (انور رحمانی) ص ۳۹، ص ۱۱
 ۲۳۰۔ یادِ انِ نعت (ذکرِ مسکری) ص ۲۲
 ۲۳۱۔ خرویاتِ رحمتِ اللطیفین (لارہ صحرانی) ص ۵۲
 ۲۳۲۔ رنگِ نکاح (صحرانی) ص ۲۸، ص ۵۷
 ۲۳۳۔ جلاوا (نعتِ محرمی) ص ۳۸
 ۲۳۴۔ بی (سافر مشہدی) ص ۹
 ۲۳۵۔ طے شیعے نکاح (میش شہار آبادی) ص ۱۵، ص ۱۹
 ۲۳۶۔ نس (سید کریم زیدی) ص ۵، ص ۱۶
 ۲۳۷۔ جلاوا رحمت (مسحور رحمانی) (اکثر) طبعِ محمد بن اصفیاء۔ طبع
 ۲۳۸۔ جلاوا رحمت (مسحور رحمانی) حقیقتِ کتب کی رائے۔ ص ۲۹
 ۲۳۹۔ جلاوا رحمت (مسحور رحمانی) ص ۳۳
 ۲۴۰۔ نعتِ میری زندگی (ظاہر سلطان) ص ۳۵، ص ۷۷
 ۲۴۱۔ اللہ صلی علی محمد (اکثر) ریاضِ مجید ص ۱۲، ص ۱۸، ص ۲۵
 ۲۴۲۔ رُتبِ جلال (نامی کرمانی) رائے محمد البجیہ سالک۔ ص ۱
 ۲۴۳۔ رنگِ جلال (نامی کرمانی) رائے محمد البجیہ سالک۔ ص ۵
 ۲۴۴۔ نعتِ جگہ تبار و تہجر (حقیقتِ حبیب کی رائے) (ربارہ) نامی کرمانی ص ۳۰۲
 ۲۴۵۔ محمد میں نعتِ گوئی (اکثر) ریاضِ مجید کی رائے (ربارہ) نامی کرمانی ص ۵۱۹
 ۲۴۶۔ محمد کی نعتِ شاعر (اکثر) قربان فتح پوری (طیوہ سلام) ص ۱۸۹
 ۲۴۷۔ محمد و تمام (نعتِ لاسی کرمانی) ص ۵۳، ص ۵۴
 ۲۴۸۔ کمالِ میں جلاوا (عرشِ صدیقی) عدالتِ فقیر کے نام سے ص ۱۰۳، ص ۱۰۴
 ۲۴۹۔ محفلِ مریدِ مجتبیٰ (محمد اسلمی) ص ۹، ص ۲۲
 ۲۵۰۔ محمد و مہاجرت (مرحب فیاض محمد نبی) ص ۵۷
 ۲۵۱۔ محمد و نعتِ نبی (مرحب ذاکر آفتاب نقوی) ص ۲۰۱
 ۲۵۲۔ فیصلہ (چم) (اقبال) (شہ) ص ۱۰، ص ۱۱
 ۲۵۳۔ (الف)۔ از مائتہ (اکثر ظاہر نقوی)

- ۵۳۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰
- ۵۴۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰
- ۵۵۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰
- ۵۶۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰
- ۵۷۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰
- ۵۸۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰
- ۵۹۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰
- ۶۰۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰
- ۶۱۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰
- ۶۲۔ بکری شہزادہ (نور علی شاہ) ص ۱۰

کتابیات

م ۵۲۵ ع ۵۳۵

قرآن

تلاوت

تلاوت : درود تلاوت جامع

درود جامع انسانیت کو پڑھا

۱۰۰۰۰ حرکات

کمل تلاوت قرآن

نکب التلاوت

فرہنگ فارسی عید

تلاوت درود مرکزی درود

فرہنگ آمیز

سورۃ الفطاح

فرہنگ آمیز

چند

فرہنگ جامع

تلاوت شریف

غیاث معانی

سراج

نور التلاوت

الف

امام علیؑ مودودی

عن حنیف مرزا

اسیٰ علیؑ

عن ہشام

امام حسنؑ زیادت

امام ابی بکرؑ

علیؑ حیدر

مرزا میرزا علیؑ

آلہام احمد نقویؑ واکٹر

علیؑ محمد نقوی

لوہب رائے چوری

امام ہاشمؑ واکٹر

امیر خسرو

تسیم القرآن و : چشم

سات درویش کی سر

ایمانتہ ایمان

معراج نامہ

نیکو نامہ گفتاری

میرزا قاسم کمالہ مرزا

ترجمہ عبد الرحمن طاہر سورتی

تاریخ لوہب

الوسیط ترجمہ عبد القیوم

محمد بن عبد اللہ

تلم اشعرا

روح القدس

اسیٰ علیؑ

مکتبہ اسلامیہ

درجہ

امام سکندرؑ و امیر خسروؑ

امام بکرؑ و امیر خسروؑ

نور الدین لوہب

نور الدین لوہب

وہابی علیؑ

طیلس علیؑ

شیخ نظام علیؑ

نور الدین علیؑ

کتبہ اللہ علیؑ

نور الدین علیؑ

طیلس علیؑ

طیلس علیؑ

طیلس علیؑ

طیلس علیؑ

اتہال۔ علامہ محمد اتہال
امجد حسین انکڑ
لوحہ۔ مرزا محمد طغر
ہام عشق سہانی
آغا محمد سادق

قزوینی حسین
نور محمد جند آند
مواہجین ندوی۔ سید
حسن شامی
طہر احمد دون
مواہجین صدیقی انکڑ
اکبر اللہ آبادی
اسامیل نیر غنی
امجد محمد سارو بدین

امجد گوہر دی
اکبر وارثی

امجد محمد تادی
آفتاب گوہر دی
امیر بیگ

افغانی محمد میر
امجد علی
امجد دانش

کلیات
کلیات فارسی و اردو
نہیب شامی
عیاس الاقدار
مدائق ابدقت (نثر و بحر)

جوہر جودش
پیشہ گو
قرب حیات
اردو شمس میرتہ رسول بیگ

کاروانی یوب قہر
پہلوین
بابا حسن مرثی
کھنڈکھستان شامی

قیامت لول دوم
حیات کلیات مرتبہ اسلم سیلی
جہانہ شاعرہ چمریہ امجد چشتی
حدائق عشق

کلیات صغری
میرزا کاکیہ
سہیل رومر آند

ریاض احمد
کلیات مرتبہ مرتضیٰ حسن محمودی
دیوان
صمد حسن
محمد حسن

قدیم رحمت۔ سیب اچا شید محمد
نور علی شاہ
نور محمد
دریں

طبع و لغت ۱۲۸۸ھ
قلام علی ایضہ سزاوردی ۱۲۳۳ھ
اردو آئینہ سندھ کراچی ۱۳۵۵ھ
مطبع معضی و افغانی کلاں ۱۳۵۵ھ
مطبع نور محمد کھنڈک

صمدیہ پریس ملتان
گور ویشترہ لاہور ۱۳۵۵ھ
کتب میلہ پیشترہ لاہور ۱۳۵۵ھ
قیام آبادی سندھ لاہور ۱۳۵۵ھ

نور صاحب کھنڈک ۱۳۵۵ھ
انجمن ترقی اردو کراچی
نہیب رقی اردو کراچی ۱۳۵۵ھ
اردو مرثیہ لاہور ۱۳۵۵ھ

وجاہت ہاشمہ لاہور ۱۳۵۵ھ
کتب مایہ لاہور ۱۳۵۵ھ
مرکز کئی محمدیہ لاہور ۱۳۵۵ھ
مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ
کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ
کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ

کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ
کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ
کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ
کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ

کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ
کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ
کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ
کتبہ شمس لاہور ۱۳۵۵ھ

کتابہ دار قوت علی لاہور، ۱۹۷۷ء	بہار	اسلم چشتی
کتابہ لہور چشتی لاہور،	قدوس روت	
بہار لاہور، ۱۹۹۲ء	بہار	احمد مریم کاکی
احمد نواز علی لاہور، ۱۹۸۳ء	تہ قرین	اقبال عظیم
قوی ادب سوسائٹی فور پٹر، کراچی، ۱۹۹۷ء	پہا پہا مت	اکھار سالی
انقرہ نگر، لاہور، ۱۹۹۳ء	قدوس روت	ایکس، جنس محمد الیاس
میرزا سلا لاہور، ۱۹۹۳ء	شہنشاہ	
امجد علی پشاور، ۱۹۹۶ء	نقش سہار	اسلم صدیقی
روحانی ادب علی لاہور، ۱۹۹۳ء	کتابہ محمد	ایاز صدیقی
نہ فرنگ اربن، ملتان، ۱۹۸۵ء	محمد علی	انصر علی
منظور علی لاہور، ۱۹۸۳ء	لوہا	انور جمال
کتابہ امی قلم، ملتان، ۱۹۸۶ء	نقش علی	اقبال ارشد
بہار علی لاہور، ۱۹۹۶ء	نقش علی	اسلم محمد اسلم
		(ب)
کتابہ دار لاہور، ۱۹۸۹ء	اسلم دور میرا	عزیز احمد مسکتی مولانا
مطبعی اسلام آباد، لاہور، ۱۹۸۳ء	دعوت	مولانا شاہ قلعہ
مجلس ترقی لاہور، ۱۹۹۷ء	روحانی ادب	مولانا محمد القادر
مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۸۴ء	ایشی ہول	
شرین ہل چاہ مقدم	دعوت ہول	
کونین علی لاہور	دعوت ہول	محمد ہول
خود شید عالم علی لاہور	نور الہین معروفہ محمد	
سکس سس، لاہور، ۱۹۸۷ء	نقش علی (مرتبہ اکثر صفہ حسین)	مولانا جود علی میر علی
سالی تہ لاہور	پہا پہا	میرزا گوشتی
		(ت)
نور علی لاہور، ۱۹۸۵ء	نقش علی	پہا پہا
نقش علی لاہور، ۱۹۸۸ء	نقش علی	پہا پہا
کتابہ امی قلم، ملتان، ۱۹۸۷ء	نقش علی	پہا پہا

(ث)

شراب داجی

صرف فریب نه - تیب

نور چشم داجی - تیب

(ج)

جای

دوش قائل مرتبه و نیم رضی

اشکوات تیب - ۱۳۳۵

مشق سینه

تجربہ داجی - ۱۳۳۵

مشق است لورین

چوبدر صورت - ۱۳۳۵

قیات

تیب - ۱۳۳۵

قیات

چوبدر تیب - ۱۳۳۵

بکر مراد آبدی

بکریه

(ح)

حسن جوی

اجان

حسن جوی - ۱۳۳۵

حافظ شیرازی

اجان

آخر صلیب - ۱۳۳۵

تجربہ داجی - ۱۳۳۵

منبول تیب - ۱۳۳۵

اجان

ملکی تیب - ۱۳۳۵

مشق تیب - ۱۳۳۵

مکمل تیب - ۱۳۳۵

قیات

تیب - ۱۳۳۵

اوق صحت

تیب - ۱۳۳۵

قیات

تیب - ۱۳۳۵

لحم حافظ مرید - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

تیب - ۱۳۳۵

مید صمدی - ۱۳۳۵

حلیہ صدیقی	لاہور	صدیقی پبلشرز لاہور، ۱۹۹۶ء
گزلیں صدیقی	قصص رنگ	کتبہ صدیقی، لاہور، ۱۹۹۶ء
ضیف اسعدی	نور اور جہانگیر	ہفت روزہ قصور، لاہور، ۱۹۹۶ء
مصین علی حبیبی	آپ بخت	انجمن نعت رانی، ۱۹۹۶ء
	یادگار سائیں گنہگار شعرا، لاہور	ادارہ کل اور شاہ اسعدی گرامرستان، لاہور، ۱۹۹۶ء

(خ)

نور محمد ربی	قائم آباد	ایڈیٹر، نعت و نثر
غلام شفیق	شہر، بحر نعت	لاہور، لاہور، ۱۹۹۶ء
غلام علی	نور احمد	پروفیسر، لاہور، ۱۹۹۶ء
غلامی صدیقی	گاما سیں	آرٹسٹ، لاہور، ۱۹۹۶ء
غلام محمد اسلم	لاہور	ایڈیٹر، لاہور، ۱۹۹۶ء
	نور	ماہنامہ، لاہور، ۱۹۹۶ء
	مدرسہ	مقبول، لاہور، ۱۹۹۶ء
	لاہور	مقبول، لاہور، ۱۹۹۶ء
غلامی	مدرسہ ہائیلین کے سامنے	قمریہ، لاہور، ۱۹۹۶ء

(د)

دولت شاہ سرحدی	محمد کریم شہر	خدا، لاہور، ۱۹۹۶ء
دانش، صفی حیدر	قصص لاہور و شاعری	مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۹۶ء
دور، خواجہ میر	دیوان	نیا لاہور لاہور
دار، دیوبند	آفتاب دار	مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۹۶ء
	ماہنامہ دار	

(س)

ذکی فرید علی مدین	مدینا نعت	کتبہ القرآن لاہور، ۱۹۹۶ء
	مدینا نعت	مقبول، لاہور، ۱۹۹۶ء

(و)

ربیع الدین اشفاق ڈاکٹر	دوسرے حقیقہ شاعری	لاہور، لاہور، ۱۹۹۶ء
رشید محمود راہا	حکایت کا نعت	جنگ پبلشرز لاہور، ۱۹۹۶ء

پروفیسر خلیل صدیقی
دیوبند و لاہور میں
رہنے والے پروفیسر سنسکرت و لٹریچر

فردوسِ غیبِ ابدی گو بر آواز،
کتبہ در لوبہ گو بر آواز، ۱۹۸۱ء
کتبہ در لوبہ گو بر آواز، ۱۹۸۱ء
جہنمِ ابدی گو بر آواز، ۱۹۸۸ء
خستہ لکھنؤی لکھنؤ، ۱۹۹۳ء
مقبول لکھنؤی پاکستان، ۱۹۹۰ء
ایجوکیشنل پریس کراچی، ۱۹۸۰ء
ایجوکیشنل پریس کراچی، ۱۹۸۳ء
ایجوکیشنل پریس کراچی، ۱۹۸۵ء
ایجوکیشنل پریس کراچی، ۱۹۸۵ء
سلیم سنگھ لاہور، ۱۹۸۹ء

کلیاتِ مشکوی معنوی
فارغِ غیبِ ابدی
فردوسِ غیبِ ابدی
نیم حقی
صفتِ خدا
دنِ ہی تو فکر میں تو
الحکم مس علی محمد
اردو میں خستہ گوئی
خیر البشر
میں، رسول
مختارِ خاتمِ انبیاء
میں، مدنی
صفتِ شوق

رونگہ جلال الدین
میں، معین
درخِ عرفانی

دعا خیری
ریاضِ مجیدہ اکبر

راغب مراد آبادی

رشید محمودی راجا

(ذ)

ریاضِ راکوز

(س)

سینا پال، دعا
سنائی فریدی حکیم
سعدی

سوسائٹی خف جنت پل، ۱۹۸۱ء
انتخابِ استادِ محمد طہار، ۱۹۸۱ء
انتخاباتِ کتابِ فردوسی موسیٰ
انتخاباتِ سرور، ۱۹۸۱ء
انتخاباتِ سرور، ۱۹۸۱ء
کتبہ شعر و غیبِ ابدی
سببِ ابدی پاکستان کراچی، ۱۹۸۲ء
کتبہ علی احمد، ۱۹۸۱ء

کلامِ مقدس، "حیرت"
مدِ بقا
کلیاتِ اہتمام محمد علی فردوسی
کریا
گفتگو
کلیاتِ اول، دوم
ماذہبہ
مدنی

سورہ مریم، ربیع
سورہ اکبر آبادی
سافر مشدی

(ش)

شعلی لسانی

شیخ مراد علی بنہ سوان، ۱۹۸۱ء
دارالاشاعت اردو دار کراچی، ۱۹۸۱ء
اردو آئینہ شمع کراچی

شعرِ الحکم تمام جلدیں
سیرِ عالمی اول، عالم
کلیاتِ حرب سید میلان ندوی

تفلیه یون	نور حقان نعمت	میرزا محمد علی میرزا، گازی، راجی، احمدی، ۱۳۰۰
شرق کسری	مشکات	تفتیش میرزا نور محمدی، ۱۳۰۰
شمسیه در امتحان	دیوان	نظم و نثر، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱
شرقیه محمد عبد عز	لیس عربی	مکتب نظامی، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱

(ص)

صاحب تحریر	دیوان	طبع، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱
صنعت مدلی	صنعت مدلی	تجربیات، ۱۳۰۰
صنعتی	صنعتی	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
صفا	صفا	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
صنعتی	صنعتی	مکتب نظامی، ۱۳۰۰

(ض)

ضیاء القلوب	ضیاء القلوب	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
ضیاء القلوب	ضیاء القلوب	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
ضیاء القلوب	ضیاء القلوب	مکتب نظامی، ۱۳۰۰

(ط)

طالع جبرری	طالع جبرری	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
طالع جبرری	طالع جبرری	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
طالع جبرری	طالع جبرری	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
طالع جبرری	طالع جبرری	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
طالع جبرری	طالع جبرری	مکتب نظامی، ۱۳۰۰

(ظ)

ظفر علی خان	ظفر علی خان	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
ظفر علی خان	ظفر علی خان	مکتب نظامی، ۱۳۰۰
ظفر علی خان	ظفر علی خان	مکتب نظامی، ۱۳۰۰

(اردو شاعری کا فنی ارتقاء)

محمول یکسہ مثنوی مرزا	ادب نامہ ماہرین	یوندر مثنوی یک انجمنی لاہور
محمد سلیمان منصور پوری۔ قاضی	شرح ۱۲۰۰۰ مثنوی	کتبہ تہذیبیہ لاہور
محمد عبداللہ نقوی	دہان اسناد المثنوی	کتبہ دارالتراث الکویتیہ ۱۹۹۰ء
محمد نعیمی شہید فیض	آکرہ نعت گو بیان اردو	کتبہ جس چوک لارہ و بلا لارہ لاہور
محمد خمیسوی	مکمل ہزار	اہتمام صلاہ کربلی۔ کتب خانہ قصوری
محمد حسن	غیر وابستہ مکتبہ کے حضور میں	ادوارہ فروغ اردو لاہور، ۱۹۷۷ء
محمد قلی عجب شاہ	کیات	مرتبہ می الدین قادری زور
محمد دھیری	من گھن	مطبع عزیز دکن
محمد شیرانی	مخاطب میں اردو	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۸ء
میر تقی میر	کیات	مکتبہ میل پبلشرز لاہور، ۱۹۸۸ء
مومن دہلوی	کیات	پیش ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۴ء
صاحب کی۔ لہ لوانہ قنوی	گزار معرفت	پیش خانہ یلوار محمد وجہ الدین کراچی، ۱۹۷۷ء
حسن کاکوودی	کیات نعت مرتبہ مولوی نور الحسن	مطبع انظرہ پریس نکستہ، ۱۹۳۳ء
	چراغ جگ۔ انتخاب اکبر الیہ الفیر مثنوی	یوم محمد و نعت کراچی، ۱۹۹۲ء
امیر تقواری	ذکر جمیل	نقش اکادمی حیدر آباد۔ انکسائی پریس حیدر آباد
	کیات ماہر	ادوارہ تعمیر ادب کراچی، ۱۹۸۲ء
محمد پرویز فیض	ثقافت اسلام	۱۹۶۳ء
مشرقیہ بن	جلوہ گاہ	حرم ادب دلا پلٹری، ۱۹۷۷ء
منظور دہلوی	باب حرم	ادوارہ پبلشرز لاہور، ۱۹۸۳ء
	نور ازل	ادوارہ پبلشرز لاہور، ۱۹۸۴ء
	الحدیث مکتبہ	ادوارہ پبلشرز لاہور، ۱۹۸۳ء
مہذب مزاج الحسن	سکھول	ادوارہ انظرہ یاسرہ پور، ۱۹۶۹ء
محمد افضل فقیر	بابا جیل	دار آکٹ پریس لاہور، ۱۹۷۳ء
محمد خالد جہلی	عارف عبدالحقین کی نعت گوئی	وطن پبلشرز دیگر جزائر، ۱۹۸۸ء
محمد رسول گری	نور کوئین	سہادتی پبلیکیشنز کوئٹہ، ۱۹۸۸ء
محمد ربیعانی	حرف نا	مقبول پاکیزہ لاہور۔
سرور کینی	سینہ نعت	ذکی سنز پراڈاکٹر پٹی، ۱۹۹۱ء
محمد امین ڈاکٹر	محمد دستاویزات	طبعی کتاب خانہ لاہور، ۱۹۸۶ء

(ن)

کتابی مجموعی

کلیات

اشعارات، ریں

لیلیٰ مجنون

جہاں میر تک، ۱۳۳۶ء

فسر و شیریں نکالی

سہائی نامہ ترمین

ایمان غزلیات

سہدک علی ایضاً سنہ ۱۹۶۵ء

دکن میں لہرو

بکس ترقی لوہ لاہور، ۱۹۱۳ء

بہر زمانہ میر نہیں

لہرو، نگر نو کراچی، ۱۹۹۶ء

ولی کا دستان شاعری

عشرت، پبلشنگ ہاؤس لاہور، ۱۹۶۵ء

کلیات نظمیں سراج عبدالہادی آسی

کتبہ شعر و لوہ لاہور

وہج من

مطبع قلمی نو شعور کا پتہ، ۱۸۷۶ء

آئینہ چرا

بکس لہرو لاہور، ۱۹۸۸ء

نور کی ندیاں دامن

میز پر نثر نامہ، ۱۹۸۸ء

پہ صد ارق

کاروان لوہ ملتان، ۱۹۸۹ء

نغمہ

نصیر الدین دہلی

نور احمد میر علی

نور الحسن دہلی

نظمیں اکبر آبادی

پادشاہی

نظمیں لہرو صوفی، سلسلہ مسین

فہم صدیقی

نوشاد زمیں

(و)

وہج من، پبلشرز

ولی دکنی

وہج فریڈا لاکر

قلب شتری، مرتبہ مولوی عبدالحق

کلیات سراج الحسن مد بروی

انوار

حسن ترقی لہرو، کراچی، ۱۹۶۳ء

ترانس، فیمل لہرو، ۱۹۸۳ء

(ہ)

ہلال جعفری

ہلال حرم

سید انیسٹرک پرنس ملتان، ۱۹۸۴ء

(ی)

یونس شاہ سید

یہ دلی پائندہ صری

تذکرہ نصرت گوہن لہرو

توصیف خیر البشر سید

تک دھم لہرو پبلشر لاہور، ۱۹۸۲ء

سید پبلشرز لاہور

ضمیمہ

۵۳۶ء ۲۶ ص

۱۱۱۱ء کے لڑاؤں میں قبیلہ بخارا میں کرپا گیا اور اسی سال اسیر میں آنحضرت کی ڈگری مل گئی۔ ہر وقت کا سرخون اصل میں ۱۱
موجودات ہیں۔ ہر وقت کا ہر منظر اور وقت ہر وقت کے معنوں کے حواس سے چلے لیا ہیست پیدا کرتا ہے۔ ہر حرفی و ہر رد کے اہم
شعرا کا ذکر خود طوالت کا متقاضی تھا جس سے مصنفین کو کثرت شعرا کے سب سے اہم نام شامل ہونا پڑتا تھا۔ اس طرح
میں سب شہرانی خلیہ تصانیف سامنے آئیں یہ شعرا کی کوشش متفرق و سبکی جراثیم میں باہر سے انتخاب شروع ہوتی رہیں چنانچہ ایسے
اہم نام کچھ شعرا کا ذکر ہوا جس کی شکل میں شامل کیا جا رہا ہے اور ہر شاعر کے ذکر کے اختتام پر حور کا نام درج کیا جا رہا ہے۔

فہرست اسماء

شاعر کھنوی۔ سید کبر آبادی۔ انعام کوہ پوری۔ قابل گدا غمی۔ محمد عبداللہ نیاز۔ شمس الدہوی۔ تاج قچوری۔ سید احمدی۔ شورش کاغیری۔
خلیق قریشی۔ خادم کینھی۔ اقبال منی پوری۔ جانی۔ یونہ۔ حبیب اللہ عادی۔ مسرت حسین مسرت۔ سکندر کھنوی۔ اکبر ہوا الخیر سطل۔
ڈاکٹر فرین قچوری۔ ڈاکٹر محمد اسلم فرمی۔ ذہن خاں۔ سحر انصاری۔ مرشد صدیقی۔ لوبہ۔ اسے پوری۔ شہرہ بانو۔ بیت علی شاعر۔ امیر الحسن ہاشمی۔
ممدو دہوی۔ نصیر اللہ جی گزلا۔ شریف۔ شہ انصاری۔ تہدی۔ محمد علی عسکری۔ امیر فاضل۔ عزیز احسن۔ طیم باصری۔ ڈاکٹر خورشید رضوی۔ خالد محمود۔
رشید وارثی۔ امیر رحمت چغتائی۔ قرہ ارشد۔ خاں غزنوی۔ حسن احمد۔ مہدک۔ سو کیری۔ غیر تقویٰ۔ سرفراز بد۔ دیار حسین جی پوری۔
ذوق متفرک مری۔ سیف ذلتی۔ امیر حسین باغی۔ شوکت باغی۔ سلیم گیلانی۔ منظور ثانی۔ عزیز الدین خاں اللہ پوری۔ اختر الدہی۔ ستار وارثی۔
سعید وارثی۔ شہت ال آبادی۔ غیر میر غمی۔ غلام انصاری۔ ذہن کھنوی۔ عظیم صدیقی۔ سکیل غازی پوری۔ مجید تہ۔ وان آبی۔ جیت ل آبادی۔
سرور علی۔ امیر باغی۔ طاہرانی۔ خالد احمد۔ اختر ہاشمی پوری۔ گوہر سلیمانی۔ ان محمد واد۔ بدیع قریشی۔ عبد اللہ۔ امیر گیلانی۔
شاہد علیہ الدین خاں۔ نسیم کر۔ ہادیہ اقبال ستار۔ علاؤ الدین۔ محمد فیروز شاہ۔ آفتاب کری۔ حسین فراتی۔ حسن رضوی۔ شوکت بد۔ محمد اکرم رضا۔
خالد شکیل۔ منورہ امینی۔ نور صدیقی۔ غالب مرخان۔ دانش کادوری۔ ہادیہ محمد اقبال۔ موی لکھی۔ منصور کمالی۔ معراج جانی۔ احمد خیال۔
عادل کرمانی۔ مسعود ہاشمی۔ بسطین شجیبا پوری۔ ناصر کرمانی۔ منیر قصوری۔ ریاض محمد قادری۔ قمر ہادی۔ محمد عظمیٰ۔ شرف حسین انجم۔
اسرار قادری۔ آثم فرادی۔ سید مرزا اقبال مجی۔

شہرہ وارثی۔ اقبال احمدی۔ اسرار کرچوری۔ قادر صدیقی جیبی۔ انسل نقشبندی۔ فیہ دھاری۔ سحر شیدی۔ عیم مبالوہی۔
محمد کل احمد۔ محمد سراجی۔ قمری انجاری۔ خالد مہر اسد۔ عدال بہاوی۔ شرف الدین سامی۔ خرمسوی۔ رحمت شاہ احمد آبادی۔
محمد ساجد قیر کھنوی۔

ذہن لال لوبہ۔ محمد خان۔ وسیم و نسیم۔ رحمت تہم فاضل۔ قیام پوری۔ غلام عارف

شاعر لکھنوی ۔ دراکہ شعور میں ذہلی ہوئی جو ہر جذبہ سرور میں اعلیٰ ہوئی نعت شاعر لکھنوی کی اس روح کی شاعری کا طغرائے
منیر ہے۔ ہمارا انداز، فنی ہتھیار، فکر و خیال، بات کی گھٹ کے ساتھ اس کی ان تقریریں ہر وقت کا نور ہے۔ یہ کلمہ نظر ہے۔

حصہ

خیال تو ہے ، بیش تو ہے در مٹا تو ہے ۔ ۔ ۔ تصور جسم ہے تو ، روح تو ہے ، جان تو ہے
زمین پہ تو ہے ، سر ملت آمل تو ہے ۔ ۔ ۔ ہے میری جھک غلطی « جان تو ہے
انتخاب ہر مرتبہ نمٹ مہاں میں ۲۸۰ ، مطبوعہ ۱۹۹۵ء

نعت

نہی کے در پر ہنسی کے نور کو مٹا کر تری ہیں میری آنکھیں ۔ ۔ ۔ محال رحمت کو دیکھتی ہیں ، کمال کرتی ہیں میری آنکھیں
ملا رکھی ہیں خاموشی میں دور درختی ہیں تسوہی میں ۔ ۔ ۔ سینے سے کوشش عرض ملی کرتی ہیں میری آنکھیں
مٹی کے دیوار کا تو صدیوں میں چائے مٹا سے پتہ نہ ۔ ۔ ۔ اس ایک لمحے میں جو ہر لمحے کے سال کرتی ہیں میری آنکھیں
نعت رنگ شہد (۱) سطر ۲۵۰ ۔ مطبوعہ اربل ۱۹۹۵ء

صبا اکبر آبادی ۔ مہا پید ہمارا انوکھا شاعر ہیں انہیں نیلا دیوانی کی حالتوں اور رستا کن کا چوراہا مان سے « اپنے ہی اپنے نگار کو ان طائفہ
و موزے سماتے ہیں اور کلام میں بے پناہ انس پیدا کرتے ہیں۔ ان کی ہر مصرعہ محسوس کے یہاں جان کے کلمات کی آئینہ دہری کرتے ہیں۔ انہوں
نے بہت سی انتہا شعری میں کلام کیا۔ ہر چہ نگاری ان کا خاص میدان ہے۔ ان کی ہر وقت ان کے خیال کی چیز ہے جس میں وہ صفات پوری قیاسی کا
نکھڑا اس طرح کرتے ہیں کہ نگاری کی تو یہ آسانی میں صحت ہوتی ہے۔ خصوصاً سست سادگی میں ان کا جذبہ شعور کی گرائی کی فطرت کو ہمارے
نکھڑا دہان کا حصہ بناتا ہے۔

حصہ

اے ساقی اظاف طم اشد ہو اند ہو ۔ ۔ ۔ اور اور جام و سما اشد ہو اشد ہو
یہ پھول ، یہ شاخ و ٹہر ، یہ دن ہرے پیسے نہ ۔ ۔ ۔ تیری میں یہ جوتی کو اشد ہو اند ہو
مانسوں میں تیرا نام ہے ، وقت تجھ سے کام ہے ۔ ۔ ۔ رہے تیری کھنگو اشد ہو اشد ہو
نعت ہر سطر نمبر ۲۴۰ ، مرتبہ طاہر سلطانی مطبوعہ ۱۹۹۳ء

نعت

مردم ذات کی تیغ سر پا تم ۔ ۔ ۔ جس کی ہر ۔ ہے قہر وہ دلا تم
کوئی جانی ہے کہ نہ نہ کا ہے شریک ۔ ۔ ۔ جیسے جگہ ہے خدا دے ہی بکا تم
کہ نہ قوم و جیس نے تہدی کی ہے ۔ ۔ ۔ تجھے معصوم رسولوں کی قہر تم
تم نے نصرت کو انسان کی حکمت ملی ۔ ۔ ۔ مٹی کے لئے انعام خدا کا تم
نعت رنگ شہد ۲۴۰ سطر نمبر ۲۵۸ ، مطبوعہ جبر ۱۹۹۵ء

— ہیں کہ اسے رسول خدا کے — ہیں مگر اسے خاتم الانبیاء کے

کتاب: یہ ہیں کہ اسے رسول خدا کے، اور فقہ کبیر، لاہور، طبع اذل جون ۱۹۶۶ء

شباب دہلوی۔ ایک معروف ادیب، شاعر اور صحافی گزرتے ہیں۔ مختلف موضوعات نظم و نثر پر لکھتے۔ مہر و نعت بھی لکھی۔ شباب یکہ پخت کر۔
 ہندو کلام نور میں شاعری شائع ہے۔ اس کے ادبی مہر و نعت نے ان سے مہر و نعت اور عشق و رسالت، آب۔ اعلیٰ نعین تحقیق کر انہیں۔ ان دعویٰ کی
 مہر کی ہر روایت سے وابستگی اور جذبہ انہیں کی طاقت نعتی مہر و نعت کے خاص میں ہیں۔
 "مہر نور" ان کی تصنیف ہے جس میں دہم میں مائیں نعین اور چند مائیں قیام و مرالی شامل ہیں۔

شباب دہلوی جاسٹس نعت یوں بیان کرتے ہیں "اس نغمہ کی شاعری میں نعت سب سے زیادہ مشکل صنف ہے جس پاک سستی کاغذ اطوار
 دلچ ہو اس کی قریب کا حق انسان کیا کر سکتا ہے۔ اس دہم میں لازم احتیاط و ادب و احترام بھی رعایت ضروری ہے۔ بہر حال اس دہم میں گزرو
 دہم میں اس امید پر قدم رکھا ہے کہ اگر شاعر مہر کی تجویز قبولیت کی سند میں نعتی ہے تو یہی وجہ ہے کہ میرے لئے پورے اشعار بھی جن میں
 عقیدت و محبت کے ساتھ لکھے۔ مقبول بارگاہ فخر امام ہو جائیں۔
 ص ۱۵ و ۱۶ سوچ لو

تو کر ستر بھی غنہ بھی رحمت بھی ہے — تجھے اعلیٰ و علالت کی کوئی مدد بھی نہیں
 تو جو ہے تو سب سے کو کد امل جانے — تو ہے تو ہے تو ہے دل منظر نسیم
 دوں سکتا ہے سو، دواں میں قدرت سے تری — تیری رحمت کے ظہار ہیں ہم ناک نعین
 یہ نہ دیکھ امل ظاہر کی ہیں ظاہر کیا کیا — ایچ کس در پہ لکھ کاروں نے تم کی ہے نہیں

ص ۲۲

نعت

حضور سب پر کرم و ایک جیسے ہیں — عطائے غامی کے سعید ایک جیسے ہیں
 مے ہوں یا ہوں بکھ، ہیں اسی کے عقد جوش — ط میں جن کی گل و خند ایک جیسے ہیں
 دیار پاک میں پیسے ہیں نہ جاں سے کر — یہ حضور نے فرج و ایک جیسے ہیں
 نبی کی مہم کرم سب کے دے ہے شہت — عطا و عطا ایک جیسے ہیں

دن نور (سال سلامت اور ج نہیں) کا شریک امام، مہر پور۔ ص ۳۲

نیا فتح پوری : نیا فتح پوری کی شخصیت ہے محمد حسن دلو صاف و محمود حق۔ ان کے علم سے کئی امانت سترہ علم کی لیدی ہوئی۔ عقیدت، تقید
 اور تحقیق کے گتوں میں انہوں نے بے شمار سہارا پھول کھائے۔ جن کی، ان کی زبان کی اور کتہ در کتہ سے کئی سطروں کے وہاں سطر و سطر ہیں
 گے۔ نیا شاعرانہ طرز میں لے کر پیدا ہوئے جسے ان کی ستر میں جو ایک شاعرانہ شہادت ہے وہی حزن کا مظہر ہے۔ انہوں نے زیادہ تر نظم کوئی
 کو اپنے ستر کے ستر میں لکھ کر، پر کلاں، اعلیٰ مہر کی کیا کہ ان کی ذاتی استعداد و صلاحیت کا مظہر اعلیٰ مہر و نعتی میں ملکتا ہے۔
 ان کا دل مجھ، اسل سے ارشاد قار و حضور سترہ سلام کی شہادت علمی کے معترف و معتقد و محنت مراحتے۔ ان کے نزدیک

اسلام و ایمان و محرمات و محرمات مآب ہی تھی۔ ان کی عظمت پندہ کی سبب اور تقدیر امتیازی جالب ان کے مہمان طبع کے باطن ان کے
دلی مسلک پر لوگوں کی مختلف ترسانے آتی ہیں لیکن جہاں تک مرکوز مسائل کا تعلق ہے وہ اس سے دلی اور روحانی طور پر مکمل متاثر سے دھو
ر ہے۔

پروفیسر محمد اقبال جلد ۱۰ نے سنہ ۱۹۱۰ء میں شیعہ کیمبرٹ میں جلد ۱۰ کے ایک سو قروماتے مصروفی کے حوالے سے پڑھ کر
کی فن تحریروں کا کھوج لگایا ہے جو ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۱ء تک اس زمانے میں طبع ہوئی اور جن کے لحاظ سے سب رسوں طرح ہوتی ہے اور
صاحب اسلام جلد ۱۰ ہوتی ہے۔ نعت میں تیار سے قاری ختمہ کا ذکر ہے اور لوہر ۱۹۱۱ء کے صوفی اور سولہ لبر میں فن کی دو نعتیں طبع
شائع ہوئی ہیں۔ جملہ نعت میں کمال اور صفت لکھی گئی، ان میں مال کا ذکر ہے بلکہ ظہور نبوی کا جس کے سبب برہم کی محو ہو گئی اور اس آئینہ عالم
کے عروج سے ہر طرف غور و خجوت جیسی گیس۔ اس نظم کے آخر میں چارہ حضور کے وجود القدس کو طہاں زندگی کا سہارا قرار دیتے ہیں۔
پڑ کے اندر انہیں اور اسلوب محمدی میں دی سبب سے اور تدریجی مدت کے ساتھ صوفیوں میں بھی لگ رہے ہیں۔ اس نظم کے نمبر ۱۹۱۱ء
کے جاتے ہیں۔

عنوان : (ہمیں کیا فکر جب ایسے شمشک کے گرد گھومے)

زمین و آسمان کا زور اور وقت و فضا — — — — — اپنی آفرینش و اشیاں علم و حیرت کا

نور و کھش بے باقی — — — — — خدا کی مسرت کا — — — — — جوں دل تھا وہیں ہوا حق و عز و صداقت کا

فرض نام کہو پیدا تھا — — — — — ہر جہت سے حرا کی

حق کی سو کوئی کھل چنی تھی — — — — — حق اللہ کی

مہ کمال غل کی فرض نعت رہا ہو کر — — — — — ہنس اٹھ جب ہر یک میں ہر الہی ہونے

صداقت دہر میں جھل نکش چاہ فرما ہو کر — — — — — نور ہوا آرا ہو گیا شان خدا ہونے

ہر جگہ اس طرح سے — — — — — اس کے عالم صیوں کا

سنت جاتا ہے جیسے — — — — — ہر کوئی سایہ انہی کا

وہی ہے اپنا آقا اور وہی آئینہ ہو کر — — — — — اسی کا دین و دنیا میں فطرت کو صدا ہے

وجود اس کا فراغ ہر دو عالم کا اثرا ہے — — — — — اگر طوفاں ہے دہا تو وہ اس کا کھرا ہے

ہمیں سیلاب کا کیا ارہا — — — — — جب وہ اندھا گھر ہے

ہمیں کیا فکر جب ایسے شمشک کے گرد گھومے

سنہ ۱۹۱۱ء، نعت و کیمبرٹ ۱۹۱۱ء، نعت و کیمبرٹ ۱۹۱۱ء، نعت و کیمبرٹ ۱۹۱۱ء

ساجد اسدی : ساجد اسدی کا نعتیہ مجموعہ "پہر منتظر" نامی ناولی ریویں پر نعتوں کا تعلق ہے۔ غالب کی نظموں پر
داعب مرثیہ لکھنے کے سوا غیر البتہ کے نام سے ایذا صحتی۔ نائے گھر کے نام سے اور پھر حسین قائم نے حالی میں انوار کے نام سے نعتیں لکھی
ہیں اور غالب کی پرانہ خیال کے ساتھ پہلے پہل کو تیار ہے۔ سہ سے غزل و شعر کے یہ بھی پندرہ غزلیں غالب کی غزلیں میں ملتی ہیں۔

یہ غالب کے فنی کا حسن امتزاج ہی کہا جاسکتا ہے۔ غزل کی زمیں پر نعت کہنا گو یا شاعری کو نعت سے تفریق سے نکال کر نعت و شاعری کے باہمی میں ملا ہے۔ اس دور کی وہ شاعریوں نعت و شاعری کے مسافرین ہی جانتے ہیں۔ غالب کی "حق" رو بنوں پر ادیب و قوالی کہا جاسکتا ہے۔ نعت میں اسی نظام کا نظام فنی ممکن اور لوگت گمانوں سے گزرتا ہے لیکن اصل عزیت اس حد و شمار کو بھی طے کر لیتے ہیں۔

ساجد امجدی نے تمام غزلیات غالب پر جن کی تعداد ۲۳۳ ہے، کا سیلاب نعتیں کہی ہیں ان کی زبان و مہاں ملیں اور دیکھیں کہ یہ اور معنی رسول کے گدڑے تھے اس عمل میں تاثر پیدا کی ہے۔ ساجد امجدی کے یہاں یہ سنی غالب ہے کہ وہ قریب قریب نعت و شاعری کے نام مروانا خود اول موضوعات پر مراد شعر کہتے ہیں۔

نعت

ہے اور شمع رسالت سے زندہ کھلے شمع — جو "تہ ہوتا نہ ہوتا یہ شمع لعلی شمع
چراغ طور کو قہمی " خوشی نصیب کہاں — ا کے روئے پہ ہے جیسے شعلہ لعلی شمع
یہ پہاڑی ہے کہ پروان من کے تر جائے — دیکھنے جانے کی خاطر ہے یہ لعلی شمع

ص ۶۴

مرکبہ " عالم کا ہے اسود مرے آگے — اللہ سے ملنے کا ہے رست مرے آگے
دنائے تصور میں ہے کہا کیا مرے آگے — جب مرے آگے ہے دین مرے آگے
مجھ کو تو خدا مجھ کے دن سے بھی ہے " دن — جب ہو گا نبی کا مرے روضہ مرے آگے

ص ۵۵ - پیاسہ سحرش سہل ملی شمع ۱۱ ، تاثر : صاحب امجدی، کراچی

شورش کا شیرازی : شورش کا شیرازی کی نعت کا بیوس ہفتہ اور کثیر اہمیت ہے۔ اس کی نعت شاعری کو مسلمانوں کے ایک خاص صنف کے اختلاقی اور فنی اور سیاسی تاثر میں دیکھا جاتا ہے۔ یہ صنف قلم میں صنف اسلام کا صنف نعتی اور فرنگی صنف حکومت کا پہلا صنف اختلاقی اور اسلام و حق صنف نعتی کے بعد مسلمانوں کے دل و دماغ میں شدید رد عمل پیدا کیا اور دین، لوب، تعلیم اور سیاست کے محاذ پر کئی تحریکیں ابھریں جن کا مقصد اس صنف نعتی آشوب میں مسلمانوں کے فکر و عمل کی اصلاح، ان کے دین و ایمان کا تحفظ اور ادھر دین کا سیاسی اور اجتماعی طلب تھا جس صنف میں فرنگی دور دوسری اسلام دشمن طاقتوں کی سازشوں اور ریڈ وائلوں کے سبب کئی اور نئے نئے پیدا ہوئے جن کا نعت اور اشتیاع، مسلمان مفکرین کا مقصد مراد تھی۔

اصلاح افکار و اعمال کا فکری و عملی، فنی، ادبی اور اقبال سے ہر جہاں اہمیت ملی مان تک پہنچا۔ فکری و عملی نعت کے دوستان فکر سے، صنف المراد اسی صنف کے افراد اور تہذیب میں صنف ہر جہاں صنف مرے آگے کا نعت خدا و خداوند ملت کے ہر شاعر، مفکر اور صانع فکر نے اپنی تہذیب و فہم، اپنی تہذیب و فہم، اپنے لوب و صفات سے صنف نعت کے بیوں میں جمع کر دیا۔ اس صنف میں جو موضوعات اور شعرا کے ذہن فہم تھے وہ تھے، اپنے اسلامی شخص کی حق، اپنے علوم و فنون کا تحفظ، تنصیب منزل اور افکار فرنگی کے خلاف، شریعت کا رد، خدا و خداوند و رسوم کی اصلاح، عقیدہ اہمیت کی پاسداری، مسلمانوں میں اور تہذیب و حریت کے صفات اور افراد اس نعت کے بنیادی موضوعات و مسائل۔ اس کے لئے اس صنف کے اہل فرنگی فکر نے غزل کے مطلق میں نظم کو اختیار کیا کہ اس میں موضوعات کی تفصیل، خیالات کی کمالی اور تسلسل اور صنف نعت کا اثر کے عناصر موجود ہیں۔

یہ شعرا نے سید اکبر کے مور پر نعمت کو ایک نئی اور سوز صاف — مور پر عقیدہ کیا۔ ناز مر کو، رسالت سے — کی نئی تخلیق ہو گئے اور
حبیب رسول اور احمد رسول کے ہفت اور مہم نہ ہو گئے۔ یہ سیرت حبیب اور شخصیت مقدسہ کے اور بے منت کی ہر نوعی کی محسوس ہو گئی کی
ہے۔

شورش کا قہری نعمت اور غم کی ہیبت میں ت — کی قصہ و غنا کے، اور — میل ہے۔
شورش کی موت میں صبح روشن، حضور کی شعراء مسلمہ کا پرچم — نے کی تازہ، آپ کی رحمت پرست مرنے کی ترسہ مسلمہ کو
قرون اولیٰ کے سید مسلمانوں کی سیرت اور دور کے سہلے میں اچھے کی ترپ، اور ملی تعلیمات کو قوی کی عام کرنے کا ہنر جو عطر تھا ہے۔
شورش نے ان جذبات و افکار کو نئے سے دیا۔ نو — نواختہ و تراکیب اور معنی نئے قہیمات استعارات سے کام لے کر بیان کی ہر ہر چھا
اور نئی تخلیق و ایجاد کے ثمرات فراہم کیے۔

شورش کی لہجہ میں نئے سے ہم فطرت — سے لہر موز و محکومت کا سوا کیا ہو سکتا ہے جس خصوصیات کی یہ گھیس تربت لائق استفادہ
ہیں۔

حکومتی میں ۱۹۳۱ء میں سید انیس سے سوز میں ۹۰۹	مید میاں، تہی پر لوسید انیس میں ۱۵۶
آگری تازہ ۱۵۹۲ء میں	ادب و ہرچہ ۱۵۹۲ء میں
رسول خدا سے مدد ۱۲۹۷ء میں	مکمل ہوں ۱۲۹۵ء میں
عرفی کرچہوں ۱۵۸۰ء میں	نسل لوسے مطلب ۱۵۸۰ء میں
پادہ لکھن ۱۵۶۳ء میں	۷۷۷۷۷۷ ۱۵۴۸ء میں

ہم یہاں ان کی ایک نظم "نسل لوسے مطلب" اور پڑھتے ہیں:

محمد کا پانچ قرآنے چلا جا — رسالت کا اذکار چلا جا
نرانی "ش" کی خواہش ہے شورش — نہیں اس کے در پر مٹائے چلا جا
ترے پاں اس کے سا — پیچ محمد خانے چلا جا
ترا آہوت میں وثیقہ بند ہے — خدا کے لئے سر کٹائے چلا جا
خدا کے لئے سر کٹنے کا مطلب — نبی کا ہر را قرآنے چلا جا
رسالت کی چمک پ شہد م کو — پاکارے چلا جا، بلانے چلا جا
لگا دہل ہے تو اول نبوت — یہ حرف لاد ہے مٹائے چلا جا
جو ہوتا ہے نئے سے یہ مقابل — کتاب ان کے رخ سے اٹھائے چلا جا

میں ۱۵۸۰ء اور کثرت شورش کا قہری رسالت حضور کی ۱۵۹۲ء، مطبوعات جنات لاہور

خلیق قریشی: ہم مدد و نعمت مگر میں خلایق قریشی کا حوالہ دیتے ہیں ان کی نعمت ہائے شوق کا مرکزی نقطہ "مدینہ مدورہ" سے رہا وہ جس باوق
بحر کی کینہات اور تازہ کے دیار صبیح سے متعلق ہیں یاد ہے ان کی کہیں حاضری اور غور کی کے مشاہدات و ادراکات و افکار، اور ہیں یاد ہے سے

مراد کے بعد ویدار کی خواہش مکرر تھی۔ فقیر صاحب عریہ بیت میں ہیں لیکن جب کہینے کے کسی مقام پر نظر کو تسلسل کے ساتھ لکھنے کی ضرورت ہوتی ہے تو طبع قریبی نظم کا ہی یہ اختیار کرتے ہیں۔ اس سلوب کی فہم میں ایک خاصہ مستحق ایک جذباتی و العناد ہیں اور روح کی ایک سرشاری کا عالم ہوتا ہے لیکن طبع صاحب اس سرشاری میں دامن ادب و انعام کو ہاتھ سے نہیں لکھ دیتے۔ اسی دائرہ جذبہ خیال میں وہ خروج سے بھی کام لیتے ہیں اور حضور سے متعلق تمام خلیہ کلمات، بخاک آئیں اور بخاک موصوفہ صفا میں بھی شامل شعر لکھتے ہیں۔

انگریز اس مجید نے رگ سدرہ پر ایک جامع تبصرہ کیا ہے جو شاملی کتاب ہے جس کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔
 ”طبع قریبی نعت گوئی کو درود اشیاء میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا حصہ ان کے شعر غزل سے قبل کے نعتیہ جذبات و افکار پر اور دوسرا شعر غزل کے دور میں اور سادہ کے احوالہ تاثرات پر مشتمل ہے۔“

”ان کی سادہ سادہ سے نہیں کی، یاد تو طبعیت کے ایک ایسے افسانہ سے عبارت ہیں جس سے معنوی و منطقی کی تضاد و ایتہاوتی، اسرار، مطالعہ و شہد سے عبارت ہے جبکہ بعد کی نعتوں میں رایت دوستی ایک جہتی ضرورت تھی محسوس ہوتی ہے۔ کھار، سم، فطرت، طبع، مطالعہ و مشاہدہ اور شہدہ سے عبارت ہے۔ فطرت گوئی کی یہ خلیہ طبع قریبی کے دوسرے دور نعت کا نمایاں وصف ہے۔“
 ”مغربیہ کے حوالے سے طبع کی نعتوں کا ایک فہم پسواں کی مجلسی شخصیت اور ان کے ملی راج کردار کا آئینہ دار ہے۔ یہ مشاہد کی فہم لکھری کا ہی مفرد پسواں ہے جس کی مثال اور نعت میں کم ملے گی۔“

”روشن و سوسا کر مہر و مہر کی نعت گوئی کا نقطہ عروج ہیں۔ یہاں انہوں نے فنی ماں دکھانے کی بجائے سادگی اور جذبہ مستی سے عبارت ایک ایسا لہجہ اختیار کیا ہے جو نہ سوز و دل و نہ اور وقت انگیز ہے۔“

ص ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴

ملاحظہ فرمائیے۔ (مقدمہ ص ۱۰)

”رحمت قلب“ سے نمونہ نمونہ

یا رب تو عطا فرما کہ وہ — خاشاک کو بھی گلاب کر دے
میرا کیا ہے ترے کرم کی میوہ — تو دے کہ آفتاب کر دے۔

ص ۱۳

نعت

وہ گلاب سجاد ہے = گلاب پیردئی ہے — میں کسی طرف بھی ہاتھ نہ مارے مگر وہ نشی ہے
مرے دل سے کوئی چوٹے جو ہے لطف یار سرور — علم تقنی سے عاج کر مجھے بیحد حق ہے
مری صبح آرد کیا ، مری شام آرد کیا — ترے اور سے لوگ کی تھی ، ترے اور سے لوگ ہے
ص ۲۲ ، رحمت قلب ، طبع ازل ۱۹۸۸ء ، مکتبہ فوید پریس ، کراچی ، ناشر مرکز نعت ، عالم آباد کراچی

مولانا جاگی بدایونی : مولانا جاگی بدایونی کا شمار گھر منہ ہو۔ میں سوچتا ہوں کہ روحانی عظمت اور شعری و ادبی اہمیت ایک سلسلہ حقیقت ہے۔ وہ عربی و فارسی کے عالم، سیرت اسلام کے مفکر اور موزاں اور قرآنی کے رحمت شمس تھے۔ شریعت و طریقت کی یکساں پاسداری اور سرور و سادگی سے ان کے ادبی و فکری رہنمائی کی شہرہ کی شہرہ میں ایک خاص کیفیت گہر پیدا کر دیتی ہے۔ علی الخصوص ان کی مود و لطف کے شعور میں ان کی روحانیت و وہد و نور ان کے عشق و عرفان کا رنگ و خوشبو اور حرف سے نکلتا ہے۔

ان کا تعلق مجموعہ ذمہ آخرت، ان کی قدرت لعل، عظمت زبان و بیان، قدرت و احب کے عطا و ملی اور معنوی نعمات سے مشہور ہے۔ اس مجموعے میں جو اور لطف و حقیقت کا ذخیرہ ہے اور غزل، قصیدہ، غزل، نظم اور رباعی کی صورت و بیعت میں اشعار کے مجھے ہیں۔ ان کی فطرت میں حضور کی سیرت حبیبہ اور تعلیمات مقدسہ کی چابی ملو، آفریں نگرانی میں اور اللہ ذاتی کے توبہ، ایک خاص اثر مرعوب ہوتا ہے۔

چند آرا ملاحظہ کیجئے

ڈاکٹر فرید خان پوری : ”لیکن اس اعتبار میں محبت کی جو تہذیب، روحانی جو ہے یعنی دلی و فکری جو دلی، طبیعت کی جو عاجزی و تقویٰ، جسم و جان کی جو پیردئی، احساس ذات کی جو کشش کی اور لب و لہجہ کی جو شائستگی اور پاکیزگی نگرانی سے وہ ان کی ایسی انظر و لہجہ ہے جو حضور کی ذات گرامی سے ولسان فصیح و فصیح و فصیح کے پیر آؤں کو میر نہیں آتی۔“

ڈاکٹر ابو الخیر عثمانی : ”اس شاعری میں زندگی ان کے دل نہ نہ دے یہ ہوئی ہے اور مثنیٰ سرور کا کائنات سے ان کا دل بے حد حزن ہے کہ اس کی وحزن کی دوسروں کے دلوں کو زندہ کر رہی ہے۔“

حاصل

کوئی دم نہیں مجھے حالِ عظیم کا — کندہ ہے دل پہ نقشِ لعلِ لومِ ہم کا

فیس جس میں محفوظ ہے دینے — دین سلسلے کا بیت فیس سے
جو ہاتا ہے ۰ چاہے چاہے محبت — وہ کیا جائے گا جس کو وہاں فیس ہے
خدا کے عزائے میں واللہ سکندر — محمد سے بہتر مہینہ فیس ہے

۲۳ ص

لعل رب اعلیٰ اور کیا ہے — میں مجھے معصیٰ اور کیا ہے
وہاں معصیٰ جس کے ہاتھوں میں جو — اس کو روز جزا اور کیا ہے
نہ کے دربار میں حاضری ہوگی — لی کیا دعا اور کیا ہے
کدو ہر خوں میں آنے لگا — حاضری کا صلہ اور کیا ہے
ہاتھوں سے ہے فیس سینہ نہ غطا — دور دل کی دعا اور کیا ہے
بے سکندر کا خوں شدہ ام — عزت و مرجہ اور کیا ہے

ص ۲۶۰ کتب خانہ، مین دل بہری ۱۳۵۷ء، ۰ ہاشم فیس بکراہی

ڈاکٹر ابو الخیر کشفی : عصر حاضر کے ممتاز شاعر، نقاد اور محقق کو خیر مثنوی کا نظم فیض، قمر و علم کی مختلف اصناف میں دانش آہنی کی
شاعری گل لٹائی ہے اور خداوند کے صحیفوں پر جلوہ طرانا ہے۔ محمد و نعت میں بھی نادر نے ہیرت افزا سر پایہ جمع کیا ہے اور ہمارے لئے فیض و افادہ کا
سلسلہ فراہم کیا ہے۔

ابو الخیر مثنوی کے ہیں محمد، ایک ایسے عہد صادق کا سراپا ہے جو نہ کی وحدت، قدرت اور حکمت کے بحر میں حیات و کائنات کا
مطالعہ کرتا ہے اور تمام مظاہر و منظر میں اس کی فعالیت و عکاسی کے اعجاز کا مشاہدہ کرتا ہے۔ مثنوی کی نعت و شاعری طواریک زحرہ مستعدہ نہایت ہے جو
ایک طرف قرآن کے دانی اور دینی اعلیٰ محسوسات کا مکمل اظہار ہے اور دوسری جانب کن کی نعت کے حوالے سے سید الانبیاء اور سرور کائنات
حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس اور صفات جلیل کی عظمتوں کا ہم تو فیض و مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ حضور ﷺ کی رحمت و شفقت پر اظہار کامل،
انہی کی فکر و کرم سے احمد اور اخلاقی آئینہ کی صورت میں انہی سے فریاد و استغاثہ، عقیدت و صداقت، دلگدازی اور محبت و نیاں وہیں سے نہ پ
شاعری ایک چشمہ کیدان ہے جس سے ذوق سیراب ہوتا ہے اور قلبہ نظر شداد۔

حمد (ایک آزاد نظم سے اقتباساً)

توڑ جی کی روح میں

آہر حیرت و حیرت میں

نور قرائن میں

ہر چہ ترے انداز پر

سارے عالم نظر میں

سارے شجر و سارے بحر

الطاف کے ساتھ نجوم
 یہ فرس روشن چاند کا
 سورت کا زریں چرخ
 تیرے کی صفات و احوال
 برہنہ سے پیدا ہیں یہاں

ہر حق کی توحید ہے
 تجھے سے نیکو نام "حق"
 لہذا میرے دوست ہیں
 سوئی کے کانوں نے سنی
 تجھے ہی صدائے جلا وطن
 مینی ترا کہہ سے
 تجھے ہی رفعت کا نہیں
 ذات محض
 جو وہاں گواہ ہیں
 میری غائبی پر تمام
 حق پر اور وہاں پر ملام

نعت میں "تاکیر"

نعت

میری بکوں کا مگر آپ سے دھند ہے — میرا ہر چہ نظر آپ سے دھند ہے
 وقت کے جبر سے بالا ہوں رسولی اکرم — میری ہر شام و صبح آپ سے دھند ہے
 جمع کرنی کو سر رول بکلیں ادا تھا — قرعہ صحن کا شراب آپ سے دھند ہے
 یہ نور و مال جو میرا حوالہ ہی نہیں — میرا ایمان نظر آپ سے دھند ہے
 آپ نے اٹکا دیا فرائض دنیا نہ رہی — بے نیازگی کا جبر آپ سے دھند ہے
 مہرے انسان و روایات کا جلا وطن — صحن تقدیم بحر آپ سے دھند ہے
 اپنے کھنڈی پہ نظر نہ دے آگائے ہیں — ان دعاؤں کا اثر آپ سے دھند ہے

نعت میں "تاکیر" سیدہ لالیہ کھنڈی، نعت اولیٰ و ثانیہ، ہر قیمت کراچی

اور جی ، محبوب خدا ، حق بنی پہ فدا ، جو حق پہ نہ

و عقل جز د حسن و خدا در گمنان صفت کیا کند

اے کاش کہیں فریقین میں نہ پائے وہ مولا یہ نہیں

بر صفت کی کثرت کیا کند ، اقلید کی لذت کیا کند

میں ۳۴ اشعار کی تنقید شاعری "بارگاہِ صوفیہ" ، آئینہ کوہ ، چوک پیر پور گلی لاہور

ڈاکٹر محمد اسلم فرخی : ڈاکٹر محمد اسلم فرخی کا شمار اہل حقہ و تحقیق میں ہوتا ہے۔ ان کی فطرتیں جہاں ہند و سرور کا منظر ہیں وہیں

مکامِ معبودی کا حقیقہ اور قصورِ بندگی کی آئینہ دار بھی ہیں۔ ان کے یہاں شعری محسوسات اور دینی کیفیات کے ساتھ ساتھ روحانی و اخلاقی مسائل کا احاطہ
کرا کر بھی ہے۔ ان کی فطرت میں غمی کمال بھی ہے اور مہمونی میں بھی اور انہم وہ حضرات مضافین کا نام ہیں۔

نعت

اے دولتِ بزمِ قدم اے سرورِ کونین — اے معطرِ سحرِ حرم اے سرورِ کونین

تھا جبری سلامت کے لئے نورِ اقرا — اے ہارِشِ لوح و قلم اے سرورِ کونین

حالاتِ دگرگوں ہوئے اے سہ والا — اہلِ نہیں بل اہم اے سرورِ کونین

عرومِ جلی سے ہوئی دہائی بیٹا — یہاں ہے طریقِ حرم اے سرورِ کونین

عظیم بھی سوزوں ہے ، قسطنطنیہ بھی سوزوں — یہاں ہے زہرِ حرم اے سرورِ کونین

آکا ہمیں پھر دیدہ بیدار عطا ہو — پھر دیکھیں عرومِ حرم اے سرورِ کونین

لہذا کہ دیا ، اختا کہ دیا — سب ہی کچھ کہ دیا مصطفیٰ کہ دیا

ہم لینے ہی تھیں سعادت کھلے — سوچنا ہوں نہیں سے یہ کیا کہ دیا

اور کچھ عرض کرنا مناسب تھا — سر جھکا کر ظلامِ کپ کا کہ دیا

میں ۱۸۷، ۱۸۸، گوشہ ڈاکٹر محمد اسلم فرخی ، نعت نگار ، شمارہ ۲، دسمبر ۱۹۹۰ء ، ناشر قلم نعت گاہی

فدا خاں دی دہلوی : عصرِ حاضر کے اہم شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ اہلِ شوق ان سے کسبِ فیض کرتے ہیں۔ حمد و نعت میں ممتاز مرتبے اور

خصوصی مقام کے سرورِ تہذیب و شاعر ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں برص کے ہمارے گزشتہ سے ان کا تہذیبی مجموعہ "اشاعتِ فدا" ہو چکا ہے۔ فدا خاں دی دہلوی ہیں۔

دہلوی شاعری کی روایت میں علامہؒ نہیں اور میں دکندار کی ہے ساختگی پر توجہ ، قی سے۔ جب محاکمِ زمان وہاں کے ساتھ ہندو کی صداقت اور علم

ظہیل شامل ہو جائے تو شعرا کا زون جاتا ہے اور وہیں میں چٹکیاں لینے لگتے ہیں۔ محفلِ تاب

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کیا — میں نے یہ بہانہ کہ گیا یہ بھی میرے دل میں ہے

فدا خاں دی دہلوی کی حمد گوئی میں عہدیت کے جذباتِ سادگی اور معبودِ حقیقی کی سعادت کا اظہار اظہارِ بانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ کائنات اور انسان کے

حوالے سے اللہ تعالیٰ کی شان کری اور قدرت و عظمت کا تذکرہ کر رہا ہوتا ہے۔ فدا خاں دی دہلوی کی نعت گوئی میں حسبِ ہی کاغذ ہے اور تصور کو مشاہدے کا مقام

حاصل ہے جس کے وسیع سے وسیع و مجبوری میں بھی ایسی ضروری سے سرشار رہتے ہیں۔ جدید سنو کی کلیات کو جو ان کے ذہن پر وارد ہوتی ہیں،
لے لے کر زاویوں سے بیان کرتے ہیں۔ انہی کی ذات قدسی صفات کو کائنات انسانی کی تلاش، امن اور سلامتی کا خاصہ سمجھتے ہیں۔ فداکاری کی دلچسپی
اور اثر آفریں حمد و نعت پڑھتے اور اپنے دوق لب اور دوق عقیدت کو آسودگی پہنچاتے۔

سب کے دل میں قیام ہے میرا — لب چہ دنیا کے نام ہے میرا
کون ہے سب کا پائے والا — میرے سوا یہ کام ہے میرا
دونوں عالم سما دینے تو لے — کیا ہمیں اہتمام ہے میرا
روشنی جو شعور کو طے — وہ سنو کلام ہے میرا
آکھرا ہے اے فدا وہ تو — دوق کلام خام ہے میرا

میں ۱۳۹۲، خزینہ، مرتبہ طاہر سلطان، اشاعت مئی ۱۹۷۱ء، ہارلورڈ ہسٹنسن حمد و نعت کراچی

نعت

نورِ اس قدر حبیبی ہے — جب آنکھیں نہ کیں، پہلے دیکھتے
نکام شاہِ دنیا دہو سکوں ہے — اسی مائل پہ گتے ہیں مہینے
نہا رکھے علم عشقِ نبی کو — محبت کے سکھاء ہے قربے
نکام ساقی کوڑ ہے مجھ پہ — کلام پہنچا دیا ہے نکلنے
فدا جی کر گزار جاتی ہے غلت — ہمیں اپنا لیا ہے روشنی لے

میں ۱۳۳۲، ایوانِ نعت، مرتبہ سید رحمانی، دسمبر ۱۹۵۳ء، ہارمٹاز پبلشرز اردو بازار کراچی

ہم دیر کی طب میں، مرنے محسوس ہوتی ہے — جہاں تک دیکھتا ہوں، روشنی محسوس ہوتی ہے
ابھی لوہا نہیں بے سائلہ کی توجہ کا — میں تو میری آنکھوں میں نبی محسوس ہوتی ہے
پکیجے سے ناکارہ میں نے سرو دیر کا — کہ اس فلم میں حیاتِ دائمی محسوس ہوتی ہے
پہنسن محفل میں لے آیا مرا دوقِ طب مجھ کو — یہاں تو زندگی ہی زندگی محسوس ہوتی ہے
یہاں تک رات آتی ہے محبت سرورِ دین — فدا آنسو بہا کر بھی خوشی محسوس ہوتی ہے

میں ۱۹۷۱ء، نعتِ نیر جلد ۱۱، ۱۹۷۲ء - ۱۹۷۳ء، مرتبہ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، گورنمنٹ کالج شاہد وہاہر

سحر انصاری۔ ڈاکٹر سحر انصاری کی حمد و نعت میں حسنِ روایت کی پاسداری اور عصرِ جدید کے فنی شکلیات اور معاشرتی انگڑوں میں لپکتے ہیں۔
نکھ کے جذبہ کی اساسِ صداقت پر اور لہر کی جہوشِ شور و صہرت پر ہوتی ہے۔ وہ ہمیں کلیاتِ محسوسات اور انسانی اللہ کو ایسے منظرِ انکسار کے ساتھ
پیش کرتے ہیں کہ ان کے کلام میں، لکھنائی اور ولایتی کا انداز پیدا ہو جاتا ہے۔

حصہ

میں ہمارے دروازے

پلازہ بندہ کا کوئی حصہ

مگر یہ حصہ ہے جنہیں

مرے ہمارے طرف پلازہ بندہ کا کوئی حصہ نہیں

تاکہ یہ حصہ ہمارے دروازے میں

مسلحہ ہو اور ہمارے حصہ ہر حصہ ہری

ہمارے حصہ ہر حصہ ہر حصہ ہری

مگر وہ

ہمارے حصہ ہر حصہ ہر حصہ ہری

مرے دل کو حصہ ہر

ہمارے حصہ ہر حصہ ہر حصہ ہری

ہمارے حصہ ہر حصہ ہر حصہ ہری

ہمارے حصہ ہر حصہ ہر حصہ ہری

ہمارے حصہ ہر

ہمارے حصہ ہر

نعت رنگ شہداء ۱، ص ۹

نعت

دل سے ہم دوسرے عالم کے ہیں قائل ایسے — کہ شام ہیں کسی کے نہ مٹاؤں ایسے

کوئی س نے تو کسی ہائے نہ ات خائے تک — کہ پتہ ہیں کسی کے نہ مٹاؤں ایسے

کیا ہم بھی اگر تائے روئے پتہ — کہتے ہیں کسی کے نہ مٹاؤں ایسے

(گوشہ سرافندی) ص ۱۵۱، نعت رنگ شہداء ۲، ص ۱۵۱

سرشار صدیقی معروف شاعر، ادیب، نقاد اور محقق۔ ص ۱۵۱ کی یہ تصویریں ان کے قول یا کیا ہے۔ ص ۱۵۱

مجموعہ نعت اساتذہ کے حصہ ہر حصہ ہر حصہ ہری

سرشار صدیقی نے صرف عقیدت اور اپنی شاعرانہ قیادت کے تحت ہر حصہ ہر حصہ ہری

کلیت کو لکھنا شروع کیا ہے

۱۸۸۳ء میں شروع کیا۔ ۱۸۸۳ء میں شروع کیا۔ ۱۸۸۳ء میں شروع کیا۔

سرشار کی تھیں شاعری میں مضمر اور جی نہیں، بیل آرائی نہیں، اور اپنے حق ہوئے محسوس کو اور آئے والے محسوس کو اپنے محسوس کے آئیے میں دیکھ رہے ہیں، اور ان کا یہ ہے اور اس میں اس کا کوئی کمال نہیں۔ کہ رت کے لئے اسے ایک الہامی، اور ایک نغمہ اور ایک منصب عطا کیا ہے کہ سرکار وہ لم چٹائی کے حوالے سے بہت بیل اور بیلان بندہ نہ ہو جائے۔

ساتھ عقیدہ کیا گیا ہے۔

مقصود کائنات (۱۹۹۵ء) کو شاعر احمد نے مرتب کیا ہے اس میں نئی ختیبہ تخلیق کے علاوہ پہلے کے دو ختیبہ مجموعے، ترجمہ کلام کے ساتھ شامل کر دیے گئے ہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوا ہے کہ ادیب رائے پوری کی تمام تر تنقید شاعری کو یکجا، پڑھا جاسکتا ہے۔

مقصود کائنات

چار سو صفحات پر محیط ہے اس میں تراجم، تراجم اور تبصروں کے بعد آٹھ مجموعے ہیں اور ان کے بعد نعتوں کا سلسلہ ہے۔ نعتیں عموماً غزلیہ صفت میں ہیں۔ ان کے علاوہ مشکل مسدوس نعتیں، اب صورت منقولات نعتیں، غیر منقوطہ نعتیں، غازی نعتیں، قطعات، پھر مسئلہ سنا قبہ اور اگر میں درود و سلام پر مشتمل نعتیں شامل ہیں۔ بعض معروف نعتوں پر تفصیلی بھی موجود ہیں۔ ادیب رائے پوری خود گوشت پیش لفظ میں ایک نہایت اہم نکتہ بیان کرتے ہیں۔

”تنقید ادیب رائے پوری کا دوا احمد شعبہ ہے جس میں جدیدی مضر شوق ہے۔ ادیب کا ختیبہ کلام ہوا کسی اور کا، مال کا شاعر ہوا، ہاشمی کا، لودھی اور نواز ہوا، کون شوق اور ہر گ، اس کے کلام کو پڑھتے جانتے ہو تو بے کلمے کا دوا تبصرہ نگاری میں اور اس میں گتے بند ہے کی ضرورت ہے جس کی طو شیو شاعر کے علاوہ میں رہی کسی ہے۔“

ادیب رائے پوری کی تنقید شاعری پر چند تراجم اختصاں۔

پاشا پوری:- ادیب رائے پوری ان لوگوں میں ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہے اور اسی شرف کی بدولت نعت گوئی میں ان کا ہم پایہ معتبر ہے۔

حنیف مسعودی:- ادیب رائے پوری صاحب دل و درگ ہیں۔ ان کے اشعار میں فصاحت کے ساتھ ان کا سوز و راز بھی شامل ہے۔

عظیم محمد سعید:-

ادیب رائے پوری صرف نعت نگار اور تنقید شاعری کے حلق ہی نہیں بلکہ غوی تغیر میں اس کی صفحہ کردار کا بھی

مگر مشہور رکھتے ہیں۔

اکمل فرخان فتح پوری:- ”صرف یہی نہیں کہ وہ ایک بڑے پائے نعت گو شاعر ہیں، بلکہ ایک ممتاز میرت نگار بھی ہیں۔“

ادیب رائے پوری کی نعت میں، نعتیں بھی ہیں، نعتیں بھی، ایک گھٹاں تخلیق ہے، نو نعتیں، جہاں نواز، سعد مسعود، مولوی سے مطروحات

ہے۔ ان کی نعت کی اس عشق رسول ہے اور ان کا من و مقصود موت مقدمہ، قصبات شریف، غور میرت طیبہ کے ایلے سے فراہم، جنتی نعت کی

کردار مسعودی، نعت ایک ایسے اسلامی معاشرے کی تعمیر جو اللہ و نعت سے نرسا ہو اور جس میں، محبت اور ملائمت کی سعادتوں سے ہمراہ ماخذ و نعت۔

حاصل

تے	اکر	سے	مری	نہد	—	تری	شان	بل	۱۹۹۶
تے	مرے	کام	کا	رنگ	۱۰	—	تری	شان	۱۹۹۷
جو	چنگ	کے	غیر	کے	ہیں	—	ترا	ی	۱۹۹۸
ہے	میں	میں	تری	مکشو	—	تری	شان	بل	۱۹۹۹

یہ ادب ادب میں تھا کہوں — تری شان کرم جو یوں ہیں
جے تے کرم سے یہ سرور — تری شان بل حال

۴۹

نعت

ہے ذکر سرور عام سدا جہاں میں رہتی — کیا رہا ہے ہر اک عقلیتوں میں رہتی
اگر حضور نہ ہوتے تو ہم غریبوں کا — نہ اس جہاں میں کوئی غلام اس جہاں میں رہتی
ہمیں تو حشر میں غور شدہ نے بھی ہنڈکائی — کہ قہر رسول و رحمت جو درمہاں میں رہتی
کہوں کہوں سرے آقا نے گھر بلایا تھا — رہے وہ ن کے ہر اک قلب دشمنان میں رہتی
مہر ہو، سراج ہو، طوقاں ہو، پھر بھی ذکر کرتی — تم و ام کے رہا ہر حکماں میں رہتی

ص ۵۸، مقصود کائنات، سال طبع کتبہ ۱۹۹۹ء، ناشرہ صحت پبلشرز کراچی

جنہم روانی : حرم کی اساتذہ عکبر، درخت کی بیوہ ہند ہے پر، لیکن فکر میں جذب ایسے جیسے بھول میں غور ہو ہند ہے جس فکر کا یہ انداز جیسے
بھول میں طوفان کی اس احتجاج ہند، و گھر نے جہم، مانی کی حمد و ثناء کو شریعت کے مٹی اور سنوئی حمان سے نہایت آراستہ کیا ہے۔
انہوں کی طائفت جس میں تعلیمات کا پتہ جہاں سے دراصلوب کی اقداریں جس میں انکشی کا قبضہ ہے، جنم و شاعری کو رکت و صحت اور
حق سے دلہ بہا ہے۔

حمد

جو تو نہ ملے تو دل ہانک ہانک ہو جائیگی — جو تو نہ دم کرے ہم ہانک ہو جائیگی
کریں جو ذکر نہ، تیرے شرق و غرب میں ہم — ہمارے شام و سر ہماں جو جائیگی

غزنیہ محمد، مرقعہ طاہر سلطان، ص ۳۴۶، مطبوعہ ۱۹۹۹ء

نعت

ہم کی کا جو حوزہاں میں ہے — سمجھو کہ کہیں وہاں نہیں ہے
سرکار کا جو نہیں ہے گہری — قرآن کا کون وہاں نہیں ہے
دعوت کی ہے محو و محو — اک لہ بھن راہوں نہیں ہے
کریں نیت سرکار کی دعائیں ہم — مگر وہ آگہیں کہیں سے دعائیں ہم
ہم اک لہاں ہمارا، لہاں عقل رسول — زقون کے ساتھ ہاتھ نہیں تقابلیں ہم
ہم ایک رو، ماری، مرقعہ مستوری — کبھی کبھی کے نہ ہائیں گے دعائیں ہائیں ہم

گوشت جنہم روانی، نعت نمک ۲، ص ۱۸۵، ۱۸۴، مطبوعہ جنوری ۱۹۹۹ء

حمایت غلی شاعر مصر مصر کی ایک نادر و ترقی پزیر صوبہ کی ایک اہم اور معتبر شخصیت، جن کی فنی ریاضت اور فنی تخلیق کا سر
وسوں میں مدی کے نصف آخر پر محیط ہے۔ شاعری کی جملہ اصناف پر قادر اور اس سب کا حق دار کرنے والے شاعر۔ جدید دور کے شعروں اور مطالبوں کو
اپنی حقیقت میں سمونے والے صاحب فنی۔ اب تک طائد صورت میں مروجت کو نکالنا نہیں کیا۔ البتہ ان کی مختلف کتب میں یہ نکلاں مہری
ہوئی ہے۔

نعت

وہ ذات شہر علم تو ہم طالبان علم — ہم دارہ اپنے خاک ہیں وہ آسمان علم
ہم کیا ہیں یک لفظ، معانی سے بے خبر — ہم کیا مجھ نہیں ہے رسوز جہاں علم
اسرار کائنات کا عقدہ کشا رہی — وہ رقادان وسعت کون و مکان علم
نعت نمبر ۱۳، ص ۲۹۹، حمایت جبر ۱۹۹۷ء

اک شخص کائنات کا محور کہیں ہے — مدد ہے ایک مدد اگر کہیں ہے
جن کی زبان سے میرے جانے سخن کیا — انہی وہ کہوئے سخن کہیں ہے
اک آدمی کو خاک نہیں اور فلک مقیم — اک روشنی کو ذات دہیر کہیں ہے
یہ نعت، مرحبہ حبیب، ص ۸۳، حمایت ۱۹۹۷ء

وحید الحسن ہاشمی : نید وحید الحسن ہاشمی ہمارے عہد کا ایک نام ہے۔ وہ جدید مرحلے کے بانسوں اور اس صنف کو فروغ دینے والوں میں
شامل ہیں۔ نثر اور شعری کی اصناف میں فن کا تخلیقی، تنقیدی اور تحقیقی کام ہمارے ادب کا قیاسیہ ہے۔

وہ کہوش پالیس کنوں اور ساکنہ براند کے مصنف ہیں اور مختلف اہم موضوعات پر ان کی تحریریں اعلیٰ درجے کے لئے موجب استفادہ ہیں۔ خود فن
کی فہمیت اور فن کے بارے میں کئی کتب اور رسائل کے خصوصی شمارے آپکے ہیں۔

شاعری میں فن کا ایک تہذیبی حراج ہے اس حراج کو کربلا کی نسبت سے مطلقاً لفظ کیا ہے۔ جب دور ثانی شاعری کے دائرے سے بہت کم
صوبہ نظر کرتے ہیں جب ہم کربلا ایک استعارے کے طور پر ان کے اشعار میں تو یہ تصویر پیدا کرتی ہے۔ فن کی مجموعی شاعری زبان و بیان کی لسانی
نماستوں اور تہذیبی طاقتوں میں مدد ملتی ہے۔

ان کی رباعی شاعری خصوصاً مثنویوں کے اعلیٰ نکتہ کو مدد دہ نعتیہ میں لیکن اس سلسلے میں ان کی مستقل تصنیف یاسین ہے۔ نعتوں پر
مشتمل ہاشمی صاحب کا یہ تخلیقی کارنامہ ایسا ہے جسے قضا سے قضا لغتوں میں "پاز" لکھا جا سکتا ہے۔ سادگی و کمالات حسن سے معمور ہے۔
بے ساختہ ہیں جس میں دلربائی کی اور انہیں ہیں، مترنم و میں، سادہ سادہ مصرعے، بیان کا یہ بے گلابانہ، چھبے باتیں کر رہے ہوں۔ نعت کے ہر شعر میں
چھبے باتیں کی حبیبیت، قدرت کلام اور مجزبیان، جب ان کی چٹائی میں میز ہوتی ہے تو قاری کے قلب میں بہانہ ان کی ہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔
نید وحید الحسن ہاشمی کے یہاں نعت شعور اور ہوش مند کی تھک میں آتھ کھتی ہے۔ کھل قضا ال و امتیاد، نعت کے تراجم و تفسیرات کا چوری طرح
احساس فن کے معتبر اشعار ہمارے وہاں اور شعور، دونوں کے مطابق رہتے ہیں۔ اور مصرعہ چھبے کے ان تمام مسائل و افکار کا علاج کرتے
ہیں جو آج کے حالات ہیں۔ روایت کی خصوصیت اور جدت کے تضاد سے قضا تہذیب نعتیہ ادب میں ایک معتبر مضامین ہے۔

ڈاکٹر نور شید رضوی کے ہاں ”مقید“ کا سوانح و شعور کی بہت قیمتی ماحول کی منت کے لہجوں حاضر ہیں اور نعت گوئی کی نظر میں ان کی لذت سے جوئے والے ایک روحانی آج سے عبارت ہے۔

پاکستان کے آغاز میں مصنف ایک ہیاستہ فن نعت نگاری پر آپ شمس میں تھارے مصر حاضر ہیں کی نعت کا نہایت محقق ہائزہ لیا گیا ہے۔ یہ سالہ ساتھ صلوٰۃ پر عیاد ہے اور نہ صرف حاکم بن مہر فی صحر ہے آپ کے لئے بھی اس کا مطالعہ علم افزا ہے۔ نعتوں کی تعداد ۸۷ ہے جو نثریہ نعت میں کمی لگی ہیں

نعت

وصف شاد حدیث کا صلہ کیا دھتے — اور میں بخنے مکی لذت ادا کیا دھتے
 فن کے در پر تخیل نغزوں میں ساری کائنات — دعا تو رہنے تھا دعا کیا دھتے
 فن کو من سے بھگ کر سمجھ کر سب بکھڑ گیا — مر اکھ کہ تھی اکھ سے میں کیا کیا دھتے
 فن کے در پر ہا کے بھی کھلے نہ ہم نے اپنے لب — دھتے کا لب بیو ہی نہ تھا کیا دھتے

۷۰

فخر انصاف میں تازی آئی — آپ آئے کہ روشنی آل
 مکتبہ دو بحر ہوئے ہیں ضرور — دور کیوں دور میں کی آئی
 کج کر اپنا شاہکار ازل — لب قدرت پہ بھی بھی آئی
 کب آئے تو عرش سے رحمت — آپ کی دور احوالی آئی

۱۰۳ تا ۱۰۵ سال طبعی ۱۹۹۰ء، المصنف علیہ السلام

صاحبزادگی : صاحبزادگی کی شخصیت جی اول در ملی ماحول میں بیاد محمد بنی کے دور اس طالب ملی میں در کے مختلف شعروں میں جو شعری و لولی مخلصین منعقد ہوتی تھیں ان میں احمد بن وقت شرکت کرتے رہتے تھے اس طرح صاحبزادگی کے لولی ذوق نے تربیت پائی۔ انہیں نعت گوئی سے فطری رغبت تھی ۱۳۰۱ھ میں انھوں نے اپنی کے حلقہ کلمہ سے اہل بیت حضرت عارف اکبر لولی دار پور فیض قرمانی سے بھی روئے نمائی پائی۔ لردوس مقید (۱۹۵۵ء) اور جام طہور (۱۹۷۵ء) ان کی دو لہجہ تصانیف ہیں جو اہل ذوق کی نظروں میں اظہار رکھتی ہیں اور کارکن کو روحانی مسرتوں سے مالاہل کرتی ہیں۔

صاحبزادگی کے یہاں محبت رسول کا گہوار تھی اور روحانی کیفیت کی دلگداز تا فیر شعر و شعر سے مہا ہے۔ حدیث رسول میں ماضی کی قضا ہے تب ان کی متیہ شاعری کا سرگز و محو ہے۔ فن کی نقیض ہیں ماضی احوال و مہر و ملت کا کس ہیں سوچیں حضور کی سیرت قدس کے ذکر اور حضور کے لہر شہادت و ہدایت کے بلاغ کی آئینہ دار ہیں۔ ہند و فکر کی مسرتیں، زبان و بیان کی نقیض اور اسلوب و اندک کی دھن مسرور میں ان کی نعتوں کو چہری کے اکھن و قلب کا حصہ بناتی ہیں۔

نعت

دینے کی زمیں ان کو نہ پہنچا نہیں کرتے — جہان ماضی صیبا کی دہا میں کرتے

(تھری ہارور، چرلی، نیو ہال، سرانگی مقاب) ہیں۔

شاہ صاحب کی حمد و نعت میں صوفیانہ جذبہ کیف کا رہو، فلسفیانہ تحقیق و شعور کا شریعہ، عارفانہ سرمستی و اشعار کی عاشقانہ سوز و گدگد اور ایک ایسی غلافانہ استعداد کی گرفت ہے جو لوہان و گلوب پر فائز غلبہ کرتی ہے اور جسے میں ایک ایسا آسمان ہیں۔ جہاں فراخی اور دلربائی ہے کہ تھری ہارور مانع شاہ صاحب کے اشعار چہ کر اور سن کر آتش کا ہو جاتا ہے!

ہم حیرتوں کی ایک قاری حمد و نعت کرتے ہیں۔

بعض ایزدی

بدھ زمانہ شلوتے کہ خدائے ارض و آسمانی — خن از عطا قوی رہو کہ یہ درد و غم بہہ را قوی
بہر دست عطا تو دور میں، چمن و طرقات و غار و غس — لب خود کشودہ یہ ہر نفس کہ خدا قوی، عطا قوی
یہ کمال یہ برآمدی یہ صد ہفت روز آمدی — یہ فہم صحت گل قوی، یہ فرام سوچ صبا قوی
من و جرم کوئی ہے یہ ہے، تو دور و پاشی اسیدم — یہ صبر عجب عظام، یہ سربر لطف و عطا قوی
کرمست پناہ مستحق، دم قسط مریم مستحق — کہ عزت جان حسی قوی، اثر آفرین دما قوی
جہاں و ملک شاہد امان استر ملک — یہ عظیم بحر خن قوی، سر طور ہلوہ لا قوی
دل و دیرہ کردہ اسیر تو، یہ درت نشت نصیر تو
حدسے کہ دلچ مشکی، نگرے کہ عقدہ کن قوی

ص ۵۵، ص ۵۶ (دین ہر دوست)

نعت (اردو)

لب سنی دلیں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ — ہیں آج وہ مانگ پہ عطا اور بھی کچھ مانگ
وہ ہیں حلقہ تو دما اور بھی کچھ مانگ — جو کچھ تجھے مانا تھا طا اور بھی کچھ مانگ
ہر چہ کہ سوار لے لہرا ہے زانکھول — کم عرف دن، دامنہ بلا عطا اور بھی کچھ مانگ
پھر کر ابھی آئی ہے سر زلف لہر — کیا چاہئے اسے بار صبا اور بھی کچھ مانگ
یہ سرور دین، شاہ و عرب، دھبہ عالم — دے کر قند دل سے یہ عطا اور بھی کچھ مانگ
جن لوگوں کو یہ شک ہے کرم حق کا ہے بھور — من لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
ملحقین عین کی نیابت کی دعا کر — جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ
پہتا ہے جو اس دور پہ تو دور کے نصیر آج — توتہ پہ توتہ کا اور بھی کچھ مانگ

ص ۲۱۴، ص ۲۱۵، دین ہر دوست، بار اول اپریل ۱۹۸۱ء، انور شاہک پبلیش، رسول لاٹری جمل

حضرت شاہ انصار الہ آبادی : شاہ صاحب نے تصوف کے ماحول میں آنکھ کھلی اور شریعت، طریقت اور معرفت کی قدوس میں پروان چڑھے۔ آپ کو مشائخ گہدہ کی صحبت حاصل رہی، خود آپ کی ذات گرامی کے فیوض سے ملنے والی اور اہل طلب نے ہر محاذ پر آپ کے واقعہ گرامی

حضرت مولانا محمد شرف حسین ایک بے پایہ صاحب معرفت و ادب تھے جو حضرت سیدہ امیر سکندر علی مدظلہ العالی آبادی کے مجدد تھیں۔ آپ نے اہم تر تعلیمات اور روحانی ترویج اور گاہ سیدہ صاحب کے دینی، علمی اور ادبی ماحول میں پائی۔ آپ اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد اور گاہ سیدہ صاحب کے مجدد تھیں مقرر ہوئے۔ سیدہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چودہ سلسلہ مقام سے صاحب اہل تشیع و خلافت سیدہ و ادب تھے۔ یہ سارے امور و چہلچات شہد صاحب کی اہل میں منتقل ہوئے۔

آپ سادات گھرانے کے چشمہ ارجح ہیں اور یہ کسی نصیحت بھی آپ کی سعادتوں کا ایک جزو اعظم ہے۔ آپ یکبارہ سال کی عمر میں شعر کہنے لگے۔ آپ کے ادبی مساعیر میں مولانا ناصر خلیق گجراتی، لطافت جنگ پٹیل، ناصر ری، نور طاہر، شعیق و پوری شامل ہیں۔ آپ کیونکہ مولانا مقام کے سلسلہ وار سے وابستہ ہیں اس لئے آپ کی معرفت بھی اسی ادبی ثقافت اور اسلوب عرفیت کا مظہر ہے۔ آپ کی شاعری، ادبی کی شاعری ہے جو کچھ قلب پر تھلی ہو تا ہے وہی معرفت کے سانچے میں داخل کر دیتا ہے۔ قرعہ سے بہ جانا سبب ترکیب نفس، تلخیص باطن اور مصانے قلب کی شاعری میں صداقت اور حقیقت کی جو روحانی یکیت ہوتی ہے، ان کے صحافیہ نقاش آپ کی نعتیہ شاعری میں موجود ہوتے ہیں۔

”راز“ میں نے شہد صاحب کی معرفت کو کبھی حضوری کی شاعری قرار دیا ہے۔ دیکھتے ہیں۔

”نعت لکھنے والے، شاعر کو کبھی حضوری کی دولت نصیب نہیں ہوتی۔ قادر الہامی کی بدولت نعتیہ شاعری تو ہر آدمی آہن ہے لیکن چل کر اہل خانہ کے عمل سے بہ شاعر نہیں گزرتا۔ شہد صاحب اللہ تعالیٰ کے دو مجموعے سرائے السائین اور صلوة سلام پڑھ کر یہ احساس ہوا کہ جس طرح ہر نکتے میں کچھ مستنبطات ہوتے ہیں اسی طرح ہر حاضر نعتیہ شاعری کا بھی تمام شعری سرمایہ چل کی تحقیق نہیں ہے۔ یہ اس حد میں شہد صاحب جیسے صاحبانِ مال بھی موجود ہیں۔“

میں ۲۰۰۳ء میں ۲۰۰۵ء نعت رنگ شہد، ۱۰ اپریل ۱۹۹۹ء، ہفت روزہ کلیم نعت راجی

حد

بے نیاز این و آں ہے شان رب معلیٰ یعنی ہر پہ جوں کی جوں ہے شان رب معلیٰ
اس کا سمع معرفت محسوس ہو تو کس طرح — بے زمین و بے ذہل ہے شان رب معلیٰ
کچھ نہ کہنے کا بھی ہو جاتا ہے سب کچھ عزم سے — شرح رب کن لکلا ہے شان رب معلیٰ

میں ۲۰۱۱ء، سرائے السائین

نعت

جب دینے کی یاد آتی ہے — دوع کو نہیں سہکتا ہے
دم لہوں کا، نعر میں محبت بزر — کس عقیدت سے جان باقی ہے
کہاں دیکھوں کہاں نہ دیکھوں میں — ہر خواہش کی دل بھاتی ہے
ہے درود درود پاک کے ساتھ — میری ہر سانس آتی جاہل ہے
سر خود کیوں نہ ہو وہ صریح پاک — اپنے غلوں میں جو ادب جاتی ہے

میں ۲۰۱۱ء، سرائے السائین، سالِ اشاعت ۱۹۹۹ء، ہفت روزہ صلوة سلام، کراچی

نور اور "قدر و معنی" کا کرشمہ رہتا ہے۔

(پس رقی)

انکو فرماں چاہی فرماتے ہیں "اگر ان کو کسی مخصوص صنف سے جوڑنے سے دیکھنی پڑے تو وہ فزلی اور صرف فزلی کے شاعر نظر آئیں گے۔ پس لئے کہ فزلیت جس کا اور نام شعریت ہے فن کی شاعری کا جزو مسلم ہے فزلی ہی کا فیضان ہے کہ ان کے نظیہ کلام نے ہندی شاعری کو گہرا احساس کی ترقی جنت سے روٹھائیں کیا ہے۔"

(پس رقی)

نہیں کی صحت کو رقم تحریر کر سکتا نہیں — حرف صوبی نور کو زنجیر کر سکتا نہیں
 ایمان و دل کا مرکز و محور نہ جب تک وہ — کوئی اپنی ذات کی تعمیر کر سکتا نہیں
 ہمارے اللہ تک کہ لوگ اسے ان کا بیل — حوروں کا قید و رجسٹر کر سکتا نہیں
 ہر عمل منسوب ہے جس کا خدا کے ہم سے — کوئی اس انسان کو تسخیر کر سکتا نہیں

پس "مرے آقا

نعت

ہم اللہ دل ہیں ہمارا ہی عقیدہ ہے — ہر معلوم ہی دین ہے نہ دینا ہے
 خود سے کہہ دے کہ جب رسول ہے پس — مجھ میں آنے کے کا کہہ کیا ہے
 ہر عقیدت کا تو بارو چاہئے چلیں — نہیں کو دیکھیں۔ خدا کو تو جس نے دیکھا ہے
 حرم یقین کی حور ہے اور ہے میں — ی ی یقین کو حسن یقین ہے
 نظر کو حسن، خود کو شعور، دل کو سکون — ہر طرف اسی آستان سے ہے

(۱۵)، مرے آقا، سال مئی ۱۹۹۷ء، سب جلی بکشنز کراچی

عزیز احسن: عزیز احسن، شاعر ہیں، ادیب ہیں، محقق ہیں اور وہ ہیں۔ عقیدہ و تحقیق کے حوالے سے ان نے بہت سے ذیلی مضامین نظر سے گزرے۔ وہ بہت اچکی محاورہ نعت لکھتے ہیں۔ تاہم ان کی کوئی علامہ و نمونہ یا متیہ تصنیف نظر سے نہیں گزری۔ بہت رسائی و چراغ میں ان کی حمدیں اور نقیصہ محنت رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے مضامین اور صفات و چہاات کے حوالے سے خدا کی ذات کا عرفان ان کی حمدوں کا انحصار ہے۔ عزیز احسن کی نقیصہ شعور و عقیدت سے گندہ محی ہونی میں ہر ایک حاملانہ اور ماراقتہ احساس و فہمی ہیں۔ ان کے دماغ و ذہن بانیے شاعرانہ ہونی میں دل کا گہرا اور سوزہاں محسوس ہوتا ہے۔ ان کی فہم کو ہم ہر تہذیب کے حلقے میں شلک کر سکتے ہیں۔

ہم سے گلوں ہیں بھی شام و سر، شجر، نیر — تم سے ہی دگر میں تھیں، دگر ہوں، پھر ان شاعر
 جو کہ ہماری چاہتے ایک حیات جلاوں — اور ہری حیات ہے انھوں کی طرح عظم
 وہ جہاں دکھا لکھ ہماری اسی حیات میں — ہماری خوب کے قہر و رنگ، ہماری اداسی کا اثر

کا کردی اور عبدالعزیز خانہ کے مقلد ہیں۔

ص ۱۹۹، ۱۹۸، نعت تک شہرہ ۹۰، تاریخ سنہ ۱۰۰، شرا عظیم نعت کراچی

طلع المہر علیہ صوں پر مشتمل ہے ایک حصے میں حمد یہ شہرہ ہیں اور اسے میں ست۔ آثار میں دس حمد ہیں، بہار و قصائد حمد و نعت ہیں۔ اس کے بعد پانچ نعتیہ قصائد، آخر میں کوئی ۵۵ اور ۵۳ نعتیں۔

مندرجہ بالا تمام اسے عظیم و صری کی حمد و نعت کوئی کی خصوصیت و اعتبار دار ہو جاتا ہے۔ اسوں سے ان مصنفین مبارک میں نہایت مراقبہ اور ایک دور ہے جو شعور و بصیرت کے ساتھ اشعار کہتے ہیں۔ ان کی شاعری کی فنی رعایت بلند معیار رکھتی ہے اور اس میں معنوی جمالیات اور فکری و جذباتی کامن بلرت نظر آتے ہیں۔ عظیم و صری تمام اسے حمد میں ہمارے صدی کی حمد و نعت کہتے ہیں۔ نہ بہرہ امت کا تقطر اور صرہ ہرچ کا کاظر فن کی تحقیقات کو محنت و لطف سے ہمکنہ کرتا ہے۔ ایک نہایت اعلیٰ قطعے سے سوں نے آغا نظام کیا ہے

نعت کہنے کی مجھے اللہ نے توفیق دی
شکر ہے عشق کا میری تلمہ تو سلطان ہو گیا
ایک مدت سے میرے ہوش جبرائیل تھے
مجھ سے حمد و نعت سن کر مسلمان ہو گیا

خدا نے زندہ کا عظیم ہے سدا زندہ --- دو دولت پاک کہ ہے عالم افریدہ
کریم و مدد نواز و رحیم و صدیاں پوش --- جزا دہندہ ہے ہندو کا حیدرہ
زمین کا کوئی سلطان نہ آہیں کا ستوں --- جب ہے صفت دو کون افریدہ
خاکر نس کے ہیں جن و بحر و دوش و بیور --- ترنہ خج ہے قری تو سرا سازندہ
لوا و نعل و قلم و مہر حق سے قوم ہیں --- شہر ہوں یا ہوں طالع ثا لکندہ
لوانہ مجھ سے ہوا شکر اک بھی نعت کا --- قلم سپنا کس پر ہوں مدد شرمندہ

ص ۴۴

نعت

دانشوروں کی عقل ہے اس مسئلے میں دیکھ --- اک شخص نے بدل دیا سارے جہاں کا رنگ
دعہ آشیائے حکمت و حقیقت ہوئی حیات --- اور آتشا ہوا یہ جہاں سفل و شک
قوم دونوں کو میرٹو آدم مری ملی --- اور دامن امن سے شوگرمن جنگ
جو لعل و لہجے وہی صبرے چراغ روا --- اور باہن جڑ سے کینہ جو رنگ
انکھیں حیا کے نور سے صبور ہو گئیں --- سوسا سے وطن گیا بھی کبر و دیا کا رنگ

ص ۴۴، طلع المہر علیہ، شامت جولائی ۱۹۹۹ء، شرا و عر قداسی، مکتبہ قدوسیہ لاہور

کہ قلعہ مناصرہ کا ناکارہ ٹکڑا میں وہ ہلاکت تھی
 جو ہر ملہا میرت پر مطالبہ مقرر کو شکست کرتی
 کبھی پیام اعلیٰ اور کبھی پتلا میرتی
 میں اسے جہنم گنتہ تہہ آخر و جہان۔ اعلیٰ کی صورت
 ہو گیا ظہیر

اسی سے میرے افروز و جمال ہاں فزائی و صوم نام میں
 مگر یہ جوہر آئینہ بھی جو اگر ہے، آئینہ کیست
 فزائی نور ہے اب شاہد مشہور کچھ کہ نہیں
 اسی سے روشنی جیسے کے سرور اچھے
 جی سے مشعل خاک ہے ہر آئینہ گلائے

ص ۲۱۱، انقلاب برائے نعت میں، جولائی ۱۹۹۷ء، نثر حضرت حق محمد رفعت، ایک سو یک پاکستان کراچی

نعت

خواب میں بس بھی کبھی مجھ فخر و یکوں — اپنے دیکر کو سر لوج شلا و یکوں،
 میرے قدموں کے ہیں دولت ہی آئینہ بہ دست — کاٹا اس آئینے میں اپنا سر لپا و یکوں
 پا آئے ترے دلائل کرم کی دست — چاندنی رات میں جب دامن صبرا و یکوں
 جب بھی اندوہ کے لمحوں میں پکڑوں مجھ کو — تعلق شب سے نمودار سوہا و یکوں
 صبرا ہڈی، صبرا سولا، و سول دست — جس کے اوزار میں راحت وہ کہہ و یکوں

ص ۲۱۱، برائے نعت، ترتیب حیدر صاحب، سال ۱۹۹۹ء، پاکستان رائٹرز گلڈ، لاہور

قراردارٹی : کراچی میں دو تین دہائیوں تک ایک عید لڑا ہے جو دروغ و برائے نعت کے سلسلے میں تاریخ ساز کردار لڑا کر رہا ہے۔ من اسلاف مہارگی
 میں جمیل، تنقیدی اور تحقیقی سطحوں پر اس دوسرے سے دھندلے ازلوں نے دین نام کیا ہے۔ قراردارٹی اس کے عالم اعلیٰ ہیں۔ ایک ناکام، جیت ہم نعت کے
 لوہ لوانکات کے دائرے میں شہ کرتے ہیں یہ ہر ماہ ہے کہ دستان داریہ نے نعت کے ایسے طرزی مشاعروں کا آغاز کیا ہے جس میں صرف دو نظمیں
 جنہیں کی جاتی ہیں وہ شریک شعر اور دروغی کا انتخاب کرتے ہیں۔ سال کے بدھ میزوں کے بدھ مشاعروں میں چھ میز کی نظمیں کو قابل شکل
 دے دی جاتی ہے۔ یہ مشاعرے ملک کے مختلف شہروں میں ہوتے ہیں بدھ ملک سے باہر بھی انہوں نے دروغ کیا ہے۔ ایک سال کے بدھ و بدھ یہ مشاعرے
 بھی نکال کر دیے گئے ہیں۔

اب تک کے نتیجہ سٹ حوالہ : مشکل کتب کے نام خوشبو سے آہن تک، حوالے، حیات، قرأت، آئینہ، چاند و مجھ لور، جہاں اندر جمال
 اور مکہ کا حرف حرف ہیں اور بدھ پر قرب نام ماہگ لور ۲۰۳۰ سے۔ محمد دستاں کو سید دروغ کے اس عمل خیر میں قراردارٹی کی نو شیش لابی
 لکھا اور لکھ حسین ہیں۔

قرورائی خود بھی اعلیٰ درجے کے نعت گو ہیں اور جن بزرگوں سے ان کو نبی تعلق اور معوی نسبت سے ان کے فیوض کی چلی بھی ان سے کلام پر فکس رہا ہے۔ اب تک ان کے دو مجموعے "شمس الغنی" اور "کف الوری" طبع ہو چکے ہیں۔ ان کی نعت گوئی کے بارے میں چند آراء و تحسینیں ملتی ہیں: "ان کا رنگ نغزل جدید احساسات اور طرز فکر کی نمائندگی کرتا ہے۔ سب سے زیادہ مدد لطف نکتہ یہ ہے کہ نعت کے آہنگ کے میں شعر میں بھی نغزل کی لطیف دل پذیری غنائیت اور جمالیاتی فنی کی لطیف گونج موجود ہے۔"

"شمس الغنی" - ص ۱۰

اختر گشتی: "مفتی رسول علی کا اعجاز ہے کہ ان کی غنیمت میں بھی شائستگی ہے اور ان کے فن میں بھی نکھار اور دل توخیزی ہے ان کی سوچ کا وسیلہ وہ دل ہے جس میں سرکار کی محبت ہے اور محسوس کرنے کا وسیلہ وہ دماغ ہے جو حضور کی سیرت مبارکہ کی خوشبو سے معطر ہے۔"

ص ۳۸، "شمس الغنی"، اشاعت نواز عظیم آباد، ناشر بزم لہلہا، خن پاکستان کراچی

حیدر چیمپ: "انہوں نے نعتوں کی زمینوں کو لوہے اور دیلوں سے آراستہ کر کے ہمت پر کشش بنا دیا ہے۔ بحر طویل روٹیوں کو ہمارے میں انہوں نے حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے۔ نئی زمینوں نے انہیں نئے نئے مضامین بھی دکھائے ہیں اور اس طرح ان کی نعت فن، جنتو، نسبت، حقیقت، ہمت، کد اور انکسار ایک ایسی دھنک مٹی ہے جس کے رنگ نظر کو شاد اور دل کو کیف و سرور عطا کرتے ہیں۔"

"کف الوری (کلیپ)

ڈاکٹر ابو الخیر کلید: "آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ قرورائی کی شاعری دل کی شاعری ہے مگر اس میں فکر اور غور و تجزیہ بھی شامل ہے۔"

ص ۸، "کف الوری"

قرورائی کی نعت گوئی کی ہیئت شعور پر ہے۔ ایسا شعور جو تیز روشنی میں کہ قدم نہیں اور ادھر ٹھاتا ہے اور انہیں سرادھ مستقیم پر رکھ کر منزل مقصود و محمود کو ان پر چہرہ کشا کرتا ہے۔ اس شعور کے سبب قرورائی تو ب نعت گوئی کے رموز، نکات کا عرفان کامل رکھتے ہیں۔ ان کے یہاں اسی شعور کی بدولت سے احتیاط، اعتدال، توازن اور سلیقہ مندی موجود ہے۔ نیز قرورائی کم مانگی اور پیچ مقدمہ لری اور جز فن کا بھی مکمل احساس ہے۔ اس احساس نے انہیں شعور سے بھر دیا ہے۔



کیا مجھ کو جلدت ہو تری حمد و ثانی
... تو مالک و مقتدر ہے میں اورم خانی
سب کچھ ہے ترے ایک اشارے کی بدولت
... دریا کی روانی ہو کہ جنبش ہو ہوا کی
دکھ جھوٹی ناس سے مجھے محفوظ بیٹھ
... تو فیض عطا کر مجھے حسین و رضا کی
ص ۳۴، "شمس الغنی"

نعت

جب سے دیکھا ہے قصائے کو پے "غیبہ" کا رنگ
... منتظر کرتا ہے مجھ سے عالم بالا کا رنگ
روشنی اس کا مقدر، آگہی اس پر ندا
... جس کو حاصل ہے علم عشق و والا کا رنگ
جس کو آجائے شعور اپنا مصلیٰ
... تاکہ دیتا ہے رخ امروز میں فردا کا رنگ
جل اٹھے ہیں سرے حق میں بھی حضور کی کے دینے
... کتنا روشن ہے مآب وحدہ آقا کا رنگ

اے قمر فدا جو ہر سوا مرکار میں — تیرا ہی جی سے نہیں کی ، جس لہو کا رنگ
میں ہے ۳ ، کلف جوری ، جوری جویہ ، باختر بہار ، لہو کی گراہی

خاطر غزنوی ، معروف و محترم شاعر و صاحب تحقیق ، آئی رو میں لی ادبیات تک رسا ، مرد ولعت میں ایک منفرد مقام کے حامل اور
اس صنف کے چھ چٹا سون سے ہم رنگ رسے کے ساتھ ، خود سے خود سے ، میں مرد ولعت کو معبود کرنے والے ، اور سچے آفاق کی جستجو میں گرم
طرز جذبات و محسوسات کی شدت و کثرت اور ان سے اندر میں خود را کھائی ، ان کی نمود میں اپنے خدائی کی عظمتوں کے بیان کے ساتھ ساتھ اپنے مجرور
انگہ کا عکس و صورتوں میں جذبہ سرشاری کے ساتھ ساتھ خود را کھائی ، ان کی نمود میں اپنے خدائی کی عظمتوں کے بیان کے ساتھ ساتھ اپنے مجرور
ہے۔ ذاتی جذبات کے خدائے — تراجمی مسائل و ادکاری ضابطے ان کی نقیض ہیں۔ انہوں نے مرد ولعت نگاری میں ایک نیا سبب کی ہے کہ چتر
شعر اور پاکستان کے اور سے صوفی شعریں نہ مری کے حکوم تریم مصرعہ — سبب و اداری تفسیر کے مطابق کر کے آفاق مرد ولعت کو وسعت
فراہم کی ہے ، ہمارے صدائے نعت نگاروں کو فیروز چیر و کھائی ہیں۔ اسلئے اور ہائے ن مرد ولعت کا ایک دل کو پروردگار آفریں مجبور ہے۔

بھٹ

میں کے دل پہ تو ہادی ہی سن گئی ہے — اور تیرا دس کے آئس صوفی جن لے
ہارے رات دس کے اچھے اچھے دھکے ہیں — تالے ہانے کو سلجھا دل چاہو جن لے
دل پر تیرے پیارے پیارے ہیں آں گاہے — سب ن وہ میں ایک ہی صلا سب کی سنا لے

۲۹ ص

موسیقی کے آئینے میں

بھی مردوں کا ہندن تو — مرے عواں کی جھانگیں تو
ما دے گا ما پا دھائی — کوئی تیر کا دھن تو
مرگ سات مردوں کی ہے — شہ میں غرہ سپرد تو
اپنے پیچھے خاتمہ ہیں — ہ سب کا ہے کھن تو

۳۰ ص

اے خدا میرے غم و اہم و مہم — خود سے ہی قائم ہے وجود و نفا
دوسرا کوئی بھی معبود نہیں تیرے سوا — اب کسی اور کو معبود نہ صفت ہوا

۳۱ ص (طوفان خان ملک)

نعت

مگر کو نہ کرے خدا پیدا — تو دہا کو بھی پھر پیدا کرے
ہوئے خاتم نبوت کے لئے — نبی کوئی بھی لب پیدا نہ ہوگا
نہی کا اور پہلا تو جہاں ہے — جہاں میں جب کہ تھے قوم و خوا

خُجْ ہارکا ہے ہاگوں ہے — خُجْ تہرا ہے ہر دگی کا
 در اہم کا ہوں ہارپ کش میں — نہ دور اسی دور سے کہ میرے خدایا
 ص ۳۲، سلسلہ انوار کا، سال نہایت ۱۹۹۱ء، اثر حنفیہ کتب خانہ، لاہور

محسن احسان : محسن احسان کے نعتیہ مجموعہ "اسمہ انکسار" چھ نوا

"محسن کے ساتھ محسن احسان کی بہت عقیدت چاہی ضرور ہو سکتی ہے۔"

مجموعہ نام کا کی، ص ۹

"محسن احسان کی نعت کا امتیاز و اختصاص من کے معزز لادب انجمن میں سے برونپ آنا ہو کر ذات و مقام حضور ﷺ پر مرکوز ہوا

ہے۔ محسن احسان کی نعت کا موضوع اور فکری انداز سے جس نے زندگی کے تمام شعبوں اور مملوک کے سبکی طبقوں پر بہت گہرے اثرات
 مرتب کیے۔"

طبعیہ نکتہ، ص ۱۲، ص ۱۵

کتاب کے آغاز میں چار مصرعیں ہیں مگر غزلہ صنف میں کہو قتل نہیں نہیں ہیں۔ درمیان حیدر کہ فہمیں بھی ہیں مجھے سنا کہ یہ نظم، علی
 ہاشم "مؤرخین کیلئے ایک نظم، محمود سرور کو نہیں ایک طریقہ۔"

محسن احسان کے یہاں نعت اپنے چہ پہ شکستہ و ساقی اور موسوعات و انکار کے ساتھ آتی ہے کہوں نے روایت سے صنف اور "سرسے
 ملی تلاوت ضرور لے ہیں لیکن اس لڑیم میں خوب نو تخلیقی کوششوں کو نہایت حیدر۔ یہی ہے ساتھ سب قسطیں کہا ہے۔ ہندو کی صداقت اور باطنی
 داخلی خصوصیات و کیفیات کو کتب نعت و شائیں ذہن لایا ہے۔ ندرت کلام، اندازت فکر، خیال و روحیات سب پر شعر سے جلوہ آتا ہے۔ محسن احسان کے
 یہاں نعت جہاں جذبے کا اظہار ہے وہیں فکر افزا بھی ہے۔ "ویرت طبع کے اچان کو آفتاب امت کے ساقی کا مل اور عالم انسانی کے لئے نوریہ اسمہ
 آسودگی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔"

ہفت

مر لٹاک ہے "در تہ رہا" ہے — ازہ خاک سے ہر آن پیدا " ہے
 بجز وہاں ہی ہیں جب شک میں کے بے — رنجش من کے گھٹوں سے " ہوتا " ہے
 ہوا " شک میں کرک کہ بھی سے " ہوا " ہے — حقیقت ہے کہ " ہوا " کا " ہوا " ہے

ص ۲۵

نعت

لہر " کہ شہنائے نو بہار گیا — غریب شہر تو " نے شہر کیا
 محبتوں کے سبکی حرف ہوا دل پہ گئے — " ہوا " کو سنی سے بکھڑ کیا
 جہاں لہ کی صہی ہے کد آن کے لئے — " ہوا " نے جس کا سر دھڑا اٹھا کیا
 " آفتاب حقیقت " آفتاب صفا — " ہوا " نے م کو مشور اٹھا کیا

ص ۲۵، سلسلہ انوار کا، سال نہایت ۱۹۹۱ء، اثر احکام اسلام آباد

مہارک موگیری : فقہہ قصبہ کا نام "ذکر رفیع" ہے جو تین جہاں چند فقہہ نسخوں ۲۵۰ فقروں اور آخر میں قطعات و رہنما ہے۔
ماتبہ مطبعہ ہے۔

آرا:

ذکر رفیع چھپ رہی: "مہارک موگیری نے حضور اکرمؐ کے مصروف سہار کی بدولت کسی کو اپنے واسطہ خیال میں سمجھنے سے گئے شاعری
میں ان کے سادے اور سادے کولہ دینے ہیں۔"

۸ ص

طرہ چھپ رہی: "فقہہ نظم کے علاوہ انہوں نے غزل کی صورت میں بھی بہت سی مسیروں، مجلس فقہیں مکی ہیں جو مہارک رسول کی کیفیتوں اور
مرشدوں میں دلی ہوئی ہیں۔"

۱۰ ص

مہارک موگیری کا ذکر: "مہارک موگیری کا رنگ فن وقتہ ہمے کر سہ شروع میں اس وقت سے بدولت کے دو قوم ہاٹ کے مساک کو بھی نصیب کا نصیب
مہارک ہیں اور حضورؐ کی تعلیمات سے ان مساک کا دل احوال لائے ہیں۔"

(۱۱ ص)

مہارک موگیری اگرچہ روایت کے پابند ہیں لیکن روایت کو بھی انہوں نے بڑی سادہ مندی سے ۲۰۰ ہے اور روایت کی انہی خصوصیات
حالات کو اختیار کیا ہے جو سحر و شرمیں قابل ثناء ہیں۔ ان کے یہاں اب رسول، فقہات کے رنگ اور شعور امتیاز کی خوشبو میں آمیزہ کر لیا ہے
مذاکر میں ہو جاتی ہے۔ نعت میں ان کے یہاں سب موضوعات ہیں جو نعت کے دامن کو نگاہوں اور مظهر مہارک ہے۔

نعت

نعت ہر جگہ مجرا ہے ، منزل ہر سحری — تجھے میں نے دیا دلا ہوا کی جنت مجری
و لہدی و جہدی جا اپنی جگہ سو — اسد ملتا ہے لیکن آہ لافظ مجری
۱۰ ص

نعت

وہ نغمہ ہوتی جنتا نغمہ ہے — ۱۵ شوق کا جھوٹے میں سر ہے
خدا کے ہر ہم آتا ہے ان کا — لیلیٰ کا ہے قصہ ظفر ہے
کا مکتی ہے شعلہ لڑکھی — دوائے مہر کا صفت کے سر ہے
۵ ص ، ذکر رفیع ، ص ۱۰۰ ، مہارک موگیری سے روایت کی گئی

نصیم تقویٰ : سید ابوالخیر علی کے پیش لفظ کے اقتباسات سے نصیم تقویٰ کے ذکر کا قیاس کیا جاتا ہے۔ مسہرے کی نعتوں میں کی اسلوب نثر
آئے ہیں۔ کس ہندی اللہ کا ہوا دکھاتے اور اس حسن کا کہ روئی کی ہلا تہذہ کر دی ہے۔ کس غزل کے تمام ملاحظہ ہوا کہ نعت گوئی سے لے لفظ
اند میں صرف کیا ہے۔ اپنے والد کرامی حضرت ضیاء اللہ علی اللہ مقربہ کے ذمہ اثر جناب تقویٰ نے شاعری کے کھانگی کا سن اور مہارک

چاہی طرح کچھ اور تاجہ اور ایک ہفتہ بعد اس کی مثبت سے اس کے حوالہ سے اس کے حوالہ سے اس کے حوالہ سے۔

[illegible]

پلے حد خدا لہوں ہے	—	میرا سکھو رہ ناکبر ہے
بے لحد ہے مثل نو یکنا ہے	—	حرف کی حد سے باں ہے
ہے موت و حیات کا خالق	—	اس جس کا ذات کا خالق
انجامی ہیں اس کے ور کے نظام	—	میں گدا لولہ اس کا ہوں نام
نمایا ہو تعریف اس کی رحمت کی	—	انہی بھیج کر ہدایت کی
میرے آقا محبوب بڑاں ہیں	—	ہاں اسلام و روح ایسا ہیں
ایک خلقِ دو الجہاں میں	—	میرے سرکار کی مثل نہیں

22

ت

خاک اور محبوب سے چرے ہو جے ہیں جس شخص و قدر ہو سے ضیاء تک رہے ہیں
آگنی نہیں ہیں کبھی دھوپ اہل کی ہم قدر ہو بہت کے سایے میں چپے ہیں
تقری ہے ہر ہمیں وہاں دبیر ہم ان سے ہیں مشوب رہے ہیں کہ بھلے ہیں

۱۹۴۰ء میں جے۔ ایچ۔ ایچ۔ کے صدر بنے۔ انھوں نے اسلامی کراچی

سر فرزانہ لید : سلام و منقبت اور سر شہ جہادی، سر فرزانہ کی شائستہ بھی سے اور اعتبار بھی۔ نہ ہمارے جانی عقیدتوں سے چند یہ عقیدت نفع کے علم و خبر اور فن کے لیے یہ معنوی کمالات و محسوس کا مظہر ہیں۔ نسبی، جانی شہ جہادی میں جہانی طور پر جو صورت کا سامنا کیا جا سکتا ہے، یہ علم و صورت میں بھی انہوں نے نقیض کسی ہیں اور بن میں بھی اپنی استعداد اور صداقت نے جو برا دکھایا۔

سر فرزانہ کی نسبت کوئی میں جہادیت و عقیدت و شیعہ کی، صورت سے ظاہر محبت اور سیرت پاک کی صورت و جہادیت کے مطابق مجرور اکھلا کے

ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ ان کے دلہ نگہ کا خاکہ ملاحظہ فرمائیے جس کی نسبت سے شوقِ عاشق اور ادنیٰ حضور کی خیالاتِ سخن کے بیان ہوا
 ملنے ہیں۔ حضور پاک پیغامِ انسانیت ہیں اور ان کی تعلیمات و تہذیب پر اس کا طبعِ سلام اور قوامِ مصلحِ عالم کو سلامتی اور نجات و شہدائی کی
 سلامتی اور نجات کی بھرپور توفیق ہیں۔

سر فرخندہ کے بیان بیانِ بیان کی کلاسیک اور اسلوبِ اعظم کی مدد سے یہ عجیب و غریب کمال پائی جاتی ہیں۔

نعت

ہر وقت بھی ساتھ ہوا بھی نہیں — دلِ فن کی پر سے غافل مگر رہا بھی نہیں
 کرم اور ایہ کرم جس کی انتہا بھی نہیں — دل کی مری تندر میں جو تھا بھی نہیں
 مطالبہ بھی فن سے کوئی کیا بھی نہیں — دل وہ سب ضرورت جو سوچنا بھی نہیں
 خدا ہے میرا دیوتا — دل کا ہوش تو کیا فریبِ دعا بھی نہیں
 مثالِ فن کی نہ احوالِ بحر کے ہوائے میں — دل ہے فنِ سات ہو گا بھی ہوا بھی نہیں
 کرم یہ فن کا کہ میری طرف ہے دستِ خط — مرا یہ حال مرا کوئی دعا بھی نہیں
 جہاں کی رو کا رہبر بنا عشقِ رسول — آپ دیکھ اس کے سوا اور راستہ بھی نہیں

انتخابِ نعت "ترجمہ قلم" ص ۴۷، طبع کاغذی نیکل ٹکسٹ پریس، کراچی۔

سال اشاعت دسمبر ۱۹۸۸ء، شمارہ: ۲۰، مہینہ: ستمبر، پبلشر: قلم پبلشرز

ریاضِ حسین چوہدری : ریاضِ حسین چوہدری کی نعت میں وہ تمام ملی اور معنوی علامات ہیں جو رہائش سے جہت
 کی طرف سفر کرتے ہوئے عصری نعت میں ہونے چاہئیں۔ ان کی نعت جملہ روایت کے اندر ملاحظہ سے پراگندہ ہے اور اس کے انسانی احوال
 مساکین کی محاسن اور ترحم بھی ہے۔ یعنی عصر حاضر میں نعتِ اسلامیہ اور ایمانیت دونوں پہلوؤں میں جہتوں کی تلاش کی گئی ہے اور اس محسوس طور
 پر مدح و کثرت کی شانِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم اور سب سے بڑھت کی مدح و کثرت ہونے کے ساتھ ساتھ انیسویں صدی کے ادیبوں کی انسانییت کے طور پر بھی پیش
 کر دی ہے۔ حضور کے اسوۂ حسنہ اور سیرت کا مذہبی متوجہ لوگوں کے مطابق نعت کا طرح ہیں تاکہ آشوب میں جھکا اس وقت اور آلام میں گھری ہوئی
 انسانیت کو رہا پائے اور مرضِ اعزبت، امن، بدل اور تسوہ کی کامیابی کے۔ ریاضِ حسین چوہدری کے بیانِ نعت و بیان کی خاصیت، چہ نہ کا
 تقدس، خیال کی لطافت، متوجہ مضامین، مختصر اسلوبِ ہمدردی کو لب و لہجہ، عصری احوال و مساکین کی آئینہ داری اور سیرتِ طیبہ کی تخلیق و بیان۔
 فنِ علامت کے حوالے سے فن کی تصانیف اور مستند اور ذوقِ چکا محاذ کیا جاسکتا ہے۔

حلیہ حبیب کے قول: "ریاض کی نعت دراصل ترکیبِ معنی و مستحکم کے لئے کاروبار کا ہے جو طبعِ سخن کو دلہ نگہ سے جھکا کر
 اور جسے دیکھ کر حریفانِ سخن پر لڑنے والی ہو جاتی ہے۔" (۱۹۸۸ء)

حلیہ حبیب کی رائے میں "ریاضِ حسین افغانی وہ ہے کے شاعر تو ہیں ہی مگر اس کے ساتھ وہ قلبِ گداز اور دردِ معنوی کے بھی مالک ہیں
 انہوں نے گدازِ قلب کو سرورِ کائنات کی روح، شامِ صرف کیا ہے اور دردِ معنوی مسکین کی زبانِ معانی اور محنتی فکر کے لئے وقف کر دی ہے۔ فن
 کے کام کا محض حصہ اسی چہ نہ کے اہم دیکھنے وقف ہے۔"

ص ۱۰۱، نعتِ گداز، نمبر ۲، دسمبر ۱۹۹۱ء

چہوں کی پند میں تو ہے
 بھوں کی مگر میں تو ہے
 اے اے اے اے اے ہے
 امدت سے اے میں تو ہے
 اے اے میں تو ہے
 محنت کی پہچان میں تو ہے
 حیر کی یہ شان میں تو ہے
 کرپ کے مہون میں تو ہے
 دلی کے دھان میں تو ہے
 اے اے اے اے اے ہے

ص ۱۳

نعت

ہے فر سرور ہدی تم کی روشنی — میں تم میں مومن میں ہو فیضی روشنی
 صورت بھی آج — تو یہ ہے بھی — وہ چاہے مانگا ہے وہ بھی روشنی
 میں لے تو آں پاں — مانگے نہیں پناہ — انہی سے نہیں سے مرے گم نامی روشنی
 میں بپ بھی کر ہی کی گھنٹوں میں آگرا — کھلی ہی جاگ اچھی مرے اندر کی روشنی

ص ۲۵

رباعی

دو بھی سہوں چ ستر کرنے کا — ہو کھر خاک تو بھر کرنے کا
 ہے قری معراج کا انوار کے آج — انہی بھی مطلب کو سر آونے کا

ص ۱۲۶، روشنی، سال ۱۹۷۱ء، ماہ صفر صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲

بشیر حسین ناظم : "جوں میں فادر" شعر میں ناظم کی فنیہ نسبت ہے۔ اس کا قصہ کہ یہ کہ یہ پورے دھان کا لب کی غزلوں پر بھی مکی فنون کا مجموعہ ہے۔ کوئی ۲۶۰ غزلوں کی مجموعہ پر ناظم نے فنیہ نقل پوروں میں۔ اس نے فنیہ عربی فنیہ نسبت یہ کہ وہ زبان اردو میں فارسی اور شصتھاری کے لحاظ سے ایک فنی اور اصطلاحات کو شعوری سمجھنا داخل کر کے اس میں اردو کے شاعرانہ رنگ کا حصہ ہے۔ آج نہ کہ یہ فنیہ کی بھم اصل میں اس کا ہر ایک بات تو سبکی فنیہ سے جس سے وہ ہے۔ "وہ فنیہ اور فاری فنیہ" اس کا ہر ایک اور فنیہ ہی اس کا ایک استہلال کر رہے ہیں۔ جس میں ناظم نے فنیہ اس میں اردو سے ساتھ ساتھ عربی فنیہ اور ایک فنیہ اور ہے لیکن اس کا پایہ شعری اس لقب کا ہے کہ وہ سب فنیوں میں اس کے فنیہ میں اس کے فنیہ میں پوری فنیہ صورت سمجھتے ہیں۔ اس کے فنیہ میں اس کے

مگر خیال کی باتیں بھی سے نور سے ہیں اور سے۔ "نہ ہمارے شعوری سرمایہ" اور "معاذ اللہ" کہتے ہیں۔ "معمومین کے متوجہ موقوفات" یہ چہ نہت کوئی نہ حرکات و تہذیب و تمدن سے اور ہر صورت سے نہیں سہا رہا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔

میر حسین کاظمی کی خدمت میں، مطلق سے جانتے ہیں۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔

اسلام کی سنت میں یہ مسئلہ انہوں نے حل کیا ہے۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔

حمد

بسم و چہل میں "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔

نعت

ہم سلطان "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔

۲۰۰۹ء، تہذیب و تمدن، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔

شوکت ہاشمی : شوکت ہاشمی کی تحفہ سب اصل میں۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔ "نہ ہمارے" کی مثال تو یہاں، اسود طیب کی تحفہ، مطلق حضور، مجاہد و مشاقی سے حضری و حضور میں دیکھا گیا۔

تو خندہ کی خوشی میں فروا اور
 تو نے بوسہ بھی نہ مقدار ہوا
 لوراک کو آئینہ احوال میں نے
 دیاں کو نظارہ دیا میں نے
 قدرت سے میں میں اس کی برکت کیا یا
 ایسا کہ دل میں دیا میں نے

نعتیہ رباعیات

میں آپ تو سال بھی سال میں
 مظلوم میں میں میں میں مظلوم
 رات آپ کی ہے لہجہ حیرت سے
 میں تیری میں نور میں رحمت بھی

رہاں الہیہ سے میں میں
 نہیں افسار سے میں میں آپ
 سے رات کو بھی سے محاسن کا اجرا
 شامی قلبی کے صبر میں آپ

میں ۲۵۹۳۲۵۴ ، نعت رنگ شمارہ ۶ ، جنوری ۱۹۹۹ء ، ناشر ایم نعت کراچی

عزیز الدین خاکی القادریؒ اور سید خیر میں سرحد لیتا ہے۔ ۱۹۹۹ء میں "جسبیل وارہل ان" کے نام سے انہوں نے پارسول اللہ کی روایت میں کئی کئی نعتوں کا ضخیم انتخاب شائع کیا ہے جس میں عربی، فارسی، ترکی، سندھی، پنجابی، پشتو، سرائیکی اور انگریزی کے چند اہم نعت گو شعرا کے حدود ۱۰۰ شعرا اور شعرا کی نعتیں اس روایت سے تراشے گئی ہیں۔ مزید برآں شاعرات اور میر مسرور کا نعتیہ کلام بھی صفحہ کتاب پر لکھا ہے۔ یہ سلی م نظر رہی ہے کہ انہیں نعتوں کا انتخاب کیا ہے۔ خاکی صاحب کی اس اہم نعتیہ کوشش فروغ نعت کا ایک اہم ذریعہ ہے "اس سے قبل دو اختیار انتخاب بھی ترتیب دے چکے ہیں۔ انوار ہند (۱۹۹۸ء) اور نور الہدی (۱۹۹۹ء)۔

خاکی ایک خوش توانا محقق ہیں۔ ان کے سونے کے ساتھ ساتھ ایک ساتھ اور نامور محقق ہیں۔ ان کے نعتیہ مجموعے اگرچہ ہادی (۱۹۹۰ء)۔ ذکر صل علی (۱۹۹۳ء) اور نعت حیات (۱۹۹۵ء) میں شائع ہوئے ہیں۔

خاکی کے یہاں روایت کا بہت بلند معیار رکھا ہے۔ جو ہر محقق اور مترجم ہوتی چرچہ لفظ سے ذیل تک کہیں بھی افلاک ہندی میں کے یہاں نظر نہیں آتے۔ میں صاحب، سولہ، دل نشیں نئے ہیں اور خاکی کا نعتیہ شاعری۔

ان کے بارے میں چند آیت قرآنی کی جاتی ہیں تاکہ شاعر کا قدر اور شاعری کی توصیف سامنے آ سکے۔

ڈاکٹر وحید قریشی: "مید و لڑائی و شرم و ہوسوں سے تک نہ است"۔ مگر اس میں نئے شعری میلانات سے ساتھ ساتھ عقیدت کی
 اہمیت بھی ہے۔" ص ۱۳، ۱۴ء

احمد محمد قاسمی: "انہوں نے غزل سے دلیم بھی چھانے والے نئے نئے نثری وسعت سے استفادہ کیا ہے۔"

ص ۱۳، ۱۴ء

ڈاکٹر گلزار امین: "اس کی شاعری غزلی ہو وہ جاکے تہہ بہہ مثبت کی طرف ہے اور ان کی دلت و ملت کی لذت۔"

ص ۱۳، ۱۴ء

درخت شاہ دو خانم کا باقر سے ہے — — — — — ایک لکے جو میں کو ہر دے ہے
 خاک راہ و کوئیں صفا کر مجھ کو — — — — — اپنے اہلاب و صحت کا خربہ دے دے
 دہرے کھل تک پائے گی چاہتا ہوں — — — — — تجھ کو ہستی سے اٹھ دو یہ رہ دے دے

ص ۱۴، ۱۵ء

نعت

میں بے لطف و عذاب رہا ہوں — — — — — سرکار کی خاک کھنڈ پاؤںک رہا ہوں
 ہوں غالب دنیا کو نکر میں سے دیتے — — — — — حیران فرشتے ہیں کہ کیا آنگ رہا ہوں
 میں وہ سب سب رہا ہوں میں سے — — — — — عشق سے — — — — — رہا ہوں
 مگر ہوتی زلوں کا جسے قریب ملا ہے — — — — — سرکار کی طرفیہ کا صبا مانگ رہا ہوں
 انہوں سے خوشیوں سرکار — — — — —
 ہے خوف سزا کا — — — — — آنگ رہا ہوں

ص ۳۵، ۳۶ء، سال طبع ۱۹۸۸ء، پتھر ۳۴۸۳ گرامی

شوکت الہ آبادی: "میرزہ کاغذی نامہ شوکت گلشن، کجالی تنقیدی اور تحقیقی کام کے حوالے سے پکارتے پکارتے ہیں۔ مولانا مرتضیٰ
 محمد درود عود خاں اور کاتبی کام میں کی (۱) اور ان کا مطالعہ تصدیق ہیں۔ میرزا شاعر ہیں دوسری اسلاف کے علاوہ احمد و نعت کا میدان بھی لے گیا ہے۔
 چراغِ حرم کی نعت تصنیف ہے جو عرواں کے ماہر نعتوں کا مجموعہ ہے۔"

چراغِ حرم میں شہسوی، غزل اور قصید کی صفت میں اشعار حیرت انگیز ہیں۔ یہ نثر میں مزاجت اور تک غالب ہے۔ نقیض بن کے سور قہب کا فانیہ
 ہیں اور اپنے اندر اثر آفرینی کا سرور رکھتی ہیں۔ قدرت کام اور "شہسوی کاغذ" سے ہونے کی شاعری میں موجود ہیں۔ نعتوں میں حب و نعت کے بے
 ہندوں کا افسانہ ہے۔

ڈاکٹر فریدون خاں جباری کے غزل: "شوکت الہ آبادی ایک قادر مطلق شاعر ہیں اور صرف شاعری میں انہوں نے بحث کا ساپ طبع آزمائی کی ہے۔
 جن کی قادر مطلق کی معراج ہے کہ انہوں نے دینی نعت نثر سے لڑک ترین معصوب سخن یعنی نعت کوئی میں بھی اپنی صحت سے ہمہ کا افسانہ کیا ہے۔"

جائزہ دہی: "سیرتِ محمدیؐ میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔" (مستدرک حاکم)

۱۱۰

دراکٹر اسلم لکھی: "میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔" (مستدرک حاکم)

۱۱۱

میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔
میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔
میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔

۱۱۲

نعت

میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔
میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔
میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔

۱۱۳

میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔

خبر انصاری: "میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔" (مستدرک حاکم)

۱۱۴

میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔
میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔
میں نے اپنے ہر چار اصحاب کو جو ان کے اولاد کو دے گا، ایک ہزار روپیہ دے گا۔

لوٹے ہوئے دلوں کا سدا ہے تیرا نام — — — توہیں کی شورشوں میں گھبرا ہے تیرا نام
میں ۱۰۲۵ء کی

نعت

ہر ایک بات غم کی جلی مہینے سے — — — جی ہیئت کو — — — جلی مہینے سے
زمین کی گود میں لاکھوں دکن اچھے غور شدہ — — — — — کی خاک بھی کی ہو گئی مہینے سے
فصلِ نفس نے مہینے سے کسبِ نور کی — — — — — نہ تیر کو ملی روشنی مہینے سے

میں ۱۰۲۳ء کی اصل عبارت ۱۹۹۹ء

مشرعہ مخلصیہ پاکستان، کراچی

اختر لکھنوی — — — اختر لکھنوی نے نعتِ صلیب کے ساتھ کہتے ہیں: ”وہ بے سوسے سرشار ہیں اور نہایت بے سوسے اور بھٹی کے ساتھ
صنعتِ لطافت کے حوالے سے شعر کہتے ہیں۔ میں نے حقیقہً محسوس کیا کہ ”نور“ ”نور“ کے حوالات سے شائع ہو چکے ہیں۔ ”ظہور“ ۱۹۸۸ء میں
کراچی سے شائع ہوا۔

نورِ شاد و نہرِ اسے قلمی نذر میں نہیں ہے، اندر خیالات اس کے غم و غم پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ مری میں دو بھٹ کے گرد میں ہونے
والی عاملِ مینا میں نعت پڑھتے تھے۔ انھوں نے شعر گوئی کا خاکہ دیا۔ ان کی شاعری کی ابتدا بھی نعت سے ہوئی۔ اختر لکھنوی نے ”ایک نعتِ مصطفیٰ
حق بھی ہے اور عبارت بھی۔ دو نعت گوئی کے آداب کے بارے میں کہتے ہیں کہ ”نعت کو شعر کا“ ”کافیال“ ”نعت پڑھنے کو سرکارِ دو“ ”مہینے کے بارے
چند مہینہ عقیدت میں اپنے خیالات غم میں گرنے کا حصہ ہر شاعر کی حیا میں اصل ہو چکا ہے۔ قدیم اور جدید نعت نے اس میں کافیال
ہے کہ قدیم نعت میں سرکار کے حوالے اور قدیم گیتوں کے تذکرے ہیں۔ جبکہ جدید نعت میں سیرت پر توجہ دینی جاری ہے۔ اختر لکھنوی نعت گوئی میں
میلوں کے تجربے کے حق میں ہیں کہ یہ سب اظہار کا درجہ ہیں۔

دو اپنے طرفِ حاضری کا ذکر کرتے ہیں کہ سرکار کے دربار میں حاضر ہو کر ایک ماحول کی کیفیت کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ وہ جو کچھ دیکھ
منور میں دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں ان کی فطرتی اظہار ہوتی ہیں۔ اختر لکھنوی اپنے ”تذکرے“ کے آخر میں کہتے ہیں:
”مسلک لو کے لئے میں بھی گویا کہ نعت گوئی پانچ سو سالوں سے درجِ رسم کر رہی ہے۔ پہلے کا پتہ نہ ملتا تھا کہ یہ لور زنگ کی کوشاقت
مالتی ہے۔“

میں ۱۹۷۸ء-۱۹۷۹ء - نورِ شہداء - جلد اول ۱۲-۱۳ - گورنمنٹ کالج شاہ پور

حصہ

یہ ”بے سوسا“ میں ۲۰۱۰ء میں بھی نہیں ہے — — — یہ ”قادر“ عشق کے سوا کچھ بھی نہیں ہے
شال نہ ہو نور اس کا تو ہے ”مٹی“ ہے نام — — — یہ ”ہم“ یہ ”سورن“ یہ ”دیا کچھ بھی نہیں ہے
”وہ“ سے ”کھانا“ بھی نہیں ہے — — — ”سب“ یہ ”میں“ سے ”میں“ بھی نہیں ہے
”بھو“ کو ”سرکار“ چاہنا دیا نہیں ہے — — — ”کس“ نے ”کنا“ بھو کا اصل کچھ بھی نہیں ہے

دہلی کی سلیقہ مندی کے ساتھ ساتھ ایک زودجا اور خوش گوار سے کاغذات بھی ہے۔ کسی بھی خیال کو اس ڈھنگ سے پہن کر دے ہیں کہ قوری کے دل دماغ جھکا گئے ہیں اور دماغ کو ہنسنے لگا ہے۔

سینک اسدی اپنے ہاتھ سے قمر مراد ہیں۔ تہذیب کی گہری ہانسی نے ان کے سر پر افسانہ اور نقیہ شاعری میں حقیقت اور آمد کارنگ بھر دیا ہے۔ اسی سبب سے ان کے اس قبیل کے کام میں دوہندہ اثر ملتا ہے جو صرف اور صرف پہلی کی روشنی سے پھرنا ہے اور دماغ کے ساتھ ساتھ دماغ کو بھی جھکا کر سہاگہ کی حقیقت ہے۔

۵۰

اگر ہی میں سدا۔ کھیت میں گدہ کی۔ نہ کی ہاں — طر خدات ایک دن دہا کرے گی ہوں
 غم مراد آگن آتا ہوں تیرے ہر سے — ۱۰۰ تر ۱۰۰ ہوں میرے ہر کی کہتیں
 رہ کا قصور رہ گیا، ہر ایک راتیں لڑا — اور سر میں اصل گئیں گھب و فکر کی ہوں
 لوگو مر رہا ہے یہ بھی کرم سے بانی — اور سے دھنگ و چادر میں لڑتی ہوں میرے ہیں کہتیں
 پر دہا کر اس رہا ہے یہ بھی تو نے نہ شای — گھب گدہ، نام میں ہر دی ہیں تو نے کہتیں

۵۱

نعت

جو لوگ کہ لولے ہیں سینے کے سرت — کیا یا۔ اخلائے ہیں سرکار کے در سے
 اک دن تو یقیناً اسے سرکار پائیں گے — جو نعت کھی جائے گی جبریل کے ہر سے
 منزل تو وہی ایک ہے کسی کی — پنچیں گے وہیں لوگ، چلیں ہمارے ہر سے
 رہ رہ چکے ہیں اور اس کے گھٹن — کیا کام ہمیں اور کسی رشتہ سرت سے

۵۲

سب سے پلا ہے سراپا رنگ و نور — دل میں چلتے ہیں چراغ رنگ و نور
 چم کر ان کی بھی کی خاک کر — آہیں ہر سے دماغ رنگ و نور
 محکم طاقی تصور کے قریب — ہم نے دیکھے ہیں چراغ رنگ و نور
 دلت دن بیکہ سرکار سے — بے رنج ہیں چراغ رنگ و نور

”محمد نعت“ مہاشا محمد علی، شاعری اور گرامی

عبدالحمید قسما: عبدالحمید قسما نے اہمات نامہ میں وہ نظم و غزل اور دوسری شعری اصناف میں یکساں قدرت اظہار کی ہے۔ ان کے خیالات ان کے سراپا کافی میں دلی شاعری کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اور اسی طور پر سیرت نگار ہیں اور اپنے آئینہ نقیہ کو بحال سیرت طیبہ سے روشنی دیتے ہیں۔ عبدالحمید قسما کے یہاں غزل کا اظہار اس صورت میں ہوتا ہے کہ وہ نعت گوئی کی غزلوں میں اپنے سہیل پہلی کا ذکر کرتے ہیں۔ حضور سے

حمد

کہہ دل میں ہے ایمان فرداں تمہرا — جب سے بنے سے لگا رہا ہے قریں تمہرا
 تیری توسل تو کرتا ہوں مگر رب جلیل — تجھ کو میں سمجھوں ، جہنم میں آسناں تمہرا
 میرا اللہ تو موجود ہے و رگ کے قریب — اب لٹکا کہیں ہوگا لم اورں تمہرا

ص ۳۸

نعت

دہ دم نعت سہا اپنی دل کشی کے سے — کہ آذر پاک ہے اللہ کی خوشی کے لئے
 مقام مصطفیٰ کی سر تو پہنے — تجھے چوبغ بھی ، دیں گے روشنی کے لئے
 مقام سرور و جبریل رک کے سے — بے حس کے آئے ہے جو بھی وہ آپ ہی کے لئے
 شیعہ مشر ہیں ، ایمان ہے مرا حیرت
 حضورؐ بہت حق ہیں اتنی کے لئے

ص ۷۷ ، مزارہ نور ، طبع ۱۹۸۱ء ، ناشر جوام میرٹ کرانی

مسرور بدایونی : مسرور بدایونی کی نعتوں میں بحر کا ذکر اور حاضری کی ترورو کے مضامین ملتے ہیں۔ زیادہ تر کن کے اعداد محض التوا فریاد سے
 مسرور ہیں جن میں صحت الہیہ حاضری سے شرف پہنچانے کے جذبات نمایاں ہیں۔ اس کے علاوہ حضورؐ کے نقاد کی میرٹ طیبہ اور اسوۂ حسنہ کا
 تذکار ہے۔ اجتماعی احوال کا منظر بھی کہیں کہیں جھلکتا ہے۔ کن کی نعتیں زیادہ تر فرس کی صفت میں ہیں۔ انہیں روایت کی پاسداری کا کامل احساس رہتا
 ہے۔

کن کا مجموعہ "نعت" آپر صحت "ایک دہائیہ اور تجزیہ" کے علاوہ کوئی ایذاہ س نعتوں پر مشتمل ہے۔ آخر میں جانی، حضورؐ، قدسی اور
 عرفی لہجہ کی نعتوں پر تنقید کا عمل ہے۔ کن کی نعتوں میں قدرے کام کا خدا ہوتا ہے۔

نمونۂ کلام : حمد

کر صفا اب مجھے میر و قرار — تم کروے میرے دل کا انتظار
 ابھی دنے سکوں دل کو مرے — یہ ہیں میرے لئے کر مزار
 ابھی میرے حضور غائب کی — رخصتی مجھ پر ہوں ہے میر و مزار
 ابھی ابھی پہلی سرور کا — ایک ہو جو بھی ہو دنیا میں شہار

ص ۷۷ ، آپر صحت

نعت

حالت ہے صفا میر مجھے سرکار حید — دیکھوں ابھی آنکھوں سے میں گزار حید
 آنکھوں میں میر وقت میرے نور نور — پر دم نہ لیں میری گھٹا حید

حرب درود ، مطلع قوس ، ذات شوق — کیا کچھ عا ہے ذیت کو تیری عا کے بعد
حالم تمام حلقہ ، فتح المرحل ہوا — لہرت مست مگی ہے فہ انہیا کے بعد

ص ۲۵ ، برگ ہنز ، سال طبع ۱۹۸۸ء

لاہور نکتہ دہ ، اسلام آباد

گوہر ملیانی : گوہر ملیانی فروغِ نعت کے سلسلے میں مختلف جہانوں اور ذہنوں سے سرگرم مل ہیں۔ انہوں نے ”حضر حاضر کے نعت گو“ کے نام سے ایک تنقیدی اور تحقیقی کتاب ۱۹۸۳ء میں مرتب کی جو ملیانہ ذاتی کے لئے ایک مٹی اور ”ملی ذخیرہ“ ہے۔ اس کے حصہ اول میں نعت کے مسائل و نکات کے بارے میں ملی مباحث قلمبند کئے ہیں اور عربی ، ہندی ، اردو کی نعت گوئی کے سفر کی روشنی میں تاریخ نہایت محققانہ انداز میں تحریر کی ہے۔ دوسرے اور تیسرے حصوں میں حضر حاضر کے ۲۵ شعر آکا کر کیا ہے ان کی شخصیت اور نعت گوئی کا تعارف اور ان کا نمونہ کلام انتخاب درج ہے۔ جو نہایت اعلیٰ درجے کی تنقید و تحقیق کا مظہر ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ طلباء علم اور اہل علم دونوں کے لئے افادیت کا حامل ہے۔

”مظہر نور“ گوہر ملیانی کا مجموعہ ”نعت“ ہے جو تین جلدوں کے علاوہ بہت سی عمدہ نعتوں پر مشتمل ہے۔ عظیم صدیقی کی رائے میں:

گوہر ملیانی نے حضور کی محبت میں نہ صرف اپنی جہاں کا جذبہ و اہمیت کا خزانہ اس میدان اور نورِ اقدس کی مدد سے پیش کیا ہے۔ دنیا کے شوقِ جہاں مظہر نور کا غیر مقدم کرے گی۔“

(المیہ)

گوہر ملیانی کی نعتیں جہان کے جذبہ عقیدت و طاعت کا مظہر ہیں۔ ان میں مقام نبوت ، مقصد نبوت ، فضائل نبوت کے مہاکہ مقدمہ میں مطالعہ سے معمور ہیں۔ گوہر ملیانی نے حضور کو تمام کائنات بحر کی جہاں اور وہابی کے طور پر پیش کیا ہے اور حضور کی تعلیمات مقدمہ اور پیرتہ طیبہ کے اول سے اپنے اور اہل نعت کو منور کیا ہے۔

حصہ

خدا کی ذات کا جلوہ سرا سر دیکھتا ہوں میں — مسین و جاں فراہر ایک مظہر دیکھتا ہوں میں
ستارے لٹکائیں رات کی ہر ایک ہادر میں — نیائے ہر کا پر کیف مظہر دیکھتا ہوں میں
فضائے دہر میں سیاہے ہر سو عجیب گردش ہیں — دلیل حکمت خلاقی کبر دیکھتا ہوں میں

ص ۱۳ ، مظہر نور

نعت

اس صاحبِ طہر سے ملنے ہیں قریبے کیا — افلاک کی دولت کے لئے ہیں قریبے کیا
ہر آنکھ میں جلوے ہیں اس سرِ ہدایت کے — عربان کی دولت سے معمور ہیں بیتے کیا
اک فکر کی دولت تو مومن کا اہل ہے — انسان کو حشری ہے عوالمِ جمی نے کیا

ص ۲۰ ، مظہر نور ، سال ۱۹۸۲ء ، گوہر خوب بلی کیشن ، صادق آباد

ولی محمد واجد۔ وہ محمد واجد سے سب سے پہلے نعت گوئی کی پہلی شرطوں سے نوازا گیا۔ نعت گوئی کے ساتھ مدح و سالت کا شرف بھی محمد واجد کا تھا۔ صرف یہ ہی نہیں تھا کہ وہ شیعہ اور قطب کی ایک ایک دعاؤں سے نغمہ گوئی کرتے ہیں۔ محمد واجد اور مفتاحی جس کا ہندو سر پستہ صدق ہے۔ جب عتق و سماں محمد واجد نے صوفی شریعت کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا اور شیعہ بن گئے تو اس کی سیاق میں مرحوم و عظیم ہونے پہلے جانتے گئے۔ بلکہ انھوں نے اس پر احرام، عزم و احتیاط، بیعت و شہادہ، حتیٰ جس پر عتق و سماں محمد واجد کا تعلق ہے نہایت انکار کی پہلے ہی محمد واجد کے گھر پر چڑھ کر پہلی گھر وہ نعت میں دو ناموں سے پکارے جاتے ہیں جن کی توقع ہمیں ایک شاعر سے ہونی چاہئے جو عاشق و رسول ہو، صاحب علم و انجی ہو، ان کا ہندو سے تہذیب و تمدن کو اپنی دینی فریضہ سمجھنے کے ساتھ ساتھ ایک علمی اور دینی محسوس کرتے ہوئے اسے نہایت دھڑکتے رہتا ہے اور نہایت کے ساتھ ساتھ ان کا ہندو نام محمد واجد کے ہوتے ہیں کہ وہ وہی تبار ہو یا معنوی جمال و خلوہ و خصوصیات کی درست ہو یا ظاہر کا شوق و انحراف۔ محمد واجد سے تہذیب و تمدن کے سب محسوس و خوش ہندو ہیں۔ اعلیٰ جذبات کی نغمہ گوئی کے ساتھ ساتھ کائنات و سماں کی شاعری میں بھی محمد واجد کے یہی تجربہ کار ہیں۔

ان کا نتیجہ مجموعہ واصلی ہے جو دو حصوں میں منقسم ہے۔

حمد

کوئی محبوب ہو کر ہو مقرب — وہ محبوب ہی سب کا ہے مطلب
خالق الملک — خالق الابرار — ہے وہی راجع و سکون قطب
ہم اسی کا ہے میرے دل کا قرار — ہیں وہی میرے دل کا قرار
خبر و باطن — دل و آخر — ہے وہی میرے دل کا قرار
میری ہر سانس اسے میرے مالک — ہے وہی میرے دل کا قرار
لے الحمد کہ دیا ہوا — ہے وہی میرے دل کا قرار

محمد واجد

نعت

میں نے کئے سائے دست سوال رکھا ہے — حرم نے جس کے زمانے کو پال رکھا ہے
میرے کرم ترا ام ام اعظم ہے — ہی نے مدی ملاؤں کو پال رکھا ہے
مجھے حرم سے نہیں کہتے — میں نے دست حرم سے نبھال رکھا ہے
تو میں ترے لیے شوق نعت میں ملی — کہ دل سے خوف تیرا نکال رکھا ہے
دل چاہی ہو حرم میں کا دست شفقت ہو — میں نے کئے سائے راز سے سوال رکھا ہے

وہ کے خوف کا وہی سے وہی ہوا

کہ جس میں صوفیوں کا ہلال رکھا ہے

محمد واجد، ۱۹۹۷ء، مطبعہ ملی اسلامی، اسلام آباد، شریعت محمد واجد

قرآن پاک، اعلیٰ مقام پر ہے اور میرے استاد کیا ہے۔ اس کی نعمت میں ہوں۔ ایک ہے جو صمد موجودی خلیہ شاعری میں آیا ہے۔"

(فیہ) روڈ درجیم

ماخذ صافی: "شاعر ہر مقام پر لوہ کا من تھا ہے نہ ہو، یہ خلیہ قلم کو ہوا، اسی اور خصوصیت کرم قصور کرتا ہے۔ یہی اہل کمال کی نعمت کہہ سکتا ہے۔"

ص ۱۰ روڈ درجیم

ابو نعیم قاسمی: "ماخذ کمالی کی نعمت اس اعتبار سے مختلف اور منفرد ہے کہ حضور ذاتی ذات والی صفات پر ہر وہ فرد فرشتگی میں کارساز ہوا حیات بھی ہے اور سرمایہ فتن بھی۔"

فیہ (بکری)

حد

اور خدا نہیں چاہتا کہ وہ ہوتے ہوتے — کہہ دیتے ہیں حلالی، نکات ہوتے
ہو گئے ہیں جو ہر اہل زمانہ غافل ہے — مگر خدا نے پاک کی ایک ذات ہوتے
عاجت روا نہیں کوئی اللہ کے سوا — اس سے ان قدر آفت ہوتے ہوتے
ماخذ ہا کہ اس کا کرم ہے بھلا جو — ہم میں بھی نہیں کی کوئی بات ہوتے

ص ۳۱

نعت

چہا قی میں نے جب اللہ سے پکارا تو میرے — محمد اللہ ہی ان سے بے غلوں ہوں محمد کا
لوہ رحمت و رافت ملی ہے — یہی ہے حق سرور عالم کی آمد کا
رسول اللہ کا احسان ہے کس اور انہی پر — یہ تو آپ ہی نے فرق اس کو نیک اور بد کا
حرم قلب رکھا ہوں اور پاک سے روٹی — دلید ہے یہی تمام و عمر میرے آپ و ہد کا
اسی لئے اہلک میرے استقبال آتے آتی — دیکھ جب بھی نصیرا دہاں میں محمد کا
ملو اسی میں نے وہ گوشت کا بندہ
ہے لازم ہم چہ شکر اللہ کے اس نعمت ہے ہمد

ص ۶۰ روڈ درجیم، سال شامت (ماہ اول) جنوری ۱۹۹۹ء

کتاب تعمیر انسانیت لاہور

سید امین گیلانی: اللہ نے خوش فزون ہو، اس میں صحت کی دیکھیں یہ نے سے سے نعمت، اس میں صرف یہ، استعداد و فہم کی نعمت کی

توصیف رسول کہنے اور ان سے لڑا کر لے گئے۔ سو مشق رسول پر ہو، اس رحمت کے دونوں نے جو چیز نے لگے گلشن نعمت میں ہر کار نامہ
خوشی لہذا لہذا ترجمہ روح اسلوب طرز و اسلوب و کلام میں کہانی کی توفیق یہ ان میں نہیں ہوا اس اعتبار سے جس نے ان کی فہم سے پہنچے ہوں۔

فارسی ہے۔ لیکن کے فکر۔ شوق و محبت کے مضامین صافیت سے ساقش ہو رہے ہیں۔ یہ سب سے دوست ہیں۔ بر شاعرین کی بچی عقیدت کا نگار ہوا ہے۔
 لیکن کا لقب مجبور سرمایہ، راجش ہے جو ایک نہ اور فریہ نیت کی غنوں پر مشتمل ہے۔ غزلیں چند غلیں مستکہ نظم نبوت سے شوق جیہ جو شاعر کی
 حسب سولہ و غیر جو اجمالی کی عکاس ہیں۔

حصہ

حیرے با سارا کون — تجھ کو اور ہمارا کون
 تو ہی تو آگ واپا ہے — تجھ کو کرے مگر اور کون
 حسن ہی حسن ہے حیرتی ذات — تجھ سے خود کر پیدا کون
 جی کی اسی نے دی توفیق — کیا ہی ہے ہمارا کون

ص ۱۷

نعت

دعا ہے سرے لب و قرا ہمیشہ — عاں ہے آساں مرا ہر کام ہمیشہ
 میں کیے ہیں وہ ترے عارض نے گیسو — ہر کی دہریا سر و شام ہمیشہ
 وہ کرتا سگی کو سرے دل سے تری یاد — تاہم رہی گردن اہم ہمیشہ
 دم لگے گا تیری ہی محبت میں ایں کا — عاں ہے ہر آنکھ کا اہم ہمیشہ

ص ۵۵ سرمایہ، رویش، شعی ازل ۱۹۹۳ء، ناشرانوارہ، سلامت فنون، دہ

سید سلمان گیلانی : سید سلمان گیلانی کی فقیر تصنیف کا یہ مہر دور ہے۔ یہ سہاں گیلانی، محترم سید امین گیلانی کے فرزند سعادت مند
 ہیں۔ ایک تو سلمان کو کون کا لیغان فکر حاصل ہے وہ سرے طوق لاس ازل نے ہی کو جوہر استدرا سے لولا ہے۔ سلمان لغت کے دلچسپ سے متکون
 کیفیات خصوصیات کو سطر فرماں پر منتقل کرتے ہیں۔ لیکن کے یہاں شعور، نور و ہوش و احسن ہے۔ وہ فن لیکن عکسہ الہامی ہیں پیدا کر رہے ہیں اور شعور فن
 کی سلامت دی پر فکر رکھتا ہے۔ سلمان کی غنوں میں اس جذبے کی ترپ لگی ہے کہ پہلے طو اس است کو اپنے انکرو افعال کی اصلاح کر لی جائے جس
 پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے کہ یہ امت کتب سنت کی حروریات فریب ہو کر وحشت تبلی کا فریب ہو کر نکلتے۔

حیثیہ چاہت کھینچتے ہیں "سید سلمان گیلانی کی نعت زہد و ترغوتی تصویر کی سے مراد ہے اسلوب مفرد و دل کو جہ ہے جس سے وہ
 نعت میں رنگ و بو کی تلاش کی کرتے ہیں اس کا سہاں رہے ہیں۔"

(کتاب پیرہ ورق)

حصہ (پہ شکر دعا)

اچھی تو مسلمانوں پہ دس اپنا گرم کر دے — ہلا کر دستہ حق پہ ہمارے عزیز و محترم کر دے
 اچھی فرزند بھائی نے ہمیں رہبر کر دیا — تو اپنے دہن واد میں مسلمانوں کو ظلم کر دے
 وہ صحت دے غیارت پہ کریں ہمارے سام کی — ہٹ ہٹ کر تو اپنی غلامت کا ظلم کر دے

ص ۱۸

ہوں میں ہیں "تیم عمر نے سخت کامیاب ہو کر رہا ہے۔ اس کی محبت کی بنا پر وہ لوگوں میں گہرا اثر ڈال رہا ہے۔ وہ کئی اور
 ہزاروں میں ہیں۔ ان سے بہت آگے ہیں۔ ان کی زندگی میں جو کام کی ضرورت ہے وہ اس سے پہلے
 کیا۔"

ص ۱۰۷ ج ۲

نعت

وہ ہے جو پہلے محبت اور چہرہ دینے والا — جس اب نہ دیکھو اور نہ دیکھو اور نہ دیکھو
 وہ نہ ہوں میں سوا مجھ کی کی گراں میں — "محبت سے مراد محبت و محبت ہے
 کسی طرف کا نہ ہو، نہ خود کا جہان کرنا — کی طرف ہو، نہ خود کا جہان کرنا
 اب اور بہت کوئی میں سمجھ کر — بہت اب نہ سمجھ کر سمجھ کر ہے

ص ۲۳، ۲۴

نعتیہ مابینا

وہ ہے جو دینے والا

برایں قدم کو

پیام ہے بینا

ص ۱۰۸

نعتیہ ہانیکو

ہوں وہ میں تری ہے تری ہے ہم کی خوشی

جیسے کسی جگہ میں منگی ملتا ہے

برسات کی آگ بھی ہوئی ٹام کی خوشی

ص ۱۱۱۔ یہ جو منسلک ہیں کام کے "بارگزیل ۱۹۵۳ء، اہم اور اہمیت اسلام آباد

جلاوید اقبال ستار: میں نے محبت کے ہر آپ میں جہاد کا نام ہے اور ہر لمحہ کی دل کھلی ہے۔ کسی بھی جذبہ یا چیز کو نہ دے

کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور بات کو خوب صورت دیتے ہیں۔ قدرتی جہان کے حقیقت اور سہارا ہے اور بات سے مراد یہ ہے کہ وہ ہیں

ہے سنا کھلی ہو چکے ہیں سے آسہل کو دل کھلا کر ہے۔

نہ محبت ہے کہ وہ نہ محبت، انکسار اور محبت ہے۔

حکمت (قادر مطلق)

ظہر شب کو جاننے کے لئے ہر لمحہ

تو کی کی بات میں ہم سے آگے ہے تو

ات دہائی ہے تو اب صرف وہ آگے ہے تو

ص ۱۱۲

ہم جیسے گنہگاروں کو اسے دلوں بخش — ہے ہماری مظلومیت واپس ہم
یہ سب قرائینان ہے اسے جادو مطلق — موضوع سخن تو ہے احوال ہم

۲۰۰

نعت

ہم کو ہے کافی فدا کا لہر نمی کا اقبال — ہائے ہم نہیں رہتے کسی کا اقبال
ماں و در بے وقت و بے قدر شان مہدی — کان کھلی نے دھبہ نفسی کا اقبال
آپ سے پیسے ہائے سے ادا کرتے تھے لوگ — تپ جب آئے تو تپا روشنی کا اقبال
دھبہ غداقی عالم کا شرف حیا گیا — من کی بہت سے خاص ہے توی کا اقبال
کاش محمد کو بھی سخن حیا و جاہی بی طرف — سخت گوئی سے مظلوم شاعری کا اقبال

ص ۱۱۳، رجب روشنی نو شہر، ۱۰ اشاعت ۱۹۹۷ء، مطلقا اسے اسے ہر طرف، کراچی

محمد فیروز شاہ محمد فیروز شاہ ایک ممتاز شاعر اور مترجم ہیں اور انکی اصناف شعر و شریں کہتے ہیں۔ ان کے فکری و ادبی بہت ہیں اور ہر نئے میں وہ
لاکن تعلقات تعلقی عمل میں سرگرم ہیں۔ انکی تہہ ہر شوں میں صبر و جہد ہے۔ انکی ادبی و فنی روایت نہایت مسند و محکم کے ساتھ خراگے ہیں۔
اسلوب کی نظر کویت جہت "اور سرت آفرین ہے"۔ یہ سب سب جہد کو صورت کے ساتھ ہیں کہنے یا پوری قدرت رکھتے ہیں۔
محمد و نعت میں بھی انکی مسنونہ بی بیات، مصرعی سبب و نوحہ اور مستحسن کے اشعار تہہ و کج و کجانی دیتے ہیں۔ انکی محمدی و نعتی شاعری
دور کے ہر دور و فکری و فنی و فکری کا سامان اپنے اندر رکھتی ہے۔

انہی قہار کے ساتھ و شہر و عہدیت کا استحکام اور خود کو انکی "اداس" سبب میں مظلومان کی مددگاری کا لیلیاں بولے۔
نعت ان کے یہاں تک کی انہی کیفیتوں اور فکر و تخیل کی تہہ و جہد کی مددگی کے اشعار سے پیدا ہوتی ہے۔ خود کی شریعت اور میرٹ
انسانیت کے لئے ایک لہری مشورہ دیت ہے۔ اسے مسئلہ اور اقوام عالم کے "ان" و "اسدگی" اور قاری و نعت کے تمام اصول و الطوفا (شریعت و
میرٹ) اسے خود کرتے ہیں۔ یہ روزگار کی نعت و نعت و نعت اور اشعار کے مسائل، انہی کا سطر مد ہے۔

حصہ

روشنی، نو شہر کے غائب، اکبر دھبہ و ۲ — ہماری بہت کی ملک تقسیم کرتی ہے صبا
کائنات حسن میں جادو تھیں ہماری فیا — سب نور ساحوں کا گھس ہے ہماری مظلوم
تو دہشت دے تو آنکھوں میں میرٹ جاگ اٹھے — جو ہونے مردم ان کی زندگانی ہے سزا
دل سمندر، تخت لب صبروں جیسے برکتے — اب کوئی ہر کرم اسے تپا جو و ۳
دھنوں کا لمس، گئے ہر زلی ہر اک گھڑی — ہر جہان رنگ و ا فیرتہ ہے دھبہ دعا

"فدا ہے محمد"، مرتبہ نعل حادی، ۱۰ اشاعت ۱۹۹۷ء، شرکت پرچک پریس، لاہور

حلیہ صاحب کی رائے میں "قلب کریمی صاحب حال رہے۔ میں دارین کا جو یہ اختیار کا کہ کچھ غی شکون کی صورت تھی کا آئینہ دل ہے۔"

(مرحوم)

ڈاکٹر صاحب علی شلی سے مول "کریمی صاحب جو عارف اور فاضل نگارن کو ایس کی ایک نکتی اور علامت کچھ کریم من جو وقت میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کے دور میں کی سر مشق ہونے کو حسی ہے۔ یہ تو دوستوں سے آ رہی ہے۔ جس طرح پرانی کوئی کوئی صفت نہیں ہوتی، اسی طرح ہر صفت اسی تو دل میں ہے۔ دل میں آگئیں، ان سب نثر سرائی میں مسرور ہیں۔ یہ شاعری جو دکا ساریہ (نہ کنسرا) ہے۔

ص ۱۳، آنکھوں کی شکل

"مگر حافی جیسے تم طرا ہیں۔" انہوں نے خالق ربانی اور بنیاد روحانی کو جو۔ "مثنیٰ رسول کی سر شادی کے ساتھ تیز کر کے غفلتوں کا مبینہ پیکر دکھایا ہے۔" مثنیٰ نے یہ سب محسوس کیا ہے۔ یہ سب محسوس کر رہی ہے۔ یہ سب محسوس کر رہی ہے۔ یہ سب محسوس کر رہی ہے۔

حلیہ صاحب کی رائے

حصہ

قرب کا پھر کیا حرا اس کو پھر کے — میں تو نہی کو ہر گاہ اس کو پھر کے
وحدت اسی کی شان ہے، صفت اسی کی شان — انہی سے شان کہرا اس کو پھر کے
"شان کہریلی سے مست ہے اسکا — میں ہے ہم نے ہر گاہ اس کو پھر کے
قلب کی خبر نہ تھی، توہ کا فہم نہیں — یہ کو صلائے ہر گاہ اس کو پھر کے
ص ۱۴

نعت

گزریں نے یہ سہارے — رہی ہام — ہکا ہو، ہوش و یاد نمی کا ہم
آئی ہے یہ بھی گردش ہام سامنے — آتا ہے یہ ہر گاہ لہو ہام نمی کا ہم
میں ایسے خوش نصیب فقیروں کا ہوں خدام — نیچے ہیں جو نھر سے دلوں پر تھی کا ہم
ص ۱۵، آنکھوں کی شکل و آلاب کریمی، ہاشم، عجیب نعت کرپانی

حسین فراتی: "مثنیٰ کی روایت میں تو یہ صحت و صحت ہر اس کے عینان کلام مہلت و کاکات کے احساس میں رہتی ہی ہوتی ہوتی ہے۔
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات مثنیٰ کی کہلیات سے منور و مستل نہیں تھیں، فرقی کے طرز و فکر و اقلید کی محاسن ہیں۔

حصہ

مال و طاقت و تاب نہن کہاں ہے کم — کہ جب خالق ہر دورا ہو مجھ سے رقم
وہ ہمارے تصور و تصور و کون و طرا — مثال فوں ہے عروقی جوں میں مال و دم
اسی ہے جن، زمین، و مد و خالق — وہی ہے مہربا کون و مکاں و عرش و اہم
تمام اگر روشنی میں داخل جائیں — پھر تو ہم سہل ہوں گر پ لوح و قلم

جو میں مشغول ہے سار جہان آپ و گل — شہ دریا نور سکوت آہیں لہی جو سے
دین نور دنیا کی منزل ایک ہو جائے اگر — دار الہی جو نور دار جہاں لہی جو سے

نعت

ذیبت ہے تجھی نامہ عشق رسول نے طہر — تلخ نہیں ہیں صبح و شام عشق رسول کے طہر
کس کو ملی ہیں دہشتیں کس کو ملی ہیں دہشتیں — کون ہوا ہے اسی مقام عشق رسول کے طہر
تھیں تو رہا — ہیں بھی صفت رسول نہرو — سہل نہیں مگر یہ کام عشق رسول کے طہر
گوشت شوکت علیہ و نعتہ تک شہدہ ، مطبوعہ ۱۹۱۱ء ، ص ۱۷۵، ۱۷۶

محمد اکرم رضا فرمایا نعت میں کی پسوں — مکررم میں ہیں۔ ماحولیت اور جلد بائے سیرت و افتادہ راسخ و زہاد میں اس
موضوع پر مسند مضامین کی ادبی خصوصیات، جسکی میں ایک بڑی تحریف شہداء میں صحت کے مدنی طور ہے جس میں چند نعت کو شعر اچان
کے مضامین ہیں۔

اپنے عمرات نعت کے مدے میں کہتے ہیں۔ ”مکہ کا ماحول نہ بنی اور ضرورتی تھا کہ میں ایک مجلس و اجتماع ہوا تا جن میں
نعت طویل ملاجہ جاتے اور یہ نکتہ صحت و معطل کے مدے کو چھوڑ جے اسی طریقہ اشعوری طور ہے ایک ہی نظارہ ماحول کا حصہ بن گیا
جس میں صفت معطل اور صفت رسول کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔“

فہمی نذر اگر ، نوح نعت گو (۱) ، ص ۶۱۸

”تہہ ارے میں نعت کا قدیم متن ہے۔ حضور کی خدمت قدی و اصل مقصد تکمیل اخلاق اور تعمیر سیرت قبلہ آپ
کے بحالی ہیں قرآن سیرت لا نزالہ نے علمت کہ وہ نور و نور کے کاروں سیرت و اخلاق پر مدد دیں باب کا حل کر دیا اس لئے نعت گو کو
نعت سے تخلیق سیرت اور اشاعت دینی کا کام یہاں بنے گراں کا یہ منصب نہیں۔ مصداقہ جہاں نور آپ کی مسرتیں صورت دیا کہ موضوع
شاعری بنایا جائے۔ نعت کا سب سے زیادہ قرآن مجسم ہے۔ کیونکہ حضور ہی اکرم کا سب سے زیادہ صاف طوفانہ ہے کہ یہ ہے اس لئے نعت گو کو
قرآن مجسم کا کلبہ دہلی کی گرائیوں سے اطلاع رہا ہے تا کہ قرآن مجسم کے متن سے پورے طور و فنی اس کی رہائی کر سکے۔

ص ۱۲۰ ، نوح نعت نبی (۱) ، ۱۹۱۲ء - ۱۹۱۳ء ، بشر نور صفت و نوح شہدہ و شہدہ

اکرم رضا کی نعت میں نعت تصنیفی مدنی جس میں انسانی عظمت ہے۔ ذاتی خصوصیات اور باطنی کیفیات سوز غرور نور و نور نے حاضری
عصری سا کہہ معاملات و راستہ سے قہری انمول کی آئینہ دار کی نظر آتی ہے۔ اسی طرف ان کی مدد بھی ایک صوفی حقیقی کے بے ہنوں اور اپنے خالق
خالق کے حضور میں خالص عقیدہ قہر کا اظہار ہے۔

نعت

لفظ کریم ہے نہ نور و نور صفت ر — ہے ہے ہمیں زندگی قہم لفظ کر
رمضہ عالم محمد مصطفیٰ نے یہ ہے — خدا تو ہم جہانوں پر حکم لفظ کر
ہیں مسکن نعت و نور کا یہ نور — تاب و جلا معلوم ہیں اور انکو پر نور لفظ کر

حمد

معبود حیرتی سر جہاں دل و دماغ — ہے تیرا اہم پاک مری دون کا چراغ
تھا کہیں یہ عقل کبھی پاکی تھے — تیرا کرم ہوا تو ملا ہے ترا سراغ
روشن ہیں تیرے نور سے لوہاں ہر قلوب — تو نے لہجہ کو طے نہ دے سر کے پاؤں
اے نور حق کی یہ برکت ملی تھے — ہر قدر ہے سو کا بدن میں یا چراغ

ص ۲۵

نعت

قلم کی سون سون نے لکھا ہے دینی — تحفہ میں کی نعتی سے سون کی روانی
جسے نفوس پاکی طلب میں ہے منسوب — ہے کیف تو نہیں ہے یہ سرا کی مدد کی
لکھا ہے برگ گل پہ ترا اہم صبح دم — جنم بدست کی ہے جہا نے ضیا مری
تو دم "جہاں میں ہے" نور منور — ظن میں کہ کوئی کرے حیرتی ہم مری

ص ۵۳ نوے نور، دار الفکر، لاہور، ۱۹۹۹ء، پٹر الٹا تک سینز لاہور

غالب عرفان : نعت تصنیف "تم" ہے

نعت گوئی کے تلف اور لواحق کا جائزہ دیا جائے تو نعت گو شعرا کی نور موضوعاتی تقسیم کے پانچ دائرہ غرضیں کہتے رہے ہیں۔ سب کل نعت گوئی میں یہ رویہ امر ہے کہ ایک ہی نعت میں ہمیں موضوعات و مضامین کا تنوع مل جاتا ہے۔ غالب عرفان کی نعت گوئی میں بھی یہ رویہ ملتا ہے۔ ان کے یہاں ایک عالم میں کئی عوالم اور ایک منظر میں کئی مظاہر کا رنگ و نور ملتا ہے۔ غالب عرفان کی یہ نعتیں غزلیہ ہیئت میں ہیں۔ انہوں نے ہر قسم کی تجربہ سے شعوری طور پر گریز کیا ہے۔ نہ نئی اور غریبہ مثالوں سے ہمکنش ایچہ کی ہیں نہ مروجہ غریبہ قریبہ اور منف وایچہ کی ضربیں لگائی ہیں۔ نہ لسانی تحفیل کے لایب و فریب میں الجھے ہیں۔ انہوں نے روایت کو تمام تر طرائق کے ساتھ لیا ہے، جذبات و افکار کی تاریکی اور اسلوب کی رقص و اتہاد کے ساتھ اس میں جاں فر پھول کھائے ہیں۔ غزلیہ ہیئت میں نعت کہتے وقت دور واپی نغز کے التزامات سے بچتے ہو کر ان کے نام ہی گوشت اور معنوی تندیب کو اختیار کرتے ہیں جو نعت کا یہ مسئلہ ہے۔ ادیرتہ لایب سے ذکر جہاں کے خواہ سے ہمیں حضور جہاں سے "وہ" سے اطلاع کی تعلیم دیتے ہیں اور تمام عالم انسانیت کے امن و سلامتی اور فزولان کی اساس اسی جہاں کو قرار دیتے ہیں۔ ان اعتبار سے غالب عرفان کی نعت گوئی سیرت بخاری کی طرف میں آتی ہے۔



خیال تیرا ہے خوب دہاں بھی تیرا ہے — شعور و فکر کا حاصل جہاں بھی تیرا ہے
جو دہاں آئے کسی کو کبھی غلوں و غلوں — نور تجوی ہے وقت لایں بھی تیرا ہے
یہ جسم و پس کا تسلسل، وجود ملی کا — یہاں بھی تیرا نہیں ہے وہاں بھی تیرا ہے
مرے خدا ترا عرفان رکھنے والا ہے — ہے جس کی چھوڑ میں وہ سبناں بھی تیرا ہے

ص ۶۴

منصور مقامی نے ”شہد البشر“ کے نام سے ۱۳۷۱ھ میں مصروف کی مصروف قدسی سے وہاں تک سے مراد نہیں
واقعات کو ضابطہ حسن، خوبی کے ساتھ اور پوری تحقیق، استناد کے ساتھ نظم کیا ہے۔ اس نام سے بدلتا ہے۔ ایک سچے پرکونی، قد صورت نظر نکلا ہے مگر
مقابل ملے پرانے سانیف کی صورت میں قلب نظم میں ڈھالا ہے۔

ایک سانیف

عزم کا یومیا آغاز سارے اہل ایمان پر
مگر فیروں سے کیا ہوتا کہ پنے مہمان تھے اپنے
عزم کا عہد کا اور دوسب کا ساتھ ہی ہی مگر
یہ سارے ہی سے مگر مہمانت چمکے ہیں تھے

مے دینا تو یہ پاب لواتو نہ سے مہمان
مہمانت میں ہونے یہ چٹا ہی اللہ کو پیوست
تا جب یہ تو دوتا بولت سب کو خیر دینے
کہ ہر ہو گئے دیکھو محمدؐ میں عہد ان

وئے جب غزوہ رب نے ہی تو وہی ہم مہمان
جہیں کثرت سے مہمان ہم نے صورت و
کہ وہ اللہ کی حاضر مہمان اور آہنی
یقین رکھو تمہارے سارے دشمن ہو گئے اور

جو وہی اللہ نے ڈھانچا تھا عزم و یقین پنا
نیا اک دلاں لے کر اچھے اور دلی کو پھیلاؤ

۱۰۵۰، اگست ۱۰۵۰، واقعہ اہانت

معراج جاہلی اپنے عہد سے ایک مایاں شاعر جو ان مہمان میں کہتے ہیں۔ مہمانت کا کوئی مجموعہ سر دست شائع نہیں ہوا نہیں ہو کر
جراحدور ساکن میں ان کا عہد یہ اور نتیجہ کا مہمان بتاتا ہے۔ مہمانت میں مراد مہمانوں کے طاوونی مہمانوں میں بھی تجربے کے ہیں۔ خصوصاً ہائیکو میں
مہمانیہ اور نتیجہ مضامین ضابطہ خوبی اور مہمانی سے لاتے ہیں۔

ان کی مہمانی اللہ تعالیٰ کی شان و راز اور ان کی قدرت و عظمت کے ساتھ ساتھ مہمانیت کے بھروسہ سے ہوتا ہے۔ مہمانوں
میں فضائل نبوی کا ذکر، حضور کے رشد و ہدایت کی برکات کا ذکر، وہاں کی محبت و امانت سے واپس کا اظہار اور ان کی فرد اور انسانی معشروں پر ظہور
فلاح اور کثرت سعادت کے مفہوم میں موجود ہیں۔ نیت کا اظہار، عمل کا مصداق، ان مہمانوں کی ساری اور لطافت میں آمیز ہو کر شعر کے قالب میں
احاطہ ہے مگر ان کا شہ پہاڑ ہے اور قدری میں شہد کو اپنے دن بہتات کا آئینہ سمجھتا ہے۔

حمد

ہوا تو ہے انتہا تو ہے — نہ ہے الٹی وہ اسے ندا تو ہے
 تو جلا ہے ، مدد تو ہے — تو ہی ستا ہے دیکنا تو ہے
 سب دھڑکتے دلوں کی دھڑکن کو — ہری آنکھوں سے جھانکا تو ہے
 ہر جہاں شے بھی ہم سے ہے وہیں — نہاں شے کو دیکنا تو ہے
 اپنے جاتی پہ اک نگہ کرم — نہ کے ہر درد کی دوا تو ہے

ص ۱۱۹ ، خزینہ نمبر ۱ ، مرتبہ طاہر سلفانی

سال اشاعت ۱۹۹۲ء ، ناشر اور دہشتاں نعت کراچی

حذیہ بنانی کو

کیا سایہ کیا دھوپ
 دھرتی پر جو بھی شے ہے
 سب میں تجھے دھوپ

دن تو نہ رات

میری رونا میں جلتی ہے

میرے رب کی ذات

شر کو مٹ کر

میں تو آئیں مجھ سے

نہ وہ غم مٹ

نعت نمبر ۶۰ ، مہر ۱۹۹۲ء ، ناشر عالم نعت کراچی

نعت

جب ہر شے الم سے پڑھیں ہو گئے — ہاں تجی سکون کا سامان ہو گیا
 قربت فی حضور کی ، پہنچ خدا کے پاس — خود جس کو اپنی ذات کا مرکان ہو گیا
 پھر تاروں میں درا جہاں کا لئے لئے — لیکن رسولی پاک سے انسان ہو گیا
 الہام ان کے قلب کی جنبش کا نام ہے — جو فقط حق سے نکلا وہ قرآن ہو گیا
 جاتی کیا سے درد نہاں جب سے ان کا نام
 ہر کام میرے واسطے آسان ہو گیا

ص ۳۶۰ ، نعت نمبر ۳ ، مہر ۱۹۹۲ء ، ناشر عالم نعت کراچی

احمد خیال : ”میں جہاں کی طرف پر عرصہ کا شاعر ہوں لیکن نعت میں ادبیہ اور عوامی لذت میں ہے کہ اسے نعت کے علاوہ نہ لکھنے کو چاہیے۔“

احمد خیال نے اپنے نعتیہ مجموعے ”عش عش خورشید“ میں ”عرف“ یا ”منازل“ سے اپنے بارے میں یہ افسانہ لکھا ہے۔ یہ مجموعہ ایک عمدہ سجدہ کی لڑائی نعتوں اور چند سناقب پر مشتمل ہے۔

احمد خیال جذب عقیدت اور سوز و آواز کے ساتھ شعر کہتے ہیں اور غن کی ترشیں بھی مد نظر رکھتے ہیں۔ ان کے اشعار میں دو عالمی ہے جس کا سرچشمہ عش کی صداقت ہے۔ ان کا دل محض اور ان کی فرائض سے رشتہ دار و دوسرے عالم میں بھی عین حضور کی میں رہتے ہیں۔ ان کے مرکب خیال میں ہے اور مرکب کا وہ بھی بہت سی عشق دینے کے ساتھ رقص میں وہ مفلکوں میں، مت مصائب میں اور بے ساراں کے اشعار کو کیفیات سے معمور کر رہا ہے۔

نعت

عطا ہو زمین و سما خدایا کہ نصیبوں میں نہ تندی
ہر ایک شے کو فنا ہے لیکن تجھی و نہ نہ ہر صدمہ
دلوں کی دھڑکن میں تیرا چمکا۔ حدی نہیں میں تیرے جلوہ
ہر ایک دل میں ہر اک نظر میں تیرا ہی جلوہ چھپا ہوا
خیال کی بس یہ آواز ہے وہ طلب میں یہ مستور ہے
اسی دہے دل میں رہ تھی۔ نہی ہے۔ اور نہ تندی

۱۵

نعت

جہاں کا درد درد مستور ہے — عقل میں وہی اک وہ گمراہ ہے
دہاں کی روشنی تو روشنی ہے — دہاں کی شام بھی روشنی سر ہے
نہیں پہلی پہلی گئی ہے — گھوٹوں میں وہی رحمت مگر ہے
ہر اک عشق کھٹکا ہے منور — دہنے کا ستر بھی کیا ستر ہے
میں پہنچوں گا خیال اک دن دہنے — نی کا عشق میرا راہبر ہے

ص ۱۱، عش عش خورشید، سال اشاعت ۱۹۹۷ء، ناشر ادارہ روز ملی کراچی

عاقبت کربالی : عاقل کربان کا شعری مجموعہ ”عقل حرم“ اور ”مناجات نور نعت و منقبت“ علاوہ دینی، اخلاقی اور وطنی نعتوں پر مشتمل ہے۔ عاقل کربالی بن نعت گو شعر میں ہیں جس کا دل ”عقل حرم“ سے سرشار اور جن کی زبان ”نعت و منقبت“ سے تر ہے۔ وہ فکر و عقل سے زیادہ جذبہ کے شاعر ہیں۔ جذبہ کی صداقت اور زلف ادا کی سادگی سے عشق کی فطرت ندر ہیں۔ ان کی اپنی کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی انہوں نے عقلی تراکیب کی اور دکاوی سے بھی کام لیا ہے۔ اور دیوانوں کا پندار بھی صراحت سے کرتے ہیں جن کے ساتھ ان کے ساتھ ان کو قافی کا نعت گوئی کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔ جن کی نعتوں

سلا آفات و بلیات مردوں سے گزرا — پی کیا کیا نہ ہوئی خودی و است آقا
استاد مرا دربار صفا میں ہو لکول — از دو دو خودی خودی است آقا
کے سلمیٰ کریمین کے صدقے میں کرم
کب سے منہ خدا میں ہے کشش " است آقا

میں ۱۸۴۰ء، بہار نعت، مرتبہ حنیفہ صاحبہ، سال اشاعت ۱۹۹۰ء

ناشر محمد میر صوبائی سکرٹری، گھنڈاؤس لاہور، طابع نقوش پریس لاہور

ماہر کرناٹلی : ہر مسلہ شاعر کا (۱) عشق غمی سے معمور اور پر نور ہے۔ اس سے نعت اس سے سارا کاغذ ہے۔ وہ قصور کے عشق میں نہ
اور ان کی پر نور قصور میں نور ہوتا ہے۔ یہی جذبہ تصور اور خیال نعت سے نعت پر ایسے تر شاہ ہے اور شاعر اپنی گونا گوں کیفیات کو رقم کر چکا ہوتا ہے۔
لیکن اگر اسے مجذوبیت کی سعادت حاصل ہو جائے تو پھر مشاہدہ بھی شامل نعت ہو جاتا ہے اور جذبہ کی صداقت میں متواتر، مناظر اور کیفیات کی
واقفیت بھی شریک عمل ہو جاتی ہے۔ سہار کرناٹلی کی آواز کے حاضری پوری ہوئی نہیں کی سعادت نصیب ہوئی اور ان کی نعتوں میں کیفیات نمود بھی
شامل ہو گئیں۔ ماہر کرناٹلی کی وضاحتیں وی صورت حال کی آئینہ دار ہیں اور انی صد میں یہ موضوعات نعت بھی ملے گی اور بدقت صدی سے پہلے ہوئے
ہیں۔ لیکن کاغذیہ مجموعہ متران کونہ مکمل ہے۔ جو زیادہ تر طریقہ بیت میں ہے

قاضی حسین احمد، امیر جماعت سدا کی لڑاتے ہیں "آپ کا نعتیہ کلام دہر عشق رسول ﷺ کے انہی جذبات سے معمور ہے جو
عجب احب بھی " کاغذ خاں ہے اور یہ کلام آئی مذخرف اور صادق جذبے سے صارت ہے جس سے ہماری مشرقی زبانوں خصوصاً عربی، فارسی اور اردو کی
پوری نعت گوئی کی جہت شربا ہے۔"

۵

حمد

اے خدایہ جہاں، اے خالق کون، مکمل — تیری قدرت کے کرشمے ہیں، میں و آسمان
بر در، درخشاں و سحر، تحت طوفانی، مریض مل — کون کی جگہ ہے تو نہیں حاضر جہاں
نیری بیکائی کا شاہ ہے یہ دنیا کا حکم — ہے پناہات تیری، تو ہے بیکتا ہے مہاں

۱۳

نعت

دیار گل لہلاں تک آ گیا ہوں — میں اس سے آستان تک آ گیا ہوں
ہے جلوہ سامنے مہکن حرم کا — سدا سے میں ماں تک آ گیا ہوں
کرے گی گردنِ دہراں سر کیا — اور حفظ و امن تک آ گیا ہوں
ہے ہم کن کے شاخوٹوں میں میرا — اے نعمت بیدار تک آ گیا ہوں

متران کونہ مکمل، ۱۳۳۰ء، جولائی ۱۹۹۹ء، ماہر و پہلی پبلشرز، لاہور

وہ یہ صائم کہہ کر جے تو، فاش وادگار ۹۰ سال مرثیہ سے بیچارہ قربان ہو کر، میں اداں کہتے ہیں۔

ص ۴۹، ۴۸

قریہ دانی سے سرور ایشیوں کو کشف کا اب میں تفسیر کیا ہے۔ آپا نمری (مرد)، عید میلاد فیہ لہر ملین، بلوہ معراج شہسوار معکم، زحرہ
ص ۴۹، ۴۸

ص ۴۹، ۴۸

معا کی زندگی ہر جے کو وب طی تو نے — — — — —
اوں کو معا کی دولت شہر و میا تو — — — — —
عشق کو احساس ہو کیوں بدنامی کا — — — — —
ص ۴۹، ۴۸

ص ۴۹، ۴۸

نمائے خواجہ دوروں دام کی میں نے — — — — —
طلب نہیں سے دوانے میں سروری کی مجھے — — — — —
جز نکائے محمد سکون دل نہ — — — — —
زبے یہ عزا و وقار گدے شام رمل — — — — —
قریہ نہیں ہے مدح غیر دو عالم کا — — — — —

ص ۴۹، ۴۸، سہروردیشی، سال اشاعت ۱۹۸۷ء، اسلامی کتب خانہ، سیالکوٹ

صائم چشتی : اردو اور ہندی میں نہیں کہتے ہیں۔ مہانت کے علاوہ ساقب بھی نیک کامیدان تھم ہے صائم کے دل میں جو ہنہات ہوتے ہیں
انہیں حمایت نہ کی اور سلاست سے ہاں کرتے ہیں اور حیاں سے ملنے تک کوئی تکلف روا نہیں کرتے۔ ملا کی، دولتی اور بے تکلفی کے سبب نیک کام
دیکھیں سے پتہ چلا رہا ہے۔ ان کا ایک نمونہ نصرت "روحانیت" ہے اور "سرازمیں" مدینہ جمادی الثانی سن ۱۳۷۷ھ میں طبع ہوا اور مجموعے
میں ہیں۔ صائم چشتی کی روایت نصرت کوئی میں اچھا دیکھیری، عمامہ کی اور مسجد ہوتے پس نمایاں ہیں۔

ص ۴۹، ۴۸

گردش حالات کا ہوا ہوا — — — — —
نزد . بے کار ، دھکلا ہوا — — — — —
اگر اوس تھے — — — — —
مگر کہ ہر — — — — —

ص ۴۹، ۴۸

نعت

مرا محبوب ہے سب سے زالا — کیا کوئیں میں جس نے اپنا
مرے محبوب نے حسنِ کرم سے — تم کو یاد کے سانچے میں ادا
کر لیا تمہاروں نے جب بھی مجھ کو — کرمِ حق کا جلا . جلا کر سہارا
انہی کا نور ہے جس و قمر میں — اہلے کو بھی آقا نے د
کروں قریب کیا کہن کی میں صائم — سے جن کا نعت کو غور حق قلبی

ص ۳۱ ، المظاہرۃ فیہ ، سال طاعت ازل جاری الہی میں ہے اور ، مقررہ نعتیہ میں ہے

مشرف حسین انجم — انجم کی تعریف شاعری میں زیادہ تر جنابت و محسوسات کی جگہ عقیدت پر ہے۔ اس عقیدت نے ان کے قلب و فہم
رسول سے معمور کیا ہے اور وہ اپنے حضور کی ماضی و زیادت حرمِ نبوی کی توفیق سے — شاعر ہے ہیں۔

کہن کے دھڑلے اشعار کی اسی آواز کا اظہار ہیں اور ایک حد تک ان کی ذات و فہم کی داخلیت کا مظہر ہیں۔ نبوت کے کرم و فضل اور عالم
انسانیت پر ان کی کائنات کا ذکر ان کے یہاں ملتا ہے۔

حقیقہ جب کے بھل : "شاعر حضور اکرم کی محبت میں ذاب ہوا ہے اور اس کی فطرت میں وہ بھی کی امید دار ہیں۔"

بکرہ (مشرق) سے لے کر

عمر علی قادری کی رائے میں : "انجم صاحب کی سب سے زیادہ شاعری سے آواز میں جو آواز ہے — ساتھ ساتھ ان میں جو آواز ہے — ان کے
پر ہے ہوتے ہیں محبت پیغمبر کے کہ کو ہر گزیدہ کے خیال میں شریعت نہیں بھٹکتا کے مابین میں محسوس کر سکتا ہے۔"

بکرہ (مشرق) کے گزیدہ کے گزیدہ میں

ہر گزیدہ کے گزیدہ میں ان کے لفظی کام کا پورا مجموعہ ہے جو ایک محو و غریب ہست کی ستموں ، مشکل سے روپ سے ہست کی کے
، ان میں مستحقِ امان ہے۔

حصہ

میرے حق ذکر کی غرض سے سطر مرا میں ہے — مجھے انور سے دلکش و ستاروں کا نقش ہے
اپنی رحمت سے مرے قلب کو تو دل دے قوت — میں سول و پرتو سے دور میں سول و پرتو سے
نگہ لطف و کرم اس پہ بھی ہو جائے کہ انجم — نہانی گلن ہے اور جلا آقا سے رحمت سے
ص ۱۶

نعت

مجھے اک حق دہم کی دل کی — من آنکوں کو جیسے لی لی دل کی
جو خاک میں پڑی آنکھ میں — مری آنکھ کو روشنی دل کی
حالت کی آقا نے اس نے — مجھے لذت ہے کی دل کی

بیچ ہی کہا لیکن کے ورہ میں — مجھے چھوٹے گویا گلی ل گئی
 ص ۸۵ — یہ نمونے گہاوں میں ، شیعہ اذلی ۱۹۹۵ء ، ناشر میہ پشاور ، لاہور

اسرار عارفی — سربراہی ایک — مختلف جذبہ مجموعہ پوری رقی سے ہوتے ہیں۔ ان کا بڑا صحافت تھا۔ وہ صحافت میں ملت اور ریاست کے قائل
 تھے۔ ادنیٰ شاعر تھا۔ جب نعت گوئی اور قیام و عقیدت سے بھرے اشعار کہے۔ انہیں موت نے دیا اور فرست نہ دی کہ گلی ل گئی کو ہدیہ دیتے ہو
 انہی نعتوں میں تعداد کا اضافہ کرتے۔

پادری رقی اور محمدوں اور نعتوں کی یہ مختصر تعداد پر مشتمل ہے۔ یہ وہ حد تک جذبہ عشق سے سرشار ہے کہ فرشتہ دینے کو کہیہ نظر آئے
 دیکھ کر کے لئے بچا ہے۔ انہی نعتوں میں مصال محمدی کے جلوے ہیں اور یہ بڑے مقدس — اور انہی راہنہ — سادہ زبان و بیان میں دل کے جذبوں کو
 لپاس باندھ دینے کی صلاحیت سے مالا مال ہے

حمد

نیل کا کات ، لب کریم — ہاتھ جسم و جان و ظلہ سلیم
 نے پیدا کیے ہیں عرض و — تحفے و تحفوں میں ہے غا و ہ
 ن کے لئے ہیں و اجس کے چول — تجوی و صف میں ہیں سدا مشغول
 دشمنی سب کو مر و م کی لے — سب پر کرم ترا دے

ص ۱۳

نعت

گپ کے وہ کا جو نظام ہوا — میرے آقا ہی لام ہوا
 شکلیں اس کی سب بھونک آئیں — جو بھی خوا ہوا تھا کام ہوا
 اپنی پہنچی سے وہ نکل آیا — جس کا دینا یہ مقام ہوا
 اس کی ہر طرف عرش تک پہنچی — جو بھی آقا کے نام دم ہوا

ص ۲۶ ، پادری رقی ، سال اشاعت ۱۹۹۵ء

ملتی خندہ غنٹ پر عجز، کراچی : نعتیہ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ

آٹھ فردوسی : شاعر نے کوئی کی جہاں اپنے میدان اور نوب کے بارے میں ہاں باندھ کر ہے

میری حیثیت مرلہ کی طرف بائیں مئی لیکن نہ دئے ہو گئے اور ترے میرے حال پر ہمارے خاص رحمت فرماتے ہوئے اپنے
 حبیب پاک کے مدد سے میں ہر ایک کی بھائی بھائی میں متبادل کی جہاں متوجہ کر دیا اور یہ کیفیت ہوئی کہ میرے اہل اور سوچی سے مرلہ
 بکھر مقرر ہو گئے۔

مرلہ ، مرلہ

عہدِ مراد سے راہ کی تہ اہلِ ذات کہہ جاتے ہیں اور بلا ہمت کے لیے میں نہ گذر اور نہ از شر کہتے ہیں۔ وہ کی نگوں میں ذاتی اصول کی عکاسی نہیں ہے، دراصل مسئلہ کے آئینہ کار ہیں۔ سوں سے معلوم طریقہ اور ہدائی انسانیت، مصلحتِ عظمیٰ اور ہر کمال کی ہر تہی کے لیے سے ہدائی تفصیل کر دے گا کام فریضہ انجام دیتا ہے۔

کیفِ دوام میں چند محرم ہیں اور عہدِ مراد کی ہیئت پر نہیں مکی گئی ہیں۔

حکم

ہم فلا کار ہیں جسے سائنس — ہم عہدہ ہیں جسے سائنس
کوئی نئی فیس سے واسطی میں — ہم عہدہ ہیں جسے سائنس
ماہری کے سوا فیس کچھ بھی — ہم گوں سدا ہیں جسے سائنس

۱۸۰

نعت

دنیا کی نگر نہ رسالت پہ گزرتی ہے — — رستہ نامہ تری رستہ تھی لاں سے
ہر تہا ہوں آپ کی مملکت کو اہل سے — — دین میں پہنچے ہوئے ہوں گزرتی ہے
تفصیل میں ہر آپ سے ہیں تشریف : — — کو ہاں سدا سے مری آگہ لڑی ہے
ن دوں میں ہر شخص ہے مجبور و پریشان — — اللہ جب آپ کی نصرت پہ چلی ہے

۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔

محمد اقبال مجھی : مجھی کی نعتیہ تصنیف کا نام نعتیہ ہائے محمد ہے۔ اہلِ محمد صوبہ صوبہ جب کسی زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہوئی ہے تو نئی زبان کے شکایات اور اپنے لوہے کی آواز میں یہ کہ اس پر اثر انداز ہو گیا ہے اور اس طرح وہ ایک نئے سانچے میں داخل کر دے غلبہ ہو جاتی ہے۔ جب ہانگی جو پہلی صوبہ میں ہے اور وہاں میں کسی ہانگی کی تو اس میں بھی ہے، مگر اور مستوی طوالت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مثلاً ضرورت تھا کہ پتہ ی سے کر برکت سے مطابقت کی ضرورت، سدا پہلی اللہ و مطابقت سے الحرف، لے نوز میں ہانگی کہنے کا تجربہ۔ اب ہانگی ایک طرح سے پاکستانی شخص کے ساتھ انگریزی ہے۔ مگر دوسرے شعر کی طرح نعتیہ ہانگی کی ضرورت کے اللہ و مطابقت کو ہانگی کے لیے سے بیان کیا۔ مگر لے اپنے مطابقت کے حوالے سے مگر تو مبعوث ہوا تھا مگر ہی کی ہے وہیں زیادہ تر حضرت کی میرت جیہ کا ذکر جمل کرتے ہوئے پہلی میرت کا فریضہ انجام دیتا ہے اور اجراء رسالت کو فریضہ اور عالم انسانیت کے لئے اس کے مطابق کی عکاسی فرما دیتا ہے۔

نعتیہ ہائے محمد

ہر نصیبت کا نہیں فہم سے ہے
ہر سعادت کا تو ہی منبع ہے
تیرا دنیا پہ رستہ رستہ ہے

۱۹۰

ساحر شیوی : وسیلہ نہایت ان کا شعری مجموعہ ہے جس میں حمد و نعت، سلام اور مسندت شامل ہیں۔ فقیر غزلیہ نعت میں ہے : "شیوی نے مختلف نعتوں میں اسی طبع آزمائی کی ہے اور دوسری اصناف میں بھی اشعار کہے ہیں۔ رامایات و قصصات کے سوا وہیں کے یہاں محدث و نئے نعتیہ اشعار کی صورت میں حمد و نعت کا سرمایہ موجود ہے۔ مقام حرمت ہے کہ کہن کی پٹی میں ۱۰۰ نعتیں لکھی گئی ہیں جن میں کدو حشاش، عذابت کشا اور کدو نازک کہ نام ہے اور غزل کی شیرینی، لطافت اور جلی سے اپنے کام کو آرائش کیا ہے۔ ان کی نعت مقصدی نعت گوئی یا نیت احمد ہے۔ ان کے بارے میں ڈاکٹر عبد القادر عزم صدر لکھتے ہیں : "غزل کی شاعری کرتے ہیں، ان میں پہلے چھپا چھپا رنگ ہے۔ غزل کا چارہ جودن کی نعتوں میں جاریہ ساری پایا جاتا ہے۔ نعتیہ انداز میں ان میں غزل کی لطافت ہے۔ جس میں غزلیہ اور وہ نئی نکتوں اور روایتوں کی پرکاری غزل کا جمالیاتی رنگ پیدا کرتی ہے۔ تاہم غزل سے سمور نعتوں میں مقصدیت کی فروغ دینی انہی سے متاثر ہونے کی امکانات اجاگر کرتی ہے۔ ان کا نعتیہ کام ان کے اندر بھی روحانیت کی عکاسی کرتا ہے۔"

ڈاکٹر عبد القادر عزم، ص ۱۴۱، ۱۴۲

حجت

پانی میں تو ، ہون میں تو اے رب کائنات — سرا میں ، مان ، ی میں تو اے رب کائنات
مسجد میں ، امن میں تو اے رب کائنات — مسجد کے دہان میں تو اے رب کائنات

ص ۴۴

نعت

ہم ہے ، "حق" حق کی — مجھے پیرایہ حق کی
مشرک ہم بھلا نہیں سمجھے — خلق سے "حق" حق کی
دشت میں جیسے بھول کھل اٹھے — ہاں امانت بھولی حق کی

ص ۶۵

نعتیہ ہائیکو

حق ہو شمع مسر
شفاعت کی امید میں بھی حق سے
حق ہو چرچہ لور

ص ۱۵۲

نعتیہ ماہیہ

بہ ایک کرف ہے
ہستی سولہ
حران کا رو ہے

ص ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱

ہر طرف صحت کی دھماکیاں ہوئیں
 کٹر کے موسم کا چہرہ جل گیا
 رنجشہ کلفت کا کٹھن جل گیا
 وطنِ قلندِ علم کی گھاٹی ہوئیں
 نور میں واسطہ زمین آہل
 جلوہ فرما رہے ہوئے شاہزاد

میں ۲۳۔۲۴۔ فور السمت ، طبع جنوری ۱۹۹۰ء ، ناشر عظیم سہانوی ، سویت روڈ، مدراس نمبر ۲

محمد کمال اظہر : محمد کمال اظہر کے یہاں صحت جہاں صحت ہے ہندو کی نہ کہ وہ ہے وہیں میرت طبع کی لہروں کی آئینہ دار بھی ہے۔
 ان کے یہاں صحت سے اہم موضوعات ملتے ہیں اور انسانی عقائد و افعال کی تبلیغ بھی۔ اس کا خفیہ مجموعہ ہندو صحت سے بہت سے طبع ہو چکا ہے۔
 آج کل میں دو محرم ہیں۔ ان میں قضاوت درن ہیں۔ نقیض فریب صحت میں ہیں۔ عظیم صحتی کے لہاں "میں نے یہ محرم کیا کہ صحت
 و صحت کی خوشبو ہر وقت سے اٹھتی ہے اور کس کس کو وہ خوشبو توڑی کہوں میں بدل جاتی ہے۔"

بہارِ قیاس ، عظیم صحتی

حسد

دلای دلی قریہ قریہ — ہر کھل میں حیرا چھا
 مشکل میں ہم کس کو پھریں — حیرے ہوا ہے کون ہوا

نعت

سوٹ زن جب سے دینے کی تہذیب دیکھی — بحرِ نعتی کا ذیل تہذیب دینی دیکھی
 ہر قدر کی صدا سن کے ہی دیا نے — شرک اور کفر کی دنیا سے دیکھی

زہنا صحت ، طبع ۱۹۹۰ء ، جماعت کبڈیا ، اردو پبلشرز

عزیز بہر اپنی ، عزیز بہر اپنی ایک اپنی ، تہذیب اور طبع خانہ کے فرا سید ہیں۔ ان کے وہ گری جانا بیکل احمد مرحوم اور وہ مرحوم
 کے وہ مرحوم بننا نہ صرف احمد فضل اور محانی مرحوم ہیں۔ اپنے عظیم ہر گھوٹے فیضانِ نظر کے دامن میں ان کی فکر، نظریات و تہذیب ہوتی اور ایک
 شخص میں متحد خدا کے زہد اثر عزیز بہر اپنی نے اپنی شاعری کا تہذیب احمدی کے نعتیہ نیتوں سے کیا۔ اس کے اس وقت کہ نعتیہ روافض کا اعتقاد کرتے رہے
 جو عزیز بہر اپنی کے طبع و ادب کے لئے تحریک کا سبب بنی رہا۔

عزیز بہر اپنی نے تہذیب و نظریات کی نظر کے انما میں خود ایک فائنڈ وپ چھوڑ دیا ہے۔ جس میں انہوں نے رازبہ کی تقریب، تحصیل
 اور تجزیہ مختلف مقررین و مطالعہ کے حوالوں اور اس کے ساتھ کیا ہے اور مختلف باتوں میں کہے ہوئے اور محسوس کیا جا رہا ہے۔ نیز رازبہ کا مختلف دوسری
 لسانیات شعری و ادبی سے کیا ہے۔ انہوں نے اپنی پہلی رازبہ "معاہدہ" میں کیا ہے اور موجودہ رازبہ کے بارے میں واضح طور پر بتا دیا
 کیا ہے کہ انہوں نے اپنی پہلی اور موجودہ "معاہدہ" میں مالی سطح پر قبول کئے گئے رازبہ کے حاضر و نہر سے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے اس علم کی

ظاہری وضعت کے لئے قصیدہ اور غزل کے ظاہری منہ صریح آمیزش کی بے گناہی کے الزامات ترکیبی کے لئے منسکرت کے رزمیت سے الگ ہے۔

اس نظم میں طائرانہ ہوت سے قلم نے واقعات نامہ طائرانہ سے روکا، مصنف کے قول "حیات طیر کا یہ حصہ آپ کی عظیم ترین نیک وادست فکر ہے۔" اس تصنیف میں جس نظیر زمین کی عظمت کو مدح میں لایا ہے۔ اس وقت قلم نے صرف نہ اپنی سولی ہی دکھائی نہیں بلکہ حیات انسانی کے لئے ایک مکمل طور پر دست منثور بھی دکھائی جس کی کائنات اور اہمیت کل بھی تھی، آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

ص ۶۴، ۶۵، (ریچاپ)

"لم یوت نظیرک فی شعر" مختلف منوات میں مشتم ہے۔ ۱۲، مطلع اور ۲۰، مناد، ص ۶۸، امر، ہجرت، موانع، معنویت، عجم، افریقان، قرآن، المہم، من، اعد، مالک، نہیں، شہیدان، وہ، لعل،

تمام علم میں ایک ہر امتثال کی گئی ہے۔ سہل سناہل سناہل، مدظن۔ ثانی جاسا تو انی در ریویں کا اترام بہ اوان ہے۔ بعض حصے غیر سراپ ہیں۔ ۲۰، راجاں میں سہایت دل نہیں درو جہ آفرین شہریت سند واقعات نے قتلا کے استہام کے ساتھ ساتھ شہر میں سہایت کا مکر پر خیال رکھا گیا ہے۔ ہر حصہ علم کے پہاڑ کے لئے گئے مناظر و واقعات اسلوب کی دل آگئی کے سبب نثری اور معنوی ملازمت کے سبب ذہنی کاری پر محصور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ملاحات کے دوران کادہ دل کو کئی نئی چیزیں اور اپنی اندر کھائیں میں پھرتی ہیں۔ دوسری طرف رزمیت کے مرکزی کردار، حیات کائنات کی عظمت کی بے انتہا دھن سے منور قوتوں کی دل اور دنیوں سے شہکاریت ہیں۔

یقیناً یہ رزمیہ یکسے مثال شہکاریت اور اس ادا و مہیا اور اسلوبہ الاکادہ سر اور مہیا اور سہ لیب میں شہکاریت۔

نمونہ کلام (حرا)

مطام جاں میں جس گئی ہیں موگرے کی لالیاں — نہ نگاہ تک عجب نہ ہر وہاں
 صلب دنگ اور صف پہ صف سبک خراہ ہیں — ہر کے دم زموں پہ کھلنا، ریل ہیں جلیں
 صورت کی دھنک چنگ رہی ب وہیں میں — قدم قدم — یک دست ہیں شفق فضاہیں
 مکاں کی ساری دستیں سرخس ہیں آئیں — ہر قوس شاہد ہائے لا مکاں کی شایاں
 نظر نے دھڑکا یہ کون داد الفت کی — جدھر گئی نہیں ہر ایک جا پہ سرخ آندھیں
 ہر اک طرح کے جور و غم و غم میں ہوتے — ہیں ہر کے وہاں سے قحی شریکوں کی دہاں
 زبان گل رشتہ نہ نہ شہر جس حرا — ان میں الجھتی ہوں کینوزے کی باہاں
 دا چرخوں کے منہ طر کے ہاتھ سے گزرتے ہوتے — وہاں آوی پہ کر رہے ہیں حکمرانیاں
 ترپ لئے گی اب نہ کیوں کلام لطف اب ہی — کہ حوش کو بھٹو طین زمیں کی انگلیاں
 وہ دیکھئے صوب میں ہیں منات نور ہلو کر — حرا کی طوقوں میں ہیں ذات کی جہاں

ص ۶۵، ۶۶، لہذا طرک فی شعر، سال ۱۹۹۰ء، پشاور ایجوکیشنل بک اس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، پشاور

قصری کا نیپوری، — ہر غنیہ محمود نور ازل ہے۔ جس میں نقوش کے طور و خیر مسدوس بھی ہے اور نکلت بھی۔ قصری کی نقوش

میں محمد حاضر کے حالات و مسائل کی مکاشفہ ہے اور ان کا خوب صورت مجسمہ صورت و صورت کائنات کے آئندہ مکانات کی نشاندہی کرتا ہے۔

شرف الدین ساحل : ساحل کی نظیر فیسور غزالہ جنت میں کبھی گئی۔ نہ شا میں دل کے ہنسات عقیدتِ ادنیٰ کی سرشاری ہو شعور۔
 درائے ہر طرہ و کار ہے۔ حق کی شاعری جہالتِ فکیر سے اور فکرِ فنا میں اچھلے جہالت کے ٹکڑے کچھ اور تعلیمات و روشنائیات وسیع تہذیب کی
 نہ نکات و تشریحات کی منتوں کا مستوفی سراہی ہے۔

7 ن روٹنی حق کی تصنیف ہے۔ آواز میں میر نہیں ہیں جس میں رازِ حشر و نر و نر ہاں ہے۔ غمگوں — توں نہیں ہے۔

مثلاً

روٹنی رید و تر
 ریس و تر رید و تر
 روٹنی انسانیت ہر جگہ قلمی
 سے کچھ قلمی بند و زامہ
 سر سے تنہا ہے کرتی قلمی رید و تر ہوا کس کی
 سر چاکہ ترن کچھ ہوا کس کی
 حور و قلمی ہوتی قلمی رید و تر

ایسے ماحول میں
 یہ تہذیب کو حرکت ہوتی ملتا
 اس نے ہجرت میں پر جو قلمی
 جس کی تخلیق قلمی ہجرت کن تھا۔ ہوا اسے کس
 یعنی دور قلمی ہجرت اصل قلم
 متعلق متعلق، سرور و ترنیاں، ہجرتی ہجرت
 اور فیسور کرم، انقلاب ہم
 ہجرت، احتجاج، ہجرت، ہجرت

۲۲

نعت

نعتی نعتی نعتی نعتی	نعتی نعتی نعتی نعتی
نعتی نعتی نعتی نعتی	نعتی نعتی نعتی نعتی
نعتی نعتی نعتی نعتی	نعتی نعتی نعتی نعتی
نعتی نعتی نعتی نعتی	نعتی نعتی نعتی نعتی

نمونہ کلام (چشم عنایت)

یہ سب مرنے کی سستی کا شکار ہو سہر چلے — یہی جو کہتے ہیں اب دلت کہہ رہے ہیں —
 پتھرائے دروہوں کا تحفہ مرنے کا ہے —
 دلت سے بھی انہیں رشتہ کے بھی دل میں ہے — مرنا ہر قدموں میں یہ مہر ہے —

مفتی محمد رفیع

[illegible][illegible]

شفقت، حسد، غت، ایک تہہ و میں 'پند و ب' فقیں "تے" فاقوں سے 'لگا سناے' نیز 'ممنوںی' کا 'سہرہ' رواں ہے۔ سہرا۔ سہرا۔ سہرا۔

نعت، نگار و نوحه

نمونه نعت

۱۔	جس کو تم تصور کرو والا چاہے ہو	۲۔	جب پر بیش از کم رسالت مآب ہو
۳۔	بصحت پتہ تمہیں دے گاے بحر مستجاب ہو	۴۔	اے وہ حصول عشق رسالت مآب ہو
۵۔	میں تمہارا دوست ہوں جس سے کوئی نہیں	۶۔	نہ ہی شے عجب ہو ، خواہی ہوں
۷۔	دوست ہو توں کی عالم رویا میں ہو نصیب	۸۔	چواری سے ملے گا ہوا اچھا وہ ظاہر ہو

میں دیکھ کر اس نے کہا کہ یہ تو ایک اور صاحب ہے۔
نعت نگار شہزادہ، صاحب

میں نے بھی یہ بھی سیر کر کے دیکھا ہے۔
میں نے یہ بھی سیر کر کے دیکھا ہے۔
میں نے یہ بھی سیر کر کے دیکھا ہے۔
میں نے یہ بھی سیر کر کے دیکھا ہے۔

نعت نگار شہزادہ

نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب

نعت

نعت نگار شہزادہ، صاحب
(یہاں قدرے تفصیل سے لکھا گیا ہے)

نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب

نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب

نعت نگار شہزادہ، صاحب

نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب

نعت نگار شہزادہ، صاحب

نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب

نعت نگار شہزادہ، صاحب

نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب
نعت نگار شہزادہ، صاحب

مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

افتخار احمد، انجمن، پروقیس سرحدی، ص ۱۲۱، نعت رنگ شاد، ۱۹۹۵ء، مہر نعت لڑائی

نعت

ترا دامن بجز کر دوز محشر حق تعالیٰ تو — نگوں گی میں نہیں رہا کر بھی اولاد ہے
 در دیار دار، لعل و شکر کیا بکھتی ہوں — نہ نور نہ عیب کے کا بار ہے
 دیمہ ر جوہر لعل ب دامن ہی — ہیں خلیں گوہر و یقوت و حنین
 تیرا سے مجھ کو سجے درد نے مگر د دل — جاں چ لب ہوں اب مجھے طاقت نہیں گلہ زنی
 درن سنی نعت میں لکھتی کہ ہوتی جا جو — سند نور باجوب میں شہرت مرے اشعار

اشاعت اول ۱۹۸۳ء، ص ۸۲، تذکرہ نعت گو شاعرات

دراغہ سلطان شاد جہاں پوری، دورہ تصنیف تحقیق کتاب راجی

نجمہ خان

نجمہ خان لویہ، شاعرہ در قلم ہیں۔ ادبی حلقوں میں خاص تر و تہذیب رکھتی ہیں۔ "نصف" ان کے عقیداتی ست کا مجموعہ ہے جس سے ان کے شعور و بصیرت کا مدد سوتا ہے۔ شاعرانہ انتہا میں۔ طبع، غزل، قصیدہ، رباعی اور مثنوی میں قدرت و مہارت رکھتی ہیں۔
 اور جدید نگاہ میں شعر گو ہیں۔

حمزہ نعت گوئی کا شرف بھی انہیں حاصل ہے۔ ان کی نعتوں میں دلی و پاں کی سادست اور بے ساختہ پنیاں۔ سنی سب سے مراد و نثر اسلوب کی دلکشی کا موجب بنتا ہے۔ نعتوں میں بحر و عقیدت اور محنت و احاطت کا ہی یہ عاں ہے۔ ان۔ یہاں نعت جہاں باقی محسوسات کے طور پر ابھرتی ہے وہیں انکا دوسرا نکل کی ترجمان بھی ہے۔

نعتیہ کلام

پہلی جو سوئے حد نکر کے رنگ تھے اور — میں کیا بناؤں مری دہجہ کے رنگ تھے اور
 جو آہاں کا گوا جہاں روا روئے پر — میں آہاں پر خوس و قر کے رنگ تھے اور
 فضا دینے کی تھی حسین و دلش تھی — مجھے گا کہ مری فہم تر کے رنگ تھے اور
 حضور آپ کے روئے پر یہ ہوا محسوس — اے نیم شبی میں اتر کے رنگ تھے اور
 سر حسین نکر آئی جب بھی دیکھ ہے — در حضور پر انیس سر کے رنگ تھے اور
 حضور آپ کی جب نعت لکھ رہی تھی میں — نوم نور قلم نام و در کے رنگ تھے اور
 میں عازاں چہر میں تھی دن غوں کی — "نی تو چہا مرے بل و پر کے رنگ تھے اور
 میں دامن تہی دیار ہی سے جب لکھ — تو میں نے دیکھا مرے اپنے نکر کے رنگ تھے اور

ص ۳۷۳، ماہر نعت لڑیو

عطا کا لہجہ (نظم)

مرے اظراف یہ کیا قصار نور ہے

فنائیں کیف نور میں

ہوا نکور ہے

جو ہم گنبد کا ایک عالم ہے

زمین پر قرن کی شب جس طرف بھی دیکھتے

جنت کا موسم ہے

دولت پانڈلی کا ہے یہ سر سے تاج ہے

کہ یہ ایک صورتِ عظمیٰ ہے

یہ قبہ سمجھو دریاؤں کی تہ ہے

مردے سے آتے آتے ہیں میرے خطوط میں

کوئی عجز و ہستی ہے

رنگ ہلکے میں خونِ ایک ہے

مرے عاشق سے غزل ہی خوشبو گزرتی ہے

میں اسرتِ پریں تک دولتی ہوں سرِ غزل و بیوت میں

نورِ مجھے محسوس ہوتا ہے

یہی نور ہے

جو عجب ششماں عالم کے

عطا ہونے کا لمحہ ہے

ص ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ یادگارِ نعت لاہور۔ خواتین کی نعت گوئی (انشائت خصوصی)۔

بارخِ لطافت جولائی ۱۹۹۹ء۔ ۱۰۰۰ء راجہ شید محمود

وحیدہ نسیم : نہایت آسان اور سادہ بیانیوں کے ساتھ نعتِ سلام، جس پر فخرِ قدوسی پر اسل ہو اور ایسا محسوس ہو جیسے کہ ہر اور سادہ و سنجیدہ

حاصل رکھنے والوں کے لئے کہے گئے ہوں، وحیدہ نسیم کی نعت کوئی نئی خصوصیت ہے۔ نعت کی مختصر فقہی تصنیف "نعتِ سلام" ایسے ہی اسلوب کی

شاعری کا نمونہ ہے۔ مختصر و مفید اور کاستیوں، سادگی میں دل نشینی کے لئے، جو موجب ہے، نہاد و نرِ علم کی صفات کی گئی ہے جس میں جو معرکی یا

محسوس کی صورت نظر آتی ہے، بہت کم غزلیہ بیت کا استعمال ہوا ہے۔ جو مختصر و حترم چیزوں میں گلیں گزرتا ہے جیسے نعتِ غزلی کی ضروریات کے

پیش نظر فقہی کا محاسن جو نظروں پر ہوں، ہر نعت، سادہ و سادگی کا یہ ہے، شاعر، یاد و محنت، انوار و پند و بیان کے ایمان چھائے محمد و ہر دوسرا آئے، ہاں

یہ آیت مہدک ہو، لاکھوں سلام تم پر، سوائے توں کوثر پر لاکھوں سلام، جس شخص میں ملاقات کے مطابق چیز، اکثر مقامات پر جانسری

کی تمنا کا اظہار غالب ہے۔ حضور کی رحمتوں، فیض و سائیں اور کائنات چرخ کے فضل و کرم کے ہندوں کے اظہار سے سادہ ہند چیز، کہ با محسوس میرا :۔

افتخار عارف :- افتخار عارف دنیا نے ادب کی ایک نئی اور معروف شخصیت ہیں جو کئی جتنوں سے محمود عارف کے فروغ میں سرگرم ملی ہیں اور اس سلسلے میں ایک اتفاقی تعارفہ امتیاز رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری جہاں روایت کے حسن کا شعلہ ہے وہیں جدید صہیت کے تجلیوں کا منظر ہے۔ ان کے یہاں تہذیب گروہ ان کا ایک شائستہ اظہار ملتا ہے۔ اور ان کی شاعری کے مجموعی عمل سے ان کے اسلوب کی انفرادیت اور لیے کا امتیاز جتنی ہے۔ انہیں ان کے مطالعہ شاعری کے دوران یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم ایک تہذیب اور بیوقوفیت کی سر و مشاہدہ میں مصروف ہیں۔ وہ ضوابط و مضامین کا شعور اور انکسار مسائل کی ہر جتنی اور اپنی صہری گلیاں تہذیب و طراوت کو اس طرح پیش کر رہے ہیں کہ ان کی چھوٹ انکسار انکسار تک چاہے ان کا شعری قصہ ہے۔ ان کی عمدہ روایت کی کوئی ایک تہذیب اہمیت شہود پر نہیں آتی۔ ان کی وہ شعری تفہیمات سر و نیم اور حرف بہادب میں (۱۹۷۱ء) اور نہت نظر آتی۔ افتخار عارف کے یہاں ہم یہ قازمات میں اپنے تعانی کی روایت، تہذیبیت، قدرت اور تعمیری نظام میں ان کی نہت اور تہذیبیت اور فلسفیانہ اور نظریات انداز میں ہے۔ ان کی نہت میں حضرت محمد ﷺ کے فلسفیانہ و ماحول کا ذکر، ان کی نہت کی روانی روایت، فلسفہ سمیر اور روایت انسانی کے لئے ان کی ہر تہذیب میں ہر اہمیت اور ادبی کے پہلو اور نئی تہذیب کی بارگاہ میں مستقامت و ستہ اور کارخانہ نمایاں ہے۔ افتخار عارف کی تعمیری شاعری کے بارے میں چند الفاظ ادب کی آواز۔

سرور جعفری :- "افتخار عارف جس روایت کو لے کر آئے گا وہ ہے جن میں ان کی فن کے عمدگی عظیم شاعری کے بارے میں بات چیدہ ہیں۔" (طبیب)

کلی اعظمی :- "افتخار عارف نے ہر حالت میں اپنے لیے کے بائیں کو نہ صرف باقی رکھا ہے ان کے احساس کی شدت، جذبے کے لکھوں اور شعور کی مدد سے اس پر لکھی اعداد رکھ دی ہے۔" (طبیب اور سرور جعفری)

گوپی چند برنگ :- "ہر جدید مضامین و مطالب کی اداسی میں روایت کے غریب سے یوں کسب فیض کیا ہے کہ صحیح کو علامت اور علامت کو استعارہ کا رہا ہے کہ نظم اور غزل دونوں کے لئے ہر جز و کتا پ کا سامان بن گیا ہے۔"

س ۵۰۰ پیش روئے فیض اور فیض، سرور جعفری

ایک زمین ہمارے وجود سے باہر ہے اور ایک ہمارے دل کے اندر ہے۔ زندگی کی اہستہ اور اس کے ہر سے متجمل کرنے کے لئے یہاں ہی عظیم مستعد کو کے خلاف ہر تہذیب کے لئے بار بار دل کی زمین کی طرف لوٹنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ انسان بننا نہیں بلکہ باطن میں جھانکنا ہے، انا کا ہونا ہے۔ اس کا ایمان تہذیب ہے اور زندگی کے دکھ اور اندھ پن سے بچنے کے لئے کی تہذیب مستعد میں انسان ہونا ہے۔

(۱۹۷۱ء میں ناول نگار اور مدد شاعر گوپی چند برنگ س ۳۱)

نوٹ: اس کے بعد گوپی چند برنگ نے عظیم ناول نگار کا نام لگایا ہے۔

(حوالہ: س ۱۱۰، س ۱۱۱، اشاعت: س ۱۱۱، پاکستان ۱۹۷۱ء، مکتبہ انجیل، کراچی)

میرزا مفتی :- "اس کی شخصیت کے وہ پسو نمایاں ہیں کہ ہم اس میں روایتی فحری عناصر، جس سے چھپنے لگے وہ سچے ہیں اور محفل کو لکھو دیتے ہیں اور کام کی انفرادیت، اس کی شخصیت روایت اور انفرادیت کا جو ان کی عظمیٰ ہے لیکن غم شہود۔"

(طبیب اور سید باب)

مشتاق احمد جاسنی :- "ان کے لیے مجھے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ان کا ہر جز و کتا پ ہر ہے۔ ان کے کیوں کے لئے رہے۔ س ۱۱۱، س ۱۱۲، س ۱۱۳، س ۱۱۴، س ۱۱۵، س ۱۱۶، س ۱۱۷، س ۱۱۸، س ۱۱۹، س ۱۲۰، س ۱۲۱، س ۱۲۲، س ۱۲۳، س ۱۲۴، س ۱۲۵، س ۱۲۶، س ۱۲۷، س ۱۲۸، س ۱۲۹، س ۱۳۰، س ۱۳۱، س ۱۳۲، س ۱۳۳، س ۱۳۴، س ۱۳۵، س ۱۳۶، س ۱۳۷، س ۱۳۸، س ۱۳۹، س ۱۴۰، س ۱۴۱، س ۱۴۲، س ۱۴۳، س ۱۴۴، س ۱۴۵، س ۱۴۶، س ۱۴۷، س ۱۴۸، س ۱۴۹، س ۱۵۰، س ۱۵۱، س ۱۵۲، س ۱۵۳، س ۱۵۴، س ۱۵۵، س ۱۵۶، س ۱۵۷، س ۱۵۸، س ۱۵۹، س ۱۶۰، س ۱۶۱، س ۱۶۲، س ۱۶۳، س ۱۶۴، س ۱۶۵، س ۱۶۶، س ۱۶۷، س ۱۶۸، س ۱۶۹، س ۱۷۰، س ۱۷۱، س ۱۷۲، س ۱۷۳، س ۱۷۴، س ۱۷۵، س ۱۷۶، س ۱۷۷، س ۱۷۸، س ۱۷۹، س ۱۸۰، س ۱۸۱، س ۱۸۲، س ۱۸۳، س ۱۸۴، س ۱۸۵، س ۱۸۶، س ۱۸۷، س ۱۸۸، س ۱۸۹، س ۱۹۰، س ۱۹۱، س ۱۹۲، س ۱۹۳، س ۱۹۴، س ۱۹۵، س ۱۹۶، س ۱۹۷، س ۱۹۸، س ۱۹۹، س ۲۰۰، س ۲۰۱، س ۲۰۲، س ۲۰۳، س ۲۰۴، س ۲۰۵، س ۲۰۶، س ۲۰۷، س ۲۰۸، س ۲۰۹، س ۲۱۰، س ۲۱۱، س ۲۱۲، س ۲۱۳، س ۲۱۴، س ۲۱۵، س ۲۱۶، س ۲۱۷، س ۲۱۸، س ۲۱۹، س ۲۲۰، س ۲۲۱، س ۲۲۲، س ۲۲۳، س ۲۲۴، س ۲۲۵، س ۲۲۶، س ۲۲۷، س ۲۲۸، س ۲۲۹، س ۲۳۰، س ۲۳۱، س ۲۳۲، س ۲۳۳، س ۲۳۴، س ۲۳۵، س ۲۳۶، س ۲۳۷، س ۲۳۸، س ۲۳۹، س ۲۴۰، س ۲۴۱، س ۲۴۲، س ۲۴۳، س ۲۴۴، س ۲۴۵، س ۲۴۶، س ۲۴۷، س ۲۴۸، س ۲۴۹، س ۲۵۰، س ۲۵۱، س ۲۵۲، س ۲۵۳، س ۲۵۴، س ۲۵۵، س ۲۵۶، س ۲۵۷، س ۲۵۸، س ۲۵۹، س ۲۶۰، س ۲۶۱، س ۲۶۲، س ۲۶۳، س ۲۶۴، س ۲۶۵، س ۲۶۶، س ۲۶۷، س ۲۶۸، س ۲۶۹، س ۲۷۰، س ۲۷۱، س ۲۷۲، س ۲۷۳، س ۲۷۴، س ۲۷۵، س ۲۷۶، س ۲۷۷، س ۲۷۸، س ۲۷۹، س ۲۸۰، س ۲۸۱، س ۲۸۲، س ۲۸۳، س ۲۸۴، س ۲۸۵، س ۲۸۶، س ۲۸۷، س ۲۸۸، س ۲۸۹، س ۲۹۰، س ۲۹۱، س ۲۹۲، س ۲۹۳، س ۲۹۴، س ۲۹۵، س ۲۹۶، س ۲۹۷، س ۲۹۸، س ۲۹۹، س ۳۰۰، س ۳۰۱، س ۳۰۲، س ۳۰۳، س ۳۰۴، س ۳۰۵، س ۳۰۶، س ۳۰۷، س ۳۰۸، س ۳۰۹، س ۳۱۰، س ۳۱۱، س ۳۱۲، س ۳۱۳، س ۳۱۴، س ۳۱۵، س ۳۱۶، س ۳۱۷، س ۳۱۸، س ۳۱۹، س ۳۲۰، س ۳۲۱، س ۳۲۲، س ۳۲۳، س ۳۲۴، س ۳۲۵، س ۳۲۶، س ۳۲۷، س ۳۲۸، س ۳۲۹، س ۳۳۰، س ۳۳۱، س ۳۳۲، س ۳۳۳، س ۳۳۴، س ۳۳۵، س ۳۳۶، س ۳۳۷، س ۳۳۸، س ۳۳۹، س ۳۴۰، س ۳۴۱، س ۳۴۲، س ۳۴۳، س ۳۴۴، س ۳۴۵، س ۳۴۶، س ۳۴۷، س ۳۴۸، س ۳۴۹، س ۳۵۰، س ۳۵۱، س ۳۵۲، س ۳۵۳، س ۳۵۴، س ۳۵۵، س ۳۵۶، س ۳۵۷، س ۳۵۸، س ۳۵۹، س ۳۶۰، س ۳۶۱، س ۳۶۲، س ۳۶۳، س ۳۶۴، س ۳۶۵، س ۳۶۶، س ۳۶۷، س ۳۶۸، س ۳۶۹، س ۳۷۰، س ۳۷۱، س ۳۷۲، س ۳۷۳، س ۳۷۴، س ۳۷۵، س ۳۷۶، س ۳۷۷، س ۳۷۸، س ۳۷۹، س ۳۸۰، س ۳۸۱، س ۳۸۲، س ۳۸۳، س ۳۸۴، س ۳۸۵، س ۳۸۶، س ۳۸۷، س ۳۸۸، س ۳۸۹، س ۳۹۰، س ۳۹۱، س ۳۹۲، س ۳۹۳، س ۳۹۴، س ۳۹۵، س ۳۹۶، س ۳۹۷، س ۳۹۸، س ۳۹۹، س ۴۰۰، س ۴۰۱، س ۴۰۲، س ۴۰۳، س ۴۰۴، س ۴۰۵، س ۴۰۶، س ۴۰۷، س ۴۰۸، س ۴۰۹، س ۴۱۰، س ۴۱۱، س ۴۱۲، س ۴۱۳، س ۴۱۴، س ۴۱۵، س ۴۱۶، س ۴۱۷، س ۴۱۸، س ۴۱۹، س ۴۲۰، س ۴۲۱، س ۴۲۲، س ۴۲۳، س ۴۲۴، س ۴۲۵، س ۴۲۶، س ۴۲۷، س ۴۲۸، س ۴۲۹، س ۴۳۰، س ۴۳۱، س ۴۳۲، س ۴۳۳، س ۴۳۴، س ۴۳۵، س ۴۳۶، س ۴۳۷، س ۴۳۸، س ۴۳۹، س ۴۴۰، س ۴۴۱، س ۴۴۲، س ۴۴۳، س ۴۴۴، س ۴۴۵، س ۴۴۶، س ۴۴۷، س ۴۴۸، س ۴۴۹، س ۴۵۰، س ۴۵۱، س ۴۵۲، س ۴۵۳، س ۴۵۴، س ۴۵۵، س ۴۵۶، س ۴۵۷، س ۴۵۸، س ۴۵۹، س ۴۶۰، س ۴۶۱، س ۴۶۲، س ۴۶۳، س ۴۶۴، س ۴۶۵، س ۴۶۶، س ۴۶۷، س ۴۶۸، س ۴۶۹، س ۴۷۰، س ۴۷۱، س ۴۷۲، س ۴۷۳، س ۴۷۴، س ۴۷۵، س ۴۷۶، س ۴۷۷، س ۴۷۸، س ۴۷۹، س ۴۸۰، س ۴۸۱، س ۴۸۲، س ۴۸۳، س ۴۸۴، س ۴۸۵، س ۴۸۶، س ۴۸۷، س ۴۸۸، س ۴۸۹، س ۴۹۰، س ۴۹۱، س ۴۹۲، س ۴۹۳، س ۴۹۴، س ۴۹۵، س ۴۹۶، س ۴۹۷، س ۴۹۸، س ۴۹۹، س ۵۰۰، س ۵۰۱، س ۵۰۲، س ۵۰۳، س ۵۰۴، س ۵۰۵، س ۵۰۶، س ۵۰۷، س ۵۰۸، س ۵۰۹، س ۵۱۰، س ۵۱۱، س ۵۱۲، س ۵۱۳، س ۵۱۴، س ۵۱۵، س ۵۱۶، س ۵۱۷، س ۵۱۸، س ۵۱۹، س ۵۲۰، س ۵۲۱، س ۵۲۲، س ۵۲۳، س ۵۲۴، س ۵۲۵، س ۵۲۶، س ۵۲۷، س ۵۲۸، س ۵۲۹، س ۵۳۰، س ۵۳۱، س ۵۳۲، س ۵۳۳، س ۵۳۴، س ۵۳۵، س ۵۳۶، س ۵۳۷، س ۵۳۸، س ۵۳۹، س ۵۴۰، س ۵۴۱، س ۵۴۲، س ۵۴۳، س ۵۴۴، س ۵۴۵، س ۵۴۶، س ۵۴۷، س ۵۴۸، س ۵۴۹، س ۵۵۰، س ۵۵۱، س ۵۵۲، س ۵۵۳، س ۵۵۴، س ۵۵۵، س ۵۵۶، س ۵۵۷، س ۵۵۸، س ۵۵۹، س ۵۶۰، س ۵۶۱، س ۵۶۲، س ۵۶۳، س ۵۶۴، س ۵۶۵، س ۵۶۶، س ۵۶۷، س ۵۶۸، س ۵۶۹، س ۵۷۰، س ۵۷۱، س ۵۷۲، س ۵۷۳، س ۵۷۴، س ۵۷۵، س ۵۷۶، س ۵۷۷، س ۵۷۸، س ۵۷۹، س ۵۸۰، س ۵۸۱، س ۵۸۲، س ۵۸۳، س ۵۸۴، س ۵۸۵، س ۵۸۶، س ۵۸۷، س ۵۸۸، س ۵۸۹، س ۵۹۰، س ۵۹۱، س ۵۹۲، س ۵۹۳، س ۵۹۴، س ۵۹۵، س ۵۹۶، س ۵۹۷، س ۵۹۸، س ۵۹۹، س ۶۰۰، س ۶۰۱، س ۶۰۲، س ۶۰۳، س ۶۰۴، س ۶۰۵، س ۶۰۶، س ۶۰۷، س ۶۰۸، س ۶۰۹، س ۶۱۰، س ۶۱۱، س ۶۱۲، س ۶۱۳، س ۶۱۴، س ۶۱۵، س ۶۱۶، س ۶۱۷، س ۶۱۸، س ۶۱۹، س ۶۲۰، س ۶۲۱، س ۶۲۲، س ۶۲۳، س ۶۲۴، س ۶۲۵، س ۶۲۶، س ۶۲۷، س ۶۲۸، س ۶۲۹، س ۶۳۰، س ۶۳۱، س ۶۳۲، س ۶۳۳، س ۶۳۴، س ۶۳۵، س ۶۳۶، س ۶۳۷، س ۶۳۸، س ۶۳۹، س ۶۴۰، س ۶۴۱، س ۶۴۲، س ۶۴۳، س ۶۴۴، س ۶۴۵، س ۶۴۶، س ۶۴۷، س ۶۴۸، س ۶۴۹، س ۶۵۰، س ۶۵۱، س ۶۵۲، س ۶۵۳، س ۶۵۴، س ۶۵۵، س ۶۵۶، س ۶۵۷، س ۶۵۸، س ۶۵۹، س ۶۶۰، س ۶۶۱، س ۶۶۲، س ۶۶۳، س ۶۶۴، س ۶۶۵، س ۶۶۶، س ۶۶۷، س ۶۶۸، س ۶۶۹، س ۶۷۰، س ۶۷۱، س ۶۷۲، س ۶۷۳، س ۶۷۴، س ۶۷۵، س ۶۷۶، س ۶۷۷، س ۶۷۸، س ۶۷۹، س ۶۸۰، س ۶۸۱، س ۶۸۲، س ۶۸۳، س ۶۸۴، س ۶۸۵، س ۶۸۶، س ۶۸۷، س ۶۸۸، س ۶۸۹، س ۶۹۰، س ۶۹۱، س ۶۹۲، س ۶۹۳، س ۶۹۴، س ۶۹۵، س ۶۹۶، س ۶۹۷، س ۶۹۸، س ۶۹۹، س ۷۰۰، س ۷۰۱، س ۷۰۲، س ۷۰۳، س ۷۰۴، س ۷۰۵، س ۷۰۶، س ۷۰۷، س ۷۰۸، س ۷۰۹، س ۷۱۰، س ۷۱۱، س ۷۱۲، س ۷۱۳، س ۷۱۴، س ۷۱۵، س ۷۱۶، س ۷۱۷، س ۷۱۸، س ۷۱۹، س ۷۲۰، س ۷۲۱، س ۷۲۲، س ۷۲۳، س ۷۲۴، س ۷۲۵، س ۷۲۶، س ۷۲۷، س ۷۲۸، س ۷۲۹، س ۷۳۰، س ۷۳۱، س ۷۳۲، س ۷۳۳، س ۷۳۴، س ۷۳۵، س ۷۳۶، س ۷۳۷، س ۷۳۸، س ۷۳۹، س ۷۴۰، س ۷۴۱، س ۷۴۲، س ۷۴۳، س ۷۴۴، س ۷۴۵، س ۷۴۶، س ۷۴۷، س ۷۴۸، س ۷۴۹، س ۷۵۰، س ۷۵۱، س ۷۵۲، س ۷۵۳، س ۷۵۴، س ۷۵۵، س ۷۵۶، س ۷۵۷، س ۷۵۸، س ۷۵۹، س ۷۶۰، س ۷۶۱، س ۷۶۲، س ۷۶۳، س ۷۶۴، س ۷۶۵، س ۷۶۶، س ۷۶۷، س ۷۶۸، س ۷۶۹، س ۷۷۰، س ۷۷۱، س ۷۷۲، س ۷۷۳، س ۷۷۴، س ۷۷۵، س ۷۷۶، س ۷۷۷، س ۷۷۸، س ۷۷۹، س ۷۸۰، س ۷۸۱، س ۷۸۲، س ۷۸۳، س ۷۸۴، س ۷۸۵، س ۷۸۶، س ۷۸۷، س ۷۸۸، س ۷۸۹، س ۷۹۰، س ۷۹۱، س ۷۹۲، س ۷۹۳، س ۷۹۴، س ۷۹۵، س ۷۹۶، س ۷۹۷، س ۷۹۸، س ۷۹۹، س ۸۰۰، س ۸۰۱، س ۸۰۲، س ۸۰۳، س ۸۰۴، س ۸۰۵، س ۸۰۶، س ۸۰۷، س ۸۰۸، س ۸۰۹، س ۸۱۰، س ۸۱۱، س ۸۱۲، س ۸۱۳، س ۸۱۴، س ۸۱۵، س ۸۱۶، س ۸۱۷، س ۸۱۸، س ۸۱۹، س ۸۲۰، س ۸۲۱، س ۸۲۲، س ۸۲۳، س ۸۲۴، س ۸۲۵، س ۸۲۶، س ۸۲۷، س ۸۲۸، س ۸۲۹، س ۸۳۰، س ۸۳۱، س ۸۳۲، س ۸۳۳، س ۸۳۴، س ۸۳۵، س ۸۳۶، س ۸۳۷، س ۸۳۸، س ۸۳۹، س ۸۴۰، س ۸۴۱، س ۸۴۲، س ۸۴۳، س ۸۴۴، س ۸۴۵، س ۸۴۶، س ۸۴۷، س ۸۴۸، س ۸۴۹، س ۸۵۰، س ۸۵۱، س ۸۵۲، س ۸۵۳، س ۸۵۴، س ۸۵۵، س ۸۵۶، س ۸۵۷، س ۸۵۸، س ۸۵۹، س ۸۶۰، س ۸۶۱، س ۸۶۲، س ۸۶۳، س ۸۶۴، س ۸۶۵، س ۸۶۶، س ۸۶۷، س ۸۶۸، س ۸۶۹، س ۸۷۰، س ۸۷۱، س ۸۷۲، س ۸۷۳، س ۸۷۴، س ۸۷۵، س ۸۷۶، س ۸۷۷، س ۸۷۸، س ۸۷۹، س ۸۸۰، س ۸۸۱، س ۸۸۲، س ۸۸۳، س ۸۸۴، س ۸۸۵، س ۸۸۶، س ۸۸۷، س ۸۸۸، س ۸۸۹، س ۸۹۰، س ۸۹۱، س ۸۹۲، س ۸۹۳، س ۸۹۴، س ۸۹۵، س ۸۹۶، س ۸۹۷، س ۸۹۸، س ۸۹۹، س ۹۰۰، س ۹۰۱، س ۹۰۲، س ۹۰۳، س ۹۰۴، س ۹۰۵، س ۹۰۶، س ۹۰۷، س ۹۰۸، س ۹۰۹، س ۹۱۰، س ۹۱۱، س ۹۱۲، س ۹۱۳، س ۹۱۴، س ۹۱۵، س ۹۱۶، س ۹۱۷، س ۹۱۸، س ۹۱۹، س ۹۲۰، س ۹۲۱، س ۹۲۲، س ۹۲۳، س ۹۲۴، س ۹۲۵، س ۹۲۶، س ۹۲۷، س ۹۲۸، س ۹۲۹، س ۹۳۰، س ۹۳۱، س ۹۳۲، س ۹۳۳، س ۹۳۴، س ۹۳۵، س ۹۳۶، س ۹۳۷، س ۹۳۸، س ۹۳۹، س ۹۴۰، س ۹۴۱، س ۹۴۲، س ۹۴۳، س ۹۴۴، س ۹۴۵، س ۹۴۶، س ۹۴۷، س ۹۴۸، س ۹۴۹، س ۹۵۰، س ۹۵۱، س ۹۵۲، س ۹۵۳، س ۹۵۴، س ۹۵۵، س ۹۵۶، س ۹۵۷، س ۹۵۸، س ۹۵۹، س ۹۶۰، س ۹۶۱، س ۹۶۲، س ۹۶۳، س ۹۶۴، س ۹۶۵، س ۹۶۶، س ۹۶۷، س ۹۶۸، س ۹۶۹، س ۹۷۰، س ۹۷۱، س ۹۷۲، س ۹۷۳، س ۹۷۴، س ۹۷۵، س ۹۷۶، س ۹۷۷، س ۹۷۸، س ۹۷۹، س ۹۸۰، س ۹۸۱، س ۹۸۲، س ۹۸۳، س ۹۸۴، س ۹۸۵، س ۹۸۶، س ۹۸۷، س ۹۸۸، س ۹۸۹، س ۹۹۰، س ۹۹۱، س ۹۹۲، س ۹۹۳، س ۹۹۴، س ۹۹۵، س ۹۹۶، س ۹۹۷، س ۹۹۸، س ۹۹۹، س ۱۰۰۰، س ۱۰۰۱، س ۱۰۰۲، س ۱۰۰۳، س ۱۰۰۴، س ۱۰۰۵، س ۱۰۰۶، س ۱۰۰۷، س ۱۰۰۸، س ۱۰۰۹، س ۱۰۱۰، س ۱۰۱۱، س ۱۰۱۲، س ۱۰۱۳، س ۱۰۱۴، س ۱۰۱۵، س ۱۰۱۶، س ۱۰۱۷، س ۱۰۱۸، س ۱۰۱۹، س ۱۰۲۰، س ۱۰۲۱، س ۱۰۲۲، س ۱۰۲۳، س ۱۰۲۴، س ۱۰۲۵، س ۱۰۲۶، س ۱۰۲۷، س ۱۰۲۸، س ۱۰۲۹، س ۱۰۳۰، س ۱۰۳۱، س ۱۰۳۲، س ۱۰۳۳، س ۱۰۳۴، س ۱۰۳۵، س ۱۰۳۶، س ۱۰۳۷، س ۱۰۳۸، س ۱۰۳۹، س ۱۰۴۰، س ۱۰۴۱، س ۱۰۴۲، س ۱۰۴۳، س ۱۰۴۴، س ۱۰۴۵، س ۱۰۴۶، س ۱۰۴۷، س ۱۰۴۸، س ۱۰۴۹، س ۱۰۵۰، س ۱۰۵۱، س ۱۰۵۲، س ۱۰۵۳، س ۱۰۵۴، س ۱۰۵۵، س ۱۰۵۶، س ۱۰۵۷، س ۱۰۵۸، س ۱۰۵۹، س ۱۰۶۰، س ۱۰۶۱، س ۱۰۶۲، س ۱۰۶۳، س ۱۰۶۴، س ۱۰۶۵، س ۱۰۶۶، س ۱۰۶۷، س ۱۰۶۸، س ۱۰۶۹، س ۱۰۷۰، س ۱۰۷۱، س ۱۰۷۲، س ۱۰۷۳، س ۱۰۷۴، س ۱۰۷۵، س ۱۰۷۶، س ۱۰۷۷، س ۱۰۷۸، س ۱۰۷۹، س ۱۰۸۰، س ۱۰۸۱، س ۱۰۸۲، س ۱۰۸۳، س ۱۰۸۴، س ۱۰۸۵، س ۱۰۸۶، س ۱۰۸۷، س ۱۰۸۸، س ۱۰۸۹، س ۱۰۹۰، س ۱۰۹۱، س ۱۰۹۲، س ۱۰۹۳، س ۱۰۹۴، س ۱۰۹۵، س ۱۰۹۶، س ۱۰۹۷، س ۱۰۹۸، س ۱۰۹۹، س ۱۱۰۰، س ۱۱۰۱، س ۱۱۰۲، س ۱۱۰۳، س ۱۱۰۴، س ۱۱۰۵، س ۱۱۰۶، س ۱۱۰۷، س ۱۱۰۸، س ۱۱۰۹، س ۱۱۱۰، س ۱۱۱۱، س ۱۱۱۲، س ۱۱۱۳، س ۱۱۱۴، س ۱۱۱۵، س ۱۱۱۶، س ۱۱۱۷، س ۱۱۱۸، س ۱۱۱۹، س ۱۱۲۰، س ۱۱۲۱، س ۱۱۲۲، س ۱۱۲۳، س ۱۱۲۴، س ۱۱۲۵، س ۱۱۲۶، س ۱۱۲۷، س ۱۱۲۸، س ۱۱۲۹، س ۱۱۳۰، س ۱۱۳۱، س ۱۱۳۲، س ۱۱۳۳، س ۱۱۳۴، س ۱۱۳۵، س ۱۱۳۶، س ۱۱۳۷، س ۱۱۳۸، س ۱۱۳۹، س ۱۱۴۰، س ۱۱۴۱، س ۱۱۴۲، س ۱۱۴۳، س ۱۱۴۴، س ۱۱۴۵، س ۱۱۴۶، س ۱۱۴۷، س ۱۱۴۸، س ۱۱۴۹، س ۱۱۵۰، س ۱۱۵۱، س ۱۱۵۲، س ۱۱۵۳، س ۱۱۵۴، س ۱۱۵۵، س ۱۱۵۶، س ۱۱۵۷، س ۱۱۵۸، س ۱۱۵۹، س ۱۱۶۰، س ۱۱۶۱، س ۱۱۶۲، س ۱۱۶۳، س ۱۱۶۴، س ۱۱۶۵، س ۱۱۶۶، س ۱۱۶۷، س ۱۱۶۸، س ۱۱۶۹، س ۱۱۷۰، س ۱۱۷۱، س ۱۱۷۲، س ۱۱۷۳، س ۱۱۷۴، س ۱۱۷۵، س ۱۱۷۶، س ۱۱۷۷، س ۱۱۷۸، س ۱۱۷۹، س ۱۱۸۰، س ۱۱۸۱، س ۱۱۸۲، س ۱۱۸۳، س ۱۱۸۴، س ۱۱۸۵، س ۱۱۸۶، س ۱۱۸۷، س ۱۱۸۸، س ۱۱۸۹، س ۱۱۹۰، س ۱۱۹۱، س ۱۱۹۲، س ۱۱۹۳، س ۱۱۹۴، س ۱۱۹۵، س ۱۱۹۶، س ۱۱۹۷، س ۱۱۹۸، س ۱۱۹۹، س ۱۲۰۰، س ۱۲۰۱، س ۱۲۰۲، س ۱۲۰۳، س ۱۲۰۴، س ۱۲۰۵، س ۱۲۰۶، س ۱۲۰۷، س ۱۲۰۸، س ۱۲۰۹، س ۱۲۱۰، س ۱۲۱۱، س ۱۲۱۲، س ۱۲۱۳، س ۱۲۱۴، س ۱۲۱۵، س ۱۲۱۶، س ۱۲۱۷، س ۱۲۱۸، س ۱۲۱۹، س ۱۲۲۰، س ۱۲۲۱، س ۱۲۲۲، س ۱۲۲۳، س ۱۲۲۴، س ۱۲۲۵، س ۱۲۲۶، س ۱۲۲۷، س ۱۲۲۸، س ۱۲۲۹، س ۱۲۳۰، س ۱۲۳۱، س ۱۲۳۲، س ۱۲۳۳، س ۱۲۳۴، س ۱۲۳۵، س ۱۲۳۶، س ۱۲۳۷، س ۱۲۳۸، س ۱۲۳۹، س ۱۲۴۰، س ۱۲۴۱، س ۱۲۴۲، س ۱۲۴۳، س ۱۲۴۴، س ۱۲۴۵، س ۱۲۴۶، س ۱۲۴۷، س ۱۲۴۸، س ۱۲۴۹، س ۱۲۵۰، س ۱۲۵۱، س ۱۲۵۲، س ۱۲۵۳، س ۱۲۵۴، س ۱۲۵۵، س ۱۲۵۶، س ۱۲۵۷، س ۱

آج رہائی عمل کا شریں جس سے وہاں اس برسوں میں ۱۰۶۰ سے کمزورے ہیں۔ (نکس، رقی، حرفیاریاب، لہ حرفیاریاب،
پاکستان) ۱۹۹۱، ناشر مکتبہ انیال، کراچی
(مکالمہ)

ہوا کے پردے میں کون ہے جو چرخ کی لہر سے فیتہ۔
کوئی تو ہو گا
جو طالعہ انتساب پرنا کے وقت کی رو سے مکتبہ ہے
کوئی تو ہو گا
عجب کورمز نور کتاب ہے
کوئی تو ہو گا
"کوئی نہیں ہے
کیس نہیں ہے
یہ فرش بقیوں کے، فرش گمانوں کے، دھبے میں جو ہر سہلی سے صعب انتہا لیتے ہیں
اس کو اندر سے مار دیتے ہیں"
"تو کون ہے وہ جو لوح آب و اہل پہ سورج کو شہد کرنا ہے اور بارش اچھا ہے
جو بادلوں کو سندروں پر کشید کرنا ہے اور طعن صدف میں نور شہد وصال ہے
وہ رنگ میں آگ، آگ میں رنگ، رنگ میں روشنی کے امکاں رکھنے والا
وہ خاک میں صوت، صوت میں حرف، حرف میں زندگی کے سامان رکھنے والا
نہیں کوئی ہے
کیس کوئی ہے
کوئی تو ہو گا"

۳۶

مرا شرف کہ تو مجھے جواز افکار دے — — — تیر شہر علم ہوں، زکوة اعتبار دے
میں جیسے نیسے لہلے پھولے لفظ گز کے آگیا — — — کہ اب یہ تیر اکام ہے نگار دے سنوار دے
ترے کرم کی بادشہں سے مارے پانچ کھل اٹھیں — — — ہوئے میر، تفرقوں کا سارا زہر مار دے
قیامتیں گزر رہی ہیں کوئی ششورہ کھج — — — وہ ششورہ جو لو میں روشنی ابھر دے
وہ آفتاب کھج، جس کی تابشیں لہ تلک — — — میں داو خواہ از ہوں، چڑائے انتظار دے

۳۸، سہم دوم

نعت

اپنے آقا کے مدینے کی طرف دیکھتے ہیں — — — دل الٹا ہے تو سینے کی طرف دیکھتے ہیں

اب یہ دنیا مجھے چاہے اسے دیکھے سر سبز — ہم تو جس ایک سفینے کی طرف دیکھتے ہیں
 مہرِ آسودگیؑ ہاں ہو کہ دورِ دیار — ان رحمت کے خزینے کی طرف دیکھتے ہیں
 بہر تقدیرِ شد ہمدؑ نسبتِ عشاق — سرِ خاتم کے چہنے کی طرف دیکھتے ہیں
 دیکھنے والوں نے دیکھے ہیں وہ آشفۃ حرائج — جو حرم سے بھی مچے کی طرف دیکھتے ہیں

ص ۳۰، ج ۱، دیباچہ

پروفیسر خلیل صدیقی
ریاست انجمن اہل سنت و جماعت
ڈیڑہا پور، جہلم، پاکستان

تشکر

سید قمر زیدی کی بہتر ان معنائات و توجہات کا نہایت شکریہ

لیکن

”کیا حرف تشکر ہے ان کی محنتوں کا اعتراف و اظہار ممکن ہے“



جناب صبیح رحمانی نے بعض ضروری کتب کی ترسیل مشاورت اور

مراحل طاعت و اشاعت میں جو بہرہ و اعانت فرمائی ہے

اس پر ذلی اظہار ممنونیت



جناب سرور ازہد کی ذاتی توجہ لگاتار محنت اور اعلیٰ مہارت

اس مقالے کے حرف حرف سے نمایاں ہے

کس منہ سے شکر کہجیے اس لطف خاص کا

ڈاکٹر عاصی کرنالی